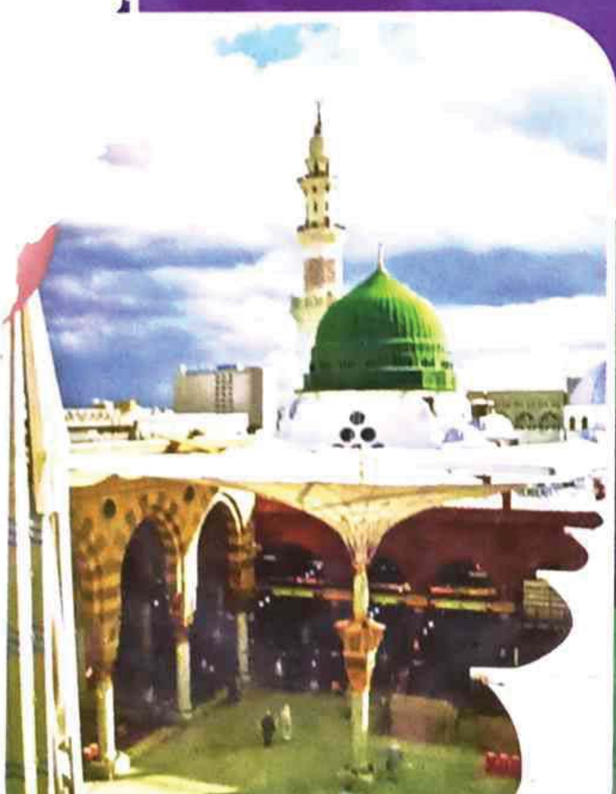
مثالی نوجوان

مولانا ہارون معاویہ مدظلہ
فاضل دارالعلوم بنوری ٹاؤن کراچی



مکتبۃ الحق
ماڈرن ڈیری جوگیشوری ممبئی

مثالی نوجوان

مؤلف
مولوی محمد ہارون معاویہ
جامعہ علوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی

تقریظ
ڈاکٹر مفتی نظام الدین شامزئی صاحب مدظلہم

مکتبہ الحق
ماڈرن ڈیری، جوگیشوری، ممبئی ۱۰۲

تفصیلات

کتاب کا نام	:	مثالی نوجوان
مرتبہ ومؤلفہ	:	مولانا محمد ہارون معاویہ
		جامعہ علوم الاسلامیہ، بنوری ٹاؤن، کراچی
باہتمام	:	محمد ارشد قاسمی
صفحات	:	۵۲۸
طبع اول	:	اپریل ۲۰۰۴ء
قیمت	:	

ناشر

مکتبہ الحق

ماڈرن ڈیری، جوگیشوری، ممبئی ۱۰۲

انتساب

مجھے اپنی جان سے زیادہ عزیز
میرے پیارے والدین کے نام
جن کے دل لیل ونہار میری سلامتی اور
خیرخواہی کے لئے تڑپتے رہے۔
جن کا وجودِ باسعود آج بھی میرے
لئے شادمانی کا باعث ہے۔
انہی کی محبت سے میرے دل میں
بہار ہے اورزندگی میں قرار ہے

محمد ہارون معاویہ

پسند اپنی اپنی ذوق اپنا اپنا

دل کا ہر داغ تبسم میں چھپا رکھا ہے
ہم نے ہر غم کو غمِ یار بنا رکھا ہے
نوکِ ہر خار سے پوچھو وہ گواہی دیں گے
ہم نے کانٹوں میں بھی گلزار کھلا رکھا ہے
خود مِرے دل نے تراشے ہیں غموں کے پیکر
مِرے مولیٰ نے تو ہر غم سے بچا رکھا ہے

ذکی کیفیؔ

اجمالی فہرست

تفصیلی فہرست

تیسری فصل نوجوان اور جذبہ خدمت خلق ۱۳۸

پانچویں فصل نوجوان اور توبہ واستغفار کا التزام

پانچواں باب

DR. M. NIZAMUDDIN SHAMZAI
Professor of Hadees:
JAMIAT-UL-ULOOM-UL-ISLAMIA
Allama Banori Town, Karachi Ph. 4918314

ڈاکٹر مفتی نظام الدین شامزئی
شیخ الحدیث جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی
فون ۴۹۱۸۳۱۴

Ref ___ ____ تاریخ ________

الحمدللّٰہ رب العٰلمین والصلوٰة والسلام علی سیدالمرسلین

وعلی آلہ واصحابہ اجمعین . امابعد

''نوجوان'' نظام کائنات کا معمار اور محور ہے۔ اگر دنیا کے نظام میں نوجوان کا کردار محدود یا نابود ہوجائے تو دنیا طفولیت کی ناسمجھی ولاپرواہی اور کبرسنی کی مایوسی اور ضعف ونحافت کا مجموعہ بن کے رہ جائے گی۔ دنیا کے ہر نظم ونسق کا اور تحریک وتنظیم کا مدار ''نوجوان'' ہی ہے۔ اس لئے ہر دور میں یہ ضرورت محسوس کی گئی کہ ''نوجوان'' کو اس کے مقام سے روشناس کرایا جائے اور اس کو اس کے عالی کردار سے وابستہ کیا جائے اور اس کے مقام وکردار کے منافی رذائل سے دور رکھنے کی کوشش کی جائے۔ اگر ہم اپنے اکابر کے شاندار ماضی کا مطالعہ کریں تو اس ضرورت اور اہمیت کا یقینی احساس ہوگا۔ بالخصوص حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کے افکار اور ان کے شاگرد رشید مولانا عبید اللہ سندھی رحمہ اللہ کی خاص انقلابی کوششوں میں اس ضرورت واہمیت کا ادراک بھی شامل ہے۔

اس لئے ہمارے نوجوانوں پر ایک تو اپنے اکابر کی تاریخ سے وابستگی ضروری ہے دوسرے یہ کہ اکابر کے فکر وعمل کی اتباع کے ساتھ ساتھ ''نوجوان'' کے شایان شان اوصاف وآداب سے آراستہ ہونا بھی ''جوانی'' کا حق ہے۔

اسی گوشہ کے چند پہلوؤں پر مولوی محمد ہارون معاویہ میرپوری متعلم دورہ حدیث، نے ادب وسلاست کی چاشنی کے ساتھ بڑے اچھے انداز میں ''مثالی نوجوان'' کے نام سے یہ مجموعہ مرتب فرمایا ہے فاضل نوجوان کی یہ کوشش حوصلہ افزائی کی مستحق ہے

،ہمارے ہر نوجوان کو چاہیے کہ وہ تدریس وتعلیم ،تقریر وتحریر، یا تصنیف وتالیف میں سے کسی ایک موضوع سے لازمی وابستگی رکھے۔اور اس میں کمال ورسوخ کیلئے عملی تربیت ومشق بھی کرے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ عزیزم مولوی محمد ہارون معاویہ اور ان کے ساتھیوں کو کردار کی جوانی وجولانی میں ترقی نصیب فرمائے۔اور ان کی اس کوشش کو اپنی جناب میں منظور ومقبول فرمائے اور قارئین کو زیادہ سے زیادہ استفادہ کی توفیق بخشے،آمین بحرمۃ النبی الکریم علیہ وعلیٰ آلہ الصلوۃ والتسلیم۔

فقط والسلام

۱۲/۳/۱۴۲۴ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض مؤلف

تاریخ کے اوراق گواہ ہیں کہ ہر دور میں معاشروں کی تعمیر میں نوجوانوں کا ایک اہم کردار رہا ہے۔ جب جب انسانی بنجر زمین کو سر سبز و شاداب کرنے کے لئے اس میں خون بہانے کی ضرورت پیش آئی تو یہی نوجوان میدانِ عمل میں آئے، ان ہی جواں دل شہزادوں نے اپنے لہو سے ویرانوں کو شاد و آباد کیا، یہی تھے جو رزم گاہ حیات میں، نظریہ وافکار اور علم و عمل کے مختلف میدانوں میں کوشاں رہے، انہوں نے اپنے ذوقِ عمل اور عزم و ہمت کے جذبات کی انگیخت سے وہ کارنامہ ہائے سرانجام دیئے جو رہتی دنیا تک فراموش نہ کیئے جاسکیں گے۔ ایسے ہی ہر نوجوان کے لئے علامہ اقبالؒ بھی اپنے رنگ میں یوں نغمہ فشاں ہیں کہ۔ع۔

خاکی و نوری نہاد بندہ مولیٰ صفات
ہر دوجہاں سے غنی اس کا دل بے نیاز
اس کی امیدیں قلیل اس کے مقاصد جلیل
اس کی ادادل فریب اس کی نگاہ دل نواز
نرم دمِ گفتگو گرم دمِ جستجو
رزم ہو یا بزم پاک دل و پاکباز
اس کے زمانے عجیب اس کے فسانے غریب
عہد کہن کو دیا اس نے پیام رحیل
ساقی اربابِ ذوق ، فارس میدانِ شوق
بادہ ہے اس کا رحیق ، تیغ ہے اس کی اصیل

غرض نوجوانوں کا کردار جس طرح ہر دور میں نرالا رہا ہے اسی طرح ان کی شان بھی سب سے انوکھی اور نرالی رہی۔ لیکن یہ سب اس وقت تک قائم رہا جب تک نوجوانوں کے

سامنے اپنی زندگی کا ایک بلند مقصد تھا، جب تک ان کے دل دنیا کی محبت سے ہٹ کر اپنے پروردگار کی محبت سے سرشار تھے لیکن جب یہی نوجوان دنیاوی عیش پرستی اورنفسانی خواہشات کی دوڑ میں شامل ہوکر شاہراہ مستقیم سے بھٹکے تو ان کا کردار مسخ ہوتا چلا گیا اور یہ قعر متزلزل میں گرتے چلے گئے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ نوجوانان اسلام کے کردار کوخراب کرنے میں اسلام دشمن قوتوں نے بھرپور کام کیا بالخصوص ان نوجوانوں کے اخلاق اوردینی وملی غیرت کوتباہ کرنے میں انہوں نے کوئی کسرنہیں چھوڑی کیونکہ اسلام دشمن قوتیں اس بات سے بخوبی احسن اگاہ ہیں کہ قوم کی عمارت سنبھالنے والے ستون یہی نوجوان ہوتے ہیں، اگرانہیں عیش وعشرت میں لگا کر اندر سے کھوکھلا کر دیا جائے تو بقیہ عمارت کا خود بخود کھوکھلا ہوجانا لازمی امر ہے۔ اس لئے سوچے سمجھے منصوبے کے تحت نوجوانان اسلام کودنیا کی خرمستیوں میں مگن کر دیا گیا تا کہ جب جب اسلام کے خلاف محاذ کھولا جائے تو یہ میدان عمل میں آنے کے بجائے عیش ومستی میں ڈوبے رہیں اور بلاشبہ دشمنان اسلام اس سازش کوعملی جامہ پہنانے میں ایک حد تک کامیاب بھی رہے، جس کے نتیجے میں اسلامی سلطنتیں سمٹی رہیں اور وہ تلوار جسے غیروں پر چلنا تھا آپس میں ایک دوسرے پر چلنے لگی۔

لیکن الحمدللہ علماء کرام نے ہر کٹھن سے کٹھن دور میں اپنی ذمہ داریوں کو پورا کیا ہے اور آج بھی پورا کر رہے ہیں تعلیم وتدریس، دعوت وتبلیغ، تقریروتحریر اور تصنیف وتالیف کے ذریعے امت کی راہنمائی کرنا انھوں نے اپنا فریضہ سمجھا چنانچہ علماء کرام نے نوجوانوں پر محنت شروع کی، انہیں ان کا مقصد سمجھایا اورانہیں ان کی ذمہ داریوں کا احساس دلایا جسکے نتیجے میں سینکڑوں نوجوان راہ راست پر آئے اورالحمدللہ آج بھی تبلیغ ودعوت اورتصنیف وتالیف کے ذریعے نوجوانانِ اسلام ایک بار پھر اسلامی عمارت کے ستونوں کوتھامنے کے قابل ہوتے جارہے ہیں اور یہ خوش آئند بات ہے، اللھم زدفزد۔

یوں تو نوجوانوں کی راہنمائی کے لئے بہت سی کتب مل جاتی ہیں لیکن ایسی کوئی کتاب جوقرآن وحدیث کی روشنی میں خصوصًا نوجوانوں کے لئے لکھی گئی ہوکہ جس میں وہ تمام چیزیں موجود ہوں جو اس پُرآشوب دور میں نوجوانوں کے لئے مشعل راہ ثابت ہوسکیں تقریبا کہیں نظر سے نہیں گزری۔ چنانچہ اس ضرورت کومدنظر رکھتے ہوئے بندہ نے اس

مجموعے کو ترتیب دینے کا ارادہ کیا اور پھر اللہ تعالیٰ کا فضل اور ساتھیوں کا تعاون شامل حال رہا جس کے نتیجے میں یہ ایک ضخیم کتاب بنکر آپ کے ہاتھوں میں پہنچ گئی۔

اس کتاب کو میں نے پانچ ابواب پر تقسیم کیا ہے پہلے باب میں انسانی زندگی کے مختلف دور اور ماضی میں نوجوانوں کے کارناموں کا مختصر تذکرہ کیا ہے۔

دوسرے باب میں دس ایسی اہم اور بنیادی صفات کو بالتفصیل لکھا ہے جو ہر نوجوان کی اہم ترین ضرورت ہیں جن کے حصول کے بغیر نوجوانان اسلام اپنی گم گشتہ دولت اور قدر و منزلت حاصل نہیں کر سکتے۔

تیسرے باب میں کچھ ایسے بُرے امراض کی نشاندہی کرنے کی کوشش کی گئی ہے جو انسان دشمن قوتوں کی سازشوں کی بدولت آج کے نوجوانوں میں بکثرت پائے جاتے ہیں امید ہے نوجوان ان امراض کے سخت ترین نقصانات پڑھکر اپنی جوانی کے قیمتی لمحات کو برباد ہونے سے بچا سکیں گے۔

چوتھے باب میں کچھ ایسے مختلف مضامین رقم کیئے گئے ہیں جو نوجوانوں سے ہی متعلق ہیں ان کا مطالعہ بھی انشاء اللہ انتہائی سودمند ہوگا۔

اور پانچویں اور آخری باب میں گمنام نوجوانوں کے چند واقعات شامل کیئے ہیں جن میں آج کے نوجوانوں کے لئے بہت سے سبق اور عبرت کے سامان پوشیدہ ہیں، یہ واقعات نوجوانوں کے لئے بہترین مشعل راہ ثابت ہو سکتے ہیں۔ الغرض اس کتاب میں میں نے ہر وہ چیز شامل کرنے کی کوشش کی ہے جو اخلاق کی پختگی اور کردار کی تعمیر میں آج کے اس پُرفتن دور میں ہر نوجوان کی اہم ضرورت ہے۔ مجھے اپنے اللہ وحدہ لاشریک لہٗ کی عالی ذات سے قوی امید ہے کہ اس کے فضل سے یہ کتاب ہم میں سے ہر نوجوان کے لئے اچھی راہنما ثابت ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

آخر میں ضروری ہے کہ میں اپنے مخلص ساتھیوں کا شکریہ ادا کرتا چلوں جن میں سرفہرست میرے عظیم اور مخلص دوست، میرے محسن اور خاص معاون جناب محمد سفیان بلندی صاحب جن کی رغبت اور شوق دلانے پر ہی میں نے اس کام کا بیڑہ اٹھایا اور وقتاً فوقتاً ان کے قیمتی مشورے میرے شامل حال رہے اور جناب عبدالرشید صاحب کے مشوروں سے بھی کافی مدد ملی۔ اسی طرح جناب محمد وقاص صاحب اور جناب

نعمت اللہ صاحب کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہوں گا کہ ان دو احباب نے مسودہ صاف کرنے میں تعاون کیا اللہ تعالیٰ ان سمیت میرے ان تمام ساتھیوں کو جنہوں نے دامے درمے سخنے قلمے کسی بھی طرح میرا تعاون کیا جزائے خیر عطا فرمائے اوران سے اپنے دین کا بھرپور کام لے۔آمین

اب آخر میں محترم قارئین سے گزارش ہے کہ وہ مجھے ،میرے والدین اوراساتذہ کرام کواپنی دعاؤں میں ضرور شامل رکھیں۔اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی وناصر ہو۔آمین

فقط والسلام

محمد ہارون معاویہ متعلم جامعہ بنوری ٹاؤن کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پہلا باب......انسانی زندگی

پہلی فصل......انسانی زندگی اور مختلف ادوار

انسانی حیات مختلف مراحل اور مختلف ادوار سے گزر کر اختتام پزیر ہوتی ہے۔

انسان جب ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے تو ''جنین'' کہلاتا ہے۔

جب پیدا ہو جائے تو ''ولید'' کہلاتا ہے۔

پھر پانچ دن تک ''صدیغ'' کہلاتا ہے۔

اس کے بعد سے لیکر دودھ چھڑانے تک ''رضیع'' کہلاتا ہے۔

جب دودھ چھڑا دیا جائے تو ''فطیم'' کہلاتا ہے۔

جب دودھ کی طلب ختم ہو جائے تو ''جموش'' کہلاتا ہے۔

جب دودھ کے دانت گر جائیں تو ''مثغور'' کہلاتا ہے۔

دانت گرنے کے بعد نئے دانت آ جائیں تو ''متغر'' کہلاتا ہے۔

بلوغت سے پہلے ''صبی'' کہلاتا ہے۔

بلوغت کے قریب ہو جائے تو ''مراہق'' کہلاتا ہے۔

بالغ ہو جانے کے بعد ''شاب'' کہلاتا ہے۔

بلوغت کے بعد صحیح قوت آ جائے تو ''حزور'' کہلاتا ہے۔

تیس (۳۰) سال کی عمر تک ''نوجوان'' کہلاتا ہے۔

تیس (۳۰) سال سے لے کر چالیس (۴۰) سال تک ''جوان'' کہلاتا ہے۔

جب سر کا بعض حصہ سفید ہو جائے تو ''مخلس'' کہلاتا ہے۔

پورے سر پر سفیدی چھا جائے تو ''اشمط'' کہلاتا ہے۔

چالیس سال سے لے کر پچاس سال تک ''ادھیڑ عمر'' کہلاتا ہے۔

پچاس سال کی عمر والا ''شیخ'' کہلاتا ہے۔

پچاس سال سے لے کراسی سال تک ''حرم'' کہلاتا ہے۔
اور پھر اس کے بعد کی عمر میں ''ہم'' کہلاتا ہے۔
(تفصیل کے لئے دیکھیں فقہ اللغۃ وسر العربیۃ)

یہ تمام ادوار انسانی زندگی میں آتے ہیں اور جسے خالقِ ذوالجلال کی جانب سے آخر حد یعنی ''ہم'' تک زندہ رہنے کی اجازت مل جائے تو اسے یقیناً ان تمام مراحل سے گزر کر جانا ہے اور پھر بالآخر انسان قبر کی پاتال میں جائے گا۔

صبح ہوتی ہے شام ہوتی ہے
زندگی یوں ہی تمام ہوتی ہے

انسانی زندگی کے تین دور

انسانی زندگی کے مذکورہ ان تمام ادوار میں تین دور قابل ذکر ہیں۔
بچپن جوانی اور بڑھاپا۔

ہماری اس کتاب کا موضوع دوسرے دور جوانی سے متعلق ہے قبل اس کے کہ ہم اپنے اصل موضوع پر گفتگو کریں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ بچپن اور بڑھاپے پر مختصر کلام کر کے آگے بڑھا جائے۔

دورِاول بچپن

انسانی زندگی کا یہ دور ایک معصوم دور ہوتا ہے خداوندقدوس نے نظام ہی ایسا بنایا ہے کہ جب انسان جنم لیتا ہے تو دو بازو اس کو تھامنے کے لئے بے تاب ہوتے ہیں۔ ماں کی ممتا اس کی خوراک پورا کرنے کے لئے اس کے منہ میں خونِ جگر نچوڑنے کو بے قرار ہوتی ہے۔ باپ کے کندھے اس کا بوجھ اٹھانے کو ہمہ وقت تیار اور مستعد رہتے ہیں علاوہ ازیں کتنی اور پیار کرنے والی نگاہیں اور کتنے اٹھانے والے ہاتھ اور کتنی لوریاں دینے والے بازو اس کے لئے موجود ہوتے ہیں، وہ مسکراتا ہے تو اس کی مسکراہٹ سے کتنی جاندار مسکراہٹیں جنم لیتی ہیں، وہ روتا ہے تو اس کے رونے سے کتنے ہی دل بے قرار ہو جاتے ہیں پھر انہی لوریوں، چاہتوں اور پیار و محبت کی دنیا میں پروان چڑھتے ہوئے وہ لڑکپن کی

عمر کو پہنچ جاتا ہے۔ بچپن سے لڑکپن تک کی اس عمر میں انسان اپنے اچھے بھلے کی تمیز نہیں کر پاتا اس کا زیادہ وقت کھیل کود میں صرف ہوتا ہے کھیل سے زیادہ اسے اور کوئی شئی عزیز نہیں ہوتی لیکن حقیقت یہ ہے کہ انسان کی اچھی اور بری تربیت کا زمانہ بھی ہوتا ہے اسی دور میں انسان کی عادات بنتی بھی ہیں اور بگڑتی بھی ہیں۔

اس بچپن کے دور میں بڑا موثر اور جاندار کردار بچے کے والدین کو ادا کرنا ہوتا ہے۔ بچپن کی نشونما سے لے کر ابتدائی تعلیم تک کی نگرانی و نگہبانی پر اسلام نے ماں باپ کی ڈیوٹی لگائی ہے کیونکہ زندگی کے اس دور میں بچے کا ماوی وملجا، مرجع ومرکز، راحت وآرام، دکھ سکھ، تکلیف و درد سب ہی کچھ الغرض کل کائنات ماں باپ ہی ہوتے ہیں علامہ اقبال نے انسانی زندگی کے اسی دور سے متعلق کہا تھا کہ۔

تھے دیار نو زمین و آسماں میرے لئے
وسعتِ آغوشِ مادر اک جہاں میرے لئے
تھی ہر اک جنبش نشان لطف جاں میرے لئے
حرف بے مطلب تھی خود میری زباں میرے لئے

دورِ ثالث بڑھاپا

انسانی زندگی کا تیسرا دور بڑھاپے کا دور ہے اور اس دور کی ابتدا عمر کی چالیس بہاریں گزرنے کے بعد ہوتی ہے اس سے قبل تک انسانی زندگی جوان شمار کی جاتی ہے۔ اس دور کو بہار کے بعد خزاں کا زمانہ تصور کیا جاسکتا ہے اس دور میں ساری انسانی تمنائیں آہستہ آہستہ دم توڑتی جاتی ہیں، توانا انگڑائیاں معدوم ہوجاتی ہیں، دنیاوی خواہشات کا سلسلہ دھیرے دھیرے ٹوٹ کر بکھرنا شروع ہوجاتا ہے، موت کا سایہ دن بدن اسے اپنے قریب سرکتا محسوس ہوتا ہے سفید بال چہرے اور ہاتھوں کی جھریاں اسے موت کا پیغام سناتی رہتی ہیں، بڑھاپے کا یہ دور کٹھن اور تکلیف دہ دور ہے اس دور میں انسان کے قوائے عمل بوسیدہ اور اعضاء وجوارح شل ہوکر رہ جاتے ہیں اور نوبہ نو بیماریاں ہمہ تن متوجہ رہتی ہیں الغرض یہ وہ دور ہے جس میں انسان دوسرے کا محتاج ہوجاتا ہے بقول شخصے۔

زندگی یوں تو ہمیشہ پریشان سی تھی
اب تو ہر سانس گراں بار ہوئی جاتی ہے

اس دور میں زندگی کی شمع فروزاں کسی بھی پل بجھنے کو بے قرار و بے تاب ہوتی ہے، زندگی کا ہر سانس گزشتہ نغموں کا اداس مزار معلوم ہوتا ہے اکبرالہٰ آبادی نے اسی منزل پر آکر اعلان کیا تھا کہ۔

بہار عمر جب آخر ہوئی واپس نہیں آتی
درخت اچھے کہ پھلتے ہیں نئے سرے سے جواں ہوکر
ضعیفی زور پر آئی ہوئے بے دست و پا اکبر
کیا بچوں سے بدتر ہم کو پیری نے جواں ہوکر

دوسرا اور اہم ترین دور جوانی

انسانی زندگی کا سب سے اہم ترین دور جوانی کا دور ہوتا ہے اس دور میں انسان کے اندر نشاط وچستی اور طاقت وقوت کا ایک لاوا پک رہا ہوتا ہے۔ایک خطرناک جسدی طاقت اسے کچھ کر گزرنے پر مجبور کر رہی ہوتی ہے اس دوران نفسانی خواہشات انسان کو بہکانے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔مشہور مقولہ ہے کہ ''جوانی ہے مستانی'' جوانی آتی ہے تو اپنے ساتھ خواہشات اور نئی نئی امنگوں کے جذبات اور آرزوؤں کے ہزاروں طوفان لاتی ہے۔اس وقت زندگی کی ساری خرمستیاں بام عروج پر ہوتی ہیں۔

بقول ایک دانا کے جوانی کے سیلاب کا ایک تھپیڑا عقل وخرد کی ناؤ کو ٹکڑے ٹکڑے کردینے کی طاقت رکھتا ہے۔

تھا لڑکپن قہر اب آیا شباب
یہ قیامت پر قیامت اور ہے

اس دور میں انسان کو ایک ایک قدم پھونک پھونک کر رکھنے کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔یہی وہ دور ہے جس میں انسان اپنی آنے والی زندگی کا رخ متعین کرتا ہے اگر صحبت صالح میسر آجائے تو اس کا رخ خیر وبھلائی کی طرف ہوجاتا ہے اور وہ ترقی کے زینوں کو

عبور کرتا ہوا منزل مقصود کی جانب رواں دواں رہتا ہے اور اعتدال مزاجی، متانت و سنجیدگی، امانت وصداقت، دوستانِ الٰہی کے ساتھ نرم خوئی، حسن تربیت اور راست گفتار اور اخلاص جیسے فضائل ومحاسن سے آراستہ پیراستہ ہوکر ملت کی ترقی اور معاشرے کی اصلاح کے لئے مثالی کارنامہ ہائے سرانجام دیتا ہے۔

اور اگر اس اہم ترین دور میں انسان شیطان کے دھوکے میں آکر اپنی جوانی اور جوانی کی طاقت کا غلط استعمال شروع کردے تو اس کا رخ شر وفساد اور رزیل کاموں کی طرف ہوجاتا ہے اور پھر توہمات ورسومات، بدعات وخرافات، منشیات ومنکرات جیسی قباحتیں اس کے رگ وپے میں سرایت کرجاتی ہیں اور وہ اپنی جوانی کے نشے میں اپنے ہاتھوں اپنی زندگی کو تباہ کرتا رہتا ہے۔

عقلمند انسان وہ ہے جو اپنی جوانی کی قدر کرے اور اس کے حفاظت کرکے دین ودنیا کی فلاح کا حقدار بن جائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو زندگی کے اس اہم ترین دور کی حفاظت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

معاشرے میں نوجوانوں کی اہمیت:

نوجوانوں کے بغیر آج تک کوئی تحریک کامیاب ہوسکی ہے اور نہ ہوسکے گی انہی نوجوانوں کی وجہ سے قومیں بنتی بھی ہیں بگڑتی بھی ہیں، ملک آباد ہوکر ویران بھی ہوتے ہیں۔ انہی کی وجہ سے معاشروں کی تعمیر بھی ہوتی ہے اور تخریب بھی۔ درحقیقت نوجوان قوموں کی پونجی، ملت کی طاقت وحشمت کے طاقتور ستون اور وطن کے لئے کارآمد ذخیرہ ہوتے ہیں۔

تاریخ کے اوراق گواہ ہیں کہ اصلاح امت کی دعوت کا کام ہو یا ظالم سرکشوں سے لڑنے کا فریضہ ہوا انہی جوانوں کے ہاتھوں انجام پایا۔ یہی نوجوان روشن مشعل کو اٹھانے والے، مضبوط بنیادوں کو کھڑا کرنے والے، تاریخ کے رخ کو بدل دینے اور مجموعہ انسانیت کے ستونوں کو اٹھانے والے تھے جن کے خون میں انقلاب کی روح دوڑتی رہی جو ظالموں کے شکنجوں سے ابن آدم کو بچاتے رہے۔

آج کے نوجوان بھی خدارا اپنی حیثیت کو پہچانیں دنیا کی چندروزہ عیش وعشرت کو چھوڑ کر اپنے اصل مقصد کے لئے اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لائیں اسی میں آج کے ہر

نوجوان کا سکون وچین اور کامیابی وکامرانی مضمر ہے۔ زندگی کے اس اہم حصے کی اہمیت سمجھنے کے لئے آیئے اب نوجوانوں کے عظیم کارناموں کا مطالعہ کرتے ہیں جن کا خلاصہ حضرت مولانا حبیب اللہ مختار شہیدؒ کی ترجمہ کی ہوئی کتاب مسلمان نوجوان سے کچھ ترمیم اور عنوانات کے اضافہ کے ساتھ پیش خدمت ہے۔

دوسری فصل......نوجوان اور عظیم کارنامے

قرن اول میں ایمان لانے والے نوجوان تھے:

اسلام کا سورج طلوع ہونے کے بعد رسول اقدس ﷺ کو جن مشکلات اور مصائب کا سامنا کرنا پڑا اگر تحریر میں لایا جائے تو ایک مکمل کتاب تیار ہو سکتی ہے ایک طرف آپ ﷺ تن تنہا کھڑے تھے تو دوسری طرف اسلام کے مخالفین کا ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر تھا۔ غیر تو غیر اپنے بھی جن کی زبانیں آپ ﷺ کی تعریفیں کرتے نہ تھکتی تھیں وہی لوگ آپ ﷺ کی دعوت کے سامنے خطرناک بند باندھ رہے تھے۔ جو ساری زندگی دوستی کا دم بھرتے رہے اب وہ دشمنی پر اتر آئے تھے غرض آپ ﷺ کے سامنے مصائب والام کا ایک لامتناہی سلسلہ تھا ایسے مشکل اور کٹھن مراحل میں جو آپ ﷺ کے دست بازو بنے۔ آپ ﷺ کے حصے میں آنے والی مشکلات کو اپنے سینے پر سہا وہ نوجوان ہی تھے۔ وہ جوان مرد اور صاحب دل لوگوں کی جماعت جس کی تشکیل انتہائی بے سروسامانی اور کسمپرسی کی حالت میں دار الارقم سے ہوئی۔ جن کے ذریعے اسلام نے چہار دانگ عالم میں اپنے پرچم لہرائے، جن کی قربانیوں کی بدولت محمدیؐ دعوت دنیا کے اُن اُن گوشوں اور کناروں پر پہنچی جہاں تک کوئی بھی پیغام نہ پہنچ سکا اقبال کی زبان میں کہ محمدیؐ دعوت۔

دشت میں دامن کہسار میں میدان میں ہے
بحر میں موج کی آغوش میں طوفان میں ہے
چین کے شہر مراقش کے بیابان میں ہے
اور پوشیدہ مسلمان کے ایمان میں ہے

یہ عزم وہمت سے لبریز، اسلام کی عظمت وتقدس سے سرشار جماعت نوجوانوں ہی کی تھی۔

چنانچہ سب سے پہلے اسلام لانے والے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ ﷺ سے چھوٹے اور جوانی کی عمر میں تھے، اسی طرح حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر ستائیس سال تھی۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی جوانی ہی کی عمر میں دامن اسلام سے وابستہ ہوئے تھے اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو ایمان لانے کے وقت نئے نئے ہی جوان ہوئے تھے اس کے علاوہ عبداللہ ابن مسعود، عبدالرحمٰن ابن عوف، الارقم بن ابی الارقم، سعید بن زید، مصعب بن عمیر، بلال بن رباح، عمار بن یاسر وغیرہ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

اسی طرح سینکڑوں وہ حضرات جو اول اول ایمان لانے والے تھے تقریباً سب کے سب ہی نوجوان تھے۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ نوجوانوں میں حق کو قبول کرنے کا مادہ زیادہ ہوتا ہے آج کے ان نوجوانوں کے لئے اس میں سبق ہے جو خیال کرتے ہیں کہ ابھی تو ہماری جوانی کی زندگی ہے فی الحال کوئی بھی ذمہ داری قبول کرنا ہمارے بس میں نہیں۔ اپنے اسلاف کی تاریخ کا مطالعہ کیجئے تاکہ معلوم ہو سکے کہ انہوں نے آپ کی جیسی عمر میں کس قدر ذمہ داریوں کو پورا کیا۔

ساری دنیا میں اسلامی پرچم لہرانے والے نوجوان تھے:

ملت کے وہ شیر دل نوجوان حضرات ہی تھے جن کی زندگی جہاد کے لئے وقف تھی۔ جن کا اوڑھنا بچھونا آلات جہاد تھے۔ جنہوں نے اسلام کے غلبے کے لئے میدان جنگ میں بڑے سے بڑے عذاب، دکھ، مصائب و آلام کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا اور صبر و قربانی کی اعلیٰ ترین مثالیں قائم کیں۔ وہ نوجوان ہی تھے جنہوں نے شب و روز جہد مسلسل کر کے دین اسلام کے پرچم کو دنیا کے گوشے گوشے میں لہرایا۔ اسلام کی اس سلطنت کے قیام میں نوجوانوں کی کاوشیں، محنتیں، جرائتیں اور ہمتیں اپنی مثال آپ ہیں۔ انہی نوجوانوں کی قربانیوں کی بدولت دنیا کی دو بڑی طاقت و جبروت کے نشے میں چور عظیم سلطنتیں قیصر و کسریٰ سلطنت اسلامیہ میں داخل ہوئیں اور اسلام کا سایہ عاطفت مشرق میں سندھ کے شہروں اور شمال میں روس کے شہروں میں پھیلا۔ یہ نوجوانوں ہی کی قربانیاں، جانفشانیاں تھی کہ بنوامیہ کے دور میں اسلام کی حکومت وسیع ترین پیمانے پر پھیلی

یہاں تک کہ اسلام کے یہ جواں دل شہزادے فتح ونصرت کا پرچم لہراتے ہوئے ترکستان میں داخل ہو گئے غرض جہاں جہاں انسانوں کی بستیاں بستی تھی یہ اسلامی پرچم لے کر وہاں وہاں تک بھی گئے اور اسلام کے عظیم پرچم تلے مظلوم سسکتی انسانیت کو پناہ دی۔ان مجاہدین اسلام نے اسلام میں سلطنت کو کس قدر وسعت عطا کی اس کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے کہ ایک مرتبہ مسلمانوں کے سربراہ خلیفہ ہارون الرشید نے جب عالم اسلام کی وسعت بیان کرنا چاہی تو اس کے سوا کچھ نہ کر سکے کہ اس بادل کے ٹکڑے کو خطاب کر کے کہا جوان پر سے بغیر برسے گزر گیا تھا کہ تم جہاں چاہو جا کر برسو لیکن آخر تمہارا عشر ہم تک ہی پہنچے گا یعنی تیرے پانی سے بہر حال فائدہ ہمیں ہی پہنچنا ہے۔اسی طرح ایک اسلامی جرنیل عقبہ بن نافع بھی ہیں جو مغرب کے بالکل اخیر میں محیط اطلنطسی کے کنارے پر اس حال میں پانی پر کھڑے تھے کہ ان کے گھوڑے کی ٹانگیں پانی میں تھی خداوند قدوس سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے پروردگار اعظم اگر یہ سمندر درمیان میں حائل نہ ہوتا تو میں اس سے بھی آگے جا کر تیری وحدانیت کے پرچم کو لہراتا۔اسی طرح تاریخ کے اوراق اس قسم کے واقعات سے بھرے پڑے ہیں اگر تاریخ کے صفحات کھنگال کر نوجوانوں کے وہ کارنامے ذکر کیے جائیں جو میدان جنگ میں ظاہر ہوئے تو یقیناً بات کو سمیٹنا مشکل ہو جائے گا اس لئے یہ چند سطریں صرف اس بات کو واضح کرنے کیلئے رقم کی گئی کہ اسلامی پرچم کو وسعت دینے اور دنیا کے ہر حصے میں لہرانے میں نوجوانوں کی قربانیوں کا اچھا خاصا حصہ ہے آج اگر ہم مسلمان ہیں تو انہی نوجوانوں کی خون کی برکت سے اور آنے والی نسلیں مسلمان رہ سکیں گی آج کے نوجوانوں کی قربانیوں سے۔

ساری دنیا میں علم وآگہی کی چراغ جلانے والے نوجوان تھے

وہ نوجوان ہی تھے جنہوں نے ساری دنیا کی ظلمتوں کو مٹا کر اللہ کی زمین کے ہر حصے پر علم وعمل کی شمعیں روشن کیں اور دنیا کو گھٹاٹوپ اندھیروں سے نکال کر روشن کرنوں کی سیر کرائی اور چمکتے ماہتاب سے روشناس کرایا آیئے تاریخ کے اوراق پلٹ کر ہم شام کے شہروں،عراق کی مضافاتی بستیوں،اندلس کے باغات،ہند کے شہروں اور دنیا کے دوسرے مقامات سے ان بہادر، جفاکش اور ملت کا درد رکھنے والے نوجوانوں کے حالات دیکھتے

ہیں جنہوں نے دن رات کی انتھک کوششوں سے علوم نبوی ﷺ کو حاصل کیا اور مسجد نبوی، مسجد حرام، مسجد اقصیٰ، مسجد قرطبہ، جامع ازہر، دارالعلوم دیوبند سے فارغ التحصیل ہوکر نکلے۔اور پھر علوم نبوت کو ساری دنیا میں پھیلانے کے لئے وہ وہ کارنامے سرانجام دیئے جو رہتی دنیا تک یادر کھے جائیں گے۔

بیشک دنیا کے گوشے گوشے میں قائم بام و در ان باعمل نوجوانوں کے قابل فخر کارناموں پر بزبان حال مدح سرا ہیں، اوران کی عظمت کے گن گا رہے ہیں۔

جی ہاں وہ نوجوان ہی تھے جنہوں نے نفوس کو مہذب بنایا، دلوں کو ہدایت کے راستے دکھائے ،علم وعمل کی فضائیں قائم کیں، معرفت کے پیاسوں کی پیاس بجھائی ،ابن آدم کا اکرام وفضل اور انکی گم گشتہ دولت انہیں واپس ولائی اور دنیا سے بت پرستی و بدعت کے آثار ونشان تک مٹاڈالے اور تمام مخلوق پر علم وعمل، ہدایت ومعرفت کے نور کی بارشیں برسائیں اور زمین سے خیر و بھلائی اور شہد و دودھ کی نہریں نکالیں اور زمانے کے ضمیر میں توحید، عدل، بھائی چارہ اور اخوت ومساوات کے بنیادی اصول جاگزیں کیۓ تاریخ گواہ ہے کہ ساری دنیا میں علوم نبوت کو پھیلانے میں نوجوانوں نے جو کوششیں کی ہیں ان ہی کی بدولت علوم نبوت آج بھی زندہ وجاوید ہیں۔

ساری دنیا میں انسانی عظمتوں کو زندہ کرنے والے نوجوان تھے:

وہ نوجوان ہی تھے جنہوں نے آزادی کا علم اس وقت سربلند کیا جب قومیں غلامی کی قید میں جکڑی ہوئی تھیں، عدل وانصاف کا پرچم اس وقت لہرایا جب فارس وروم نے مختلف قوموں کو اپنی جنگی خواہشات کے لئے مسخر کیا ہوا تھا اور عقیدہ توحید انسانیت کے قلوب میں اس وقت رچایا بسایا جب ان کی عقلیں جاہلیت کے طوق سلاسل میں پھنسی ہوئی تھیں۔

ان نوجوانوں نے انسانیت کی تعمیر کے لئے مال و دولت کو اس وقت خرچ کیا جب دوسرے لوگ اسے شب وروز جمع کرنے میں ہمہ تن اور ہمہ وقت کوشاں تھے۔

ان نوجوانوں نے عزتوں اور آبروؤں کی اس وقت حفاظت کی جب سرکش لوگ مظلوم عورتوں کو فروخت کرر ہے تھے اور شوکیسوں میں کھڑا کر کے بولیاں لگا رہے تھے۔

ان نوجوانوں کا ایک ہاتھ خداوند قدوس اور اس کے دین کے لئے وقف ہوتا تو دوسرا

ہاتھ لوگوں کی بھلائی میں مصروف عمل ہوتا۔ انہوں نے اپنی چاہتوں کو قربان کر کے انسانیت کی عظمتوں کو اجاگر کیا۔

مندرجہ بالا مختصر تحریر سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ انسان اپنی اس اہم ترین عمر میں اپنے لئے، اپنے معاشرے کے لئے اور دین واسلام کے لئے کس قدر کارنامے سرانجام دے سکتا ہے۔

جوانی کی ابتداء

انسان کی بلوغت کی پہچان شریعت میں مختلف علامتوں سے پہنچانی جاتی ہے مرد کی جوانی کی علامت یہ ہے کہ اسے احتلام ہو جائے یا اس سے کسی عورت کو حمل ٹھہر جائے یا شہوت کے ساتھ انزال ہو جائے لیکن اگر اس طرح کی کوئی علامت بلوغ ظاہر نہ ہوتو پندرہ سال پورے ہونے پر شریعت میں بالغ شمار ہوتا ہے۔ اورلڑکی کی بلوغت کی پہچان یہ ہے کہ جب اسے حیض آجائے یا حمل ٹھہر جائے یا احتلام ہو جائے یا پھر جب بیداری میں شہوت کے ساتھ منی نکل جائے اور اگر کوئی علامت ظاہر نہ ہوتو پندرہ سال کی عمر میں شریعت کے حکم کے مطابق وہ بالغہ شمار ہوگی۔

بالغ ہونے کے بعد انسان احکامات شرعیہ کا مکلف ہو جاتا ہے نماز روزہ اور دیگر احکام اس پر فرض ہو جاتے ہیں۔ اب اگر غفلت یا نادانی کی وجہ سے ان کے ادا کرنے میں کوتاہی کرے گا تو ان کی قضاء اور تلافی کرنا ضروری ہوگی۔

بالغ ہونے سے پہلے بچہ ماں باپ کے تابع تھا۔ شریعت کی طرف سے اس پر کوئی چیز فرض نہیں تھی مگر اب بالغ ہونے کے بعد وہ مستقل مرد شمار ہوتا ہے اور شریعت مطہرہ کے تمام احکام اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

(تحفۃ النکاح ص ۷)

دوسرا باب

نوجوانوں کیلئے ضروری اور عمدہ صفات

ذیل میں ہم وہ دس صفات پیش کررہے ہیں جو ہر نوجوان کی اہم ضرورت ہیں، جن کے بغیر کامیابی کا حصول مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔ یوں تو ان صفات کے علاوہ اور بھی بہت سی صفات ایسی ہیں کہ جن کا حاصل کرنا بھی ضروری ہے۔ لیکن ہم جو دس صفات پیش کررہے ہیں ان میں دوسری تقریباً تمام صفات شامل ہیں۔ بڑے وثوق کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ اگر ان دس صفات کو صحیح طریقے سے اپنالیا جائے تو دوسری تمام صفات انشاء اللہ پیدا ہو ہی جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان تمام صفات کے حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

چنانچہ ان دس صفات کے مرکزی عنوان درج ذیل ہیں۔

پہلی صفت.........جذبہ اتباع سنت۔

دوسری صفت.........اچھے اخلاق۔

تیسری صفت.........جذبہ خدمت خلق۔

چوتھی صفت.........نفسانی خواہشات سے اجتناب۔

پانچویں صفت.........توبہ واستغفار کا التزام۔

چھٹی صفت.........مصائب پر صبر۔

ساتویں صفت.........غصہ پر کنٹرول۔

آٹھویں صفت.........نظافت وپاکیزگی کا اہتمام۔

نویں صفت.........صحبت صالح (صالح دوست)

دسویں صفت.........دردامت وفکرِ نبوی ﷺ

پہلی فصل......نوجوان......اور جذبہ اتباع سنت

اتباع سنت کی اہمیت وضرورت

ایک مسلمان کی ہمیشہ ہمیشہ کی سعادت وکامرانی خداوند قدوس نے اس میں رکھی ہے کہ وہ اپنی تمام حرکات وسکنات میں رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنے کاروباری معاملات سے لے کر گھر کے نجی معاملات تک، کھانے پینے سے لے کر اٹھنے بیٹھنے تک غرض ہر کام میں اتباع سنت کی ضرورت ہے۔ آپ ﷺ کی اتباع کے بغیر کسی بھی طرح فوز وفلاح کے کامیاب زینوں تک پہنچنا ممکن نہیں ان زینوں تک پہنچنے کا راستہ صرف اور صرف اتباع سنت میں پنہاں ہے۔

سعادت ہے اتباع سنت میں پنہاں ہر دم خیال رکھو
خدا سے ڈرتے رہو ہمیشہ نظر میں اس کا جلال رکھو

اتباع سنت کا مطلب یہ ہے کہ اپنے ہر معاملہ کو خداوند قدوس اور اس کے رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلوں یعنی قرآن وسنت کی کسوٹی پر پرکھے جب پورے وثوق کے ساتھ یہ معلوم ہو جائے کہ کسی معاملہ میں قرآن وسنت کا فیصلہ یہ ہے تو اس کے بعد اپنی رائے کا کسی بھی طرح کوئی بھی دخل پیدا نہ کرنا چاہیئے بلکہ بغیر کسی چوں وچرا اس کے اللہ اور اس کے رسول کے احکام پر سر تسلیم خم کر دینا چاہیئے اسی میں ہماری نجات اور کامیابی ہے۔

اتباع سنت عین اتباع قرآن ہے

جاننا چاہیئے کہ اتباع سنت درحقیقت اتباع قرآن ہے گویا رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور اطاعت خداوند قدوس کی اتباع اور اطاعت ہے سنت پر عمل کرنا قرآن کریم پر عمل کرنا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿واطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول﴾ اور اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اطاعت کرو دوسری جگہ ارشاد ہے ﴿من یطع الرسول فقد اطاع اللہ﴾ (سورۃ نساء)۔ جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی

اطاعت کی، اس کو کسی شاعر نے یوں بیان کیا کہ ۔

ہے محمدؐ کی اطاعت بھی اطاعت رب کی
آپ فرمائیں تو امت میں ہے یہ کس کا مقام
ان کے دربار میں جبریل امین آتے تھے
لاتے تھے عرش معظم سے خدا کا پیغام

درحقیقت رسول کی بعثت کا سب سے بڑا مقصد ہوتا ہی یہی ہے کہ معرفت الٰہی کا جو عکس انسان کی زندگی پر پڑنا چاہیئے اس کو رسول کی روز مرہ کی زندگی میں مشاہدہ کرادیا جائے۔ اگر باطن میں معرفت کا نور جلوہ گر ہو تو ظاہر کی ایک ایک چیز میں جو نورانیت ہونی چاہیئے پیغمبر کی زندگی اس کا کامل نمونہ ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے ان کی زندگی کی ایک ایک ادا کو پیروی کے لئے اسوۂ حسنہ کی حیثیت حاصل ہوتی ہے۔ اور جو اس اسوۂ حسنہ کی پیروی میں جتنی بھی ترقی کرتا ہے وہ خدا کی محبت اور اس کی محبوبیت میں اتنی ہی ترقی کرتا ہے اللہ تعالیٰ کی اطاعت قرآن کریم پر عمل کر کے ہی ہو سکتی ہے اور رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اتباع سنت اپنا کر ہی ممکن ہے گویا قرآن اور سنت لازم وملزوم ہیں۔

دوسرے لفظوں میں یوں سمجھا جا سکتا ہے کہ قرآن علم ہے اور سنت عمل ہے۔ رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا سراپا مجسم قرآن ہے آپ ﷺ کا ہر قدم صراط مستقیم کی طرف لے جاتا ہے آپ ﷺ کا ہر عمل مکمل قرآن کریم کے مطابق ہے چنانچہ سنت پر عمل کر کے ہی قرآن کریم پر عمل کیا جا سکتا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ۔

"اور کسی مؤمن یا مؤمنہ کے لئے یہ درست نہیں کہ جب خداوند قدوس اور اس کا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کسی امر کا حکم دے دیں تو پھر ان کو اپنے (اس) امر میں کوئی اختیار باقی رہ جائے۔

(سورہ احزاب آیت نمبر ۳۶)۔

ایک دوسرے مقام پر حکم خداوندی ہے کہ

"اے ایمان والو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور رسول (اقدس صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کرو اور اپنے میں سے اہل اختیار کی اطاعت کرو پھر اگر تم میں باہم اختلاف

ہو جائے کسی چیز میں تو اس کو اللہ اور اس کے رسول (اقدس صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف لوٹالیا کرو۔ اگر تم اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو یہی بہتر ہے اور انجام کے لحاظ سے خوش تر ہے''۔

سورہ نساء آیت نمبر ۵۹۔

اتباعِ سنت پر دیگر آیات

آیت نمبر ا...... (اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا اور مہربان ہے۔ آل عمران آیت نمبر ۳۱۔

آیت نمبر ۲...... اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (اقدس صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کروتا کہ تم پر رحم کیا جائے۔ آل عمران آیت ۱۳۲۔

آیت نمبر ۳...... اور نماز کی پابندی رکھو اور زکوٰۃ دیتے رہو اور رسول (اقدس صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کرتے رہو تا کہ تم پر رحمت کی جائے۔ سورۃ نور آیت نمبر ۵۶۔

آیت نمبر ۴...... اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول (اقدس صلی اللہ علیہ وسلم) کی پوری اطاعت کرے گا اللہ تعالیٰ (جنت کے) باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی ان میں ہمیشہ رہیں گے یہ بڑی کامیابی ہے۔

سورۃ نساء آیت نمبر ۱۳۔

آیت نمبر ۵...... اور جو کوئی اللہ اور رسول (اقدس صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کرے گا تو ایسے لوگ ان کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے اپنا خاص انعام کیا ہے یعنی پیغمبر، اولیاء، شہداء اور صالحین اور یہ کیسے اچھے رفیق ہیں۔ سورہ نساء آیت نمبر ۶۹۔

فائدہ:...... مندرجہ بالا ارشادات کے مفہوم سے یہ واضح ہوا کہ خداوند قدوس خود رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمارہے ہیں کہ اے میرے پیغمبر آپ اعلان کر دیجئے کہ اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرنا ضروری ہے اس کے بغیر چارہ کار نہیں یعنی میری سنت کی اتباع کرنا انتہائی ضروری ہے اس کے بدلے میں خداوند قدوس تم سے محبت کرنے لگے گا، تمہارے گناہ معاف کردے گا اور تم پر اپنی رحمت کی بارش برسائے گا اور آگے فرمایا کہ اگر مکمل اتباعِ سنت پر کاربند رہو گے تو جنت کے باغوں میں سیر کرتے

پھرو گے۔

حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ کا فرمان ہے کہ خداوند قدوس کی طرف پہنچنے کے راستے بے شمار ہیں مگر مخلوق پر تمام راستے بند ہیں ہاں صرف اور صرف اس شخص کے لئے کھلے ہوئے ہیں جو رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے والا ہو۔ سچ ہے۔

محمدؐ کے طریقے سے قدم جو بھی ہٹائے گا
کبھی رستہ نہ پائے گا کبھی منزل نہ پائے گا

اتباع سنت کی اہمیت پر چند احادیث

قرآنی آیات کے بعد چند احادیث مبارکہ پیش کی جارہی ہیں تاکہ ہمارے قلوب و اذہان میں اتباع سنت کی اہمیت وعظمت بیٹھ جائے اور ہم اتباع سنت کی دولت سے سرشار ہوکر فلاح دارین حاصل کرسکیں کیونکہ یہی وہ راستہ ہے جو صراط مستقیم کی طرف جاتا ہے۔

حضور سے تعلق:

رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے فرمایا کہ:

جس نے میری سنت پر عمل کیا اس کا مجھ سے تعلق ہے جس نے میری سنت سے اعراض کیا اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں (بخاری ومسلم)

سنت کو لازم پکڑو:

رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

علیکم بسنتی و سنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین تمسکوا بھاو عضوا علیھا بالنواجذ ۔تم اپنے اوپر میری سنت کو اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت کو لازم کرلو اور دانتوں سے مضبوط پکڑلو (مشکوۃ شریف)

جنت میں حضور کی رفاقت:

رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے فرمایا کہ:

جس نے میری سنت کو دوست رکھا اور جس نے میرے ساتھ دوستی کی وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا (ترمذی شریف)

سوشہیدوں کا ثواب

رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا فرمایا کہ جس نے میری امت میں فساد کے وقت میری ایک سنت کو مضبوطی سے پکڑا اور اس پر عمل کیا اس کے لئے سو شہیدوں کا ثواب ہے۔ (مشکوۃ شریف)

حضورؐ کی اطاعت حصول جنت کا ذریعہ ہے:

رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

میری ساری امت جنت میں جائے گی مگر وہ شخص جنت میں داخل نہ ہوگا جس نے انکار کیا صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کون انکار کرے گا؟

فرمایا: جس شخص نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے گویا جنت میں جانے سے انکار کیا۔ (بخاری شریف)

حضورؐ کی محبت:

رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

من احب سنتی فقد احبنی و من احبنی کان معی فی الجنة (مشکوۃ)

جو شخص میری سنت سے محبت رکھتا ہے درحقیقت وہی مجھ سے محبت رکھتا ہے اور جو مجھ سے محبت کرے گا وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔

اور ترمذی کے بعض نسخوں میں من احیا سنتی فقد احیانی کے الفاظ بھی مذکور ہیں جو میری سنت کو زندہ کرتا ہے وہی مجھ کو راحت پہنچاتا ہے اور وہی میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔

پیروی خیر انام:

رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ:

اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو انہیں بھی میری اتباع ناگزیر تھی۔ (مشکوۃ) اس حدیث کے مفہوم کو کسی شاعر نے اپنے رنگ میں یوں کہا۔

ہوتے موسیٰ بھی جو زندہ تو نہ چارہ تھا کوئی
بجز اس کے کہ کریں پیروی خیر انام

جب اتنے بڑے اولوالعزم پیغمبر کو ہمارے نبی ﷺ کی اتباع ضروری ہوتی تو قیاس کرلیا جائے کہ پھر ہم لوگوں کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء و اطاعت کتنی ضروری ہوگی۔

نشانِ امتیاز:

جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی اللہ کے ماننے والوں اور نہ ماننے والوں کے درمیان محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی نشانِ امتیاز ہیں (بخاری شریف)

دو چیزیں:

میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں جب تک تم ان دونوں پر مضبوطی سے قائم رہو گے گمراہ نہ ہو گے وہ دو چیزیں اللہ کی کتاب اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے (ابوداؤد)

فائدہ!...... چنانچہ مندرجہ بالا احادیث سے وضاحت ہوگئی کہ رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بھی سنت سے اعراض کر کے ہم کامیاب نہیں ہوسکتے۔ کامیابی اگر ملے گی (اور کامیابی بھی ایسی کہ جنت میں رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ہم نشینی نصیب ہوگی) تو صرف اور صرف اتباع سنت میں ملے گی۔

محمدؐ کی غلامی دینِ حق کی شرطِ اول ہے
اسی میں ہو اگر کچھ خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

اتباع سنت کے اہتمام سے چار انعام

جو شخص اتباع سنت کو اپنی حیات کا جزولاینفک بنالیتا ہے تو خداوند قدوس اسے چار انعامات سے نوازتے ہیں۔

۱۔زندگی میں برکت

برکت وہ نعمت خداوندی ہے جس کا ہر فرد و بشر متلاشی ہے ہر انسان چاہتا ہے کہ مجھ پر اللہ تعالیٰ برکت کی بارش برسائے۔

اور یہ برکت اسے حاصل ہوتی ہے جو اتباع سنت کا خوب خوب اہتمام کرتا ہے اتباع سنت کی وجہ سے اس کے تمام مشکل کام آسان سے آسان تر ہوتے چلے جاتے ہیں جس کا مشاہدہ عام ہے۔ درحقیقت اتباع سنت سے سرشار انسان کی زندگی

قدم قدم پر برکتیں نفس نفس پر رحمتیں

کی مصداق ہو جاتی ہے۔

۲۔دین پر استقامت

اتباع سنت کے اہتمام سے خداوند قدوس دوسرا انعام دین پر استقامت کا عطا فرماتے ہیں اور یہ انعام وہ ہے جس کی ضرورت ہر مسلمان کو ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿ان الذین قالو ربنا اللّٰہ ثم استقامو﴾۔

صرف ایمان لے آنا اور خداوند قدوس کو اپنا رب مان لینا کافی نہیں بلکہ حکم ہے استقامت کا کہ پھر استقامت اختیار کرو۔

دنیا میں مصائب و آلام کا آنا ایک لازمی امر ہے خصوصاً آج کے اس پُرآشوب دور میں جبکہ ہر طرف نئے نئے فتنے سر اُبھار رہے ہیں، ہر جانب گھٹا ٹوپ اندھیرا پھیلتا جا رہا ہے، ظاہری روشنیوں سے دنیا جگمگا رہی ہے لیکن باطنی روشنیاں ناپید ہیں۔

روشنی کی دھوم ہے لیکن اندھیرا عام ہے
صبح بھی ایسی نظر آتی ہے گویا شام ہے

ایسے دور میں فتنوں سے بچ بچا کر گزر جانا یقیناً سعادت و افتخار مندی کی بیّن دلیل ہے اور یہ استقامت سے ہی ممکن ہے اگر یہ انعام خداوندی ہمارے شامل حال نہ ہو تو ہر دم پھسل جانے کا کھٹکا لگا رہے۔ چنانچہ اس عظیم انعام خداوندی یعنی استقامت کے حصول کا ذریعہ جذبہ اتباع سنت ہے۔

۳۔ نیک لوگوں کی محبت

تیسرا انعام خداوند قدوس کی طرف سے یہ ملتا ہے کہ نیک لوگوں کی محبت نصیب ہوتی ہے من جانب اللہ نیک لوگوں کے قلوب میں اس کی محبت گھر کر جاتی ہے نیک لوگوں کی محبت بے شک انتہائی کارآمد اور ذریعہ نجات ہے۔ اور نیک لوگوں کی محبت سے دنیا اور دین دونوں سنورتے ہیں یہ محبت انسان کے لئے فوز و فلاح کے راستے ہموار کرتی ہے۔

۴۔ اللہ کے دشمنوں پر رعب

چوتھا انعام خداوندی یہ دیا جاتا ہے کہ اتباع سنت کی برکت سے خداوند قدوس اپنے دشمنوں کے قلوب پر اپنے اس بندے کا رعب بٹھا دیتے ہیں۔ شب و روز ہم دیکھتے ہیں کہ جن کے چہرے پر سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نمایاں ہوتی ہے ان کے چہروں پر ایک عجیب سا نور چمکتا نظر آتا ہے جبکہ دیگر چہرے اس نور سے ناآشنا نظر آتے ہیں۔

چنانچہ اتباع سنت کی برکت سے اس کا ایسا رعب ہوتا ہے کہ بڑے بڑے طاقت و قوت والوں کی نظریں ان کے چہرے پر نہیں ٹکتی اللہ تعالیٰ ہمیں اتباع سنت کی دولت سے سرشار فرمائے۔ آمین

اتباع سنت کی دو قسمیں

جاننا چاہیئے کہ اتباع سنت کی دو قسمیں ہوں گی ایک ظاہری دوسری باطنی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ **﴿و اتبعوه لعلكم تهتدون﴾** (اعراف ۱۵۸)۔ ان کی پیروی کرو تا کہ ہدایت یافتہ ہو جاؤ۔ نیز ارشاد ہے **﴿و ذروا ظاهر الاثم و باطنه﴾** (انعام ۱۲۰)۔ یعنی ظاہری و باطنی دونوں قسم کے گناہ ترک کرو۔

چنانچہ آیت بالا سے واضح ہوا کہ رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری و باطنی دونوں قسموں میں سے جو بھی سنت ہو ہم ان پر مکمل طریقے سے عمل پیرا ہوں اور جو معاملہ اس کے خلاف ہوگا سراسر نقصان کا باعث بنے گا اس لئے ہمیں سنت کے علاوہ تمام امور ترک کر دینے چاہیئے تب ہی کہیں جا کر در فیض کھلے گا اور ہم کامرانی سے ہمکنار ہوں گے۔

تانسازی پاک پیدا و نہاں
ظاہرو باطن نہ بینی حق عیاں

ترجمہ: یعنی جب تک ظاہر و باطن دونوں اعتبار سے پاکی حاصل نہ کرو گے جلوۂ حق تم کو نظر نہ آئے گا۔

بلکہ بقول ایک بزرگ کے کہ بغیر اتباع سنت کے اگر کوئی راحت محسوس ہو، کوئی نور چمکے، اور کوئی سرور محسوس ہو تو سمجھ لو کہ یہ شیطان کا دھوکا ہے اور یہ محض ظاہری چمک دمک اور چندروزہ ہے۔

آپ ﷺ کے ہر قول و فعل پر بے چوں و چرا عمل کیا جائے

مسلمانوں کی یہی شان ہے کہ جس امر میں بھی کوئی حدیث وارد ہوئی ہو اور اس پر ایمان لائے آپ ﷺ کی کوئی بڑی سنت ہو یا چھوٹی غرض آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر فعل و قول پر بغیر کسی چوں چرا کئے اور بغیر اپنے عقلی گھوڑے دوڑانے کے مکمل طریقے سے عمل کیا جائے ہاں بعض دفعہ ایسا ہوگا کہ ہماری عقل تسلیم کرنے سے انکاری ہوگی لیکن اسلام کا تقاضہ یہ ہے کہ ایسے موقع پر عقل کو بالائے طاق رکھ کر صرف اتباع سنت کے جذبے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر حدیث پر فوراً عمل کرنے کی کوشش کی جائے۔

مثلاً رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ عصر کے بعد سو جانے سے عقل کے جاتے رہنے کا خوف ہے۔ اور ایک حدیث میں ہے کہ جس شخص کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے تو جب تک اس کو درست نہ کرا لیا جائے اس وقت تک صرف ایک جوتا پہن کر ہرگز نہ چلے (مسلم) اسی طرح ایک اور حدیث میں ہے کہ زچہ کی اول خوراک تر کھجور ہونی چاہیے اور اگر یہ نہ ہو تو خشک چھوارا ہی سہی کیونکہ اگر اس سے بہتر کوئی غذا ہوتی تو حق تعالیٰ عیسیٰ روح اللہ کے پیدا ہونے پر حضرت مریم علیہا السلام کو وہی کھلاتے۔ نیز رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جب کوئی تمہارے پاس مٹھائی لائے تو اس میں سے کچھ کھا لیا کرو اور خوشبو لائے تو لگا لیا کرو (ابوداؤد) مندرجہ بالا تمام احادیث ہماری عقل کو سمجھ میں آئیں یا نہ آئیں بس صرف عمل ہی مقصود و مطلوب ہے۔

اسی طرح جو کچھ فرمان رسول وارد ہوا ہو ان میں مناسبتیں نہ ٹٹولی جائیں بلکہ بے چوں و چرا اس مان لیا جائے کیونکہ ان امور میں بے شمار اسرار اور رموز ہیں جن کی خاصیتیں اور

حکمتیں ہر شخص کی سمجھ میں نہیں آ سکتی۔

(جستہ جستہ از تبلیغ دین امام غزالی رحمہ اللہ)

آ گے جناب حکیم سعید شہیدؒ کا ایک مضمون کچھ ترمیم اور عنوانات کے اضافے کے ساتھ پیش خدمت ہے۔

ہدایت صرف اتباع سنت میں ہے

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللّٰہ

یعنی: ''انبیائے کرام علیہم السلام کی بعثت کا مقصد ہی یہی ہے کہ ان کی اطاعت اور پیروی کی جائے۔'' اگر کوئی شخص رسول کی اطاعت کے بغیر براہ راست اللہ تعالیٰ سے اپنا تعلق قائم کرنا چاہے تو اسلامی نقطہ نظر سے وہ راہ راست پر نہیں ہے۔ اسی طرح حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہدایت صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور اطاعت کا نام ہے۔ اگر کوئی شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کوئی دوسرا وسیلہ تلاش کرے یا دوسرے دین کی پیروی کرے تو وہ اللہ کی نگاہ میں مقبول نہیں ہے۔ اس لئے کہ اللہ نے قرآن حکیم میں بار بار اس بات کی تاکید فرمائی ہے کہ اللہ کی اطاعت کرو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو۔ یعنی اللہ کی اطاعت قابل قبول ہو ہی نہیں سکتی اگر اس کے محبوب بندے اور نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت نہ کی جائے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ہر مسلمان کا فرض ہے

یہ بات ویسے بھی عقل کے مطابق ہے کہ اسلامی شریعت انسانوں تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے ہی پہنچتی ہے۔ اور قرآن حکیم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے یہ بات بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی ہمیں بتائی ہے۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف نہ لاتے تو ہمیں نہ اللہ کی وحدانیت کا علم ہوتا نہ اس کے احکام کی خبر ہوتی۔ اس کے علاوہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت محض پیغام رساں کی نہ تھی بلکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم انسانوں کے ہادی اور رہبر تھے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر قول اور ہر فعل کی اتباع در حقیقت اللہ کے حکم کا اتباع ہے۔ چنانچہ ایک مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

: رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) جو ہدایت تمہیں دیں قبول کرو، ان پر عمل کرو اور جن باتوں سے منع کریں ان سے رک جاؤ۔" (سورۃ الحشر آیت ۷)

سورۂ نجم میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں فرمایا:

''وہ اپنی مرضی سے کوئی بات نہیں کہتے بلکہ صرف وہی کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ وحی کرتا ہے۔'' (سورۃ نجم آیت ۳۔۴)

اس کا مطلب یہ ہے کہ قول رسول صلی اللہ علیہ وسلم درحقیقت اللہ کا فرمان ہے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم اللہ کا حکم ہے۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت مسلمان پر فرض ہے۔

اسی بات کو ایک مقام پر اللہ تعالیٰ نے نہایت واضح الفاظ میں یوں فرمایا: کہ

''جس نے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کی تو اس نے اللہ کی اطاعت کی''

اس کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی اللہ کی نافرمانی ہے۔ چنانچہ فرمایا:

''اور جس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی تو وہ یقینی گمراہی کا مرتکب ہوا۔'' (سورۃ احزاب آیت نمبر ۳۶)

اس کی ایک مثال یہ ہے کہ جیسے کسی حکومت کے کارندے کی جو حکومت کی جانب سے متعین ہو، نافرمانی یا عدول حکمی خود حکومت سے سرتابی خیال کی جاتی ہے۔ یہ مشابہت اگرچہ ناقص اور نامکمل ہے لیکن اس سے یہ بات سمجھ میں آجاتی ہے کہ اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے تو وہ اللہ کی نافرمانی کا مجرم ہے۔ اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اللہ ہی کے حکم سے کی جارہی ہے۔ اس سلسلے میں ہمارے آگے ابلیس کی مثال موجود ہے۔ اسے اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم دیا تھا تو اس نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ میں آگ سے پیدا کیا گیا ہوں اور آدم مٹی سے پیدا کیے گئے ہیں اس لئے مجھے آدم پر ترجیح حاصل ہے۔ حالانکہ بات معمولی تھی۔ سوال یہ نہیں تھا کہ کس کو کس پر فضیلت ہے سوال صرف اللہ کی اطاعت کا تھا۔ اس نے آدم کو سجدہ کرنے سے انکار کر کے اللہ کی نافرمانی کی اور راندۂ درگاہ ہو گیا۔ ٹھیک اسی طرح اللہ تعالیٰ نے خود حکم دیا کہ میرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو اس لئے کہ آپ صلی

اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ہی فی الاصل ہماری اطاعت ہے۔ تو اب وہ شخص یقینی طور پر سنگین گناہ کا مرتکب ہوگا کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت نہ کرے یا اطاعت میں خوش دلی نہ محسوس کرے۔ اللہ کی محبت بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتی اس لئے کہ اللہ نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے یہ کہلوایا ہے کہ:

اے رسول آپ لوگوں سے کہہ دیں کہ تم اللہ کی محبت کا دم بھرتے ہو تو میری اتباع کرو۔ (آل عمران آیت نمبر ۳۱)

آپ ﷺ کا اسوۂ حسنہ ہی انسانوں کیلئے تقلید کا نمونہ ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ ہی انسانوں کے لئے تقلید کا نمونہ ہے۔ جو شخص اپنے اعمال کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل سے جتنا زیادہ ہم آہنگ کرے گا وہ اللہ کی نگاہ میں اتنا ہی زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہوگا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس حقیقت کو پا گئے تھے اس لئے جب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں کوئی بات سمجھانے کے لئے سوال کے انداز میں کچھ فرماتے تو وہ نہایت ادب کے ساتھ عرض کرتے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بہتر جانتے ہیں۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت کو بغور سنتے اور ایک ایک حروف کو گرہ میں باندھ کر رکھتے اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کرتے۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوب بندے کی اتباع اس حد تک منظور تھی کہ ایک مقام پر فرمایا کہ:

''اللہ شاہد ہے کہ لوگ اہل ایمان کے زمرے میں شامل نہیں کیے جاسکتے جب تک وہ اپنے تمام اختلافی معاملات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم نہ بنائیں اور پھر جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ سامنے آجائے تو اس پر عمل کرنے میں کوئی تنگی محسوس نہ کریں ،اور بے چون و چرا سر تسلیم خم کریں''۔ یعنی ہر حکم کی اطاعت کریں اور خوش دلی کے ساتھ اطاعت کریں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ حسنہ بڑی چیز ہے۔ حدیث اور سیرت و تاریخ کی کتابوں کے ساتھ ساتھ قرآن حکیم سے بھی واضح ہوتا ہے کہ اس اسوۂ حسنہ کی زیادہ سے زیادہ پیروی ہی اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو باتیں پسند تھیں وہ ہمیں بھی پسند ہونی چاہئیں۔ جو چیزیں آپ کو ناپسند تھیں وہ ہمیں بھی ناپسند ہونی چاہئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کو اخوت کی سختی کے ساتھ تاکید کرتے

تھے۔اس لئے ہمارا فرض ہے کہ ہر مسلمان کو اپنا بھائی سمجھیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم یتیموں کے والی محتاجوں کے داتا، بیواؤں کے سرپرست، مسلمانوں کے رہبر، حتیٰ کہ کافروں اور مشرکوں کے لئے بھی رحمت تھے۔اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا معیار ہماری نگاہ میں ان اوصاف کو اپنانا ہے۔اس سرزمین پر مسلمانوں کے ہادی برحق صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہو سکتے ہیں دوسرا کوئی نہیں۔

(تحریر از حکیم سعید شہید رحمہ اللہ)

اتباع سنت کی اہمیت اکابرین امت کی نظر میں

● حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے ایک مکتوب میں رقم ہے کہ جو شخص جس قدر بھی اتباع سنت اور عمل بالشریعہ اور اجتناب بدعت میں زیادہ کوشش کرے گا اتنا ہی زیادہ اسے نور باطن حاصل ہوگا اور حق تعالیٰ کی راہ اس پر کھلے گی بلاشبہ اتباع سنت نجات دینے والی چیز ہے (مکتوبات معصوم)

● حضرت اقدس مولانا محمود الحسن گنگوہی رحمہ اللہ نے ﴿لقد كان لكم في رسول الله اسوة حسنة﴾ ۔کی تفسیر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو نمونہ بنا کر بھیجا اور یوں فرمایا کہ ہمیں ایسی زندگی مطلوب ہے جیسی ان کی زندگی ہے جیسے زندگی رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے ویسی ہی زندگی حق تعالیٰ کو مطلوب اور پسند ہے خداوند قدوس کی مرضی یہ ہے کہ سب لوگ اسی طریقہ پر چلیں۔تو جتنے لوگ جس قدر رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر چلیں گے اسی قدر خداوند قدوس کے محبوب بنتے چلے جائیں گے۔(خطبات محمود)

● حضرت امام رازی رحمہ اللہ کا ارشاد گرامی ہے فرمایا کہ عمل جو خالص ہو صواب (ٹھیک ٹھیک) نہ ہو تو وہ مقبول نہیں اور جو عمل صواب ہو مگر خالص نہ ہو وہ بھی مقبول نہیں عمل وہی مقبول ہوتا ہے جو خالص ہو اور صواب ہو خالص وہ ہے جو صرف خداوند قدوس کے لئے کیا جائے اور صواب وہ ہے جو سنت کے مطابق ہو۔(تفسیر کبیر)

● حضرت مولانا عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ کا ارشاد ہے کہ:

جو آدمی مستحب کو معمولی سمجھتا ہے ایک دن اس سے سنت ترک ہو جائے گی اور جو سنت کو معمولی سمجھتا ہے اس سے ایک دن واجب چھوٹ جائے گا اور جو واجب کو ضروری نہ

سمجھے اس سے فرض قضا ہو جائے گا یہ تمام اعمال ایک دوسرے کے لئے ضروری و لازم ملزوم کی حیثیت رکھتے ہیں (فتاویٰ عزیزی)

● حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کا فرمان ہے کہ فضیلت اور ثواب سنت کے مطابق اور سنت کی متابعت کی نیت سے ہو وہ ان کروڑوں شب بیداروں سے افضل ہے جو سنت کے مطابق نہ ہوں (علامات محبت)

● حضرت خواجہ محمد معصومؒ فرماتے ہیں کہ:

حصول نجات اور وصول برکات متابعت انبیاء علیہم السلام کے ساتھ وابستہ ہے اولیاء نے جو کچھ بھی ولایت، محبت، معرفت اور قرب الٰہی سے حصہ پایا ہے وہ بہ طفیل انبیاء علیہم السلام پایا ہے راہ وصول انبیاء ہی کی اتباع پر موقوف و منحصر ہے۔

(فیضان محبت ص ۱۵۵ از مولانا محمد احمدؒ)

● سیدنا رفاعیؒ کا فرمان ہے کہ درویش اسی وقت تک طریقت پر ہے جب تک سنت پر جما ہوا ہے اور جس وقت وہ سنت سے ہٹے گا طریقت سے الگ ہو جائے گا۔

(کمالات نبوت)

● حضرت مولانا محمد احمد رحمہ اللہ کا ارشاد ہے کہ آج کل جو محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ڈنڈورا خوب خوب پیٹا جا رہا ہے مگر اتباع سنت کا دور دور تک پتہ نہیں چلتا اور اس سے ادنیٰ تعلق بھی عملاً معلوم نہیں ہوتا تو یہ یقیناً ان کے اس دعوائے عشق و محبت کے کذب پر حجت ہے العیاذ باللہ۔

(فیضان محبت)

● حضرت مولانا محمد احمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کو پسند کرنا اور اسے محبوب رکھنا رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھنے کا سبب اور جنت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت جیسی نعمت عظیم کے حصول کا ذریعہ ہے حقیقت یہ ہے کہ دونوں جہاں کی تمام نعمتیں ایک طرف ہوں اور دوسری طرف یہ نعمت ہو تو یقیناً سعادت و خوش بختی میں یہ نعمت عظیم تر ہے۔

(فیضان محبت)

● حضرت مولانا محمد احمد رحمہ اللہ کا فرمان ہے کہ:

جس کو خداوند قدوس اور رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہوگی اسے اللہ تعالیٰ کی شریعت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے ضرور محبت ہوگی اور محبت شریعت وسنت پرعمل اور اس کی اطاعت پر مجبور کرے گی اس لئے کہ ع ''ان المحب لمن یحب یطیع'' یعنی محب اپنے محبوب کی ضرور اطاعت کرتا ہے پس آج کل جو باوجود دعویٰ محبت کے اتباع واطاعت میں کمی وکوتاہی نظر آرہی ہے تو یہ درحقیقت اسی محبت کی کمی ہی کا نتیجہ ہے۔

(فیضان سنت)

● حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کا ارشاد ہے کہ:

اللہ تعالیٰ نے مجھے علوم ظاہری سے سرفراز فرمایا، حدیث پڑھی، تفسیر پڑھی، فقہ پڑھی، گویا تمام علوم ظاہرہ اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائے، اس میں اللہ تعالیٰ نے مجھے کمال بخشا، اس کے بعد مجھے خیال ہوا کہ یہ دیکھنا چاہئے کہ صوفیاء کرام کیا کہتے ہیں؟ ان کے پاس کیا علوم ہیں چنانچہ ان کی طرف متوجہ ہوکر ان کے علوم حاصل کئے، صوفیاء کرام کے جو چار سلسلے ہیں۔ سہروردیہ، قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ ان سب کے بارے میں دل میں جستجو پیدا ہوئی کہ کونسا سلسلہ کیا طریقہ تعلیم کرتا ہے؟ سب کی سیر کی، اور چاروں سلسلوں میں جتنے اعمال، جتنے اشغال، جتنے اذکار، جتنے مراقبات، چلتے ہیں۔ وہ سب انجام دیئے سب کچھ کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھے ایسا مقام بخشا کہ خود سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے مجھے خلعت پہنایا، پھر اللہ تعالیٰ نے اتنا اونچا مقام بخشا کہ اصل کو پہنچا، پھر اصل سے ظل کو پہنچا، حتی کہ میں ایسے مقام پر پہنچا کہ اگر اس کو زبان سے ظاہر کروں تو علماء ظاہر مجھ پر کفر کا فتویٰ لگادیں اور علماء باطن مجھ پر زندیق ہونے کا فتویٰ لگادیں۔ لیکن میں کیا کروں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے واقعۃً اپنے فضل سے یہ سب مقامات عطا فرمائے۔ اب یہ سارے مقامات حاصل کرنے کے بعد میں ایک دعا کرتا ہوں اور جو شخص اس دعا پر آمین کہہ دے گا، ان شاء اللہ اس کی بھی مغفرت ہوجائے گی۔ وہ دعا یہ ہے کہ:

اے اللہ! مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی اتباع کی توفیق عطا فرما۔ آمین۔ اے اللہ! مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر زندہ رکھ۔ آمین۔ اے اللہ! مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہی پر موت عطا فرما۔ آمین۔ (اصلاحی خطبات ج ۵)

● حضرت ڈاکٹر عبدالحئی صاحب رحمہ اللہ کا ارشاد گرامی ہے کہ:
اگر ایک کام تم اپنی طرف سے اور اپنی مرضی سے کرتے ہو اور وہی کام تم اتباع سنت کی نیت سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق انجام دیدو، دونوں میں زمین وآسمان کا فرق محسوس کرو گے۔ جو کام تم اپنی مرضی سے کرو گے تو وہ تمہارا اپنا کام ہوگا اس پر کوئی اجر وثواب نہیں اور جو کام کہ تم سنت کی نیت سے کرو گے تو اس میں سنت کا اجر وثواب اور سنت کی برکت اور نور شامل ہو جاتا ہے۔

(اصلاحی خطبات ج/۶ ص/۲۱۸)

● حضرت عطاء اللہ اسکندر رحمہ اللہ کا فرمان ہے کہ:
جب تم رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرو گے اتنا ہی بھلائی کی طرف چلو گے، جتنا اتباع سنت سے دوری ہوگی اتنی ہی ہلاکت ہوگی فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک آج قبولیت کے دروازے بند ہیں بجز اتباع رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اور آج کوئی نجات نہیں پاسکتا بغیر کامل اتباع کے۔

(مجالس مفتی اعظم رحمہ اللہ ص/۸۰)

● حضرت سید کبیر احمد رفاعی رحمہ اللہ کا ارشاد گرامی ہے فرمایا کہ:
میں تم سے کہہ دینا چاہتا ہوں کہ دائمی سعادت کی کنجی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی ہے تمام افعال میں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئے ہیں اور جن سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم رکے ہیں، اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وضع کا اور کھانے پینے، اٹھنے بیٹھنے سونے بولنے میں بھی اتباع کیا جائے، تاکہ تم کو اتباع کامل نصیب ہو جائے، ہم کو ایک بزرگ کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ انہوں نے (عمر بھر) خربوزہ نہیں کھایا، کیونکہ ان کو کسی حدیث سے یہ معلوم نہ ہوا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خربوزہ کس طرح کھایا ہے، اسی طرح ایک بزرگ نے بھولے سے موزہ کو بائیں پیر میں پہلے پہننا شروع کر دیا تو اس (خلاف سنت حرکت) کے کفارہ میں کسی قدر گیہوں خیرات کیا۔

(بنیان المشید ص/۱۵۳)

فائدہ: اگر ہم رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا نبی ومحسن اور ماویٰ وملجا تسلیم کرتے ہیں تو انصاف کا تقاضہ یہ ہے کہ ہمیں اپنی زندگی کے تمام شب وروز اتباع سنت

میں گزارنے چاہئیں کوئی بڑا معاملہ ہو یا چھوٹا حتی کہ قضائے حاجت کے وقت بھی اتباع سنت کی نیت ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے مطابق یہ عمل کریں حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالحئی صاحب رحمہ اللہ نے انتہائی عمدہ بات ارشاد فرمائی کہ میں نے سالہا سال اس بات کی باقاعدہ مشق کی ہے کہ صبح سے شام تک زندگی کا ہر کام اتباع سنت کی نیت سے کیا جائے۔ اور مشق اس طرح کی ہے کہ لذیذ کھانا سامنے آیا، بھوک لگی ہوئی ہے، دل چاہ رہا ہے کہ اسے کھائیں، لیکن چند لمحوں کے لئے نفس کو کھانے سے روک لیا کہ "نفس کی خواہش پر نہیں کھائیں گے" پھر سوچا کہ یہ اللہ کی نعمت اور ان کی عطا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت یہ تھی کہ نعمت کو خدا کا شکر ادا کر کے استعمال فرماتے تھے اس سنت کی اتباع میں کھائیں گے۔

اور اسی طرح گھر میں داخل ہوئے، بچہ پیارا معلوم ہوا، دل چاہا کہ اسے گود میں اٹھا کر اس سے دل بہلائیں لیکن چند لمحوں کے لئے نفس کو روکا کہ نفس کی خواہش پر اسے نہیں اٹھائیں گے، پھر چند لمحوں بعد مراقبہ کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بچوں سے محبت فرماتے تھے اور انہیں کھلایا کرتے تھے۔ اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سنت کی اتباع میں اٹھائیں گے۔ ٹھنڈا پانی سامنے آیا، پیاس لگی ہوئی ہے اور دل کی خواہش ہے کہ اسے جلدی سے پی لیا جائے۔ لیکن کچھ وقفے کیلئے اپنے آپ کو روکا اور کہا کہ صرف دل کی خواہش پر پانی نہیں پئیں گے پھر تھوڑے وقفے کے بعد استحضار کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ٹھنڈا پانی بہت مرغوب تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی اتباع میں پئیں گے اور ان ہی آداب کے ساتھ پئیں گے جن کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم رعایت فرمایا کرتے تھے۔

چنانچہ بالکل اسی طرح ہمیں بھی چاہئے کہ اپنے ہر کام میں نیت ہو کہ یہ کام اس لئے کر رہا ہوں کہ رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قول و فعل سے ہمیں اسی طرح تعلیم فرمائی ہے۔

اس ہی میں ہمارے لئے دونوں جہان کی فلاح ہے۔

میں ان کے سوا کس پر فدا ہوں یہ بتادے
لا مجھ کو دکھا ان کی طرح کوئی اگر ہے

اتباع سنت پر ایمان افروز واقعات

سنت سے محبت کا عجیب واقعہ

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کھانا نوش فرما رہے تھے پیالے میں شوربا تھا کدو کے جو قتلے تھے وہ اندر تھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم انگلی ڈال کر اس میں سے کدو کا قتلہ تلاش کر کے نوش فرما رہے تھے جان لیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو کدو مرغوب ہے اسی روز سے مجھے بھی کدو مرغوب ہو گیا۔

ایک اور صحابی کا بیان ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا گریبان کھلا ہوا دیکھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ ادا مجھے ایسی پسند آئی کہ پھر میں نے ساری عمر گریبان میں بٹن لگایا ہی نہیں اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیا ہے۔(خطبات محمود)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کس قدر عشق تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر سنت سے کتنی محبت تھی اس کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو کدو محض اس لئے پسند تھا کہ اسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی پسند فرماتے تھے اسی طرح ایک دوسرے صحابی رضی اللہ عنہ نے ساری زندگی اپنا گریبان صرف اور صرف اس لئے کھلا رکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گریبان کھلے رکھا ہوا دیکھا تھا۔ یہی وہ سنت کی محبت اور اس پر عمل تھا کہ جس کی بناء پر خالق کائنات نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دنیا میں ہی فوز و فلاح کے سرٹیفکیٹ عطا فرمائے۔

اتباع سنت کی عجیب مثال

دیوبند میں ایک بزرگ تھے حضرت عابد حسین رحمہ اللہ یہ گرمی میں مشکیزہ بھر کر سڑکوں پر لوگوں کو پانی پلاتے پھرتے تھے حالانکہ بڑے رئیس تھے۔ خواب میں دیکھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے جا رہے ہیں اور بہت مخلوق پیچھے ہے ان میں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ بھی ہیں۔ سب لوگ دوڑ رہے ہیں مگر حضرت گنگوہی رحمہ اللہ آہستہ آہستہ چل رہے ہیں میں نے کہا حضرت آپ بھی دوڑیئے فرمایا کہ نہیں میں تو

نشان قدم ڈھونڈ کر چل رہا ہوں دیر میں پہنچوں وہ الگ بات ہے مگر اتباع اصل بنیادی چیز ہے۔ رات جاگ کر عبادت کرنا اور ہے اور ایک لمحہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع بہت بلند چیز ہے فرمایا کہ ایک بیت الخلاء میں جانے کی دعا ہزاروں نفلی عبادتوں سے بہتر ہے اس میں نور اور برکت ہی اور ہے ایک صاحب روضہ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حاضر تھے دل میں نادم تھے ان پر رعب تھا روضہ اقدس کے قریب نہ جاسکے دور کھڑے رہے جو لوگ مرتبہ جانتے ہیں وہ ادب کا معاملہ سمجھتے ہیں دوڑ کر جالی کا چومنا اور چیز ہے اور ہیبت دربار رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے قدم آگے نہ بڑھنا اور چیز ہے جس کو جتنا تعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوگا اتنی ہی اس پر جلال کی کیفیت اور ہیبت دل پر ہوگی لوگ دھکے دے کر آگے بڑھتے رہے یہ بیچارے پیچھے کھڑے سلام پڑھتے رہے دل میں حسرت بھی تھی کہ لوگ آگے بڑھ رہے ہیں دل میں فوراً ایک ندا آئی۔ سن لو ہم سے قریب وہ ہیں جو ہماری سنت پر عمل کرتے ہیں جو ہماری سنت پر عمل نہیں کرتے وہ چاہے ہماری جالیوں سے چپٹے ہوئے ہوں دور ہیں اور یہ بھی سنا کہ لوگوں سے کہہ دو ہماری قربت اور دوری ہماری اتباع میں ہے۔ حق تعالیٰ جس کو عشق دیتا ہے اس کو اتباع محمدی صلی اللہ علیہ وسلم عطا کر دیتا ہے۔ (مجالس مفتی اعظم ص/۳۲۸)

تین دن کی روپوشی

۱۸۵۷ء میں سرزمین ہند پر انگریز کی حکومت تھی اور علماء کرام آزادی کی تحریک میں شب و روز مصروف عمل تھے چنانچہ انگریز گورنمنٹ کی جانب سے دن رات علماء کرام کی گرفتاریاں ہو رہی تھی حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کی گرفتاری کا وارنٹ جاری کر دیا گیا تھا۔ حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمہ اللہ عزیز و احباب کے اصرار پر تین دن تک روپوش رہے۔ تین روز پورے ہوتے ہی ایک دم باہر نکل آئے جبکہ کسی وقت بھی گرفتاری کا خطرہ تھا لیکن بغیر کسی تردد اور خوف کے حضرت نانوتوی رحمہ اللہ سرعام کھلے بندوں چلنے پھرنے لگے لوگوں نے پھر مزید اصرار کیا کہ ابھی گرفتاری کا خطرہ نہیں ٹلا چنانچہ آپ روپوش ہی رہیں لیکن جواب میں حضرت نے فرمایا کہ چونکہ تین دن سے زیادہ روپوشی خلاف سنت ہے اس لئے خلاف سنت عمل کرتے ہوئے میں تین دن سے زیادہ روپوش نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے وقت غار ثور میں تین ہی دن

تک روپوش رہے تھے۔

(بیس بڑے مسلمان ص۱۱۹)

اتباع سنت پر عمل

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی جن کا ایک واقعہ ماقبل میں گزرا اتباع سنت میں ضرب المثل تھے اتباع سنت پر عمل ان کی زندگی کا حصہ تھا ایک معمولی عمل سے لے کر بڑے سے بڑے معاملہ تک اتباع سنت پر عمل تھا۔

چنانچہ ایک مرتبہ لوگوں نے کہا کہ مسجد سے بایاں پاؤں نکالنا سنت ہے اور جوتا دائیں پاؤں میں پہننا سنت ہے دیکھیں کہ حضرت گنگوہی رحمہ اللہ ان دونوں سنتوں پر کس طرح عمل فرما کر جمع فرماتے ہیں۔ لوگوں نے اندازہ لگایا کہ جب حضرت مسجد سے نکلنے لگے تو آپ نے پہلے بایاں پاؤں نکال کر جوتے پر رکھا پھر سیدھا پاؤں نکالا اور جوتے میں ڈال دیا اس کے بعد بائیں پاؤں میں جوتا پہنچا۔

(خطبات فقیر ج ر ۷)

اتباع سنت کا جذبہ

حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ کا معمول تھا کہ وتروں کے بعد بیٹھ کر دو رکعت پڑھتے تھے کسی شاگرد نے عرض کیا کہ حضرت بیٹھ کر نفل پڑھنے کا ثواب تو آدھا ہے حضرت شیخ الہندؒ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ ہاں بھائی مجھے معلوم ہے مگر بیٹھ کر پڑھنا اتباع سنت ہے۔

حضرت شیخ الہندؒ کا معمول تھا کہ رمضان میں تراویح کے بعد سے لے کر صبح تک قرآن پاک سنتے تھے۔ حافظ بدلتے رہتے تھے اور حضرت شیخ الہندؒ اخیر تک کھڑے ہو کر نماز پڑھتے جس کی وجہ سے کبھی کبھی پاؤں پر ورم بھی آ جاتا تھا تو اس پر خوش ہوتے کہ: حتی یتورمت قدماہ: کی موافقت نصیب ہوگئی۔

(حوالہ بالا)

حضرت تھانویؒ کا ایک سنت پر عمل

ایک مرتبہ حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ تھانہ بھون سے کچھ فاصلے پر ایک گاؤں میں دعوت میں تشریف لے جا رہے تھے اور اہلیہ محترمہ ساتھ تھیں۔ جنگل کا پیدل سفر تھا۔ کوئی اور شخص بھی ساتھ نہیں تھا۔ جب جنگل کے درمیان پہنچے تو خیال آیا کہ الحمد للہ رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت سی سنتوں پر عمل کی توفیق ہوگئی ہے لیکن اہلیہ کے ساتھ دوڑ لگانے کی سنت پر ابھی تک عمل کا موقع نہیں ملا۔ آج موقع ہے اس سنت پر بھی عمل ہو جائے چنانچہ اس وقت آپ نے سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ کرتے ہوئے دوڑ لگا کر اس سنت پر بھی عمل کر لیا۔ اب ظاہر ہے کہ دوڑ لگانے کا کوئی شوق وغیرہ نہیں تھا لیکن محض حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرنے کے لئے دوڑ لگائی۔

(اصلاحی خطبات ج ۷ ص ۹۷)

اتباع سنت کا نور

ایک تبلیغی جماعت کا جاپان میں جانا ہوا۔ وہاں کا جو سب سے بڑا پادری تھا جماعت اس کے گرجے میں ٹھہری کیونکہ وہاں گرجہ تو اتوار والے دن ہی کھلتے ہیں باقی دن بند رہتے ہیں۔ تو تیسرے دن وہ پادری آیا اور کہنے لگا میں مسلمان ہونا چاہتا ہوں ساتھی بڑے حیران ہوئے اس سے وجہ پوچھی تو کہنے لگا کہ میرے اندر اتنی روحانیت ہے کہ اس کی ادنیٰ طاقت میں آپ لوگوں کو بتلاتا ہوں پھر اس نے غالباً بیس فٹ کے فاصلے پر ایک ساتھی کو کھڑے ہونے کو کہا اور دوسرے اپنے ہاتھ کو جھٹکا دے کر نیچے کیا تو وہ ساتھی گر گیا۔ وہ پادری کہنے لگا یہ تو میری ادنیٰ طاقت کا نمونہ ہے اور کہا کہ میں نے آپ لوگوں کو وضو کرتے دیکھا سنت کے مطابق تو مجھے اس جگہ نور ہی نور نظر آیا اور پھر کہا جہاں میری اعلیٰ طاقت کا نور ختم ہوتا ہے وہاں سے سنت کا نور شروع ہوتا ہے پھر وہ مسلمان ہو گیا۔

(سوانح یوسفی)

اتباع سنت سے متعلق نکات دانش

● اپنی تمام حرکات وسکنات اور جذبات وکیفیات کو اتباع سنت سے وابستہ کرنے کا نام ہی سچی غلامی اور یہی بندگی ہے (شاہ عبدالغنیؒ)

● جھوٹا ہے وہ شخص جو رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا دعویٰ کرتا ہے لیکن اتباع سنت کا اہتمام نہیں کرتا۔ (حاتم زاہدؒ)

● کوئی قول وفعل اور عمل ونیت صحیح نہیں اگر اتباع سنت کے موافق نہ ہو۔ (حسینؓ ابن علیؓ)

● رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا وارث وہ شخص ہے جو اتباع سنت پر کاربند رہے نہ کہ وہ جو کہ کاغذ سیاہ کرے (ابوالحسن حرقانیؒ)

● ہمارا یہ تصوف کا مذہب کتاب وسنت واصول سے مقید ہے (جنید بغدادیؒ)

● اتباع سنت سے اجتناب کے لئے کسی کے پاس کوئی عذر نہیں الا یہ کہ جس کے دل میں کفر چھپا ہوا ہو (سید کبیر احمد رفاعیؒ)

● اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کا معتبر ذریعہ اعمال صالحہ اور اتباع سنت کی پابندی ہے۔ اور ان کی توفیق علامت تقرب ہے اور ان پر مداومت حاصل کرنا مقبولیت کی دلیل ہے۔ (ڈاکٹر عبدالحیؒ)

● کسی نے پوچھا جزبی راستہ کونسا ہے آپؒ نے فرمایا وہ طریق راہ سنت ہے۔ (مجدد الف ثانیؒ)

● سنت کی مثال کشتی نوحؑ کی سی ہے جو اس میں بیٹھ گیا وہ بچ گیا جو اس سے پیچھے رہ گیا وہ غرق ہو گیا۔ (امام مالکؒ)

● جس نے سنت کو ہلکا سمجھا اور اس کے ادا کرنے میں سستی کی تو اس کو فرائض سے محرومی کی سزا ملے گی۔ (شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ)

● آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت آپ ﷺ کی قائم مقام ہے اس لئے اب آپ ﷺ کی سنت کی اتباع ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع ہے۔ (مولانا محمد احمدؒ)

● آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول ماننے کا حقیقی تقاضہ یہ ہے کہ ہم اتباع سنت سے

وابستہ رہیں۔

● ساری نیکیاں اللہ تعالیٰ نے ایک مکان میں جمع کردیں اور اس کی کنجی اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ (حضرت رشید احمد گنگوہیؒ)

نوجوانوں کی خدمت میں

عزیز نوجوان دوستو! آپ نے اتباع سنت کی اہمیت سے متعلق آیات قرآنی، احادیث مبارک اور اکابرین امت کے اقوال کا مطالعہ کیا جس سے بخوبی احسن اندازہ ہوگیا ہوگا کہ اسلام میں اتباع سنت کی کس قدر اہمیت ہے بلکہ اگر یوں کہا جائے تو بے جانہ ہوگا کہ اسلام نام ہی اتباع سنت کا ہے اگر اتباع سنت زندگی میں نہیں تو وہ زندگی اسلام سے تہی دامن ہے۔ ہدایت اور علامت سعادت صرف اتباع سنت ہے۔

یادرکھیئے! بحیثیت مسلمان کے اتباع سنت ہم پر فرض ہے اس کے بغیر چارہ کار نہیں رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے سے ہٹ کر جو چلنے کی کوشش کرے گا یقیناً وہ صراط مستقیم سے بھٹک جائے گا۔

وہ پہنچ سکا ہے کبھی منزل تک ؟
راہ سنت پر نہیں جس کا قدم

آج بدقسمتی سے ہمارا نوجوان طبقہ غیروں کی تقلید میں اندھا دھند دوڑ لگائے چلا جارہا ہے جس کا نتیجہ صرف اور صرف یہی آتا ہے کہ وہ بہت جلد تھک ہار کر گر جاتے ہیں اور منزل مقصود تک پہنچنے کے بجائے قعر مذلت میں جا پڑتے ہیں۔ ہر نوجوان غیروں کے راستے پر چل کر اپنا اور اپنے معاشرے کا زبردست نقصان کر رہا ہے۔ مشکلات ومصائب کم ہونے کے بجائے بڑھتے جارہے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ آج کی ہماری تمام مشکلات کا حل اتباع سنت میں پنہاں ہے اگر ان دگرگوں حالات میں ہم اتباع سنت سے وابستہ نہ ہوں گے تو نوجوان دوستو ہم ترقی کرنے کے بجائے گہرائیوں میں گرتے چلے جائیں گے۔

چنانچہ اگر ہم اپنی اصلاح چاہتے ہیں اور ترقی کے زینوں کو عبور کرنا چاہتے ہیں اور اگر ہم اپنے معاشرے کے لئے کوئی ایسا کارنامہ سرانجام دینا چاہتے ہیں کہ آنے والی نسلیں ہمیں اچھے لفظوں میں یاد کریں اور ہماری مثال دیں تو سب سے پہلے جذبہ اتباع سنت سے گہرا

تعلق جوڑنا پڑے گا۔ آیئے ہم مل کر عہد کریں کہ آئندہ انشاءاللہ ہمارے تمام لیل ونہار عین سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق صرف ہوں گے۔اللہ تعالیٰ ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام سنتوں پر صحیح صحیح عمل کی توفیق عطا فرمائے ۔آمین

كل عام وأنتم بخير

﴿دوسری فصل﴾

نوجوان......اور اچھے اخلاق

دوسری صفت جس سے ہر نوجوان کا آراستہ، پیراستہ ہونا بہت ہی زیادہ ضروری ہے وہ حسن خلق کی صفت ہے یہی وہ عمدہ ترین خصلت ہے جس سے معاشروں کی صحیح تعمیر ہوتی ہے اسی خصلت کو لے کر قومیں ترقی کرتی ہیں اور آگے بڑھتی ہیں چنانچہ اب ہم حسن خلق سے متعلق بات کریں گے! آیئے دیکھتے ہیں کہ حسن خلق سے متعلق اسلام ہمیں کیا تعلیمات دیتا ہے!

اسلام میں حسن خلق کی اہمیت

اسلام صرف چند رسوم اور تقریبات کا نام نہیں اور نہ ہی چند عبادات تک محدود ہے بلکہ یہ مکمل زندگی کے شب و روز گذارنے کا طریقہ اور کامل و مکمل اور اکمل ترین دین ہے ایک مختصر سے جملے میں ہم یوں تعبیر کرسکتے ہیں کہ یہ ایک عظیم اور مستقل تہذیب ہے۔ اسلام نے عقائد و عبادات کے بعد تیسرا درجہ اخلاقیات کو دیا ہے۔یقیناً حسن خلق نصف دین ہے اور یہ کہا جائے تو مناسب ہوگا کہ دین اور اخلاق کو کسی بھی طرح الگ نہیں کیا جاسکتا اس وقت تک دین کی تکمیل ممکن ہی نہیں جب تک اخلاق کی بلندی حاصل نہ ہو جیسا کہ آنے والی احادیث سے یہ مفہوم واضح ہو رہا ہے۔

آپ ﷺ اخلاق کے اعلیٰ پیمانے پر تھے

حسن خلق رسول اقدس ﷺ کی اعلیٰ ترین صفات میں سے ہے آپ ﷺ حسن خلق کے اعلیٰ ترین مرتبے پر فائز تھے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿و انک لعلیٰ خلق عظیم﴾ (سورۃ قلم آیت ۴)

ترجمہ: اور بے شک آپ حسن خلق کے اعلیٰ پیمانہ پر ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

سے کسی نے رسول اقدس ﷺ کے اخلاق کے بارے میں دریافت کیا تو ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے انتہائی جامع الفاظ میں جواب ارشاد فرمایا کہ کان خلقه القرآن (ترجمہ) آپ ﷺ کے اخلاق قرآن کریم والے اخلاق تھے (مسلم) یعنی رسول اقدس ﷺ ان تمام صفات اعلیٰ اور اخلاق حسنہ سے متصف تھے جو قرآن کریم میں مذکور ہیں اور قرآن کریم سے بڑھ کر اخلاق کس کے ہو سکتے ہیں آپ ﷺ قرآن کریم کی ان تمام صفات کے بہترین نمونہ تھے بلکہ ایک عالم دین نے اپنے وعظ میں یہاں تک فرمایا اور ایک کتاب میں مطالعے کے دوران بھی یہ بات نظروں سے گذری کہ رسول اقدس ﷺ کی صدات و نبوت کیلئے اگر آپ ﷺ کو کوئی معجزہ نہ دیا جاتا تو صرف آپ ﷺ کے اخلاق حسنہ ہی آپ ﷺ کی صداقت و نبوت کیلئے کافی تھے!

ایک موقع پر خود آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ انما بعثت لا تمم مکارم اخلاق (مسند احمد)

ترجمہ: میں اچھے اخلاق کی تکمیل کے لئے مبعوث کیا گیا ہوں۔ اور حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اقدس ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ خوبصورت اور سب سے زیادہ اچھے اخلاق والے تھے۔

(احیاء العلوم ج ۳ ص ۹۰)

چنانچہ واضح ہوا کہ آپ ﷺ سے زیادہ دنیا میں کوئی با اخلاق نہ تھا اور نہ قیامت تک کوئی آ سکتا ہے البتہ جو آپ ﷺ جیسے اخلاق اپنانے کی کوشش کرے گا یقیناً کامیاب ہوگا!۔

حسن خلق کی اہمیت احادیث کی روشنی میں

دین حسن خلق کا نام ہے

ایک شخص رسول اقدس ﷺ کی خدمت میں سامنے کی طرف سے آیا اور کہنے لگا کہ یا رسول اللہ ﷺ دین کیا ہے؟ آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا حسن خلق وہ شخص چلا گیا اور دوبارہ دائیں طرف سے آیا اور وہی سوال کیا۔ آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا حسن خلق پھر وہ تیسری مرتبہ بائیں طرف سے آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ دین کیا ہے؟ آپ ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ حسن خلق پھر وہ چوتھی مرتبہ پیچھے کی طرف سے آیا اور یہی سوال کیا

تو آپ ﷺ نے فرمایا! کیا تو سمجھتا نہیں ہے دین یہ ہے کہ تو غصہ نہ کرے۔

(بحوالہ احیاء العلوم ج ۳ص ۸۹)

اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہترین تحفہ

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اقدس ﷺ سے پوچھا کہ انسان کے حق میں اللہ تعالیٰ کا بہترین ہدیہ کونسا ہے آپ ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ حسن خلق (مسند امام احمد)

حسن خلق کا وزن

قیامت کے روز جب نیکیاں تولی جائیں گی تو حسن خلق کا پلہ جھکا رہے گا رسول اقدس ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ اعمال کے ترازو میں حسن خلق کا وزن سب سے زیادہ ہوگا۔

(ابوداؤد)

حضورؐ کی ایک صحابیؓ کو نصیحت

رسول اقدس ﷺ نے آخری ایام میں جب حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ کو یمن کا گورنر بنا کر بھیجا تو انہیں متعدد نصیحتیں فرمائی تھیں وہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے آخری نصیحت مجھے اس وقت فرمائی جبکہ میں نے اپنے پاؤں اپنی سواری کے رکاب میں رکھ لیا تھا وہ یہ تھی کہ! اے معاذ لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آنا۔

(موطا امام مالکؒ)

ایمان کی قوت حسن خلق سے ہے

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اقدس ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میزان میں سب سے پہلے حسن خلق اور سخاوت رکھی جائے گی جب اللہ تعالیٰ نے ایمان کی تخلیق فرمائی تو اس نے عرض کیا اے اللہ! مجھے قوت عطا کر تو اللہ تعالیٰ نے اسے حسن خلق اور سخاوت سے تقویت بخشی اور جب کفر پیدا کیا تو اس نے عرض کیا اے اللہ! مجھے طاقت دے تو اللہ تعالیٰ نے اسے بخل اور بد خلقی عطا کی۔

(بحوالہ احیاء العلوم ج ۲ص ۸۹)

لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق کا معاملہ کرو

ایک شخص نے رسول اقدس ﷺ سے نصیحت کی درخواست کی آپ ﷺ نے نصیحت فرمائی کہ جہاں بھی رہو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اس نے عرض کیا کہ کچھ اور نصیحت فرمایئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ گناہ کے بعد نیک کام ضرور کیا کرو نیکی گناہ کو مٹادیتی ہے اس نے عرض کیا کہ مزید نصیحت فرمایئے آپ ﷺ نے مزید فرمایا کہ لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق کا معاملہ کرو۔ (ترمذی شریف)

حسن خلق سے زیادہ کوئی موزوں چیز نہیں

رسول اقدس ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس دین کو اپنے لئے خاص کرلیا ہے اور تمہارے دین کیلئے سخاوت اور حسن خلق سے زیادہ کوئی چیز موزوں نہیں ہے خبردار اپنے دین کو ان دونوں صفتوں سے مزین کرو۔ (دارقطنی)

سب سے بہتر چیز

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ ابن شریک فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ رسول اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت کچھ اعرابی آپ ﷺ سے یہ دریافت کررہے تھے کہ بندے کو سب سے بہتر چیز کیا عطا ہوئی ہے آپ ﷺ نے ان کے جواب میں ارشاد فرمایا حسن خلق۔ (ابن ماجہ)

روز قیامت آپ ﷺ کے محبوب لوگ

رسول اقدس ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ قیامت کے روز مجھے سب سے زیادہ محبوب اور بااعتبار مجھ سے قریب تر وہ لوگ ہوں گے جو تم میں زیادہ اچھے اخلاق والے ہوں گے۔

(احیاء العلوم ج ۳ ص ۹۱)

اعمال کا اعتبار

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اقدس ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ جس شخص میں یہ تین چیزیں یا ان میں سے ایک نہ ہو تو اس کے کسی عمل کا اعتبار مت کرو۔

تقویٰ جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں سے اسے روکے! بردباری جس سے بے وقوف کو باز رکھے اور اخلاق جن کے سہارے لوگوں کے درمیان زندگی گذارے۔ (طبرانی)

آپ کی اچھے اخلاق کے لئے دعا

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نماز کے آغاز میں رسول اقدس ﷺ یہ دعا فرماتے تھے اے اللہ! اچھے اخلاق کی طرف میری ہدایت کر تیرے سوا کوئی اچھے اخلاق ہدایت نہیں کرتا اور مجھے بُرے اخلاق سے دور رکھ تیرے سوا بُرے اخلاق سے کوئی دور نہیں رکھتا۔ (مسلم شریف)

خوش اخلاق ہونا اچھا شگون ہے

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک روز رسول اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ خوش اخلاقی گناہ کو اس طرح گلا دیتی ہے جس طرح سورج برف کو پگھلا دیتا ہے! خوش اخلاقی کے وصف کو ان الفاظ میں بھی بیان فرمایا کہ **من سعادة المرء حسن الخلق**۔ (ترجمہ) خوش اخلاق ہونا یہ اچھا شگون ہے۔

(احیاء العلوم ج ۳ ص ۹۱)

خوش خلقی دنیا و آخرت کی خیر ہے

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ! اگر دنیا میں کسی عورت کے دو شوہر ہوں (یعنی یکے بعد دیگرے راقم) اور وہ دونوں مر جائیں تو وہ عورت جنت میں کس کو ملے گی تو آپ ﷺ نے جواب ارشاد فرمایا کہ وہ اس کو ملے گی جو دنیا میں اس کے ساتھ زیادہ خوش خلق رہا ہوگا! اے ام حبیبہ خوش خلق دنیا و آخرت کی خیر لے کر گیا۔ (طبرانی کبیر)

خوش اخلاق کا درجہ

رسول اقدس ﷺ نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا کہ جس مسلمان کو خدا توفیق دیتا ہے وہ اپنی خوش اخلاقی اور طبیعت کے کرم سے روزہ دار شب زندہ دار اور عابد کا درجہ پالیتا ہے۔

(مسند امام احمد)

اللہ کے ہاں حسن خلق کا مقام

حضرت عبدالرحمٰن بن سمرۃ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے آپ ﷺ نے ہم سے فرمایا کہ میں نے رات ایک عجیب خواب دیکھا میں نے دیکھا کہ میری امت کا ایک شخص دوزانو بیٹھا ہوا ہے اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان حجاب ہے اتنے میں اس کا حسن خلق آیا اور اس کو خدا تعالیٰ کے سامنے پیش کر دیا۔

(احیاء العلوم ج ۳ ص ۹۲)

خوش اخلاقی کے درجات

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اقدس ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ بندہ اپنی خوش اخلاقی سے بڑے بڑے درجات اور منازل کا شرف حاصل کرے گا حالانکہ وہ عبادت میں کمزور ہوگا (طبرانی کبیر)

سب سے بہتر مسلمان

رسول اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ فحش اور فحش گوئی اسلام میں بالکل نہیں اور سب سے بہتر مسلمان وہ ہے جو اخلاق کے لحاظ سے سب سے بہتر ہو۔

(اسلامی آداب زندگی ص ۱۸ بحوالہ مسند امام احمد)

سب سے زیادہ محبوب شخص

عبداللہ ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اقدس ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ نے فرمایا! کیا میں تمہیں بتا نہ دوں کہ مجھے تم میں سے سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ اور قیامت کے دن مجھ سے سب سے زیادہ قریب کون ہوگا؟ آپ ﷺ نے دو یا تین بار یہ کلمات فرمائے تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ فرمایئے تو آپ ﷺ نے فرمایا جو اخلاق کے اعتبار سے سب سے اچھا ہوگا۔

(اسلامی آداب زندگی ص ۱۸ بحوالہ مسند امام احمد)

قائم اللیل صائم النہار کے درجات

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اقدس ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا کہ مؤمن اپنے حسن خلق کی بدولت قائم اللیل اور صائم النہار کے درجات تک پہنچ جاتا ہے۔ (ابوداؤد)

اخلاق اور فلاح (کامیابی)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت مروی ہے فرمایا فلاح پا گیا جس نے اپنے قلب کو ایمان کے لئے خالص کر دیا، قلب کو سلیم، زبان کو صادق، نفس کو مطمئن اور اخلاق کو مستقیم بنایا۔

(اسلامی آداب زندگی ص ۲۰)

دلوں کو جیتنے کا نسخہ

رسول اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ تم لوگوں کے قلوب کو اپنے مال و دولت سے نہیں موہ سکتے البتہ اپنی خوش خلقی اور حسن معاملہ سے ان کے دلوں کو اپنا سکتے ہو۔ (فتح الباری)

جنت میں صرف اچھے اخلاق والے داخل ہوں گے

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا اللہ تعالیٰ مکارم اخلاق پسند کرتے ہیں؟ آپ ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے جنت میں صرف اچھے اخلاق والے داخل ہوں گے۔

(احیاء العلوم ج ۲ ص ۵۷۱)

ایمان کے اعتبار سے افضل مؤمن

ایک موقع پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ایمان کے اعتبار سے کونسا مؤمن افضل ہے آپ ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ جو اخلاق کے اعتبار سے سب سے بہتر ہو۔ (ابوداؤد و ترمذی)

اپنے اخلاق کو خوبصورت کیجئے

جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تجھے اللہ تعالیٰ نے خوبصورت بنایا ہے تو اپنے اخلاق کو بھی خوبصورت کر۔

(احیاء العلوم ج ۳)

سو بہترین خصلتیں

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اقدس ﷺ نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا ابوذر! میں تجھے دو ایسی باتیں بتلاؤں جو نہایت ہلکی ہیں لیکن اعمال کے ترازو میں بہت بھاری ہیں ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں ضرور بتلایئے آپ ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا: طویل خاموشی اور خوش خلقی۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے ان دو خصلتوں سے بہتر مخلوق کیلئے کوئی کام نہیں۔ (مشکوۃ المصابیح ج ۲)

اسلام کی ساری تعلیمات کا لب لباب اخلاق ہے

عزیز نوجوانو ! مندرجہ بالا احادیث اور اکابرین امت کے اقوال کے مطالعے کے بعد آپ نے اندازہ کرلیا ہوگا کہ اخلاقیات کو اسلام نے کس قدر اہمیت وعظمت سے نوازا ہے حقیقت تو یہ ہے کہ ایمان لانے کے بعد عبادت اور اخلاق ہی میں سب کچھ دین رکھا ہے آپ ﷺ کی تعلیم پر اگر ہم غور کریں تو مطالعے کے بعد یہ واضح ہو جاتا ہے کہ اسلام کی تمام تر تعلیمات کا لب لباب اگر ایک لفظ میں بیان کیا جائے تو وہ صرف اخلاق ہے!

چنانچہ اب کچھ وہ احادیث ذکر کی جاتی ہیں جن میں رسول اقدس ﷺ نے اخلاق بد سے متعلق وعیدات ارشاد فرمائی ہیں!

بداخلاقی پر وعیدات

بداخلاقی عمل کو فاسد کر دیتی ہے:

رسول اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ بداخلاقی عمل کو اس طرح فاسد کر دیتی ہے جس طرح

سرکہ شہد کو خراب کر دیتا ہے۔

(احیاء العلوم ج ۳ ص ۹۰)

بداخلاقی نحوست ہے:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک شخص نے رسول اقدس ﷺ سے سوال کیا کہ یارسول اللہ (ﷺ) نحوست کیا ہے؟ آپ ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ بد اخلاقی۔ (مسند امام احمد)

بداخلاقی کا انجام دوزخ ہے:

حضرت فضیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کسی شخص نے رسول اقدس ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ فلاں عورت دن میں روزہ رکھتی ہے راتوں کو نماز پڑھتی ہے مگر بداخلاق بھی ہے اپنے پڑوسیوں کو زبان سے تکلیف پہنچاتی ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس عورت میں کوئی خیر نہیں ہے یہ دوزخی ہے۔

(بحوالہ احیاء العلوم ج ۳)

بداخلاقی ناقابل معافی گناہ ہے:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ رسول اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بداخلاقی ایک ناقابل معافی گناہ ہے اور بدگمانی ایک ایسا گناہ ہے جس سے دوسرے گناہ پیدا ہوتے ہیں (ایضاً)

بداخلاقی جہنم میں لے جاتی ہے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اقدس ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ بندہ اپنی بداخلاقی کی وجہ سے جہنم کے نچلے طبقے میں پہنچ جاتا ہے (ایضاً)

بداخلاق ناپسندیدہ شخص ہے:

رسول اقدس ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ میرے نزدیک تم میں سے سب سے زیادہ ناپسندیدہ اور آخرت میں مجھ سے سب سے زیادہ دور افتادہ وہ ہوگا جو سب سے زیادہ بد اخلاق ہو۔ (ترمذی ج ۲)

بداخلاقی سے رسوائی ملتی ہے:

ایک اللہ والے کا قول ہے کہ خوش خلقی کا بیج بونے سے محبت ملتی ہے اور بداخلاقی کا بیج بونے سے نفرت ہاتھ آتی ہے اور جس کے اخلاق اچھے ہوتے ہیں اس کی عزت ووقار میں اضافہ ہوتا ہے، جبکہ بداخلاقی سے پیش آنے والے کے ہاتھ رسوائی اور ذلت کے سوا کچھ نہیں آتا کیونکہ بداخلاقی سے کینہ پیدا ہوتا ہے اور جب کینہ دلوں میں گھر کر جائے تو اس کا نتیجہ دشمنی کی صورت میں نکلتا ہے اور یہ دشمنی اگر کسی بے دین شخص کے دل میں پیدا ہو جائے تو وہ اسے دوزخ پہنچا دیتی ہے الا یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اسے بچالیں
(حکیمانہ اقوال، نصائح اور واقعات)

انس بن مالک رحمہ اللہ کا قول:

حضرت انس بن مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آدمی اپنے حسن خلق کی وجہ سے جنت کے اعلیٰ درجے میں پہنچ جاتا ہے جبکہ وہ عبادت گزار بھی نہیں ہوتا اور بداخلاقی کی وجہ سے جہنم کے نچلے حصے میں چلا جاتا ہے جبکہ وہ عبادت گزار بھی ہوتا ہے!

وہب بن منبہ رحمہ اللہ کا قول:

حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بداخلاق کی مثال ایسی ہے جیسے ٹوٹا ہوا برتن کہ نہ اس میں پیوند لگایا جاسکتا ہے اور نہ اسے مٹی میں تبدیل کیا جاسکتا ہے۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ کا قول:

حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ کا ارشاد ہے کہ خوش اخلاق فاجر کی صحبت مجھے بد اخلاق عابد کی صحبت سے زیادہ پسند ہے۔

عبداللہ ابن مبارک رحمہ اللہ کا قول:

کوئی بداخلاق آدمی عبداللہ ابن مبارک رحمہ اللہ کے ساتھ سفر میں تھا آپ اس کی بد اخلاقی برداشت کرتے اور اس کے ناز اٹھاتے، جب وہ کسی منزل پر رخصت ہو گیا تو آپ اسے یاد کر کے بہت روئے لوگوں نے رونے کی وجہ معلوم کی فرمایا مجھے اس پر رحم آتا ہے

بیچارہ مجھ سے تو رخصت ہو گیا لیکن اخلاق بد ابھی تک اس کے ساتھ ہیں!

حسن خلق کی اہمیت اقوال اکابر کی روشنی میں

حضرت عبداللہؓ ابن عباسؓ کا قول

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا گیا کہ کرم کیا ہے؟ فرمایا کرم وہ ہے جس کا ذکر قرآن میں اس طرح کیا گیا ﴿ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم﴾ (ترجمہ) اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سب سے بڑا شریف وہی ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو پھر پوچھا گیا حسب کیا چیز ہے؟ فرمایا! تم میں سب سے بہتر اخلاق کا حامل سب سے اچھے حسب کا حامل ہے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے یہ بھی فرمایا کہ ہر عمارت کی بنیاد ہوتی ہے اور اسلام کی بنیاد خوش خلقی ہے۔

حضرت لقمان علیہ السلام کا قول

حضرت لقمان سے ان کے بیٹے نے پوچھا ابا جان انسان میں کون سی خصلت اچھی ہے جواب دیا دین۔ پھر پوچھا اگر دو ہوں؟ جواب دیا دین اور مال پھر پوچھا اگر تین ہوں؟ جواب دیا دین، مال اور حیاء پھر پوچھا اگر چار ہوں؟ جواب دیا دین، مال، حیاء اور حسن خلق پھر پوچھا اگر پانچ ہوں؟ جواب دیا دین، مال، حیاء، حسن خلق اور سخاوت۔ پھر پوچھا اگر چھ ہوں؟ جواب دیا بیٹے! اگر کسی شخص میں یہ پانچ خصلتیں جمع ہو جائیں تو وہ پاکیزہ خو ہے، متقی ہے، اللہ کا ولی ہے اور شیطان سے بری ہے۔

حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ کا قول

حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ کا ارشاد ہے کہ قلت علم اور قلت عمل کے باوجود چار خصلتیں انسان کو اعلیٰ درجات تک پہنچا دیتی ہیں ایک حلم، دوسری تواضع، تیسری سخاوت اور چوتھی خوش خلقی اور یہی چار خصلتیں انسان کا کمال ہیں!

یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ کا قول

یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ کا قول ہے کہ خوش اخلاقی ایک ایسی نیکی ہے کہ اس کے سامنے

برائیوں کی کثرت بھی نقصان دہ نہیں ہوتی اور بد اخلاقی ایک ایسی برائی ہے کہ جس کی موجودگی میں حسنات کی کثرت بھی نفع بخش نہیں ہوتی!

حضرت عطار رحمہ اللہ کا قول

حضرت عطاء رحمہ اللہ کا قول ہے کہ جس شخص نے بھی بلندی حاصل کی خوش اخلاقی ہی کے طفیل حاصل کی وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریب ہیں جو حسن خلق کے سلسلے میں رسول اقدس ﷺ کے نقوش پا کی اتباع کرتے ہیں۔

(جستہ جستہ از احیاء العلوم ج ۳)

مولانا رحمت اللہ سبحانی رحمہ اللہ کا قول

مولانا رحمت اللہ سبحانی رحمہ اللہ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب مخزن اخلاق میں لکھا ہے کہ جب کسی محفل میں جاؤ تو ان اشخاص کے طرز عمل اور اخلاق کو جو بہتر ہوں ملاحظہ کرو مثل مشہور ہے کہ انسان اخلاق ہی سے بنتا ہے اور عمدہ سیرت سب سے بڑی سفارش ہوتی ہے، خوش اخلاقی سب آدمیوں کے لئے ضروری ہے۔ اور بعض ایسے ہیں جن کے لئے خوش اخلاقی ہی سب کچھ ہوتی ہے۔ لیاقت اور علم سے دلوں پر قبضہ نہیں کیا جا سکتا ہاں جب خوش اخلاقی سے دلوں پر قبضہ کر لیا جائے تو یہ دونوں اس قبضے کو ہمیشہ کے لئے بحال رکھتے ہیں اپنی رفتار و گفتار، نشست و برخاست، حرکات و سکنات اور ظاہری شکل و شباہت سے دوسروں کی آنکھ کو اور اپنی آواز، طرز گفتگو اور لب و لہجہ سے دوسروں کے کانوں کو گرویدہ کرو پھر دل خود بخود گرویدہ ہو جائے گا۔ (مخزن اخلاق)

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کا قول

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حسن خلق اس بات کا نام ہے کہ دوسرے شخص کے ساتھ تمہارا برتاؤ ایسا ہو گویا تم اس کے حامی اور مددگار ہو اور اپنی ذات کے خلاف ہو لہٰذا اپنے نفس سے چھین کر دوسرے کا حق ادا کر دو اور اپنی ذات کیلئے اس کا حق طلب نہ کرو اگرچہ وہ مستحق ہی کیوں نہ ہو اور تفصیلی طور پر حسن خلق یہ ہے کہ انسان دوسرے کے ساتھ عفو و درگذر، حلم و بردباری، جود و سخا، صبر و تحمل، رحمت و شفقت، محبت و مروت، نرم

خوئی، دوسروں کی قضائے حاجات وغیرہ وغیرہ سے متصف ہو

(بحوالہ چشم حسنہ اخلاق النبی ا)

اخلاق حسنہ کیا ہیں

ایک شخص نے رسول اقدس ﷺ سے حسن اخلاق سے متعلق سوال کیا تو آپ ﷺ نے جواب میں یہ آیت ارشاد فرمائی!

خذا العفو و امر بالمعروف و اعرض عن الجھلین۔ (ترجمہ) درگذر کی عادت رکھو نیکی کا حکم دو اور جاہلوں سے منہ پھیر لو۔ پھر اس کے بعد رسول اقدس ﷺ نے فرمایا وہ (حسن اخلاق) یہ ہے کہ جو تم سے توڑے تم اس سے جوڑو جو تمہیں محروم رکھے تو اسے عطا کرو جو تم پر ظلم کرے تم اسے معاف کردو۔ (مکاشفۃ القلوب)

دشمنی سے خار رکھے جو کہ میری راہ میں
یا الٰہی اس کا گلشن دائماً بے خار ہو

مکارم اخلاق یہ ہیں:

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مکارم اخلاق اور محاسن اعمال سے اسلام کا احاطہ کر دیا ہے اور ان مکارم اخلاق اور محاسن اعمال میں یہ باتیں شامل ہیں۔ باہم اچھی طرح رہنا...... حسن سلوک کرنا...... نرمی سے پیش آنا...... صدقہ و خیرات کرنا...... کھانا کھلانا...... سلام کو رواج دینا...... مسلمان مریض کی عیادت کرنا خواہ وہ نیک ہو یا بد...... مسلمان کے جنازے کے ساتھ چلنا...... پڑوسی کے ساتھ اچھی طرح رہنا خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر...... مسلمان بوڑھے کی عزت کرنا...... دعوت قبول کرنا...... درگزر کرنا...... لوگوں کے درمیان مصالحت کرانا...... سخاوت کرنا...... چشم پوشی کرنا...... سلام کی ابتداء کرنا...... غصہ پینا اور لوگوں کی غلطیاں معاف کرنا اور جو چیزیں اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دی ہیں ان سے اجتناب کرنا جیسے لہو ولعب، گانا بجانا اور لہو و لعب کے تمام آلات...... غیبت...... جھوٹ...... بخل، کنجوسی، ظلم...... مکر و فریب...... چغلی...... آپس میں اختلاف اور رنجش پیدا کرنا...... قطع رحمی...... بدخلقی...... تکبر...... فخر...... شیخی

...... برائی کا اظہار...... اترانا...... فحش بکنا...... فحش سننا...... کینہ...... حسد...... بدفالی......
سرکشی...... زیادتی اور ظلم۔ (احیاء العلوم ج ۲)

مندرجہ بالا چیزیں مکارم اخلاق میں داخل ہیں حدیث مبارک کے اول حصے میں وہ صفات حسنہ ہیں جن کا اپنانا ضروری اور لازمی ہے اور آخری حصے میں ان رزائل کا ذکر ہے جن سے اجتناب کرنا انتہائی ضروری ہے اللہ تعالیٰ صفات حسنہ پر عمل کرنے اور صفات سیئہ سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے آمین یارب العالمین!

دس مکام اخلاق

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ایک روایت مروی ہے کہ مکارم اخلاق دس ہیں۔

(۱) سچ بولنا (۲) سچ کا معاملہ کرنا
(۳) سائل کو عطا کرنا (۴) احسان کا بدلہ دینا
(۵) صلہ رحمی کرنا (۶) امانت کی حفاظت کرنا
(۷) پڑوسی کا حق ادا کرنا (۸) ساتھی کا حق ادا کرنا
(۹) مہمان کا حق ادا کرنا (۱۰) ان سب کی جڑ اور اصل اصول حیاء ہے۔

(تصوف وسلوک)

حسن خلق کی پہچان سے متعلق چند اقوال

اخلاق حسنہ کیا کیا ہیں آپ کی نظر سے گذرے چنانچہ اس سے متعلق اکابرین کے چند اور اقوال ملاحظہ ہوں!

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا قول

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حسن خلق تین خصلتوں سے عبارت ہے محرمات سے اجتناب، حلال کی طلب اور اہل وعیال پر توسع!

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کا قول

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کا فرمان ہے کہ خوش خلقی یہ ہے کہ آدمی خندہ رو رہے،

مال خرچ کرے اور لوگوں کی اذیت برداشت کرے

حضرت واسطی رحمہ اللہ کا قول

حضرت واسطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ خوش خلقی یہ ہے کہ نہ وہ کسی سے جھگڑا کرے اور نہ کوئی دوسرا اس سے جھگڑا کرے اور یہ بھی فرمایا کہ تنگی اور کشادگی میں مخلوق کو راضی رکھنے کا نام خوش اخلاقی ہے!

حسین بن منصور رحمہ اللہ کا قول

حضرت حسین بن منصور رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ خوش خلقی یہ ہے کہ قبول حق کے بعد مخلوق کا ظلم وستم اس سے (یعنی حق سے اسے) ہٹانے میں کامیاب نہ ہو!

سہل تستریؒ کا قول

سہل تستریؒ سے کسی نے خوش خلقی کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ اس کا ادنی درجہ یہ ہے کہ آدمی تحمل سے کام لے کسی سے اپنے لئے انتقام نہ لے، ظالم پر رحم اور شفقت کرے اس کے لئے مغفرت اور ہدایت کی دعا کرے ایک مرتبہ انہوں نے سوال کے جواب میں فرمایا کہ رزق کے سلسلے میں اللہ تعالی سے بدگمان نہ ہو، اس پر اعتماد کرے اس کا وعدہ پورا نہ ہونے پر خاموش رہے اس کے حقوق اور اس کی مخلوق کے حقوق میں کوتاہی نہ کرے۔

(تمام اقوال از احیاء العلوم ج ۳ ص ۹۳)

ایک بزرگ کا قول

اخلاق حسنہ تین چیزوں میں ہے (۱) عفو بوقت قدرت یعنی قدرت رکھنے کے باوجود معاف کردے (۲) تواضع بوقت ذلت یعنی جب ذلت سامنے ہو اس وقت بھی تواضع سے کام لے (۳) عطاء بغیر منت یعنی بغیر کسی کے مانگے دینا مانگنے پر دیا بھی تو کیا دیا۔

(ذاتی ڈائری کا ایک ورق)

حصول اخلاق کا طریقہ

حسن خلق کے حصول کا آسان طریقہ یہ ہے کہ انسان اپنے عیوب پر نظر ڈالے اپنا محاسبہ کرتا رہے اور جب کبھی کوئی بداخلاقی کا کام سرزد ہو جائے تو اشک ندامت بہائے جو لوگ عقلمند ہوتے ہیں اور حصول اخلاق کے متمنی ہوتے ہیں وہ اپنے عیوب پر نظر ڈالتے ہیں کیونکہ!

نہ تھی حال کی جب ہمیں اپنی خبر
رہے دیکھتے لوگوں کے عیب و ہنر
پڑی اپنے گناہوں پہ جب نظر
تو نگاہ میں کوئی برا نہ رہا

عیب جاننے کے چار طریقے

جاننا چاہئے عیب جاننے کیلئے چار طریقے ہیں ان طریقوں کو ہم ہندوستان کے ایک قدیم ''الوعظ'' نامی رسالے سے مختصر کر کے ذکر کرتے ہیں۔

طریقہ نمبر۱: بااخلاق شخص کو رہنما بنایئے!

جو لوگ تہذیب اخلاق سے آراستہ پیراستہ ہوں جن کے حسن خلق کے لوگ دیوانے ہوں ایسے بااخلاق اور مہذب اشخاص کو اپنا رہبر بنانا چاہیئے تا کہ وہ تہذیب اخلاق کی راہیں ہموار کریں اور عیوب پر مطلع کرتے رہیں!

طریقہ نمبر۲: عیوب پر مطلع کرنے والوں کو دوست بنایئے!

ہر انسان کچھ دوست و احباب رکھتا ہے چنانچہ دوست ایسے ہوں جو خوشامد کرنے والے نہ ہوں بلکہ عیوب پر خبردار کرنے والے ہوں بلکہ چاہیئے کہ خود ہی اپنے دوستوں اور عزیزوں سے کہہ دے کہ وہ عیوب پر مطلع کرتے رہیں لیکن آج کے ہمارے معاشرے میں ایسے دوست کم یاب بلکہ نایاب ہیں ہاں ایسے دوست بہت دستیاب ہیں جن میں خود غرضی اور حسد کا مادہ بھرا ہوا ہے خوشامد اور چاپلوسی سے دوستی کے عیوب چھپاتے ہیں بقول

ایک دانا کہ ایسا دوست جو کسی بھی وجہ سے اپنے دوست کے عیوب کو چھپائے وہ بہت بُرا دوست ہے اور دنیا میں ایسے دوست کا وجود بے کار ہے چنانچہ دوستوں کے چناؤ میں بھی اس بات کا خاص خیال رکھا جائے! بادشاہ ہارون الرشید کا قول ہے کہ اچھا دوست وہ ہے جو تمہارے منہ پر تمہاری غلطی بیان کردے نہ کہ وہ جو سامنے تو درگذر سے کام لے اور پیٹھ پیچھے غلطیاں گنانا شروع کردے۔

طریقہ نمبر۳: دشمنوں سے اپنے عیب معلوم کیجئے

عیوب معلوم کرنے کا آسان اور سہل طریقہ یہ ہے کہ اپنے دشمنوں سے اپنے عیوب معلوم کیجئے کیونکہ دشمن عیوب ہی کے درپے رہتے ہیں لیکن مشکل یہ ہے کہ ہم دشمنوں کی باتوں کو حاسدانہ سمجھ کر نظر انداز کردیتے ہیں اور ان پر نظر ثانی نہیں کرتے میرے خیال میں اپنے عیوب پر مطلع ہونے اور تہذیب اخلاق سے مرصع ہونے کا اس سے بہتر طریقہ اور کوئی نہیں ہے۔

طریقہ نمبر۴: دوسروں میں جو خرابیاں نظر آئیں ان سے بچیئے

لوگوں سے ملنے جلنے اور ان کے ساتھ رہن سہن میں جو باتیں خلاف تہذیب اور بد اخلاقی پر مبنی نظر آئیں ان سے اجتناب کرنا چاہیئے کیونکہ یقیناً وہی خلاف تہذیب باتیں ہم دوسروں میں دیکھ کر انہیں بد اخلاق سمجھتے ہیں اگر وہی باتیں ہم میں بھی ہوں گی تو ہم بھی بد اخلاق ہوں گے۔

خلاصہ

یہ چاروں طریقے عیوب سے بچنے کے ہیں جو شخص عیبوں سے پاک ہوگا تہذیب اخلاق اس کے لئے نہایت آسان کام ہے انسان کو اپنے عیوب اپنے آپ نہیں سوجھتے ہیں اور وہ مطلع نہ ہو کر بُرے بُرے کام کر بیٹھتا ہے اور دل میں خیال کرتا ہے کہ میں گناہ چھوڑ دوں گا پس وہ جب اپنی نظر میں بُرے بُرے گناہ چھوڑ دیتا ہے تو کہتا ہے کہ میں مہذب ہو گیا اور مجھ میں حسن خلق آ گیا جبکہ یہ بات مشاہدے کے خلاف ہے حسن خلق کی تو علامات ہی اور ہیں اور اس قسم کے دعوے حسن خلق سے بہت کچھ دوری رکھتے ہیں

حصول اخلاق زیادہ مشکل نہیں

حصول اخلاق کے لئے کسی زیادہ جدوجہد کی ضرورت نہیں ہے بلکہ وہ تمام افعال جن کو انسان کسی دوسرے کے حق میں استعمال کرنا چاہتا ہے، اس کے متعلق عمل پیرا یا گویا ہونے سے پہلے صرف اتنا سوچ لے کہ اگر یہی الفاظ کوئی دوسرا شخص مجھ کو کہے یا یہی سلوک کوئی دوسرا میرے ساتھ کرے تو کیا میں اس کے ان الفاظ یا افعال سے رنجیدہ خاطر تو نہ ہو جاؤں گا۔ بالفاظ مختصر تمام مجموعہ اخلاق اس ایک فقرے میں بند ہے۔

ہر چہ خود مپسندی بردیگراں مپسند

(ترجمہ) ہر وہ چیز جسے تم خود پسند نہیں کرتے اسے دوسروں کے لئے بھی پسند نہ کرو۔

یہ زریں مقولہ جاہل سے جاہل انسان کے لئے بھی کسی دوسرے معلم اخلاق کی ضرورت باقی نہیں چھوڑتا، اور وہ ازخود تمام اخلاق فاضلہ کا عامل بن جائے گا اور جو انسان خود اس آسان طریقے سے فائدہ نہ اٹھائے اور اپنی اصلاح و تربیت کی کوشش نہ کرے تو دوسروں کی کوشش اس پر بہت کم اثر پذیر ہوگی۔

(ذاتی ڈائری کا پسندیدہ کٹ پیس)

خلق اور مہذب آدمی کی صفات

خوش خلق اور مہذب آدمی وہ ہے جو حیا دار ہو اور اپنے تمام کاموں کو اصلاح و مشورے سے کرتا ہو، کم سخن ہو، فضول گو نہ ہو، سچا ہو، جھوٹ نہ بولتا ہو، نیکوکار، صابر، شاکر، حلیم، دوست نواز، پارسا اور بزرگوں کو دوست رکھنے والا ہو اور بیہودہ گوئی سے احتراز رکھے، گالیاں نہ بکے، بغض، حسد اور کینہ سے پاک ہو جو لوگ با اخلاق ہوتے ہیں فکر و عبرت میں رہتے ہیں اور دوسروں کی حرکات سے عمدہ سبق حاصل کرتے ہیں، حسن خلق در حقیقت ایذاء و تکلیف کے برداشت کرنے کا نام ہے۔

چنانچہ اخلاق و تہذیب کی کتب میں لکھا ہے کہ ایک روز رسول اقدس ﷺ ایک موٹی چادر اوڑھے ہوئے کہیں تشریف لے جارہے تھے اور آپ ﷺ کے ہمراہ حضرت انس رضی اللہ عنہ بھی تھے ایک اعرابی راستے میں ملا اور آپ ﷺ کی چادر مبارک اس زور سے کھینچی کہ

آپ ﷺ کے گلے مبارک میں نشان پڑ گئے اور کہنے لگا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے پاس جو خدا کا مال ہے اس میں سے مجھے بھی دو آپ ﷺ نے اس کی طرف نہایت خوشی سے دیکھا اور ہنس کر کچھ دلوا دیا اس طرح جب آپ ﷺ کو کفار نے بہت دق و تنگ کیا تو آپ ﷺ نے بدلے کا نہ سوچا بلکہ دعا فرمائی'' **اللھم اغفر لقومی فانھم لا یعلمون** '' (ترجمہ) اے اللہ میری قوم کو بخش دے کہ وہ اصل حقیقت سے واقف نہیں ہیں۔ یہ ہیں اخلاق اور جب انسان تہذیب اخلاق سے آراستہ ہو جاتا ہے تو پھر وہ ایسی ہی نیکیوں کا سرچشمہ بن جاتا ہے کہ وہ دوسروں کی تکلیف اور ایذاء کی پرواہ نہیں کرتا اور اپنے حسن خلق سے کام لے کر تکلیف دینے والوں کے دل جیت لیتا ہے۔ اخلاق ایک برگزیدہ صفت ہے کہ جس کے سامنے تمام چیزیں گرد ہیں اور کوئی شئی اس کے برابر نہیں ہے۔ اخلاق انسان کی تمام برائیوں پر خاک ڈال دیتا ہے اور انسان نیکیوں کا مخزن بن جاتا ہے چنانچہ عزیز نوجوانو اپنے اندر اخلاق پیدا کیجئے اور اپنے کو اخلاق سے آراستہ کیجئے اخلاق کی وسعت انسان کی ترقیات کا میدان ہے۔ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کشادہ پیشانی سے ملنا اخلاق کی تہذیب ہے۔ مفلسی و تونگری میں خلق کو راضی رکھنا خوش خلقی کی دلیل ہے۔ بردباری اور صبر کرنا اور بدلہ لینے کے خیال کو پس پشت ڈال دینا اخلاق کی اعلیٰ ترین صفات ہیں۔ خوش خلقی ایسا پسندیدہ ہنر ہے کہ بے زبان جانور تک اس کے مطیع ہو جاتے ہیں۔

نہیں چھپتا ہنر چھپانے سے
کبھی چھپا ؟ مشک تر چھپانے سے
مشک کی پھیلتی ہے بو ہر سو
کہ ہنر کی ہے گفتگو ہر سو

اخلاق کی خوبیاں یہ ہیں کہ ہر شخص اس سے خوش رہے اور اس سے کسی کو ذرہ بھر بھی تکلیف و رنج نہ ہو شاعر نے درج ذیل اشعار میں خوب بات کہی آپ بھی ملاحظہ کیجئے۔

کرو دوستو پہلے آپ اپنی عزت
جو چاہو کریں لوگ عزت زیادہ

نکالو نہ رخنے نسب میں کسی کے
نہیں اس سے کوئی رزالت زیادہ
کرو علم سے اکتساب شرافت
نجابت سے ہے یہ شرافت زیادہ
جہاں رام ہوتا ہے میٹھی زبان سے
نہیں لگتی کچھ اس میں دولت زیادہ
فرشتے سے بہتر ہے انسان بننا
مگر اس میں پڑتی ہے محنت زیادہ

بااخلاق شخص کی شخصیت کا اثر سخت سے سخت دلوں پر بھی پڑتا ہے اور ان کو موم کی طرح پگھلا دیتا ہے۔

غرض ہماری اس تحریر سے یہ ثابت ہوا کہ اخلاق انسان کیلئے ایک ضروری چیز ہے جس شخص میں اخلاق نہ ہوں گے اس کی زندگی بے کار زندگی ہے اور اس کو زندگی کا لطف نہیں ہے، اخلاق انسان کو درجے کے لحاظ سے اوج ثریا پر پہنچا دیتے ہیں۔

اور جتنی چیزیں انسانی زندگی کیلئے لازم ہیں وہ سب اخلاق سے پوری ہو سکتی ہیں خداوند قدوس تمام مسلمانوں کو حسن خلق کا پیکر بنا دے آمین۔

حسن خلق سے متعلق ذاتی ڈائری کا پسندیدہ ورق

آپ کو جب جب موقع میسر آئے دوسروں کو خوش کرنے کی کوشش کیجئے۔ اگر آپ زمانے کی ستم ظریفی کی وجہ سے خوشی کے لمحات میسر نہیں ہو سکتے تو کم از کم آپ دوسروں کو تو خوشی، پہنچا سکتے ہیں۔ سب کے ساتھ اخلاق سے پیش آیئے کیونکہ خوش اخلاق ہونے سے خرچ تو کچھ نہیں ہوتا مگر اس سے خریدا بہت کچھ جا سکتا ہے ہاں اس سے ہم وہ خرید سکتے ہیں جو سونے، چاندی، ہیرے و جواہرات سے بھی نہیں خریدا جا سکتا اس لئے سب کے دلوں کو تسخیر کرنے کی کوشش کیجئے۔ ایک دانا نے بادشاہ کو نصیحت کی کہ تم لوگوں کے دلوں کو تسخیر کرلو پھر ان کے دل اور ان کا مال بھی تمہارا ہو جائے گا۔ اخلاق حسنہ وہاں بھی کام

کر جاتے ہے جہاں بڑے بڑے زورآور بازو بھی ناکام رہتے ہیں نیکی بدی پر فتح پاتی ہے نہ کہ جورو جفا۔ جب سورج اور آندھی کا مقابلہ ہوا تو آندھی باوجود اپنی ساری طاقت لگانے کے بھی مسافر کا کوٹ اتارنے میں ناکام رہی مگر جب سورج آہستہ آہستہ اپنی تمازت سے اس مسافر کو گرمی پہنچانے لگا تو بے چارے نے نہ صرف کوٹ بلکہ قمیص بھی اتار دی چنانچہ واضح ہوا کہ نیکی بدی پر غالب ہے۔

یاد رکھیئے انسان کو کسی راستے پر رہنمائی کر کے اخلاق و محبت سے لے جانا آسان ہے مگر اسے کہیں بزور طاقت دھکیل کر لے جانا بہت مشکل ہے جی ہاں! تلوار کی نسبت تبسم سے مجبور کرنا اچھا اور نیک شگون ہے، جن کے ساتھ آپ کا معاملہ ہو ان پر دیانت داری، حسن اخلاق سے اپنا اعتبار جمانے کی کوشش کیجئے۔ اکثر اشخاص لیاقت سے نہیں بلکہ محض اخلاق کے زور پر قوت اور اثر پیدا کر لیتے ہیں دوسروں کی جائز خواہشات کو جہاں تک عقل مندی اور راست بازی اجازت دے پورا کرنے کی کوشش کیجئے مگر جب ضروری سمجھیں تو اس وقت انکار کرنے سے بھی ہرگز پس و پیش نہ کیجئے۔ ہر ایک شخص ''ہاں'' کہہ سکتا ہے مگر بہت کم ایسے آدمی ملیں گے جو خوش خلقی سے ''ہاں'' کہہ سکیں گے۔ لیکن ''نہیں'' کہنا تو اس سے بھی بدرجہا مشکل ہے بے شمار اشخاص صرف اس وجہ سے تباہ و برباد ہو گئے ہیں کہ وہ اس لفظ کو کہنے کی جرات نہیں رکھتے تھے۔ پلوٹارک کہتا ہے کہ ایشیائے کوچک کے باشندے صرف اس لئے غلام بنا لیئے گئے تھے کہ وہ ایک سادہ لفظ یعنی ''نہیں'' نہ کہہ سکے مگر یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ اگر زندگی میں ''نہیں'' کہنا ضروری ہے تو یہ بھی اتنا ضروری ہے کہ اسے خوش اخلاقی سے ادا کیا جائے۔ ہمیں کوشش کرنی چاہیئے کہ جس شخص کو ہمارے ساتھ کوئی معاملہ پڑے وہ محسوس کرے کہ اس کو اس میں خوشی حاصل ہوئی ہے اور وہ آئندہ بھی ہمارے ساتھ مل کر کام کرنے کیلئے مستعد نظر آئے۔ دنیا کے معاملات میں جذبات کو بڑا دخل ہے۔ ہر ایک چاہتا ہے کہ اس کے ساتھ مہربانی، اخلاق اور مروت سے پیش آیا جائے۔ ہر شخص اگر چاہے تو اپنے آپ کو خوش اخلاق بنا سکتا ہے لارڈ چسٹر فیلڈ کہتا ہے کہ دوسروں کو خوش کرنے کی محض خواہش کرنا ہی ان کو کم از کم آدھا خوش کرنے کے برابر ہے اس کے برعکس وہ آدمی جس میں یہ خواہش ہی نہ ہو تو وہ دوسروں کو کیا اور کس طرح خوش کر سکتا ہے۔ خوب یاد رکھیئے یہ صفت جوانی میں ہی حاصل کر لینی چاہیئے بعد ازاں اس کو

حاصل کرنا بہت مشکل ہو جائے گا۔آپ کو دنیا میں بہت سے اشخاص ایسے ملیں گے جن کی لیاقت بہت کم ہے مگر وہ محض خوش اخلاقی کی وجہ سے کامیاب ہو گئے ،اس کے برعکس بہت سے اشخاص ایسے بھی ملیں گے جو نہایت ذہین اور صاف دل ہیں مگر انہوں نے اپنی کج روی، ترش روئی اور اکھڑ پن سے ایک عالم کو اپنا دشمن بنالیا ہے۔

بہرحال دوسروں کو خوش کرنا بھی ایک طرح کی خوشی ہے اس بات کی کوشش کیجئے تم ہرگز مایوس نہ ہو نگے۔

تعمیر اخلاق کی اشد ضرورت

اس پُر آشوب دور میں ہمارے معاشرے میں جو اخلاقی انارکی پھیلتی جارہی ہے یقیناً انسانوں کے لئے سب سے بڑا خطرہ ہے۔ اگر تمام دنیا پر بنظر ترحم نگاہ دوڑائی جائے تو آج کے انسان کی اخلاقی کیفیت دیکھ کر رونا آئے گا۔ساری دنیا ہی شدید اخلاقی بحران کا شکار ہے۔ ہر طرف بوستان اخلاق کی جڑیں کھوکھلی ہوتی چلی جارہی ہیں ایسی خرابیاں ، برائیاں اور اخلاق سوز واقعات جنم لے رہے ہیں جن سے حضرت انسان کی قبا چاک ہو کر رہ گئی ہے۔شب و روز انسان پستی کی اتاہ گہرائیوں میں گرتا جارہا ہے جبکہ یہ انسان تو وہ ہے جس کی عظمت کو کسی نے یوں بیان کیا ہے کے۔

انسان کی عظمت کو ترازو میں نہ تولو

یہ تو ہر دور میں انمول رہا ہے

آج اخلاقی زبوں حالی کی وجہ سے اس انسان کی عظمت گرتی جارہی ہے۔اور پھر سب سے بڑھ کر افسوس کا مقام تو یہ ہے کہ مسلمانوں کے معاشرے میں بھی بداخلاقی عام ہوتی جارہی ہے۔مسلمان تو وہ تھے جو اخلاق کے نہر منیر تھے جن کے اخلاق کی بدولت انسانیت کی گم گشتہ دولت واپس آئی تھی ،جن کے اخلاق حسنہ دیکھ کر غیر مسلم اسلام قبول کرنے پر مجبور ہو جاتے تھے ،جنہوں نے اخلاق کی ایسی ایسی لاجواب مثالیں رقم کیں جن کی مثالیں آج کے مسلمان تو مسلمان غیر مسلم بھی دیتے ہیں غرض حسن خلق تو مسلمانوں کی پہچان اور ان کا زیور تھا آج وہی مسلمان اپنے اسلاف کی تاریخ کو بھلا کر اور اپنی اعلیٰ اخلاقی قدریں کھو کر جب جاہ اور حب مال کی دوڑ میں اتنا آگے نکل چکا ہے کہ اب تو

حالت ایسی ہو چکی کہ

کفر کی رغبت ہے دل میں اور بتوں کی چاہ بھی
کہتے جاتے ہیں مگر منہ سے معاذ اللہ بھی
واہ کیا جلوہ ہے پیش چشم ادراک بشر
شبہ بھی ، ہاں بھی، نہیں بھی، وہم بھی ، اللہ بھی

مغربی تہذیب آج ہمارے معاشرے میں اس قدر رچ بس گئی ہے کہ ان کی طرف سے اخلاق سوز جس قسم کا فیشن نظر آتا ہے بڑی چاہت اور خوشی سے قبول کرلیا جاتا ہے۔ یقیناً یہ ہماری قوم کی انتہائی بدنصیبی ہے۔ اپنے گھر کی روشنی چھوڑ کر اغیار سے روشنی مانگی جارہی ہے جبکہ آنکھیں کھول کر دیکھا جائے تو معلوم ہو کہ وہ ہم سے زیادہ اس روشنی کی تلاش میں ہیں۔ جب سے مسلمانوں نے اسلامی اخلاق کو چھوڑا اور اغیار کے رسم ورواج کو اپنایا اسی وقت سے یہ اپنی عظمت کھو چکے چنانچہ ان حالات میں تعمیر اخلاق کی کتنی ضرورت ہے اس کا اندازہ کیا جاسکتا ہے جب تک ہمارے اخلاق درست نہیں ہوں گے ہم ترقی اور فوز و فلاح حاصل نہیں کر سکتے۔ حسن خلق سے ہی قوموں کی صحیح تعمیر ہوتی ہے اخلاق کی تعمیر ہوگی تو قوموں کی بھی تعمیر ہو سکے گی ورنہ ساری کوششیں اور کاوشیں کارآمد نہیں ہوسکتی اس لئے سب سے پہلے ہمیں پھیلتی ہوئی اس اخلاقی انارکی پر کنٹرول کرنا ہوگا ورنہ ہمارا معاشرہ اس قدر بگڑ جائے گا کہ پھر شاید اس کا سدباب بھی ممکن نہ ہو سکے گا چنانچہ اجتماعی طور پر تعمیر اخلاق کے لئے کوششیں کرنا انتہائی ضروری ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو حسن خلق سے مزین فرمائے اور تعمیر اخلاق کے لئے جدوجہد کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

حسن خلق سے متعلق نکات دانش

اب ذیل میں ہم انتہائی قیمتی نکات دانش بیان کرتے جارہے ہیں ملاحظہ کیجئے۔

- یتیم وہ نہیں جو والدین کے سائے سے محروم ہو گیا ہو بلکہ یتیم درحقیقت وہ ہے جو اخلاق کی نگرانی سے محروم ہو جائے۔ (حضرت علی رضی اللہ عنہ)
- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کسی نے حسن خلق کے بابت دریافت کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سوائے گناہ کے دیگر تمام امور میں لوگوں سے اتفاق کرنے کا نام حسن

خلق ہے۔

- حسن خلق یہ ہے کہ تم پر جفائے خلق کا اثر نہ ہو (حضرت غوث اعظم رحمہ اللہ)
- حسن خلق سے زندگی راحت و آرام سے بسر ہوتی ہے اس کو سب شعار پر مقدم رکھنا چاہیئے۔ (ارسطو)
- خلق بد کی مثال مٹی کے ٹوٹے ہوئے برتن کی ہے کہ نہ اس سے کوئی فائدہ اٹھا سکتا ہے اور نہ پھر مٹی بنایا جا سکتا ہے۔
- بد خلق کو اولاً اس کا خلق تکلیف دیتا ہے جیسا کہ مشاہدے میں آتا رہتا ہے۔
- اگر تم لوگوں سے دولت میں نہیں بڑھ سکتے تو خندہ پیشانی اور حسن خلق ہی میں آگے بڑھ جاؤ۔
- بد اخلاق شخص سے نہ تو مخلوق خوش رہ سکتی ہے نہ ہی خالق۔
- تمہارا خلق مخصوص نہیں ہونا چاہیئے بلکہ ہر ایک نیک و بد، مؤمن و مشرک سب ہی سے خوش خلقی سے پیش آنا چاہیئے۔
- خالق کی خوشنودی اور مخلوق میں ہر دلعزیزی حاصل کرنے کیلئے اخلاق سب سے بڑا، سب سے بہتر، سب سے زیادہ آسان ذریعہ ہے۔ انسان ہزار عالم و فاضل اور عابد و زاہد ہو اگر وہ حسن خلق سے محروم ہے تو اس کا علم اور اس کی عبادت سب ہیچ ہے اعتقادی طور پر انسان خواہ کسی مذہب سے تعلق رکھتا ہو لیکن ہر ایک انسان میں حقیقی جوہر اخلاق کا ہونا ضروری ہے۔
- دوسروں یا بیگانوں کو اپنا بنانے کیلئے سب سے بہتر اور آسان عمل خوش اخلاقی ہے۔
- ترقی علم، خوبیاں، خصلتیں اور مال و دولت بغیر اخلاق فاضلہ کے کمالات انسانی میں محسوب نہیں ہو سکتے۔
- سب سے زیادہ روشن دل وہ ہے جس میں خَلق نہ ہو اور سب سے زیادہ سیاہ دل وہ ہے جس میں خُلق نہ ہو۔
- خلق عمدہ ترین نعمت اور زیبا ترین خصلت ہے۔
- خُلق سے مراد خوش خوئی اور رفق سے مراد نرمی اور دلجوئی ہے ایک حاصل ہوتی ہے نرمی سے اور ایک حاصل ہوتی ہے تو اضع و انکساری سے۔

◀ جو لوگ عمدہ اخلاق رکھتے ہیں وہ ہر جگہ پوچھے جاتے ہیں اور ان کی تہذیب و شائستگی سے دنیا ان کی مطیع و فرمانبردار بن جاتی ہے۔

(ذاتی ڈائری سے اقتباس)

◀ شیریں کلام اور خوش خلق انسان کے ساتھ محبت واجب ہو جاتی ہے۔

(مامون الرشید)

حسن خلق اور معاشرتی آداب

حسن خلق اور معاشرتی آداب سے متعلق جناب حکیم محمد سعید شہید رحمہ اللہ کی ایک نہایت ہی عمدہ تحریر نظر سے گذری موقع کی مناسبت سے اس کا تذکرہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ حکیم صاحب رقم طراز ہیں کہ۔

روئے زمین پر ہر معاشرہ اپنے افراد کی زندگی کے آداب اور طور طریقوں کے بارے میں کچھ اصول رکھتا ہے۔ گذر بسر، رہن سہن، آپس کے روابط و تعلقات، ملنے جلنے اور مختلف اجتماعی موقعوں پر برتنے کے یہ اصول ہر معاشرے نے اپنی ضروریات، مقامی حالات اور رسوم و رواج کے پیش نظر مقرر کر رکھے ہیں لیکن اسلام اس میدان میں بھی اپنی انفرادیت برقرار رکھتا ہے۔ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہمارے اصول حیات، طرز سلوک اور معاشرت کے آداب وحی الٰہی پر مبنی ہیں۔ اسلام میں معاشرتی آداب کی بناء، رسم و رواج اور اسی طرح کی عارضی اور محدود، غیر مستقل اور غیر حقیقی باتوں پر نہیں ہے اور ایسا اس لئے ہے کہ دین اسلام روز اول ہی سے ایک آفاقی اور عالمگیر دین کی حیثیت سے وضع کیا گیا ہے۔ چنانچہ اس کے ماننے والوں کی زندگی میں ہم آہنگی کی روح اور یکسانیت ضروری تھی۔ ہم مسلمان اس بات پر فخر کر سکتے ہیں کہ ہمارے آداب معاشرت کی بناء اس علیم و خبیر کی ہدایت پر ہے جو انسان اور حیات انسانی کی ضروریات سے باخبر ہی نہیں ان کا خالق بھی ہے۔

اس طرح اسلامی معاشرتی آداب کو دو اہم خصوصیات حاصل ہوتی ہیں۔ ایک تو یکسانیت ہے۔ جس کی ایک معمولی مثال سلام کا طریقہ ہے۔ مشرق و مغرب اور شمال و جنوب میں جہاں کہیں بھی دو مسلمان آپس میں ملیں گے تو ان کے اس عالمی اسلامی برادری سے انتساب کی پہلی علامت ''السلام علیکم'' کے دل پذیر الفاظ ہوں گے اور یہ

یکسانیت ہر حال میں باقی رہے گی خواہ ان دونوں کی زبانوں میں کتنا ہی بعد کیوں نہ ہو۔ دوسری خصوصیت یہ ہے کہ ان آداب کو وحی الٰہی پر مبنی رکھنے کے نتیجے میں انسانی زندگی کے تمام گوشے اور تمام پہلو براہ راست دین سے متعلق ہو جاتے ہیں۔ اور ان کی وجہ سے آدمی میں یہ احساس ہر وقت ہر جگہ اور ہر موقع پر زندہ اور موجود رہتا ہے کہ اسے اپنے ہر انفرادی فعل اور اجتماعی عمل میں وحی ربانی کا اتباع کرنا ہے۔ قرآن وہ کلام الٰہی ہے کہ جس میں حق تعالیٰ نے اس دنیائے فانی میں زندہ رہنے کے ضابطے اور معاشرت و معیشت کے تمام اصول پوری جامعیت کے ساتھ بڑی وضاحت اور بلاغت کے ساتھ بیان کر دیے ہیں۔ پھر اللہ کے رسول نبی اکرم ﷺ نے قرآن کے تمام اصول و احکامات کے مطابق اپنی زندگی بسر کر کے عمل کا راستہ رکھا دیا۔ آنحضرت ﷺ کی حیات کا کوئی گوشہ کسی انسان سے پوشیدہ نہیں رہا اور ان کا کوئی ایسا قول نہیں جو ریکارڈ نہ کیا گیا ہو۔ ان کی پوری زندگی اور نمونہ عمل ہمارے سامنے ہے اور ساری دنیا کے سامنے موجود ہے۔ جب ہم معاشرتی آداب کی بات کرتے ہیں تو سب سے پہلے ہم کو قرآن و حدیث پر یقین کامل اور ایمان راسخ ہونا چاہئے آج بھی یہ بات ساری دنیا تسلیم کرتی ہے کہ قرآن وہ کتاب ہے جس نے اس دنیا میں سب سے بڑا اور سب سے عظیم انقلاب برپا کیا ہے۔ اور محمد رسول اللہ ﷺ وہ عظیم و بلند شخصیت ہیں کہ جن کی صفات والی ذات نے اس دنیا کے انسانوں کو سب سے زیادہ متاثر کیا ہے، یہ دور علم و حکمت کی عظمتوں کا دور ہے اور آج کا انسان سائنس کی بے مثال اور بے تکان پیش رفت کی بدولت انکشافات و اکتشافات کے علم بلند کرتا چلا جا رہا ہے اور تسلیم کر رہا ہے کہ قرآن اور محمد ﷺ نے اس کرہ ارض کو سب سے عظیم انقلاب سے روشناس کیا ہے۔ حتیٰ کہ وہ اقوام و ملک کہ جو آج سربلند و سرفراز ہیں ان کے آداب معاشرت اور اصول معیشت حتمی طور پر اور یقینی طور پر قرآن اور حدیث سے متاثر اور ماخوذ ہیں۔ حیرت ہوتی ہے اور دل دکھتا ہے اور احساس شرم ہوتا ہے کہ وہ اسلام کہ جس نے اس صفحہ ارض کی ہر قوم و ملت کو اس طرح اور اس درجہ متاثر کیا ہو خود اس کے ہیرو، یعنی مسلمان اس سے آج متاثر نظر نہیں آتے۔ ان کی اپنی زندگیاں نمونہ اصول اسلام نہیں رہی ہیں اس کے نتیجے میں مسلمان ہی خود غور کریں کہ آج اس دنیا میں وہ کہاں کھڑے ہیں؟ اقوام و ملل میں ان کا مقام کیا ہے؟

چنانچہ یاد رکھیں معاشرتی آداب میں سب سے بلند مقام اخلاق کا ہے۔ اسلام نے زندگی میں اخلاق کو سب سے زیادہ بلند مقام دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے رسول برحق ﷺ کو معلم اخلاق فرمایا ہے۔

اور پھر اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا! مسلمانوں میں سب سے زیادہ کامل ایمان اس شخص کا ہے جس کے اخلاق عمدہ ہوں۔ اور فرمایا! میزان میں جو چیز سب سے بھاری ہوگی وہ حسن اخلاق ہے اور یہ کہ کسی انسان کا ایمان کامل نہیں ہوتا جب تک اس کے اخلاق اچھے نہ ہوں۔ بے شک اسلام کی روشنی تھی اور بلاشبہ اخلاق کا نور تھا کہ مٹھی بھر مسلمان صحرائے عرب سے اٹھے اور سورج کی روشنی اور چاند کے نور کی طرح صفحہ ارض پر ضیا پاشی کرنے لگے۔ ان سچے اور پکے مسلمانوں نے اللہ کی مخلوق کے دل جیت لئے اور عظمت اسلام کے جھنڈے بلند کر دیئے۔ فضائے ارض اللہ اکبر، اللہ اکبر کی پرسرور آوازوں سے معطر ہو گئی۔ ہم اس دور کے مسلمان بھی اپنے اس ماضی پر غور کریں اور ذرا اپنے حال کو دیکھیں۔ اخلاق کی بلندی جب کیا تھی اور زوال اخلاق کی اب کیا کیفیت ہے۔

باور کرنا چاہیئے کہ قرآن کی ہدایت دائمی ہے اور تبدیل نہیں ہو سکتی۔ رسول برحق ﷺ کی رہنمائی ابدی ہے کیونکہ وہ تابع قرآن ہے۔ ہم جب تک اس سرچشمہ ہدایت سے فیض حاصل کریں گے اور اعمال نبوی کو رہنما بنائیں گے سربلندی ہمارا مقدر ہوگی۔ مگر جب ہم اس سے روگردانی کریں گیں ذلت کے گڑھے میں جا گریں گے اور اقوام عالم میں ہمارا کوئی ممتاز مقام نہ ہوگا۔

معاشرتی آداب میں سے سب سے پہلا ادب یہ ہے کہ ہم اپنے اخلاق کو بلند کریں۔ ہم مسلمان ہیں اور بھائی بھائی ہیں۔ ہم ایک دوسرے کی عزت کریں اور ایک دوسرے کا احترام کریں۔ عزت و احترام سب سے اہم خلق ہے۔

معاشرتی آداب یہ ہیں کہ اولاد، ماں باپ کا احترام کرے۔ شاگرد استاد کا ادب کرے۔ بزرگ بچوں سے محبت کریں اور بچے بزرگوں کے سامنے سر تسلیم خم کریں۔ اس کے بغیر معاشرتی آداب کا کبھی حق ادا نہ ہوگا۔ ہماری معاشرتی ناہمواریوں نے اور آداب معاشرت سے صرف نظر نے نہ صرف ہماری اپنی زندگیوں کو بے مزہ اور تلخ کر دیا ہے اور سکون و اطمینان کی سچی دولت سے ہمیں محروم کر کے رکھ دیا ہے بلکہ ہمارے

پیارے وطن کیلئے شدید ترین مسائل پیدا کر دیئے ہیں۔ معاشرتی آداب کا سب سے پہلا اور سب سے بڑا تقاضہ یہ ہے کہ ہم اپنے دین اور دنیا کے ہر معاملے کو درست کریں اتفاق و اتحاد کا مظاہرہ کریں۔ امانت اور دیانت کو اپنائیں۔ پرہیز گاری کی زندگی بسر کریں حیاء و شرم کو زیور بنائیں۔ ایفائے عہد کریں۔ غیرت اور قناعت کی راہ اختیار کریں ہماری زبانوں پر کلمہ کذب اور ایک لفظ جھوٹ کا نہ آئے اور ہم صدق قال ہوں اور سچائی ہمارا شیوہ ہو۔ کسب حلال اور رزق حلال پر ہمارا یقین ہو۔ عجز و انکسار ہمارا اصول ہو۔ حفظ لسان ہمارا ذخیرہ ہو۔ یہ سب معاشرتی آداب ہیں جن کو ہم سب جانتے ہیں۔ یہ قرآن وحدیث سے ماخوذ ہیں۔ آیئے ہم پوری قوم وملت مل کر ان پر عمل کریں یاد رکھیئے زبانی جمع خرچ اب بے کار ہے۔ یہ عمل اور عمل پیہم کا وقت ہے۔ آج کے سچے مسلمان نوجوانوں کے بازو عالمی انقلاب کو جنم دے سکتے ہیں اور عالم اسلام میں ایک بحرانی دور کا رخ موڑ سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارا حامی و ناصر ہو۔

معاشرتی آداب

معاشرتی آداب (یعنی روزمرہ کے رہن سہن کے طور طریقے) بھی اخلاق کا ایک حصہ ہیں بلکہ یوں کہا جائے تو مناسب ہوگا کہ حسن خلق اور معاشرتی آداب ایک دوسرے کے ساتھ لازم وملزوم ہیں جو حسن خلق سے مزین نہ ہو وہ با اخلاق نہیں۔ حسن خلق سے آراستہ، پیراستہ ہو کر زندگی گزارنا ہی دراصل کامیاب زندگی گذارنا ہے اور یہ اسی وقت ہوسکتا ہے جبکہ ہم زندگی گزارنے کا سلیقہ جانتے ہوں نہ صرف جانتے ہوں بلکہ عملاً زندگی گزارنے کے اسلامی اصول وآداب سے اپنی زندگی کو آراستہ اور شائستہ بنانے کی کوشش میں پیہم سرگرم بھی ہوں۔ اسلام نے جس حسن خلق کا تصور پیش کیا ہے وہ اسی وقت ہماری زندگیوں میں آسکتا ہے جبکہ ہم زندگی گذارنے کے تمام معاملات کو سلیقے کے ساتھ پورا کرنا سیکھیں اسی لئے ہم نے ضروری خیال کیا کہ حسن خلق کے بیان میں معاشرتی آداب کا بھی ذکر کر دیا جائے تاکہ ہم اور ہمارا معاشرہ صفت اخلاق کا پیکر نظر آئے۔ کیونکہ یہی وہ آداب زندگی ہیں جن سے انسان اخلاق حسنہ کے زینوں کو عبور کرتا ہوا معاشرے میں اپنی مثال آپ بنتا ہے انہی آداب کی بدولت انسان کی زندگی میں وہ غیر معمولی کشش اور وہ اتھاہ جاذبیت پیدا ہو جاتی ہے کہ پھر بندگانِ خدا میں سے ہر خاص وعام بے اختیار اس کی

طرف کھنچے چلے آتے ہیں۔ چنانچہ آیئے اب ہم معاشرتی آداب کا مطالعہ کریں اور ان آداب کو اپنی حیات کا حصہ بنا کر مثالی نوجوان بن سکیں۔

سلام کے آداب

آپس میں سلام کو پھیلایئے:

جب اپنے کسی مسلمان بھائی سے ملاقات کا موقع میسر آئے تو اس سے اپنی محبت اور ملاقات کی مسرت کے اظہار کے لئے السلام علیکم کہنا چاہیئے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ؎

اذا جاء ک الذین یؤمنون بٰایٰتنا فقل سلٰم علیکم (الانعام:۵۴)

(ترجمہ) اے نبی جب آپ کے پاس وہ لوگ آئیں جو ہماری آیات پر ایمان لاتے ہیں تو ان سے کہیئے السلام علیکم۔

مندرجہ بالا آیت کریمہ میں خداوند قدوس نے رسول اقدس ﷺ کے واسطے امت کو یہ تعلیم دی ہے کہ جب دو مسلمان آپس میں ملیں تو دونوں ہی آپس میں محبت اور مسرت کا تبادلہ کریں اور اس کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ دونوں ایک دوسرے کیلئے سلامتی کی دعائے خیر کریں ایک السلام علیکم کہے تو دوسرا وعلیکم السلام سے جواب دے بے شک سلام باہمی الفت ومحبت، اتحاد و یگانگت بڑھانے کا عظیم ترین ذریعہ ہے۔ چنانچہ رسول اقدس ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ تم لوگ جنت میں جا نہیں سکتے جب تک کہ مؤمن نہ بنو اور مؤمن نہیں بن سکتے جب تک کہ ایک دوسرے سے محبت نہ کرو میں تمہیں وہ تدبیر کیوں نہ بتادوں جس کو اختیار کر کے تم آپس میں ایک دوسرے سے محبت کرنے لگو۔ اور وہ تدبیر یہ ہے کہ آپس میں سلام کو پھیلاؤ۔ (مشکوۃ)

صلی اللہ علیہ وسلم

سلام کی ترغیب وآداب احادیث کی روشنی میں

ہر خاص وعام کو سلام کیجئے

ایک شخص نے رسول اقدس ﷺ سے پوچھا یارسول اللہ ﷺ اسلام کا بہترین عمل کون سا ہے آپ ﷺ نے جواب میں ارشادفرمایا کہ غریبوں کو کھانا کھلانا اور ہر مسلمان کوسلام کرنا، چاہے اس سے جان پہچان ہو یا نہ ہو (بخاری ومسلم)

گھر میں داخل ہوکر پہلے سلام کیجئے

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ مجھے رسول اقدس ﷺ نے تاکید فرمائی کہ پیارے بیٹے! جب تم اپنے گھر میں داخل ہوا کرو تو پہلے گھر والوں کو سلام کیا کرو۔ یہ تمہارے لئے اور تمہارے گھر والوں کے لئے خیر وبرکت کی بات ہے (ترمذی)

اس حدیث سے پتہ چلا کہ گھر میں داخل ہوکر سب سے پہلے سلام کرنا چاہئے اس کے بعد دوسری بات کرنی چاہئے چنانچہ اسی سے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

فاذاد خلتم بیوتاً فسلمو اعلی انفسکم تحیة من عنداللّٰہ مبارکة طیبة (النور : ٦١)

(ترجمہ) جب تم اپنے گھر میں داخل ہوا کرو تو اپنے گھر والوں کو سلام کیا کرو، دعائے خیر جو اللہ کی طرف سے تعلیم کی ہوئی بڑی ہی بابرکت اور پاکیزہ ہے اسی طرح جب ہم کسی دوسرے کے گھر جائیں تو داخل ہونے سے قبل سلام کیا کریں چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

یا ایھاالذین آمنو لا تدخلو بیوتا غیربیوتکم حتی تستأنسوا و تسلموا علی اھلھا (النور : ٢٧)

ترجمہ: اے مؤمنو اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں داخل نہ ہوا کرو جب تک کہ گھر والوں کی رضامندی نہ لو اور گھر والوں کو سلام نہ کرلو!

زیادہ سے زیادہ سلام کیجئے

رسول اقدس ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ سلام کو خوب پھیلاؤ خدا تعالیٰ تم کو سلامت رکھے گا۔ (مسلم)

صحابہ سلام کی کثرت کرتے تھے

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اقدس ﷺ کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین بہت زیادہ سلام کیا کرتے تھے سلام کی کثرت کا حال یہ تھا کہ اگر کسی وقت آپ ﷺ کے ساتھی کسی درخت کی اوٹ میں ہو جاتے اور پھر سامنے آتے تو پھر سلام کرتے۔

(ریاض الصالحین)

اور رسول اقدس ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ جو شخص مسلمان بھائی سے ملے تو اس کو سلام کرے اور اگر درخت یا دیوار یا پتھر بیچ میں اوٹ بن جائیں اور پھر اس کے سامنے آئے تو اس کو پھر سلام کرے۔ (حوالہ بالا)

فائدہ!......مندرجہ بالا احادیث سے یہ واضح ہوا کہ جہاں تک ہو سکے سلام کو عام کریں چاہے کچھ لمحات ہی بچھڑنا ہو ملاقات پر سلام کریں ایک کمرے سے دوسرے کمرے میں جانے کے بعد پھر ملاقات ہو تو پھر سلام کیا جائے کیونکہ یہ محبت ، الفت بڑھانے کا ذریعہ ہے۔

سلام کرنے میں پہل کیجئے

رسول اقدس ﷺ کا فرمان اقدس ہے کہ وہ آدمی اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ قریب ہے جو سلام کرنے میں پہل کرتا ہو (ابوداؤد)

تین دن سے زیادہ قطع تعلق نہ کیجئے

رسول اقدس ﷺ نے فرمایا کہ کسی مسلمان کے لئے یہ بات جائز نہیں کہ وہ اپنے مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ قطع تعلق کیئے رکھے جب دونوں ملیں تو ایک ادھر کترا جائے اور دوسرا ادھر کترا جائے ان میں افضل وہ ہے جو سلام میں پہل کرے۔

(ادب المفرد)

اللہ کے نزدیک بہتر شخص

حضور اقدس ﷺ سے کسی نے پوچھا کہ جب دو آدمی آپس میں ایک دوسرے سے ملیں تو ان میں سلام میں پہل کون کرے تو آپ ﷺ نے جواب دیا کہ جوان دونوں میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ بہتر ہو۔ (ترمذی)

ان احادیث سے ہمیں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ ہمیں سلام میں پہل کرنی چاہیئے کیونکہ اس میں فضیلت زیادہ ہے اور کبھی خدانخواستہ آپس میں ان بن ہو جائے یا کسی سے ناراضگی ہو جائے تب بھی سلام کرنے اور صلح کرنے میں پہل کرنی چاہیئے۔

کسی مجلس میں پہنچنے پر سلام کیجیئے

رسول اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب تم کسی مجلس میں پہنچو تو سلام کرو اور جب وہاں سے رخصت ہونے لگو تو پھر سلام کرو اور یاد رکھو کہ پہلا سلام دوسرے سلام سے زیادہ مستحق اجر نہیں ہے کہ جاتے وقت تو آپ سلام کا بڑا اہتمام کریں اور جب رخصت ہونے لگیں تو سلام نہ کریں اور رخصتی سلام کو زیادہ اہمیت نہ دیں۔ (ترمذی)

فائدہ!......اس حدیث سے یہ پتلا چلا کہ جب ہم کسی مجلس میں پہنچیں یا کسی نشست گاہ میں جائیں تو پہنچ کر بھی سلام کرنا چاہیئے اور جب وہاں سے رخصت ہوں تب بھی اسی طرح پورے اہتمام سے سلام کریں۔

پوری مجلس کو سلام کیجیئے

ایک دن حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ مسجد میں تھے کہ ایک سائل آیا اور اس نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا نام۔ لے کر سلام کیا آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ نے سچ کہا اور سول ﷺ نے تبلیغ کا حق ادا کر دیا اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ گھر تشریف لے گئے لوگ انتظار میں رہے (تاکہ معلوم ہو سکے کہ) آپ رضی اللہ عنہ کے فرمانے کا مطلب کیا ہے چنانچہ جب آپ تشریف لائے تو حضرت طارق رضی اللہ عنہ نے سوال کیا (کہ ہم آپ کی بات کا مقصد نہ سمجھ سکے) تو فرمایا کہ رسول اقدس ﷺ کا فرمان ہے کہ قیامت کے قریب لوگ مجلسوں میں لوگوں کو مخصوص کر کے سلام کرنے لگیں گے (ادب المفرد)

فائدہ!......اس حدیث سے پتہ چلا کہ جب ہم کسی مجلس میں جائیں تو مجلس کے تمام شرکاء کو سلام کریں کسی خاص شخصیت کی تخصیص کر کے سلام نہیں کرنا چاہیئے یہ اسلامی اخلاق کے منافی ہے۔

آپ کے سلام سے کسی کی نیند خراب نہ ہو

حضرت مقداد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اقدس ﷺ کیلئے کچھ دودھ رکھ لیا کرتے تھے جب آپ ﷺ کچھ رات گئے تشریف لاتے تو آپ ﷺ اس طرح سلام کرتے کہ سونے والا جاگ نہ جائے اور جاگنے والا سلام سن لے پس رسول اقدس ﷺ تشریف لائے اور حسب معمول آپ ﷺ نے سلام کیا۔ (مسلم)

فائدہ!......اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ جب ہم کسی ایسی جگہ پر جائیں جہاں کچھ لوگ آرام کر رہے ہوں تو ایسی آواز میں سلام کرنا چاہیئے کہ جاگنے والا تو سلام سن لے لیکن سونے والوں کی سلام کرنے کی وجہ سے نیند خراب نہ ہو۔

سلام اور سلام کا جواب مکمل ہو

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اقدس ﷺ تشریف فرما تھے کہ ایک آدمی آیا اور اس نے آکر السلام علیکم کہا آپ ﷺ نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا دس (یعنی دس نیکیاں ملی) پھر ایک دوسرا آدمی آیا اور اس نے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا آپ ﷺ نے جواب دیا اور فرمایا بیس (یعنی بیس نیکیاں ملی) اس کے بعد تیسرا شخص آیا اور اس نے کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آپ ﷺ نے جواب دیا اور فرمایا تیس۔ (یعنی تیس نیکیاں ملی)۔

اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ کے پیچھے سواری پر تھا ہم جن جن لوگوں کے پاس سے گذرتے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ انہیں السلام علیکم کہتے اور وہ جواب دیتے وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے السلام علیکم ورحمۃ اللہ تو لوگ جواب دیتے وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اس پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا آج تو لوگ فضیلت میں ہم سے بہت بڑھ گئے۔ (ادب المفرد)

فائدہ!......ان دونوں احادیث سے ہمیں معلوم ہوا کہ ہم سلام مکمل کریں یعنی السلام علیکم کے ساتھ ورحمتہ اللہ وبرکاتہ بھی بڑھالیں تو فضیلت بھی زیادہ اور نیکیاں بھی زیادہ اور اس طرح جواب دیتے وقت بھی انہی الفاظ کو بڑھا کر جواب دینا چاہیئے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

واذا حییتم بتحیة فحیوا باحسن منها او ردوها (النساء ٨٦)

ترجمہ: اور جب کوئی تمہیں سلام کرے تو اس کو اس سے بہتر دعا دو یا پھر وہی الفاظ جواب میں کہہ دو! یعنی سلام کے جواب میں کچھ اضافہ کر کے اس سے بہتر دعا دو ورنہ کم از کم وہی الفاظ یعنی وعلیکم السلام ہی کہہ دو لیکن بہر حال جواب ضرور دینا چاہیئے !

سلام کے ساتھ مصافحہ بھی کیجئے

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اقدس ﷺ نے ارشادفرمایا کہ جب دو مؤمن ملتے ہیں اور سلام کے بعد مصافحہ کے لئے ایک دوسرے کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ہیں تو دونوں کے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں جس طرح درخت سے (سوکھے) پتے۔ (طبرانی)

ایک بار یمن کے کچھ لوگ آئے تو رسول اقدس ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے فرمایا تمہارے یمن کے لوگ آئے ہیں اور آنے والوں میں یہ مصافحے کے زیادہ حقدار ہیں۔

(ابوداؤد)

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین میں مصافحہ کرنے کا رواج تھا حضرت انس رضی اللہ عنہ نے جواب میں فرمایا جی ہاں تھا۔ (بخاری)

فائدہ!......یہاں ہمیں یہ سبق ملا کہ سلام کے ساتھ تو مصافحہ بھی کر لینا چاہیئے کیونکہ یہ آپ ﷺ کی سنت مبارک ہے آپ ﷺ خود بھی صحابہ رضی اللہ عنہم سے مصافحہ فرماتے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بھی تاکید فرماتے تھے اور مصافحہ کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کیا جائے آج کل صرف ایک ہاتھ سے اشارۃً ہاتھ ملالیا جاتا ہے دوسرا ہاتھ اٹھانے کی توفیق نہیں ہوتی ایسا نہیں کرنا چاہیئے یہ تکبر کی نشانی ہے۔

کن حالات میں سلام سے پرہیز کریں

اسلامی تعلیمات سے پتہ چلتا ہے کہ مندرجہ ذیل حالات میں سلام نہیں کرنا چاہیئے!

(۱) جب کوئی قرآن وحدیث پڑھنے، پڑھانے میں معروف ہو۔

(۲) جب کوئی خطبہ دینے یا سننے میں مصروف ہو۔

(۳) جب کوئی اذان یا تکبیر کہہ رہا ہو۔

(۴) جب کسی مجلس میں کسی دینی موضوع پر گفتگو ہورہی ہو یا کوئی کسی کو کوئی دینی حکم سمجھا رہا ہو۔

(۵) جب کوئی قضائے حاجت کیلئے بیٹھا ہو۔

(اصلاحی خطبات ج۶)

ملاقات کے آداب

ملاقات کے آداب سیکھنا بھی انتہائی ضروری ہے کیونکہ ملاقات کے وقت ہی ہماری اخلاقی حیثیت، ہمارے طرز معاشرت اور طرز گفتگو کا اندازہ کیا جاتا ہے چنانچہ ملاقات کے چیدہ چیدہ چند ضروری آداب ذکر کئے جاتے ہیں۔

۱۔ ملاقات کے وقت مسکراتے چہرے سے استقبال کرنا چاہیئے، مسرت ومحبت کا اظہار ہو اور سلام میں پہل کرنی چاہیئے اس کا بڑا ثواب ہے۔ جیسا کہ ماقبل میں گزرا۔

۲۔ سلام اور دعا کے لئے اِدھر اُدھر کے الفاظ استعمال نہ ہوں بلکہ نبی ﷺ کے بتلائے ہوئے الفاظ ''السلام علیکم'' استعمال کرنا چاہیئے پھر موقعہ ہو تو مصافحہ کیجئے مزاج پوچھئے اور مناسب ہو تو گھر والوں کی خیریت بھی معلوم کیجئے۔ نبی ﷺ کے بتائے ہوئے الفاظ ''السلام علیکم'' بہت جامع ہیں۔ اس میں دین ودنیا کی تمام سلامتیاں اور ہر طرح کی خیر و عافیت شامل ہے یہ بھی خیال رکھیئے کہ نبی ﷺ مصافحہ کرتے وقت اپنا ہاتھ فوراً چھڑانے کی کوشش نہ کرتے انتظار فرماتے کہ دوسرا شخص خود ہی ہاتھ چھوڑ دے۔

۳۔ جب کسی سے ملنے جانا ہو تو صاف ستھرے کپڑے پہن کر جائیں، میلے کچیلے کپڑوں میں نہ جانا چاہیئے۔

۴۔ جب کسی سے ملاقات کا ارادہ ہو تو پہلے اس سے وقت لینا چاہیئے یوں ہی وقت

بے وقت کسی کے یہاں جانا مناسب نہیں۔ اس سے دوسروں کا وقت بھی خراب ہوتا ہے اور ملاقات کرنے والا بھی بعض اوقات نظروں سے گر جاتا ہے۔

۵۔ جب کوئی آپ کے یہاں ملنے آئے تو محبت آمیز مسکراہٹ سے استقبال کیجئے۔ عزت سے بٹھایئے اور حسب موقع مناسب خاطر تواضع بھی کیجئے۔

۶۔ جب کسی کے ہاں جائیں تو کام کی باتیں کیجئے۔ بیکار باتیں کر کے اس کا اور اپنا وقت ضائع نہ کیجئے ورنہ آپ کا لوگوں کے یہاں جانا اور بیٹھنا اچھا نہ لگے گا۔

۷۔ کسی کے یہاں جائیں تو دروازے پر اجازت لیجئے اور اجازت ملنے پر "السلام علیکم" کہہ کر اندر جائیں اور اگر تین بار سلام کے باوجود کوئی جواب نہ ملے تو خوشی خوشی لوٹ آیئے۔

۸۔ کسی کے یہاں جاتے وقت کبھی کبھی کوئی مناسب تحفہ بھی لے جایئے۔ تحفہ دینے، دلانے سے محبت بڑھتی ہے۔

۹۔ جب کوئی ضرورت مند آپ سے ملنے آئے۔ تو جہاں تک ممکن ہو اس کی ضرورت پوری کیجئے۔ سفارش کی درخواست کرے تو اگر جائز سفارش ہو تو کر دینی چاہئے اور اگر اس کی ضرورت پوری نہ کر سکیں تو پیار بھرے انداز میں منع کر دیجئے۔ خواہ مخواہ اس کو امیدوار نہ بنا کر رکھنا چاہئے۔

۱۰۔ آپ کسی کے یہاں اپنی ضرورت سے جائیں تو مہذب انداز میں اپنی ضرورت بیان کیجئے پوری ہو جائے تو شکریہ ادا کیجئے نہ ہو سکے تو سلام کر کے خوشی خوشی لوٹ آیئے۔

۱۱۔ ہمیشہ یہی خواہش نہ رکھئے کہ لوگ آپ سے ملنے آئیں۔ خود بھی دوسروں سے ملنے جائیں آپس میں میل جول بڑھانا اور ایک دوسرے کے کام آنا بڑی پسندیدہ بات ہے مگر خیال رکھئے کہ مومنوں کا میل جول ہمیشہ نیک مقاصد کے لئے ہوتا ہے۔

۱۲۔ ملاقات کے وقت اگر آپ دیکھیں کہ ملنے والے کے چہرے یا ڈاڑھی یا کپڑوں پر کوئی تنکا یا کوئی اور چیز ہے تو ہٹا دیجئے اور اگر کوئی دوسرا آپ کے ساتھ یہ حسن سلوک کرے تو شکریہ ادا کیجئے اور یہ دعا کیجئے ۔مسح اللہ منک ماتکرہ

(اللہ آپ سے ان چیزوں کو دور فرمائے جو آپ کو ناگوار ہیں)

۱۳۔ رات کے وقت کسی کے یہاں جانے کی ضرورت ہو تو اس کے آرام کا لحاظ رکھیئے۔ زیادہ دیر نہ کیجیئے اور اگر جانے کے بعد اندازہ ہو کہ وہ سو گیا ہے تو بغیر کسی کڑھن کے خوشی خوشی واپس آجایئے۔

۱۴۔ چند افراد مل کر کسی سے ملاقات کیلیئے جائیں تو گفتگو کرنے والے کو گفتگو میں سب کی نمائندگی کرنی چاہیئے۔ گفتگو میں اپنی امتیازی شان ظاہر کرنے اپنی اہمیت جتانے، اپنے ساتھیوں کو نظر انداز کرنے اور مخاطب کو صرف اپنی ذات کی طرف متوجہ کرنے سے سختی کے ساتھ پرہیز کرنا چاہیئے۔

(تلخیص وترمیم از آداب زندگی واحیاء العلوم)

گفتگو کے آداب

یاد رکھیئے بات طریقے سے کی جائے تو اثر رکھتی ہے اگر یہی بات آداب کو ملحوظ خاطر رکھے بغیر کی جائے تو سامع کو متاثر کرنے کے بجائے دق کر دیتی ہے گفتگو سے اخلاق حسنہ کو پرکھا جاتا ہے۔ با آداب گفتگو کرنا یقیناً با اخلاق شخص کا کام ہے آیئے گفتگو کے آداب کو سیکھ کر ہم بھی با اخلاق لوگوں میں شامل ہو جائیں۔

۱۔ ہمیشہ سچ بات کرنی چاہیئے چاہے دنیا کا کوئی بھی نقصان ہوتا نظر آئے۔

۲۔ گفتگو ضرورت کے وقت کرنی چاہیئے اور گفتگو کام کی ہو۔ ہر وقت بولتے رہنا وقار اور سنجیدگی کے خلاف ہے۔

۳۔ گفتگو نرمی کے ساتھ اور مسکراتے ہوئے میٹھے لہجے میں کرنی چاہیئے۔

۴۔ ہمیشہ درمیانی آواز میں گفتگو کرنی چاہیئے کہ نہ اتنا آہستہ کہ مخاطب سن بھی نہ سکے اور نہ اتنا بلند آواز میں کہ مخاطب کو لڑنے کا خیال ہونے لگے۔

۵۔ اپنے مخاطب کو اچھی طرح بات سمجھانے کیلیئے اگر بات کو بار بار دھرانا پڑے تو کڑھنا نہ چاہیئے بلکہ خندہ پیشانی کے ساتھ اسے سمجھانا چاہیئے۔

۶۔ ہمیشہ دوران گفتگو اپنی بات مختصر لفظوں میں ادا کرنی چاہیئے بلاوجہ گفتگو کو طول نہ دینا چاہیئے۔

۷۔ خوشامد اور چاپلوسی والے انداز میں گفتگو نہیں کرنی چاہیئے اس سے وقار مجروح ہوتا

ہے۔

۸۔ دو آدمیوں کے آپس میں بات کے درمیان بلا اجازت بیچ میں اپنی گفتگو نہیں شروع کرنی چاہیئے۔

۹۔ کسی اور کی بات کاٹ کر گفتگو نہیں کرنی چاہیئے بلکہ ضرورت ہو تو اجازت لے لی جائے۔

۱۰۔ ٹھہر ٹھہر کر وقار اور سلیقے کے ساتھ گفتگو کرنی چاہیے اور نہ ہی ہر وقت ہنسی مذاق والی گفتگو کرنی چاہیئے اس سے وقعت جاتی رہتی ہے۔

۱۱۔ کسی کے سوال کے جواب دینے سے قبل خوب غور وخوض کر لینا چاہیئے کہ وہ کیا پوچھنا چاہتا ہے۔

۱۲۔ اس طرح کوئی دوسرے سے سوال کر رہا ہو تو خود بڑھ کر جواب نہیں دینا چاہیئے۔

۱۳۔ بات کرتے وقت مخاطب کی عمر، رتبہ اور اس سے اپنے تعلق کو ملحوظ رکھنا چاہیئے یعنی ماں، باپ، استاد اور دوسرے بڑوں سے دوستوں کی طرح گفتگو نہیں کرنی چاہیئے اس طرح چھوٹوں سے گفتگو کرتے وقت اپنے وقار کو مدنظر رکھنا چاہیئے۔

۱۴۔ خود بات کم اور دوسروں کی زیادہ سنی چاہیئے اور جو راز کی بات ہو اسے عام نہیں کرنا چاہیئے۔

(جستہ جستہ از احیاء العلوم ج ۳۔ سیرۃ النبیؐ از علامہ شبلی نعمانیؒ۔ تربیت اولاد اور اسلام)

مذاق کے آداب ملحوظ رکھیئے

عام طور پر مذاق کے دوران اکثر بداخلاقی کے واقعات مشاہدے میں آتے ہیں اس لئے ضروری ہے کہ دوران مذاق بھی آداب کا خیال رکھا جائے حقیقت و واقعیت کے ساتھ ساتھ دل لگی، خوش طبعی، مزاح وشیریں کلامی، ضرب الامثال اور پر حکمت باتوں کا امتزاج بڑا بھلا معلوم ہوتا ہے۔ شیریں انداز سے دلوں پر قبضہ اور خوش خلقی سے نفوس کو اپنا گرویدہ بنانا بڑی عمدہ صفت ہے، جو دعوت وارشاد اور تبلیغ میں بڑی معاون بنتی ہے، البتہ مذاق میں اسلامی حدود اور دین کے دائرے میں رہنا چاہیئے، دل لگی و مذاق کے کچھ قواعد و آداب یہ ہیں کہ:۔

مذاق میں افراط اور حدود سے تجاوز نہیں کرنا چاہیئے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا میں کھیلنے کودنے والوں میں سے نہیں اور وہ مجھ سے نہیں (بخاری)

زیادہ ہنسی مذاق سے دل مردہ ہوجاتا ہے، آپس میں عداوت پیدا ہوتی ہے، چھوٹا بڑے پر جری ہوجاتا ہے، زیادہ ہنسنے سے رعب کم ہوجاتا ہے، مذاق میں کسی کو تکلیف نہ دینا چاہیئے، نہ کسی کے ساتھ برائی کرنا چاہیئے، اس لئے کہ مذاق اس وقت تک اچھا ہوتا ہے جب تک کسی کو ایذاء یا تکلیف نہ پہنچے اور کسی کی توہین وتذلیل نہ ہو، مذاق میں جھوٹ اور خلاف واقع بات سے بچنا چاہیئے، دوسروں کو ہنسانے کیلئے جھوٹ گھڑنا گناہ ہے کسی کے سامنے جھوٹی بات اس طرح کرنا جسے وہ سچا سمجھے بڑی خیانت ہے، مذاق میں بھی جھوٹ اور جھگڑے بازی چھوڑنے کو کامل ایمان کا ذریعہ بتایا گیا ہے۔ اپریل فول وغیرہ منانا اہل مغرب کی اتباع کے ساتھ ساتھ جھوٹ اور خلاف واقع ہونے کے اعتبار سے بڑی نازیبا حرکت ہے۔ نبی کریم ﷺ مذاق میں بھی سچ بولا کرتے تھے۔ ایک صحابی کو آپ ﷺ نے سامان تجارت فروخت کرتے ہوئے دیکھا تو پیچھے سے پکڑ کر فرمایا مجھ سے یہ غلام کون خریدے گا، ایک شخص نے سواری مانگی آپ ﷺ نے فرمایا اونٹنی کا بچہ دے دیں گے، وہ سمجھ نہ سکے آپ ﷺ نے فرمایا اونٹ بھی تو اپنی ماں کا بچہ ہی ہوتا ہے۔ ایک صحابیہ نے عرض کیا میرے شوہر آپ کو یاد کررہے ہیں، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا وہ جن کی آنکھ میں سفیدی ہے؟ انہوں نے کہا نہیں ان کی آنکھ میں تو سفیدی نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا کیوں نہیں ہر ایک کی آنکھ میں سفیدی ہوتی ہے، وہ نابینا سمجھی تھیں اور آپ ﷺ کی مراد پتلی کے اطراف کی سفیدی تھی۔ ایک بوڑھی عورت نے جنت میں داخلے کی دعا کی درخواست کی، فرمایا بڑھیا جنت میں داخل نہ ہوں گی وہ رونے لگیں تو فرمایا بوڑھی جوان ہوکر داخل ہوگی وہاں کوئی بوڑھا نہ ہوگا غرض اس طرح مذاق میں جھوٹ کی آمیزش نہیں ہونی چاہیئے۔

(تلخیص وترمیم از تربیت اولاد اور اسلام)

مجلس میں شرکت کیجئے

مجلس کے آداب جاننا بھی انتہائی ضروری ہے کیونکہ قوموں کو سنوارنے اور بگاڑنے میں مجلس کے معاملات اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ مجلس کسی قوم کی تہذیب وثقافت کے پہچاننے کی علامت ہوتی ہے۔ یہ مجلس بھی علم والوں اور غیر علم والوں کے درمیان، بڑوں اور چھوٹوں کے درمیان اور تجربہ کار اور ناتجربہ کار لوگوں کے درمیان رابطے کا ذریعہ ہے۔ اسی لئے اخلاقی نشوونما ایسے ہی موقعوں پر ترقی کرتے ہیں بہرحال مجلس کے آداب جاننا ناگزیر ہے خصوصاً نوجوانوں کیلئے۔ بڑی عمر والوں کو پھر بھی کچھ نہ کچھ تجربہ ہوتا ہے لیکن عام طور پر ہم نوجوان ان آداب سے لاعلم ہوتے ہیں اس لئے ہم قرآن وحدیث اور اقوال اکابر کی روشنی میں مختصر مجلس کے آداب بیان کرتے ہیں۔

۱۔ مجلس میں پہنچنے کے بعد سلام ضرور کرنا چاہیئے کیونکہ سلام سے باہمی محبت والفت پروان چڑھتی ہے۔

۲۔ مجلس میں جہاں جگہ ملے وہیں بیٹھ جانا چاہیئے۔

۳۔ شرکاء مجلس کو پھلانگ کر کسی امتیازی جگہ پر بیٹھنے سے پرہیز کرنا چاہیئے بلکہ جہاں میزبان چاہے وہیں بیٹھنا چاہیئے۔

۴۔ مجلس میں خندہ پیشانی، اطمینان ومسرت کے ساتھ بیٹھنا چاہیئے اور دوران گفتگو مکمل توجہ سے گفتگو میں حصہ لینا چاہیئے۔

۵۔ مجلس میں بیٹھے ہوئے آدمی کو اٹھا کر اس کی جگہ پر نہیں بیٹھنا چاہیئے یہ انتہائی بد اخلاقی کی بات ہے۔

۶۔ اگر مجلس میں لوگ گھیرا ڈالے بیٹھے ہوں تو ان کے بیچ میں نہیں بیٹھنا چاہیئے یہ بدتمیزی کی علامت ہے۔

۷۔ مجلس میں بیٹھے ہوئے لوگوں میں سے اگر کوئی کسی ضرورت سے اٹھ کر چلا جائے تو اس کی جگہ پر بیٹھنا نہیں چاہیئے ہاں جب معلوم ہو جائے کہ وہ آدمی نہیں آئے گا تو تب کوئی حرج نہیں۔

۸۔ اپنے کسی ساتھی سے مل کر آپس میں کانا پھوسی نہیں کرنی چاہیئے کیونکہ یہ حرکت

شرکاء مجلس کی تکلیف کا باعث ہے۔

۹۔ مجلس میں صدر کی اجازت سے کچھ کہنا چاہیئے اس میں ایسا انداز اختیار نہ کیا جائے کہ جس سے صدر مجلس کا مقام مجروح ہو۔

۱۰۔ مجلس میں ادب سے بیٹھنا چاہیئے، پاؤں پھیلا کر اور پنڈلیاں کھول کر نہیں بیٹھنا چاہیئے۔

۱۱۔ مجلس میں کسی کے ارد گرد یا سامنے بیٹھنا یا کھڑا نہیں ہونا چاہیئے یہ اسلامی تہذیب کے منافی ہے۔

۱۲۔ ایک وقت میں ایک ہی شخص کو بولنا چاہیئے اپنی بات کہنے کے لئے ایسی بے تابی نہیں ہونی چاہیئے کہ بیک وقت سب بول پڑیں اور مجلس میں ہل چل مچ جائے۔

۱۳۔ ہر شخص کی بات پوری توجہ اور انہماک کے ساتھ سننی چاہیئے۔

۱۴۔ مجلس میں جو باتیں راز کی ہوں ان کو ہر جگہ بیان نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ یہ مجلس کا حق ہے اس کا خیال رکھنا چاہیئے۔

۱۵۔ جس موضوع پر گفتگو ہو رہی ہو جب تک وہ موضوع ختم نہ ہو دوسرا موضوع چھیڑنا نہیں چاہیئے۔

۱۶۔ دوسروں کی بات کاٹ کر اپنی بات شروع نہیں کرنی چاہیئے اگر کبھی بیچ میں بولنا اشد ضروری ہو تو بولنے سے پہلے اجازت لے لینی چاہیئے۔

۱۷۔ اگر مجلس میں کوئی مقتدر شخصیت آ جائے تو اس کے لئے کچھ جگہ کشادہ کر دینی چاہیئے۔

۱۸۔ اگر اپنے قریب جگہ نہ ہو تو پھر اس انداز میں ہلنا چاہیئے جیسے کہ آنے والی مقتدر شخصیت کو جگہ دینا چاہ رہا ہو۔

۱۹۔ مجلس میں بیٹھ کر انگلیاں نہیں چٹخانی چاہئیں اور نہ ہی انگڑائی اور جمائی لینی چاہیئے۔

۲۰۔ مجلس میں بکثرت ناک نہیں صاف کرنی چاہیئے اور نہ ہی خواہ مخواہ چہرے سے مکھیاں اڑانی چاہئیں۔

۲۱۔ کسی کی تعجب والی بات سن کر تعجب کے اظہار میں بہت زیادہ مبالغہ نہیں کرنا

چاہئے۔

۲۲۔ ہنسنے، ہنسانے والی باتوں پر قہقہہ نہیں لگانا چاہئے بلکہ اعتدال سے ہنسنا چاہئے تاکہ وقار بحال رہے۔

۲۳۔ مجلس میں کسی کی غیبت نہیں کرنی چاہئے۔

قرآن کا حکم ہے ﴿ولا یغتب بعضکم بعضا﴾

۲۴۔ دوران گفتگو آواز کو ذرا نیچی رکھنی چاہئے۔

قرآن کا حکم ہے ﴿واغضض من صوتک﴾

۲۵۔ مجلس میں ایک دوسرے کا مذاق نہیں اڑانا چاہئے۔

قرآن کا حکم ہے ﴿لا یسخر قوم من قوم﴾

۲۶۔ مجلس میں بے حیائی کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہئے۔

قرآن کا حکم ہے ﴿ولا تقربوا الفواحش﴾

۲۷۔ لوگوں سے بے رخی نہیں برتنی چاہئے۔

قرآن کا حکم ہے ﴿لا تصعر خدک للناس﴾

۲۸۔ حق و باطل (سچ اور جھوٹ) کو خلط ملط نہیں کرنا چاہئے۔

قرآن کا حکم ہے ﴿لا تلبسوا الحق بالباطل﴾

۲۹۔ لوگوں کو بُرے نام (الٹے نام) سے نہیں پکارنا چاہئے۔

قرآن کا حکم ہے ﴿ولا تنا بزوا بالالقاب﴾

۳۰۔ اور جب مجلس سے اٹھیں تو یہ دعا پڑھ لینی چاہئے۔ سبحانک اللھم و بحمدک اشھدان لا الہ الا انت استغفرک و اتوب الیک۔

(تلخیص و ترمیم از احیاء العلوم ج ۳۔ اصلاح معاشرہ اور اسلام۔ اخلاق النبی۔ سیرۃ النبیؐ از علامہ شبلی نعمانیؒ۔ اصلاحی خطبات، نورستان، تربیت اولاد اور اسلام)

کھانے پینے کے آداب

کھانا شروع کرنے کی دعا

رسول اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی کھانا شروع کرے تو اللہ کا نام لے اور اگر کوئی شروع میں بسم اللہ پڑھنا بھول گیا تو اس کو چاہیئے کہ کھانے کے دوران جب بسم اللہ پڑھنا یاد آئے اس وقت یہ الفاظ کہہ دے بسم اللہ اولہ و اخرہ ۔یعنی اللہ کے نام کے ساتھ شروع کرتا ہوں اول میں بھی اللہ کا نام اور آخر میں بھی اللہ کا نام
(ابوداؤد)

بڑا پہلے کھانا شروع کرے

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم آپ ﷺ کے ساتھ کھانے میں شریک ہوتے تو ہمارا معمول یہ تھا کہ جب تک آپ ﷺ کھانا شروع نہ فرماتے اس وقت تک ہم بھی کھانے کی طرف ہاتھ نہ بڑھاتے بلکہ انتظار کرتے رہتے تھے کہ جب آپ ﷺ کھانے کی طرف ہاتھ بڑھائیں اس وقت ہم کھانا شروع کریں

(اصلاحی خطبات ج ۵ ص ۱۴۲)

اس حدیث سے یہ پتہ چلا کہ جب ہمارے ساتھ کوئی بڑا کھانے میں شریک ہو تو احتراماً ہم اس وقت تک کھانا شروع نہ کریں جب تک وہ بڑے کھانا شروع نہ فرمادیں۔ اسلام ہمیں یہی اخلاق سکھاتا ہے۔

کھانے کے اندر عیب نہ نکالیئے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اقدس ﷺ نے کبھی کسی کھانے میں عیب نہیں نکالا اور کسی کھانے کی برائی نہیں کی۔ اگر اس کے کھانے کی خواہش ہوتی تو کھالیتے اور اگر کھانے کی خواہش نہ ہوتی تو چھوڑ دیتے۔

(بخاری شریف)

فائدہ!.....یعنی اگر کھانا پسند نہ ہو تو نہ کھایئے لیکن اس کی برائی بھی نہ کیجئے کیونکہ کھانا

اللہ کی نعمت ہے اس سے نعمت کی ناقدری ہوگی اور اس طرح برائی کرنے سے کھانا بنانے والے کی دل آزاری بھی ہوگی اور کسی کی دل آزاری کرنا یہ بداخلاقی ہے۔

کھانا اپنے سامنے سے کھایئے

حضرت عمرو بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں بچہ تھا اور آپ ﷺ کے زیر تربیت تھا تو ایک مرتبہ جب میں آپ ﷺ کے ساتھ کھانا کھا رہا تھا تو میرا ہاتھ کھانے کے دوران برتن میں چاروں طرف حرکت کر رہا تھا تو آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا اے لڑکے! کھانا شروع کرنے سے پہلے اللہ کا نام لو (بسم اللہ پڑھو) اور داہنے ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے سامنے سے کھاؤ۔

(حوالہ بالا)

اس حدیث سے ہمیں کھانے کے تین آداب پتہ چلے کہ ہم کھانا شروع کرنے سے قبل بسم اللہ پڑھ لیں۔ کھانا سیدھے ہاتھ سے کھائیں اور اپنے آگے سے کھائیں یعنی برتن کا جو حصہ ہمارے سامنے ہو اس طرف سے کھائیں یہی اخلاق کا تقاضہ ہے نہ یہ کہ چاروں طرف ہاتھ گھمائے کیونکہ یہ عمل دوسروں کی ناگواری کا ذریعہ بنتا ہے اور اخلاق کے بھی منافی ہے!

مختلف اشیاء ہوں تو ہاتھ آگے بڑھا سکتے ہیں

حضرت عکراش بن زینب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت حاضر ہوا، حضور اقدس ﷺ کسی جگہ دعوت پر جانے لگے تو آپ نے مجھے بھی ساتھ لے لیا۔ جب ہم وہاں پہنچے تو ہمارے سامنے دسترخوان پر ''ثرید'' لایا گیا۔

(''ثرید'' اسے کہتے ہیں کہ روٹی کے ٹکڑے توڑ کر شوربے میں بھگو دیئے جاتے ہیں۔ پھر اسے کھایا جاتا ہے۔ یہ کھانا حضور اقدس ﷺ کو بہت پسند تھا۔ اور آپ ﷺ نے اس کی فضیلت بھی بیان فرمائی ہے کہ ثرید بڑا اچھا کھانا ہے بہرحال) حضرت عکراش ؓ فرماتے ہیں کہ جب میں نے ثرید کھانا شروع کیا تو ایک کام تو یہ کیا کہ میں نے بسم اللہ نہیں پڑھی، ویسے ہی کھانا شروع کر دیا تو حضور اقدس ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ کھانے سے پہلے اللہ

کا نام لو، اور بسم اللہ پڑھو۔ اس کے بعد دوسرا کام یہ کیا کہ میں کھانے کے دوران ایک نوالہ یہاں سے لیتا، دوسرا آگے سے لیتا، کبھی ادھر سے کبھی ادھر سے نوالہ لیتا، جب حضور اقدس ﷺ نے میری یہ حرکت دیکھی تو آپ نے فرمایا:

''یاعکراش کل من موضع واحد، فانه طعام واحد''

اے عکراش، اپنے سامنے سے کھانا کھاؤ، اس لئے کہ ایک ہی قسم کا کھانا ہے۔

چنانچہ میں نے ایک ہی جگہ سے کھانا شروع کر دیا، جب کھانے سے فارغ ہو گئے تو ہمارے سامنے ایک بڑا تھال لایا گیا، جس میں مختلف قسم کی کھجوریں تھیں۔ کوئی کسی رنگ کی، کوئی کسی رنگ کی، کوئی عمدہ، کوئی درمیانی، کوئی تر، کوئی خشک، مثل مشہور ہے کہ دودھ کا جلا چھاچ پھونک کر پیتا ہے۔ چونکہ حضور اقدس ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے تلقین فرمائی تھی کہ اپنے سامنے سے کھانا چاہیئے، اس لئے میں صرف اپنے سامنے کی کھجوریں کھاتا رہا، اور میں نے حضور اقدس ﷺ کو دیکھا کہ آپ کا ہاتھ کبھی یہاں جا رہا ہے کبھی وہاں جا رہا ہے، جب حضور اقدس ﷺ نے مجھے دیکھا کہ میں ایک ہی جگہ سے کھا رہا ہوں، تو آپ نے فرمایا:

''یاعکراش کل من حیث شئت فانه غیر لون واحد''

اے عکراش، اپنے اب جہاں سے چاہو کھاؤ اس لئے کہ یہ کھجوریں مختلف قسم کی ہیں، اب مختلف جگہوں سے کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

(ترمذی۔ بحوالہ اصلاحی خطبات ج۵)

ٹیک لگا کر کھانا نہ کھایئے

حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں ٹیک لگا کر کھانا نہیں کھاتا۔ (بخاری شریف)

فائدہ!......اس حدیث سے پتہ چلا کہ ٹیک لگا کر کھانے سے اجتناب کرنا چاہیئے بلکہ تواضع و خاکساری کے ساتھ کھانا چاہیئے آپ ﷺ کے کھانے کا انداز بھی تواضع والا ہوتا تھا۔ علماء نے احادیث کی روشنی میں کھانے کے دوران بیٹھنے کے دو انداز بتلائیں ہیں یا دو زانوں بیٹھ کر کھائیں کیونکہ اس میں تواضع بھی زیادہ ہے اور کھانے کا احترام بھی اور یا پھر ایک ٹانگ اٹھا کر اور ایک ٹانگ بچھا کر کھانا کھائیں لیکن اگر بوجہ مجبوری ان دونوں

طریقوں سے بیٹھ نہیں سکتے تو چار زانوں بیٹھ کر بھی کھانا جائز ہے مگر پہلے دو طریقے سنت کے زیادہ قریب ہیں اور جسمانی لحاظ سے بھی مفید ہیں اس کے علاوہ تواضع اخلاق کا بھی حصہ ہے۔

میز کرسی پر بیٹھ کر کھانا

میز کرسی پر کھانا کوئی گناہ اور ناجائز نہیں۔ لیکن زمین پر بیٹھ کر کھانے میں سنت کی اتباع کا ثواب بھی ہے اور سنت سے زیادہ قریب بھی ہے اس لئے حتی الامکان انسان کو اس بات کی کوشش کرنی چاہیئے کہ وہ زمین پر بیٹھ کر کھائے اس لئے کہ جتنا سنت سے زیادہ قریب ہوگا اتنی ہی برکت زیادہ ہوگی اور اتنا ہی ثواب زیادہ ملے گا اور اتنے ہی زیادہ فوائد حاصل ہوں گے۔ بہرحال میز کرسی پر بیٹھ کر کھانا بھی جائز ہے گناہ نہیں ہے۔

(اصلاحی خطبات ج۵ صفحہ ۱۸۶)

کھانا کھا کر انگلیاں چاٹ لیجئے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ جب کھانے سے فارغ ہوتے تو اپنی انگلیاں چاٹ لیتے تھے۔ (بخاری شریف)

فائدہ!...... اس حدیث سے پتہ چلا کہ کھانے سے فارغ ہو کر انگلیاں چاٹ لینی چاہئیں اس سے ایک تو ہاتھوں سے لگا ہوا کھانا ضائع نہیں ہوگا دوسرے اس سے خداوند قدوس کی نعمت کی طرف احتیاج کا اظہار ہوتا ہے۔

ایک حدیث میں رسول اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب تم کھانے سے فارغ ہو جاؤ تو اپنی انگلیوں کو چاٹ لیا کرو تمہیں کیا معلوم ہے کہ اس کھانے کے کس حصے میں برکت ہے۔

آج کل انگلیاں صاف کرنے کو خلاف تہذیب سمجھا جاتا ہے بلاشبہ یہ مغربی تہذیب کے خلاف ہوگا لیکن تہذیب و اخلاق کے سب سے بڑے معلم اور کائنات انسان کے سب سے اعلیٰ اخلاق کے مالک محمد عربی ﷺ کی یہ بابرکت سنت ہے۔

(تلخیص از اخلاق النبی صفحہ ۲۶۳)

گرا ہوا لقمہ اٹھا کر کھا لینا چاہیئے

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اقدس ﷺ نے فرمایا کہ اگر کھانے کے دوران کسی کا لقمہ گر جائے تو اس کو چاہیئے کہ وہ اس لقمے کو اٹھا لے اگر اس لقمہ پر کوئی مٹی وغیرہ لگ گئی ہے تو اس کو صاف کر لے اور پھر اس کو کھا لے اور شیطان کیلئے اس کو نہ چھوڑے۔ (مسلم شریف)

اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ اگر کوئی لقمہ گر جائے تو شرمانا نہیں چاہیئے بلکہ اٹھا کر کھا لینا چاہیئے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا رزق ہے اس کی ناقدری نہیں کرنی چاہیئے ہاں اگر وہ لقمہ اس طرح گر گیا کہ زیادہ خراب یا ناپاک ہو گیا تو یہ مجبوری ہے۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ اپنے خالق و مالک کی دی ہوئی چیزوں کی قدر کرنا عین اخلاق ہے کیونکہ احسان کرنے والے کا احسان نہ ماننا اور احسان فراموشی کرنا انتہائی بداخلاقی ہے۔ ناعاقبت اندیش لوگ اگر اس کو خلاف تہذیب سمجھتے ہیں تو یہ ان کی اپنی عقل کی کمزوری ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اسلامی تہذیب کا پیکر بنائے آمین!

کھانے کے بعد کی دعا

کھانے کے بعد یہ دعا پڑھنی چاہیئے

الحمدللّٰہ الذی اطعمنا وسقانا وجعلنا من المسلمین

ترجمہ: حمد و ثنا اس اللہ تعالیٰ کے لئے جس نے ہمیں کھلایا اور جس نے ہمیں پلایا اور جس نے ہمیں مسلمانوں میں سے بنایا۔

حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کھانا کھانے کے بعد اگر یہ الفاظ کہے:

الحمد للّٰہ الذی اطعمنی ھذا و رزقنیہ من غیر حول منی ولا قوۃ غفرلہ ما تقدم من ذنبہ

ترجمہ: اس اللہ کا شکر جس نے مجھے یہ کھانا کھلایا اور میری طاقت، وقوت کے بغیر مجھے یہ کھانا عطا کیا (اس کے یہ کہنے سے) اللہ اس کے تمام پچھلے گناہ (صغیرہ) معاف

فرمادیتے ہیں۔(ترمذی)

کھانے کے دیگر آداب

اختصار کی نیت سے احادیث مبارکہ کی روشنی میں کھانے کے بقیہ آداب مختصر مختصر ذکر کئے جاتے ہیں۔

۱۔کھانے سے پہلے ہاتھ دھو لینے چاہئیں۔طہارت ونظافت کا تقاضہ یہ ہے کہ کھانے میں پڑنے والے ہاتھوں کی طرف سے طبیعت مطمئن ہو۔

۲۔ہمیشہ سیدھے ہاتھ سے کھانا چاہیئے البتہ ضرورت کے وقت بائیں ہاتھ سے بھی مدد لے سکتے ہیں۔

۳۔تین انگلیوں سے کھانا تناول کرنا چاہیئے اور اگر ضرورت ہو تو چھنگلی کو چھوڑ کر چار انگلیوں سے مدد لے سکتے ہیں۔

۴۔کھانا دستر خوان بچھا کر کھانا چاہیئے۔

۵۔نوالہ زیادہ بڑا نہیں لینا چاہیئے اور نہ ہی زیادہ چھوٹا اور ایک نوالہ نگل لینے کے بعد ہی دوسرا نوالہ لینا چاہیئے۔

۶۔بہت جلتا ہوا بھی کھانا نہیں کھانا چاہیئے۔

۷۔بلاضرورت کھانے کو سونگھنا نہیں چاہیئے یہ بری عادت ہے۔کھانے کے دوران نہ بار بار منہ کھولنا چاہیئے کہ منہ میں کھانا نظر آنے لگے اور نہ ہی بار بار منہ میں انگلی ڈال کر دانتوں میں سے کچھ نکالنا چاہیئے کیونکہ اس سے دستر خوان پر بیٹھنے والوں کو تکلیف ہوتی ہے۔

۸۔کھانے پینے کی چیزوں پر پھونک نہیں مارنا چاہیئے کیونکہ اندر سے آنے والی سانس گندی اور زہریلی ہوتی ہے۔

۹۔پھل وغیرہ کھا رہے ہو تو دو دو عدد یا دو دو قاشیں نہیں اٹھانی چاہیئے یہ بے صبری کی علامت ہے۔

۱۰۔کھانے کے بعد ہاتھ دھو لینے چاہئیں اگر پانی میسر نہ ہو تو ٹشو پیپر وغیرہ سے پونچھ لینا بھی کافی ہے۔

۱۱۔دوسرے ساتھی کی طرف ٹکٹکی باندھ کر نہیں دیکھنا چاہیئے۔

۱۲۔ جلدی جلدی نہیں کھانا چاہیئے اور نہ بہت آرام سے کھانا چاہیئے۔

۱۳ کھانا چبا چبا کر کھانا چاہیئے بغیر چبائے ہوئے نگل لینا خلاف تہذیب ہے اور اس میں طبی نقصان بھی ہے۔

۱۴۔ جہاں تک ہو سکے ڈکار کو دبانے کی کوشش کرنی چاہیئے یا پھر منہ پر رومال رکھ لینا چاہیئے۔

۱۵۔ کوئی چیز منہ سے نکال کر دستر خوان پر نہیں رکھنی چاہیئے۔

۱۶۔ منہ میں موجود لقمہ کھائے بغیر کھانے کی طرف ہاتھ نہیں بڑھانا چاہیئے یہ عجلت پسندی ہے۔

۱۷۔ روٹی کو درمیان سے نہیں توڑنا چاہیئے بلکہ ایک طرف سے توڑنا بہتر ہے۔

(جستہ جستہ از احیاء العلوم ج ۲۔ اصلاح معاشرہ اور اسلام۔ اصلاحی خطبات ج ۵۔ سیرۃ النبیؐ از علامہ شبلی نعمانی۔ تربیت اولاد اور اسلام)

پانی پینے کے آداب

طوالت سے بچنے کیلئے پانی پینے کے آداب احادیث نبوی ﷺ سے تلخیص کر کے مختصراً ذکر کرتے ہیں ان شاء اللہ اس طرح بات بھی طویل نہیں ہوگی اور مقصد بھی حل ہو جائے گا۔

۱۔ گلاس کو دائیں ہاتھ میں لیا جائے اور بسم اللہ پڑھ کر پانی پینا چاہیئے۔

۲۔ آہستہ آہستہ چھوٹے چھوٹے گھونٹ لے کر پانی پینا چاہیئے اور پینے میں جلدی نہیں کرنی چاہیئے۔

۳۔ پانی کو تین سانس میں پینا چاہیئے اور اگر ہر سانس میں بسم اللہ پڑھ لی جائے تو بہتر ہے۔

۴۔ سانس برتن سے منہ علیحدہ کر کے لینا چاہیئے برتن کے اندر سانس لینا ادب کے خلاف ہے۔

۵۔ کھڑے ہو کر پانی نہیں پینا چاہیئے البتہ اگر مجبوری ہو تو پی سکتے ہیں۔

(حوالہ بالا)

راستے کے آداب

انسان کی چال ڈھال سے بھی انسان کے اخلاق کا پتہ چلتا ہے۔ ہر خاص و عام کی نظر راہ چلتے مسافر پر پڑتی ہے اگر ہم راستے پر چلنے کے آداب کا خیال رکھیں تو یقیناً ہمارے وقار اور اخلاق میں اضافہ ہوگا چنانچہ اب ہم ذیل میں وہ آداب بیان کرنے لگے ہیں جو رسول اقدس ﷺ کے فعل (آپ ﷺ کی چال ڈھال) وقول (آپ ﷺ کے راستوں سے متعلق فرمائے ہوئے ارشاد) کی روشنی میں ترتیب دیئے گئے ہیں۔

۱۔ راستے میں اپنی چال درمیانی رکھنی چاہیئے نہ اتنی تیز کہ لوگ متوجہ ہونے پر مجبور ہو جائیں اور نہ اتنی ہلکی کہ لوگ بیمار سمجھیں۔

۲۔ اپنی نظر کو نیچے اور ضرورت پڑنے پر سامنے رکھنی چاہیئے ادھر ادھر نگاہ دوڑانا سنجیدگی اور تہذیب کے خلاف ہے عام طور پر ایسا بداخلاق لوگ کرتے ہیں۔

۳۔ اکڑ کر نہیں چلنا چاہیئے بلکہ عاجزی کے ساتھ چلنا چاہیئے۔ اکڑ کر چلنا تکبر کی علامت ہے اور انتہائی مضحکہ خیز حرکت ہے۔

۴۔ اپنے کپڑوں کو سمیٹ کر چلنا چاہیئے تاکہ کہیں الجھ نہ جائیں ورنہ بہت شرمندگی ہوگی۔

۵۔ راستے سے تکلیف دہ چیزیں ضرور ہٹاتے ہوئے چلنا چاہیئے احادیث مبارکہ میں اس کی بڑی تاکید آئی ہے۔

۶۔ چلتے چلتے جہاں موقع ملے نیکی کی تلقین اور برائی سے روکنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

۷۔ بھولے بھٹکے ہوئے مسافروں کی مدد کرتے ہوئے چلنا چاہیئے۔

۸۔ ہمیشہ اچھے لوگوں کے ساتھ چلنا چاہیئے بُرے لوگوں کو راستے میں ہم نشین نہیں بنانا چاہیئے۔

۹۔ ساتھیوں کے ساتھ چلتے ہوئے اپنی امتیازی شان نہیں جتانی چاہیئے بلکہ بے تکلفی سے کبھی کبھی ساتھیوں کا ہاتھ پکڑ کر بھی چلنا چاہیئے۔

۱۰۔ رتبے یا عمر کے لحاظ سے اپنے سے بڑے کے دائیں طرف چلنا چاہیئے۔

۱۱۔ ذکر کرتے ہوئے چلتے رہنا چاہیئے تاکہ آفات سے بچ سکے۔

(تلخیص وترمیم از اصلاح معاشرہ اور اسلام۔ اخلاق النبی ا۔ سیرۃ النبیؐ از علامہ شبلیؒ)

گھر میں داخل ہونے کے آداب

گھر میں داخل ہونے کی دعا

جب آدمی گھر میں داخل ہو تو اللہ تعالیٰ کا نام لے کر داخل ہو اور بہتر یہ ہے کہ وہ دعا پڑھے جو آپ ﷺ سے منقول ہے وہ یہ ہے:

اللّٰھم انی اسئلک خیر المولج و خیر المخرج بسم اللّٰہ ولجنا و بسم اللّٰہ خرجنا و علی اللّٰہ ربنا توکلنا۔

ترجمہ: اے اللہ میں آپ سے بہترین داخلہ مانگتا ہوں کہ میرا داخلہ خیر کے ساتھ ہو اور جب گھر سے نکلوں تو بھی خیر کے ساتھ نکلوں۔

حضور اقدس ﷺ کا معمول تھا کہ جب گھر میں داخل ہوتے تو یہ دعا پڑھتے۔ (ابوداؤد)

چنانچہ اس طرح ہمیں بھی چاہیے کہ آپ ﷺ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے دعا پڑھ کر گھر میں داخل ہوں اس میں بہت سے مصالح اور حکمتیں ہیں۔

اجازت لے کر داخل ہوں

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا اجازت تین مرتبہ طلب کی جاتی ہے پھر اگر تمہیں اجازت دے دی جائے تو ٹھیک ہے ورنہ واپس لوٹ جاؤ (بخاری و مسلم)

چنانچہ گھر میں داخل ہونے سے قبل اجازت ضرور لینی چاہیے اس طرح کسی دوسرے کے گھر یا مخصوص جگہ جانے پر اخلاقی تقاضہ اور شریعت کا حکم بھی ہے کہ پہلے اجازت لی جائے پھر داخل ہوں۔

اجازت طلب کرنے کی حکمت

اس کی حکمت یہ ہے کہ بعض دفعہ انسان ایسی حالت یا ایسی نشست و برخاست میں

ہوتا ہے کہ وہ یہ قطعاً نہیں چاہتا کہ کوئی اسے اس حالت میں دیکھے اور اگر کوئی اسے اس کیفیت میں دیکھ لے تو یقیناً اسے یہ انتہائی ناگوار گزرے گا۔ رسول اقدس ﷺ سے ایک شخص نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ (ﷺ) کیا میں اپنی والدہ کے پاس جانے سے پہلے بھی ان سے اجازت لوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا جی ہاں تو اس شخص نے کہا کہ میرے علاوہ ان کا کوئی خادم نہیں ہے کیا پھر بھی میں ان سے داخل ہونے سے قبل اجازت لوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ اپنی والدہ کو بے لباس دیکھو اس نے عرض کیا جی نہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا لہٰذا داخل ہونے سے قبل اجازت لے لیا کرو (اصلاح معاشرہ اور اسلام)

اجازت طلب کرنے کا طریقہ

اجازت کبھی سلام کے ذریعے ہوتی ہے، کبھی آواز دینے اور کبھی دروازہ وغیرہ کھٹکھٹانے کے ذریعے۔ جو شخص اجازت طلب کرنے کے لئے سلام کرے اسے چاہیئے کہ اگر وہ کسی ایسی قوم کے پاس جائے جن کے اور اس کے درمیان کوئی پردہ کی چیز نہ ہو اور نہ ان سے دور ہو، ان کی بات چیت نہ سن رہا ہو اور ان سے بالکل الگ تھلگ ہو تو ایسے لوگوں کے پاس اجازت طلب کرنے کیلئے تین مرتبہ سلام کرنا چاہیئے۔ اور جو شخص کسی کے پاس داخل ہونے کیلئے اسے آواز دے تو اسے تین مرتبہ آواز دینی چاہیئے پہلی آواز سنانے کیلئے اور دوسری اپنے آپ کو اس کے علم میں لانے کیلئے اور تیسری آواز سے اسے یہ موقع مل جائے کہ چاہے تو داخلے کی اجازت دیدے اور چاہے تو واپس کر دے۔

دروازہ کھٹکھٹانے کے آداب

اور جو شخص کسی کا دروازہ کھٹکھٹائے تو اس کو چاہیئے کہ دروازہ آہستہ اور نرمی سے کھٹکھٹائے، بہت زور زور سے بے تحاشہ دروازہ نہیں دھڑ دھڑانا چاہیئے اور جب دروازہ کھلے تو اس وقت تک داخل نہ ہوں جب تک یہ معلوم نہ ہو جائے کہ دروازے کے پیچھے کون ہے اور اس کو کیا کہا جا رہا ہے؟ اور جب تک داخل ہونے کی اجازت نہ مل جائے اندر نہ جھانکے اسلئے کہ پردہ نگاہ سے بچانے کیلئے ہی ہوتا ہے دوسروں کی نظر سے بچانے کیلئے ہی حجاب کیا جاتا ہے اور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں: گھر کے دروازے کے سامنے

مت جایا کرو بلکہ اس کے ایک کنارے پر کھڑے ہوا کرو، پھر اجازت طلب کرو، اگر اجازت دے دی جائے تو داخل ہو جاؤ ورنہ واپس چلے آؤ۔

(اصلاح معاشرہ اور اسلام)

عیادت کے آداب

عیادت کی فضیلت

رسول اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب ایک مسلمان دوسرے مسلمان بھائی کی عیادت کرتا ہے جتنی دیر وہ عیادت کرتا ہے وہ مسلسل جنت کے باغ میں رہتا ہے جب تک کہ وہ واپس نہ لوٹ آئے۔ (مسلم، کتاب البر والصلہ)

ستر ہزار فرشتوں کی دعا

رسول اقدس ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ جب کوئی مسلمان بندہ اپنے مسلمان بھائی کی صبح کے وقت عیادت کرتا ہے تو صبح سے لے کر شام تک ستر ہزار فرشتے اس کے حق میں مغفرت کی دعا کرتے رہتے ہیں اور اگر شام کو عیادت کرتا ہے تو شام سے لے کر صبح تک ستر ہزار فرشتے اس کے حق میں مغفرت کی دعا کرتے رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ جنت میں اس کے لئے ایک باغ متعین فرما دیتے ہیں (ترمذی۔ باب عیادۃ المریض)
مندرجہ بالا حدیث سے واضح ہوا کہ عیادت بھی ایک اہم عبادت ہے اور اخلاق کی ایک اہم ترین کڑی ہے لہٰذا اب ہم آگے عیادت کے مختصر مختصر آداب بیان کرتے ہیں۔

مریض کے سرہانے بیٹھ کر اس کے سر یا بدن پر ہاتھ پھیرنا اور تسلی و تشفی کے کلمات کہنے چاہئیں تاکہ اس کا ذہن آخرت کے اجر و ثواب کی طرف متوجہ ہو اور بے صبری اور شکوہ، شکایت کا کوئی کلمہ اس کی زبان پر نہ آئے اور مریض کے لئے دعا بھی کی جائے۔

مریض پر پڑھنے کی دعا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اقدس ﷺ جب کسی مریض کی

عیادت کو جاتے تو اس کے سرہانے بیٹھتے تھے اور اس کے بعد سات مرتبہ یہ دعا پڑھتے۔

"اسأل اللّٰہ العظیم رب العرش العظیم ان یشفیک"

ترجمہ: میں عظیم خدا سے جو عرش عظیم کا رب ہے سوال کرتا ہوں کہ وہ تجھے شفا بخشے۔

۲۔ مریض کے پاس زیادہ دیر نہیں بیٹھنا چاہیئے اور نہ ہی شور وشغب کیا جائے ہاں اگر مریض کوئی بے تکلف دوست یا عزیز ہو اور وہ خود دیر تک بٹھائے رکھنے کا خواہش مند ہو تو چاہیئے کہ ضرور اس کے جذبات کا احترام کیا جائے۔

۳۔ جب مریض کے گھر عیادت کے لئے پہنچے تو ادھر ادھر نہیں تانکنا چاہیئے اور احتیاط کے ساتھ اس انداز میں بیٹھا جائے کہ گھر کی خواتین پر نگاہ نہ پڑے۔

۴۔ عیادت کے لئے ایسے وقت کا انتخاب کیا جائے جس وقت میں مریض کو کوئی تکلیف نہ ہو۔

۵۔ مریض کے پاس بیٹھ کر اس کے کسی دوست کے بارے میں ناپسندیدہ اور دشمن کے بارے میں کوئی تعریفی بات نہ کی جائے اس سے مریض کو ذہنی تکلیف پہنچے گی۔

۶۔ مریض اگر غریب ہے تو مالی طور پر اس کا تعاون بھی کر دینا چاہیئے۔

(تلخیص از اصلاح معاشرہ اور اسلام۔ اصلاحی خطبات ج ۶۔ آداب زندگی۔ تربیت اولاد اور اسلام)

دعوت قبول کرنے کے آداب

دعوت قبول کرنا سنت مؤکدہ ہے اور محبت والفت بڑھانے کا ذریعہ ہے دعوت کے قبول کرنے کے بھی چند آداب ہیں۔ حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی رحمہ اللہ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب احیاء العلوم میں دعوت قبول کرنے کے پانچ آداب لکھے ہیں ان آداب کو ہم وہاں سے تلخیص کر کے مختصراً ذکر کرتے ہیں۔

۱۔ دعوت کو قبول کرنے میں مالدار اور غریب کا امتیاز نہیں کرنا چاہیئے کہ مالدار اگر دعوت دے تو قبول کرے اور اگر غریب دعوت دے تو انکار کرے ایسا امتیاز تکبر کے دائرے میں آتا ہے۔

۲۔ دعوت قبول کرنے سے محض اس لئے انکار نہ کرے کہ دعوت کرنے والے کا گھر فاصلے پر واقع ہے بلکہ اگر اتنا فاصلہ ہو جس کا طے کرنا عادۃً دشوار نہ ہو تو محض دوری کی وجہ سے

انکار نہ کرے۔

۳۔روزے کی وجہ سے انکار نہ کرے بشرطیکہ روزہ نفلی ہو بلکہ دعوت میں آ جائے اور اگر یہ محسوس کرے کہ دعوت کرنے والے کی خوشی افطار میں ہے تو روزہ افطار کرے (توڑ دے) اور نیت یہ کرلے کہ میں اپنے اس عمل کے ذریعے ایک مسلمان بھائی کے دل کو خوشی سے ہمکنار کرنا چاہتا ہوں۔

۴۔دعوت قبول کرنا ہر حالت میں ضروری نہیں ہے بلکہ بعض صورتوں میں دعوت مسترد بھی کی جاسکتی ہے مثلاً کھانا مشتبہ ہو، گانے باجے ہوں، لوگ لہو ولعب میں مبتلا ہوں یا کوئی بھی غیر شرعی کام ہو۔ اس طرح اگر دعوت کرنے والا ظالم، بدعتی، فاسق، شرپسند، متکبر، شیخی خور ہو تو بھی دعوت رد کی جاسکتی ہے۔

۵۔دعوت قبول کرنے سے مقصد ایک وقت کا پیٹ بھرنا نہ ہو اگر یہ مقصد ہوگا تو دعوت کا قبول کرنا دنیا کا عمل قرار پائے گا بلکہ نیت صحیح ہونی چاہیے تاکہ دعوت کا قبول کرنا آخرت کا عمل شمار ہو۔

دعوت میں شرکت کرنے کے آداب

دعوت میں شرکت کرنے کے بھی چند آداب ہیں جن کو ہم یہاں مختصراً ذکر کرتے ہیں اگر ان آداب کو سامنے رکھ کر دعوت میں شرکت کی جائے تو یقیناً لوگ ہمارے اخلاق سے متاثر ہوں گے اور معاشرے کی تعمیر میں ہمارا کردار بھی نمایاں رہے گا۔

چنانچہ چند آداب ملاحظہ ہوں!

۱۔جب دعوت کرنے والے کے گھر پہنچیں تو صدر مقام یا کسی نمایاں جگہ پر نہ بیٹھیں بلکہ تواضع اور انکساری کے اظہار کیلئے کسی معمولی جگہ پر بیٹھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

۲۔آنے میں تاخیر نہیں کرنی چاہیے اس سے خواہ مخواہ دوسرے شرکاء یا صاحب خانہ کو انتظار کی زحمت ہوگی اور نہ آنے میں اتنی جلدی کرے کہ صاحب خانہ پریشان ہو جائیں اور دعوت کی تیاری کے بجائے اسے آنے والوں کے استقبال میں مصروف ہونا پڑے۔

۳۔اگر مجمع زیادہ ہو تو گھس کر نہیں بیٹھنا چاہیے۔ نہ دوسروں کے لئے تنگی پیدا کرنی چاہئے اگر صاحب خانہ کسی جگہ بیٹھنے کیلئے کہے تو بلا تردد وہاں بیٹھ جانا چاہیے کیونکہ بعض اوقات میزبان بیٹھنے والوں کی ترتیب قائم کرلیتے ہیں اب اگر آنے والے اس کی ترتیب

کے خلاف بیٹھیں گے تو اسے بلاوجہ زحمت ہوگی!

۴۔ جس کمرے میں عورتیں وغیرہ بیٹھی ہوں یا کسی بھی کمرے کا کوئی گوشہ ان کے لئے پردہ ڈال کر مخصوص کرلیا گیا ہو تو اس کے سامنے نہیں بیٹھنا چاہیئے۔

۵۔ جس دروازے سے کھانا آرہا ہو اس طرف نہیں دیکھنا چاہیئے یہ بے صبری اور حرص دہوس کی علامت ہے۔

۶۔ برابر میں بیٹھے ہوئے شخص سے اخلاق کے ساتھ سلام کرنا چاہیئے اور خندہ پیشانی کے ساتھ اس کی مزاج پرسی کرنی چاہیئے۔

(تلخیص از احیاء العلوم ج ۲)

میزبانی کے آداب

مہمان کے ساتھ اچھے سلوک کی اسلام میں بڑی تاکید آئی ہے۔ ہم مہمان کے ساتھ ایسے اخلاق سے پیش آئیں کہ وہ ہمارے معترف ہوجائیں۔ ذیل میں میزبانی کے متعلق چند مختصر مختصر آداب ذکر کئے جاتے ہیں۔

۱۔ مہمان کے آنے پر بڑی فراخدلی سے خوش آمدید کہنا چاہیئے کہ کسی بھی طرح تنگ دلی، بے رخی اور سردمہری کا اظہار نہ ہو۔

۲۔ مہمان کے آنے کے بعد اس کے گھر، خاندان، رشتہ داروں اور سفر کی خیروخیریت معلوم کرنی چاہیئے۔

۳۔ مہمان کے آتے ہی اس کی انسانی ضرورتوں کا احساس ہونا چاہیئے مثلاً رفع حاجت سے متعلق پوچھا جائے، منہ ہاتھ دھونے کا انتظام کیا جائے اور اگر ہوسکے تو غسل کا بھی انتظام کردیا جائے۔

۴۔ دل کھول کر مہمان کی خاطر تواضع کرنی چاہیئے اور جو حیثیت کے بقدر جتنا اچھا سے اچھا میسر ہو مہمان کے سامنے فوراً رکھ دینا چاہیئے۔

۵۔ کھانے کیلئے یہ نہ پوچھا جائے کہ آپ کے لئے کھانا لاؤں بلکہ گھر میں جو پکا ہوا ہو لاکر سامنے رکھ دیا جائے ہاں اگر وقت مل جائے اور کھانے کا عمدہ بندوبست کردیا جائے تو بہتر ہے۔

۶۔ کھانے کیلئے جب ہاتھ دھلائیں تو خود پہلے ہاتھ دھوکر تیار ہوجانا چاہئیں پھر

مہمان کے ہاتھ دھلانے چاہئیں ہاں البتہ کھانے کے بعد خود سب سے آخر میں ہاتھ دھونے چاہیئے۔

۷۔ مہمان کی خدمت کو اپنا اخلاقی فرض سمجھنا چاہیئے نہ کہ اپنے مہمان کو ملازموں اور بچوں کے حوالے کر دیا جائے بلکہ خود خدمت کی سعادت حاصل کرنی چاہیئے۔

۸۔ مہمان کے لئے خوب ایثار سے کام لینا چاہیئے کہ خود تکلیف اٹھا کر اسے آرام پہنچائے۔

۹۔ تین دن تک انتہائی شوق اور ولولے کے ساتھ میزبانی کے تقاضے پورے کرنے چاہئیں اور اگر تین دن کے بعد بھی ضرورت ہو تو بھی خدمت کرنا صدقہ کا ثواب ہے اور تین دن میں پہلا دن خصوصی خاطر مدارت کا ہے بقیہ دو دنوں میں خصوصی اہتمام نہ ہو تو مضائقہ نہیں ہے۔

۱۰۔ اگر کبھی مہمان نے میزبان کے ساتھ بے مروتی اور روکھے پن کا سلوک کیا ہو تب بھی میزبان کو انتہائی فراخدلی کا ثبوت دینا چاہیئے۔

(تلخیص و ترمیم از احیاء العلوم ج ۲۔ اصلاح معاشرہ اور اسلام۔ آداب زندگی)

مہمان بننے کے آداب

انسان کی زندگی میں یہ مرحلہ بھی آتا ہے کہ جب وہ کبھی اپنے عزیز و اقارب کے ہاں مہمان بنتا ہے یہی موقع ہے کہ جب اس کے اخلاق و شائستگی کا پتہ چلتا ہے میزبان یا تو اس کے اخلاق و آداب سے متاثر ہوتے ہیں اور اس کا ذکر خیر زبان زد عام ہو جاتا ہے یا پھر چند ناشائستہ حرکتوں کی بناء پر وہ میزبانوں کے لئے تکلیف کا باعث بن جاتا ہے اس لئے ضروری ہے کہ ہم مہمانی کے تمام آداب سے بخوبی احسن واقف ہوں! تو آیئے اب ہم مہمانی کے آداب ملاحظہ کریں۔

۱۔ جب کہیں مہمان جائیں تو حسب حیثیت میزبان یا میزبان کے بچوں کے لئے کچھ تحفے، تحائف لے کر جانا چاہیئے اس سے محبت میں اضافہ ہوتا ہے۔

۲۔ مہمان بن کر تین دن سے زیادہ نہیں ٹھہرنا چاہیئے ہاں اگر میزبان شدید اصرار کریں تو الگ بات ہے۔

۳۔ جن کے ہاں مہمان بنے ہیں واپسی میں ان کو اپنے گھر آنے کی دعوت دینی چاہیئے۔

۴۔میزبان کی مصروفیت کا خاص لحاظ رکھنا چاہیئے کہ کہیں اس کی مصروفیت اور گھر کی ذمہ داریاں متاثر نہ ہوں۔

۵۔میزبان سے زیادہ مطالبات نہیں کرنے چاہیئے بلکہ وہ از خود جو خاطر مدارت کا اہتمام کرے اس پر اسکا شکریہ ادا کرنا چاہیئے۔

۶۔اگر میزبان کی خواتین نامحرم ہوں تو میزبان کی عدم موجودگی میں بلاوجہ ان سے گفتگو نہیں کرنی چاہیئے اور نہ ہی ان کی گفتگو کی طرف کان لگانے چاہیئے اور بے پردگی سے ضرور بچتے رہنا چاہیئے۔

۷۔اگر میزبان کھانے کے دوران کوئی چیز آگے بڑھائے تو بقدر ضرورت اس میں سے شکریہ کے ساتھ لے لینی چاہیئے ترش روئی سے واپس کر دینا اور کہنا کہ یہ مجھے پسند نہیں یہ ناشائستہ حرکت ہے۔

۸۔اور کھانے کے وقت میں گھر پر حاضر رہنا چاہیئے تاکہ میزبان کو انتظار کی زحمت نہ ہو اور پھر انتظار میں میزبان بھی بھوکا رہنے پر مجبور ہو۔

۹۔دستر خوان اور اس کی طرز ترتیب پر اعتراض نہیں کرنا چاہیئے۔

۱۰۔کھانے کے بعد میزبان کیلئے مندرجہ ذیل دعا کرنی چاہیئے۔

افطر عندکم الصائمون و اکل طعامکم الابرار و صلت علیکم الملائکة

ترجمہ: تمہارے ہاں روزہ دار روزہ افطار کریں نیک لوگ تمہارا کھانا کھائیں اور فرشتے تمہارے لئے رحمت و مغفرت کی دعا کریں۔

(احیاء العلوم ج ۲۔اصلاحی خطبات ج ۵۔اصلاح معاشرہ اور اسلام۔آداب زندگی)

آداب جوارح

ماقبل میں ہم نے وہ آداب بیان کئے جن کی ضرورت ہمیں شب و روز پڑتی ہے ان آداب کا لحاظ کیئے بغیر اخلاق کا درست ہونا ناممکن ہے کیونکہ یہ تمام آداب اخلاق کے لازمی جزء ہیں۔ان آداب کے علاوہ کچھ آداب وہ بھی ہیں جن کا تعلق ہمارے اعضاء و جوارح سے ہے انہیں ملحوظ رکھنا بھی ضروری ہے کیونکہ آداب جوارح بھی اخلاقی تعمیر میں اہم کردار ادا کرتے ہیں اس لئے ہم انہیں حکیمانہ اقوال سے لے کر اضافہ اور ترمیم کے ساتھ آپ کی

خدمت میں پیش کرر ہے ہیں۔ انشاء اللہ ان آداب کا مطالعہ انتہائی مفید ہوگا۔

ا۔ آنکھوں کے آداب

آنکھوں کے آداب میں سے ہے کہ جب بھی اپنے بھائی پر نظر ڈالیں تو اسے محبت و الفت سے دیکھیں اس کی برائیوں کی طرف نظر کرنے کے بجائے اس کی اچھائیوں پر نظر رکھیں اور جب وہ ہم سے گفتگو کرے تو اپنی نگاہیں اس کی طرف ہی متوجہ رکھیں اور ہماری نگاہ غلط جگہ پر نہ پڑے بلکہ حتی الامکان نظر کا نیچے رہنا ہی زیادہ بہتر ہے حکیم بقراط کا قول ہے کہ کچھ چیزیں آنکھ کے نور کو نقصان پہنچاتی ہیں۔

ا۔ زیادہ گرم کھانا کھانا ۲۔ گرم پانی سر پر ڈالنا ۳۔ چشمہ آفتاب کی طرف دیکھنا ۴۔ دشمن کا منہ دیکھنا ۵۔ کثرت گریہ وزاری ۶۔ استعمال منشیات

۲۔ کانوں کے آداب

کانوں کے آداب میں سے یہ ہے کہ جو کوئی ہم سے گفتگو کر رہا ہے اس کی باتوں میں اپنی دلچسپی کا اظہار کریں اور دوران گفتگو اپنی توجہ اور نگاہ دونوں اس پر مرکوز رکھیں اور قطع کلامی سے پرہیز کریں اور بالفرض اگر بتقاضائے مجبوری ہمیں ان میں سے کچھ کرنا پڑے تو اس سے معذرت طلب کریں۔ اور سماعت کا اہم ترین ادب یہ ہے کہ فحش گفتگو، گانا بجانا، غیبت، چغل خوری اور دیگر خرافات کی سماعت سے حتی الوسع بچا جائے۔

۳۔ زبان کے آداب

زبان کے آداب میں سے یہ ہے کہ اپنے دوست سے ویسی ہی گفتگو کی جائے جیسی وہ اس وقت سننا پسند کرے مگر اس گفتگو میں بھی کمال ہوشیاری سے کوئی اچھی بات یا نصیحت کہہ دینی چاہیئے جس میں اس کی بھلائی پوشیدہ ہو اور جو باتیں اسے ناگوار گزریں ان سے پرہیز کیا جائے ان سے تیز آواز میں بات نہ کی جائیں اور ان سے وہی باتیں کی جائیں جن کا وہ علم رکھتا ہو اور جنہیں وہ آسانی سے سمجھ سکے۔ اور زبان کا ادب یہ بھی ہے کہ اس سے کسی کو ایذاء نہ پہنچائی جائے اسے مکمل اپنے کنٹرول اور دسترس میں رکھا جائے۔ کسی دانا کا قول ہے زبان میں کوئی ہڈی نہیں لیکن اس پر بھی یہ کچل ڈالتی ہے۔ اور زبان کا استعمال

نرمی سے کیا جائے کسی نے اسے اپنے رنگ میں یوں کہا کہ۔۔

فطرت کو ناپسند ہے سختی زبان میں
پیدا ہوئی نہ اس لئے ہڈی زبان میں

اس لئے کسی اللہ والے نے کہا کہ شریف کی پہلی شرافت شریفانہ گفتگو ہے بات چیت میں سختی یا بدزبانی سے کام لینا ہرگز شرافت نہیں۔

۴۔ ہاتھوں کے آداب

ہاتھوں کے آداب میں یہ ہے کہ اپنے بھائیوں دوستوں اور احباب کے لئے ہمیشہ نیکی اور تعلق کے ساتھ ہاتھ ملایا جائے۔ ان کے لئے اپنے ہاتھ کبھی تنگ نہ کئے جائیں اور ان کی مدد سے کبھی ہاتھ پیچھے نہ ہٹائے جائیں اور جہاں تک ہو سکے دوسروں کے کام آنے کے لئے اپنے ہاتھ مصروف رکھے جائیں ان ہاتھوں سے کبھی بُرے کام اور وہ کام جن سے ہمارے معاشرے میں بگاڑ پیدا ہوتا ہو نہ کئے جائیں۔

۵۔ پیروں کے آداب

پیروں کے آداب میں یہ ہے کہ اپنے بھائیوں کے ساتھ اور اپنے بڑوں کے ساتھ اس طرح سے چلیں جیسے کہ ہم ان کے تابع ہوں آگے آگے کبھی نہ چلا جائے اور اگر ان میں سے کوئی قریب کرے تو صرف بقدر ضرورت اس کے قریب ہو جائیں اور پھر واپس اپنی جگہ پر آجائیں۔ اور جب اپنے بڑوں کو آتے ہوئے دیکھیں تو استقبال کیلئے فوراً کھڑے ہو جائیں اور جب تک وہ بیٹھ نہ جائے ہمیں بھی نہیں بیٹھنا چاہئے اور پھر وہیں بیٹھے جہاں وہ بٹھائیں اور بہترین آداب میں سے اہم ترین ادب یہ ہے کہ پیر کبھی برائی کی طرف اور بری جگہ کی طرف چل کر نہ جائیں۔

آداب جوارح کا خلاصہ

کسی دانا کا قول ہے کہ زبان سے بُرا نہ کہے، کان سے بُرا نہ سنے، آنکھ سے بُرا نہ دیکھے، پاؤں سے بُری جگہ نہ جائے اور ہاتھ سے بُرا کام نہ کرے۔

(از ذاتی ڈائری)

نوجوانوں کی خدمت میں

عزیز نوجوان دوستو! حسن خلق کی اسلام میں کتنی اہمیت وعظمت ہے اس کا اندازہ آپ گذشتہ صفحات میں قرآنی آیات، احادیث مبارکہ اور اقوال اکابر کے مطالعے کے بعد لگا چکے ہوں گے۔ رسول اقدس ﷺ کی تعلیمات سے پتہ چلتا ہے کہ ہمارے دین کا اکثر حصہ حسن خلق سے وابستہ ہے حسن خلق کے بغیر ہمارا دین مکمل نہیں حسن خلق نہ ہو اور دیگر صفات بطریق اتم موجود ہوں تو تب بھی وہ انسان کامیاب انسان نہیں۔ اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ حسن خلق کے بغیر انسانیت کی تکمیل نہیں اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات کا طمغہ عطا کیا ہے بیشک یہ انسانوں کیلئے اعلیٰ ترین عظمت ہے لیکن اگر یہی انسان بداخلاق ہو تو یہ اس عظمت کا حقدار نہیں رہتا تو معلوم ہوا کہ حسن خلق کے بغیر چارہ کار نہیں چنانچہ آج کے نوجوانوں کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ خود بھی اخلاق سے آراستہ پیراستہ ہوں اور اپنے معاشرے میں بھی حسن خلق کی فضا پیدا کریں تاکہ آج کا ہر انسان اس اعلیٰ خصلت سے مزین ہو کر کائنات سے برائیاں اور خرابیاں ختم کرنے میں اپنا کردار ادا کر سکے۔

نوجوان دوستو! یاد رکھئے حسن خلق کی بناء پر ہی ہم دلوں پر راج کر سکتے ہیں اور جب تک ہم خود حسن خلق کی دولت کو حاصل نہیں کریں گے اس وقت تک اپنے معاشرے کے لئے کچھ نہیں کر سکیں گے۔

آیئے آج سے ہم عہد کریں، عزم کریں کہ ہم نے مثالی نوجوان بننا ہے اور اپنے لئے، اپنے معاشرے کے لئے ایسا کردار ادا کرنا ہے کہ جو آنے والی نسلوں تک یاد رکھا جائے ہاں اگر یہ عزم کرلیا تو پھر اپنی زندگیوں میں حسن خلق پیدا کیجئے۔ حسن خلق کے بغیر مثالی نوجوان بننا صرف مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔

اخلاق ایک حسن الٰہی کا تاج ہے
ہے جس کے سر پر اس کا زمانے میں راج ہے

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حسن خلق کی دولت سے مالا مال فرمائے۔ آمین

﴿تیسری فصل﴾

نوجوان..... اور جذبہ خدمت خلق

خدمت خلق کا جذبہ ہونا بھی ایک اعلیٰ ترین صفت ہے یہ جذبہ انسان کو کامیابی کی شاہراہ دکھاتا ہے۔ اکثر بڑوں سے سنا کہ خدمت سے خدا ملتا ہے اور جسے خدا مل گیا اسے سارا جہاں مل گیا شاید پہلے اس بات پر اتنا یقین نہ آتا تھا لیکن جب اسلامی تعلیمات کا مطالعہ کیا تو پتہ چلا کہ اسلام نے خدمت خلق کے کس قدر فضائل بیان کئے ہیں۔ یقیناً اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے کام آنا، ان کے دکھ درد کو سمجھنا یہ اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کا ذریعہ ہے۔ اس لئے ہر وہ نوجوان جو مثالی نوجوان بننا چاہے گا اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے اندر خدمت خلق کا جذبہ بھی پیدا کرے۔

چنانچہ اس لئے اب ہم قرآن وحدیث کی روشنی میں خدمت خلق کی اہمیت، ضرورت اور فضائل کو بیان کررہے ہیں تاکہ انہیں پڑھ کر خدمت خلق کا جذبہ پیدا ہو اور زیادہ سے زیادہ مخلوق خدا کی خدمت کر کے اپنے اللہ کو راضی کرنے کی کوشش کی جائے۔

خدمت خلق کی اہمیت احادیث کی روشنی میں

اللہ کا پیارا آدمی

حضرت انس رضی اللہ سے روایت ہے کہ رسول اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا!

کل مخلوق یعنی سب انسان اللہ تعالیٰ کے عیال ہیں۔ ان میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ پیارا آدمی وہ ہے۔ جو اس کے عیال (مخلوق) کو زیادہ نفع پہنچائے۔

(بخاری شریف)

مسلمانوں کو باہمی ہمدرد ہونا چاہئے

حضرت شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ منبر پر تشریف لائے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ مسلمانوں کو باہم ایک دوسرے کا ہمدرد ہونا چاہئے۔ اور ان کے آپس میں رحمت وشفقت کا ایسا تعلق ہونا چاہیئے جیسے کہ ایک جسم کے اعضاء کا ایک دوسرے سے ہوتا ہے۔ اگر کسی ایک عضو کو تکلیف ہو تو تمام جسم بے چین رہتا ہے حتیٰ کہ اس عضو کی تکلیف ختم ہو جائے (بحوالہ تنبیہ الغافلین)

جنت میں رحم دل شخص جائے گا

حضرت حسن رحمہ اللہ رسول اقدس ﷺ کا ارشاد پاک نقل کرتے ہیں کہ جنگ میں وہی شخص جائے گا جو رحم دل ہو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ یوں تو ہم سب ہی مہربانی کرتے ہیں۔ ارشاد فرمایا صرف اپنے اوپر رحم کرنا مراد نہیں بلکہ عامۃ الناس پر مہربانی کرنا مراد ہے پھر اللہ تعالیٰ بھی ان پر مہربانی فرماتے ہیں۔ (حوالہ بالا)

قیامت کی پریشانی دور کرنے کا ذریعہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا! جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی پردہ پوشی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کی پردہ پوشی فرماتے ہیں اور جو شخص اپنے بھائی کی کسی پریشانی کو دور کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قیامت میں اس کی پریشانی دور فرمائیں گے اور اللہ تعالیٰ بندے کی مدد میں ہوتے ہیں جب تک بندہ اپنے مسلمان بھائی کی مدد میں رہتا ہے۔ (حوالہ بالا)

کامل مؤمن

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ تمہارا کوئی شخص اس وقت تک کامل مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اپنے مسلمان بھائی کے لئے وہی بھلائی پسند نہ کرنے لگے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ (حوالہ بالا)

افضل عمل

رسول اقدس ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے کہ سب سے افضل عمل کسی مؤمن کو خوش کرنا ہے۔ یعنی تو اس کی ستر پوشی کرے یا اس کی بھوک دور کرے یا اس کی حاجت پوری کرے۔
(بحوالہ طبرانی)

ہر قدم پر ستر نیکیاں

رسول اقدس ﷺ کا فرمان ہے کہ جس شخص نے اپنے کسی مسلمان بھائی کی حاجت (پوری کرنے) میں کوشش کی۔ اللہ تعالیٰ اس کے ہر قدم پر ستر نیکیاں لکھے گا اور اس کے ستر گناہ مٹا دے گا۔ یہاں تک کہ جہاں سے وہ چلا تھا وہاں واپس آ جائے۔ پس اگر اس بھائی کی حاجت اس کے ہاتھ پر پوری ہوگئی تو وہ (کوشش کرنے والا شخص) اپنے گناہوں سے ایسا پاک ہوگیا جیسا کہ اس دن پاک تھا جب اس کی ماں نے اس کو جنا تھا اور اگر اس (کوشش) کے دوران ہلاک ہوگیا تو وہ جنت میں بغیر حساب داخل ہو جائے گا (بحوالہ تصوف وسلوک)

مسلمان کو خوشی پہنچانے کا انعام

رسول اقدس ﷺ کا فرمان ہے کہ جب کوئی آدمی کسی مؤمن کو خوش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس خوشی سے ایک فرشتہ پیدا فرماتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے اور اس کی توحید بیان کرتا ہے (یعنی لا الہ الا اللہ کہتا ہے) پس جب بندہ اپنی قبر میں منتقل ہو جاتا ہے تو وہ خوشی اس کے پاس آتی ہے اور کہتی ہے کیا تو مجھ کو نہیں پہچانتا تو وہ اس کو کہتا ہے تو کون ہے پس وہ کہتی ہے میں خوشی ہوں کہ تو نے مجھے فلاں شخص پر داخل کیا تھا آج میں تیری وحشت کو انس میں تبدیل کر دوں گی۔ اور تجھ کو حجت (دلیل) کی تلقین کروں گی اور تجھ کو قول ثابت (کلمہ شہادت) پر ثابت رکھوں گی اور یوم قیامت کی حاضری کے مقامات میں تیرے ساتھ حاضر رہوں گی اور تیرے لئے رب کی طرف شفاعت کروں گی اور تجھ کو جنت میں تیری منزل دکھاؤں گی۔ اس حدیث کو ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ اور ابو الشیخ رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے۔ (حوالہ بالا)

سب سے زیادہ پیارا شخص

روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دربار میں عرض کیا! اے اللہ مجھے وہ شخص بتلا جو تجھے مخلوق میں سب سے زیادہ پیارا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ مجھے وہ شخص سب سے زیادہ پیارا ہے جو کسی مؤمن کے کانٹا لگنے کی خبر پا کر اس طرح غمگین ہو گویا خود اس کو لگا ہے۔

(بحوالہ اولیاء اللہ کے اخلاق)

مسلمان کی پریشانی دور کرنے کا انعام

رسول اقدس ﷺ کا فرمان ہے کہ جس نے کسی مسلمان کی پریشانی کو دور کیا گویا کہ اس نے ساری رات اللہ تعالیٰ کی عبادت میں گزاری۔

(بحوالہ فضائل اعمال)

میں تمہارے کام میں لگا ہوا ہوں

جو شخص جتنی دیر اپنے بھائی کے کام بنانے اور حاجت پوری کرنے میں لگا رہے گا اللہ تعالیٰ اس کے کام بناتے رہیں گے، اس کی حاجت پوری کرتے رہیں گے۔ تم میرے بندوں کے کام میں لگے رہو میں تمہارے کام میں لگا ہوا ہوں۔

(بحوالہ اصلاحی خطبات ج ۸)

اللہ کی مخلوق کے ساتھ محبت کرو

رسول اقدس ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ جو دوسروں پر رحم کرنے والے ہیں، رحمٰن ان پر رحم کرتا ہے زمین والوں پر تم رحمت کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔ لہٰذا جب تک اللہ کی مخلوق کے لئے تمہارے دل میں رحم نہیں ہوگا۔ اس وقت تک تم مسلمان کہلانے کے مستحق نہیں۔ تم اللہ کی رحمت کے امیدوار کیسے ہوگے۔ جب اللہ کی مخلوق پر رحم نہیں کرتے، ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ کے بندوں اور اللہ کی مخلوق کے ساتھ محبت کرو۔

(حوالہ بالا)

فائدہ

مندرجہ بالا تمام احادیث کے مطالعہ کے بعد اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اسلام نے خدمت خلق سے متعلق کس قدر فضائل کا اہتمام کیا ہے چنانچہ معلوم ہوا کہ مخلوق کو نفع پہنچانا، اس کے مشکل وقت میں اس کی مدد کرنا عین ثواب اور ترقی کا باعث ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کو انتہائی محبوب ہے۔ کسی نے اس کو اچھے انداز میں کہا کہ۔ ؎

کرو مہربانی تم اہل زمیں پر
خدا مہربان ہوگا عرش بریں پر

اس میں شک نہیں کہ اللہ کی مخلوق کے کام آنا اپنی آخرت بنانے کے مترادف ہے۔ دردمندی، غمگساری اور ہمدردی کی خوبیاں ہی انسان اور حیوان کے درمیان تمیز پیدا کرتی ہیں بلکہ اسی صفت کی وجہ سے حضرت آدم علیہ السلام کو فرشتوں پر بھی سبقت حاصل ہوئی شاعر مشرق بھی یہی فرماتے ہیں کہ۔ ؎

دردِ دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ اطاعت کے لئے کچھ کم نہ تھے کروبیاں

قابل فخر نوجوان وہی ہے جو اپنی اس طاقت ور جوانی کو مخلوق خدا کے لئے صرف کرے، اپنی ذات کے لئے کرتے کرتے ہی زندگی گذارنا مثالی نوجوانوں کا کام نہیں کیونکہ بقول شخصے! اپنے لئے تو سب ہی جیتے ہیں دوسروں کے لئے جینا ہی زندگی کی اصل معراج ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو مخلوق خدا کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

نفلی عبادت سے افضل خدمت خلق ہے

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما مسجد نبوی ﷺ میں اعتکاف میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص آیا اور اپنی پریشانی کا اظہار کیا۔ یہ شخص مقروض تھا اور ادائیگی کا کوئی بندوبست نہ کرسکتا تھا۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی بات سنی اور فرمایا کہ کیا تو چاہتا ہے کہ قرض خواہ سے نرمی اور رعایت کے لئے سفارش کی جائے۔ جب اس نے اقرار کیا تو حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فوراً مسجد سے باہر تشریف لے گئے تاکہ اس کی سفارش کردیں۔ سائل نے عرض کیا کہ حضرت شاید آپ کو یاد نہیں رہا کہ آپ

اعتکاف میں ہیں سفارش اعتکاف کے بعد فرما دیجئے گا۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا! مجھے یاد ہے کہ میں اعتکاف میں بیٹھا ہوں لیکن خدمت خلق اعتکاف سے زیادہ اہم ہے کسی اللہ کے بندے کی خدمت دس اعتکافوں کے برابر ہے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما جلیل القدر صحابی اور بچپن سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تربیت یافتہ اور فیض حاصل کرنے والے تھے ان کے ارشاد گرامی کے مطابق نفلی اعتکاف پر خدمت خلق کو فوقیت حاصل ہے ایک اعتکاف پر ہی کیا منحصر ہے۔ ہر نفلی عبادت سے افضل خدمت خلق ہے۔

انتہا یہ کہ نفلی حج سے بھی افضل اور بہتر خدمت خلق ہے حضرات فقہا اور علماء کرام نے واضح کہا ہے کہ اگر مستحق اور نادار ضرورت مند علم میں ہو تو نفلی حج کا ارادہ منسوخ کردے اور سفر خرچ اس ضرورت مند کی ضرورت پوری کرنے پر خرچ کردے کہ یہی افضل ہے۔

(بحوالہ خدمت خلق کی اہمیت)

خدمت خلق کی اہمیت وضرورت

شیخ سعدی رحمتہ اللہ علیہ کا ایک شعر ہے:

ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد

ہر کہ خود رادید او محروم شد

اس عظیم اور پر معنی شعر کا مطلب یہ ہے کہ جس انسان نے خلق کی خدمت کو اپنا شعار بنایا وہ آخر کار انسانوں کی نگاہ میں عزت اور بلند مرتبہ کا حق دار ہو گیا۔ خدمت کرنے والے کو لوگ بالآخر معاشرے میں بلند مرتبہ دیتے ہیں اور وہ مخدوم، مربی اور محسن کے زمرے میں آجاتا ہے۔ شعر کا دوسرا مصرع ہے: ہر کہ خود رادید او محروم شد، یعنی جس انسان نے خود اپنے کو دیکھنا شروع کر دیا، خود اپنی خدمت کرنی شروع کر دی وہ بالآخر محروم ہو گیا۔ محروم ہو گیا ایک اعلیٰ انسانی وصف سے، محروم ہو گیا کردار واخلاق کے اعلیٰ جوہر سے، محروم ہو گیا سربلندی سے اور سرفرازی سے۔

شیخ سعدی رحمتہ اللہ علیہ کے اس شعر میں ایک دنیا سمائی ہوئی ہے اور اس پر جتنا غور کریں اتنی ہی عظمتیں سامنے آتی جاتی ہیں۔

مخلوق کی بے لوث خدمت کرنا انسانی اخلاق کا نہایت اعلیٰ جوہر ہے۔ جو انسان مخلوق کی خدمت کرتا ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کا مرتبہ اور درجہ بہت بلند ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کے بندوں سے پیار کرتا ہے اور ان کی کسی غرض اور لالچ کے بغیر، خدمت کرتا ہے حق تعالیٰ اسے عزت سے نوازتے ہیں۔ قدرت کا یہ اصول ہے اور فطرت کا یہ قول فیصل ہے کہ مخلوق کی خدمت کرنے والے کا مرتبہ ہمیشہ بلند ہوتا ہے۔ دین و دنیا کی ہر دولت اسے میسر ہوتی ہے۔

لیکن یہ بات ہمیشہ یاد رکھنی چاہئے کہ اس بلند مرتبے پر صرف وہی لوگ پہنچ سکتے ہیں کہ جو خود کو دیکھنا چھوڑ دیں۔ اپنی ذات کو قربان کر دیں۔ اپنے عیش و آرام کا ایثار کر دیں، اپنی خواہشات کو ترک کر دیں اور اپنی ہستی کو فنا کر کے دوسرے انسانوں کے فائدے اور آرام اور ان کی خدمت کے لئے کمربستہ ہو جائیں۔ خدمت خلق کے اعلیٰ معیارات اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے بلند درجات صرف اسی صورت میں حاصل ہو سکتے ہیں کہ انسان خود کو بھول کر اپنی ذات کو فراموش کر کے اور اپنے آرام کو ترک کر کے دوسرے انسانوں کی خدمت میں مصروف و مشغول ہو جائے۔

غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ خدمت خلق سے زیادہ اور کوئی وصف ہے ہی نہیں جس سے معاشرے میں استحکام پیدا ہو، محبت والفت کی فضا قائم ہو اور لوگ ایک دوسرے کو اپنا دوست، ہمدرد اور بہی خواہ سمجھنے لگیں۔ محتاجوں کی ضرورت پوری کرنا، بھوکے کو کھانا کھلانا، ننگے کو کپڑے پہنانا، بیمار کے لئے علاج کا انتظام کرنا، یتیموں کے سر پر ہاتھ رکھنا اور ان کی اس طرح سرپرستی کرنا کہ وہ جوان ہو کر معاشرے کے لئے کارآمد افراد بن جائیں اور پھر وہ خود بھی خدمت خلق کریں، بیواؤں کی اس طرح سرپرستی کرنا کہ ان کو معاشرہ میں عزت کا مقام ملے اور ان کی ضرورتیں پوری ہوتی رہیں، یہ سب بنیادی خدمات ہیں جن سے نہ صرف خدمت کرنے والے کے جذبے کی تسکین ہوتی ہے اور ضرورت مند کی ضرورتیں پوری ہوتی ہیں بلکہ ان خدمات کے ذریعہ سے معاشرہ امن و امان اور خوش حالی کا گہوارہ بن جاتا ہے اور کسی کو کسی سے شکایت باقی نہیں رہتی۔ تمام اشخاص ایک دوسرے کو اپنا بھائی، مددگار اور ہمدرد سمجھنے لگتے ہیں اور باہمی اعتماد اور الفت کا بے پناہ جذبہ جاری و ساری رہتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ہر مسلمان کے لئے بہترین نمونہ ہے۔ بلکہ یہی وہ نمونہ ہے جس کی اطاعت و پیروی کا ہمیں حکم دیا گیا ہے۔ حضور ﷺ کی حیات طیبہ در حقیقت خدمت خلق سے عبارت ہے۔ آپ ﷺ کی تمام زندگی خدمت ہی خدمت ہے۔

ایک مرتبہ ایک عورت مکہ مکرمہ کی ایک گلی سے گزر رہی تھی۔ اس کے سر پر اتنا بھاری بوجھ تھا کہ وہ بمشکل قدم اٹھا سکتی تھی۔ بعض لوگ اس کا مذاق اڑانے لگے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کہیں قریب ہی تھے۔ آپ ﷺ اس عورت کو مشکل میں دیکھ کر فوراً آگے بڑھے اور اس کا بوجھ خود اٹھا کر اس کی منزل پر پہنچا دیا۔

ایک دن حضور اکرم ﷺ ایک گلی سے گزر رہے تھے کہ ایک اندھی عورت ٹھوکر کھا کر گر پڑی۔ بعض لوگ اسے دیکھ کر ہنسنے لگے۔ لیکن ہمارے پیارے نبی ﷺ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ آپ ﷺ نے اس عورت کو اٹھایا اور اس کے گھر پہنچا دیا۔

خدمت خلق کی اسلام میں اس قدر تاکید کی گئی ہے اور رسول اللہ ﷺ نے اتنی بے شمار مثالیں قائم فرمائی ہیں کہ ان سے متاثر ہو کر شاعر کہتا ہے:

دل بدست آور کہ حج اکبر است

از ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے خدمت خلق کا بے پناہ جذبہ عطا فرمایا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت مخلوق خدا کی خدمت کے لئے کمر بستہ رہتے تھے۔ اپنا ہو یا بیگانہ، مسلم ہو یا غیر مسلم، آقا ہو یا غلام آپ ﷺ ہر ایک کے کام آتے تھے اور ان کے ادنیٰ سے ادنیٰ کام کر دیتے تھے آپ ﷺ کو کوئی عار نہ تھا۔ مکی زندگی کے بعد جب آپ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو مشغولیت بہت زیادہ ہو گئی تھی۔ مخالفوں کی چیرہ دستیوں کا مقابلہ، اندرونی دشمنوں کی ستم رانیوں کے خلاف کامیاب مدافعت اور مسلمانوں کی تعلیم و تربیت اور ایک مثالی معاشرے کے قیام کی جدوجہد یہ سارے کام آپ ﷺ کی ہمہ تن اور ہمہ وقت توجہ کے محتاج تھے، لیکن اس کے باوجود جب بھی معمولی سے معمولی انسانی خدمت کا کوئی موقع آتا تو آپ ہمہ تن اس خدمت کی انجام دہی میں لگ جاتے۔

جناب ہادی برحق، نور مجسم ﷺ نے اس کرۂ ارض پر انسان کو ایک نئی زندگی سے روشناس کرایا، انسان تاریکی میں تھا رسول برحق ﷺ نے اسے روشنی دکھائی۔ قرآن حکیم

آپ ﷺ کا رہنما تھا، اس کی روشنی میں جناب رسول اکرم ﷺ نے ایک ایسا انسانی معاشرہ قائم کیا کہ اس نے ساری دنیا میں ایک انقلاب برپا کر دیا۔ مسلمان صحرائے عرب سے ایمان کی طاقت اور ایقان کی قوت کے ساتھ نکلے۔ قرآن حکیم کی روشنی اور رسول برحق ﷺ کے عمل کا نمونہ ان کے ساتھ تھا۔ انہوں نے دنیا کے چپے چپے کو نور ایمان سے منور کر دیا۔ ان کے سامنے قرآن کا یہ فیصلہ تھا۔

احسن کما احسن اللّٰہ الیک

یعنی: ''لوگوں کے ساتھ سلوک کرو جیسا کہ اللہ نے تمہارے ساتھ کیا ہے۔''

مسلمانوں نے اقصائے عالم میں حسن سلوک کا وہ عظیم مظاہرہ کیا کہ دنیا حیرت زدہ رہ گئی اور اسلام کی سربلندیوں کے سامنے سارا عالم سرنگوں ہو گیا۔ مسلمانوں کے پاس قرآن حکیم ہے، مسلمانوں کے سامنے پیارے نبی کریم ﷺ کا اسوۂ حسنہ ہے اور یہ اتنی بڑی دولت و عظمت ہے کہ مسلمان کو اس سے زیادہ کسی چیز کی ضرورت ہے نہ حاجت ان کو ضرورت ہے اب تو صرف عمل کی۔ ہمیں اس کا جلد احساس وادراک کر لینا چاہئے اور اپنے کھوئے ہوئے مقام کو حاصل کرنے کی شدید جدوجہد کرنی چاہئے۔ اعمال میں ایک عمل خدمت خلق ہے۔ ہمارا منتہائے فکر یہ ہونا چاہئے کہ ہم ایسے انسان بنیں جن کے بارے میں قرآن کہتا ہے:

﴿ویؤ ثرون علی انفسھم ولو کان بھم خصاصة﴾

یعنی: ''ترجیح دیتے ہیں اپنے پر دوسروں کو خواہ خود ضرورت مند ہی کیوں نہ ہوں۔''

اور ہمارا ایمان اس حدیث شریف پر ہونا چاہئے کہ: ''اللہ اس بندے کی مدد کرتا ہے کہ جو دوسرے بندوں کی مدد کرتا ہے۔''

خدمت خلق ہی کے اس جذبہ صادق کا یہ اثر تھا کہ ہمارے اسلاف کو عزت وتوقیر حاصل تھی۔ دنیا دل سے ان کی عظمت کی قائل تھی۔ بے لوث خدمت خلق نے لوگوں کے دلوں میں ان کے لئے اعلیٰ مقام پیدا کر دیا تھا۔ اس کھوئے ہوئے مقام کی بازیافت ہی ہماری منزل ہے اور اس منزل کو پانے کی صرف ایک ہی صورت ہے اور وہ یہ کہ ہم رسول برحق ﷺ کی صدق دل سے پیروی کرتے ہوئے دکھی انسانیت کی خدمت کیلئے کمر بستہ ہو جائیں۔

جس معاشرے میں خدمت خلق کو شعار بنانے والے لوگوں کی معتد بہ مقدار موجود ہو اس معاشرے میں سکون وراحت کا دور دورہ ہوتا ہے۔لوگ پریشانی کے وقت اپنے کو تنہا اور بے یارومددگار محسوس نہیں کرتے۔ان کو یقین ہوتا ہے کہ ہمارے بھائی ہماری مدد کریں گے۔غور کیا جائے تو مسلم معاشرہ ہی ایسا معاشرہ ہوسکتا ہے کیوں کہ ان کو رسول ﷺ رحمت عالمین بنا کر بھیجا گیا اور رحمت للعالمین ﷺ کا ارشاد ہے کہ تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

(تحریر از حکیم سعید شہید رحمہ اللہ)

بیوہ اور مسکین کے لئے جدوجہد کرنے کا ثواب

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت نقل فرماتے ہیں کہ رسول اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا! جو شخص بیوہ اور مسکین کے لئے جدوجہد کرتا ہے وہ اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے یا رات کو کھڑے ہوکر عبادت کرنے والے اور دن میں روزہ رکھنے والے کی طرح ہے۔ (بخاری شریف)

فائدہ:

حدیث مبارک سے معلوم ہوا کہ جو شخص دوسروں کے لئے محنت کرتا ہو مثلاً کمزور، ضعیف عورت یا بیوہ عورت اسی طرح یتیم، مسکین بچوں کے لئے جدوجہد کرتا ہو تو ایسے شخص کا درجہ اللہ تعالیٰ کے ہاں علماء، عبادت گزاروں اور مجاہدوں کے برابر ہوگا۔شام کو وہ اپنی محنت وجدوجہد کی وجہ سے تھکا ہوا واپس لوٹے گا اور رات ایسی حالت میں گذارے گا کہ اس کی مغفرت کردی گئی ہوگی اور صبح صبح پھر وہ اپنے کام پر چلا جائے گا غرض اس کی اس جدوجہد کا مقصد چونکہ بیوہ اور مسکین اور نادار لوگوں کی مدد کرنا ہوگا اس لئے وہ اللہ کی رحمت میں ہوگا اور اس کی رضا وخوشنودی اس کے شامل حال رہے گی اور اس طرح دوسروں کے کام آکر اس نے ایسا اجر حاصل کیا ہوگا جو اجر مجاہد کو اپنی بہادری اور دشمن کے اقدام کرنے پر حاصل ہوتا ہے اور عابد کو نماز روزے پر حاصل ہوتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ ایک تندرست طاقتور آدمی کے پاس سے گذرے جس پر تندرستی کے آثار ظاہر اور نشاط وتوانائی کی علامت اس پر کھلی ہوئی تھی صحابہ رضی اللہ عنہم نے فرمایا! یہ

آدمی اللہ کے راستے میں ہوتا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا! اگر یہ شخص اپنے چھوٹے بچوں کے لئے کمانے نکلا ہے تو بھی یہ اللہ کے راستے میں ہے، اور اگر وہ عمر رسیدہ بوڑھے والدین کے لئے کمانے نکلا ہے تب بھی وہ اللہ کے راستے میں ہے اور اگر وہ اپنے لئے کمانے نکلا تو بھی اللہ کے راستے میں ہے اور اگر وہ ریا کاری اور فخر و مباہات کے لئے نکلا ہے تو وہ شیطان کے راستے میں ہے۔

امداد و معاونت کی سب سے زیادہ مستحق وہ بیوہ ہے جس کا شوہر موجود نہ ہو، انسان اس کے لئے ضرورت زندگی اور سامان ضرورت مہیا کرے یقیناً یہ خدمت میں داخل ہے اور باعث ثواب ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ اوپر والا (یعنی دینے والا) ہاتھ نیچے والے (لینے والے) ہاتھ سے بہتر ہوتا ہے اور تم (خرچ کرنے کی) ان سے ابتدا کرو جن کی تم کفالت کر رہے ہو۔ تمہارے ماں، باپ، بہن، بھائی اور دوسرے قریب سے قریب ترین افراد وغیرہ اور آپ ﷺ کا یہ بھی فرمان ہے کہ جو شخص اپنے اوپر کچھ خرچ کرتا ہے تاکہ اس کے ذریعے سے پاکباز رہے تو یہ بھی صدقہ ہے۔ اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا! ہر اچھائی صدقہ ہے۔ معلوم ہوا کہ جہاں دوسروں پر خرچ کیا جائے وہاں اپنے بیوی بچوں کا بھی خاص خیال رکھا جائے لیکن کہیں ایسا نہ ہو کہ اپنے عزیز تو یاد رہیں لیکن معاشرے میں بسنے والے غریب نادار انسانوں کو بھلا دیا جائے بلکہ چاہئے اپنی حیثیت کے بقدر ان پر بھی خرچ کرتا رہے۔ چنانچہ معاشرے میں نظر دوڑائی جائے جو مسکین خستہ حال ہو، ننگا بھوکا ہو، بڑھاپے یا کم عمری یا کسی بیماری کی وجہ سے کمانے پر قادر نہ ہو اور ضروریات زندگی حاصل نہ کر سکتا ہو جیسے کہ اپاہج اور نابینا یا جس کے کمانے کے اسباب ختم ہو گئے ہوں یا دنیا اس کے سامنے اندھیری ہو گئی ہو اور کمائی کے دروازے اس کے سامنے بند ہو گئے ہوں وہ بھی اس بات کا مستحق ہے کہ اس کے لئے سعی و کوشش کی جائے اور اس کا ہاتھ تھاما جائے بے شک یہ سب خدمت خلق میں داخل ہے جس کا بہت زیادہ ثواب ہے۔

حیوانوں پر بھی رحم کیجئے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایک

شخص راستے میں چل رہا تھا اس دوران اسے سخت پیاس لگی اس نے ایک کنواں دیکھا تو اس میں اتر کر پانی پیا، وہاں سے باہر نکلا تو اس نے ایک کتے کو ہانپتے ہوئے پیاس سے بے حال ہو کر تر مٹی کھاتے دیکھا، اس شخص نے (دل میں) کہا جو تکلیف پیاس سے مجھے پہنچی تھی وہی تکلیف اس کتے کو بھی پہنچ رہی ہوگی چنانچہ وہ دوبارہ کنویں میں اترا اور اپنے چمڑے کے موزے میں پانی بھرا اسے منہ سے پکڑ کر کنویں سے باہر نکلا اور کتے کو پانی سے سیراب کر دیا، اللہ تعالیٰ نے اس کی اس نیکی کا بدلہ یہ دیا کہ اس کی مغفرت فرمادی صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول (ﷺ) جانوروں پر رحم کھانے میں بھی ہمیں اجر ملتا ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہر تر جگر والے (یعنی ذی روح) پر اجر ملتا ہے۔

(بخاری شریف)

حضرت عبداللہ بن عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ! ایک عورت کو ایک بلی کی وجہ سے عذاب دیا گیا کہ اس نے اسے باندھ کر رکھا یہاں تک کہ وہ مرگئی تو اس کی وجہ سے اس عورت کو دوزخ میں داخل کر دیا گیا (کیونکہ) اس نے اسے باندھ کر رکھا نہ اسے کھانے پینے کو دیا اور نہ اسے آزاد چھوڑا کہ وہ زمین سے کیڑے مکوڑے کھالے۔ (بخاری شریف)

فائدہ:

چنانچہ دونوں احادیث سے ہمیں یہ سبق ملا کہ جہاں تک ممکن ہو سکے اچھائی اور بھلائی کا معاملہ کریں چاہے کسی انسان کی بھلائی کا کام کریں یا کسی حیوان پر رحم کھا کر اس کی بھلائی کے لئے کوئی کام سرانجام دیں۔

بے شک اللہ تعالیٰ اچھائی کرنے والے کے عمل کو کبھی ضائع نہیں کرتا، اگر اللہ کی رضا کے لئے تھوڑا بہت جو کچھ بھی صدقہ کیا جائے خواہ وہ مستحق کو ملے یا غیر مستحق کو اللہ تعالیٰ اس کا اجر ضرور عطا فرماتے ہیں چنانچہ ہر جاندار چیز پر احسان کرنے اور اس کو کھلانے پلانے پر اجر ضرور ملتا ہے اس لئے خیر کی کسی بھی چیز کو معمولی نہ سمجھا جائے کہ بسا اوقات بھوکے کے پیٹ میں ایک لقمہ یا پیاسے کے منہ میں ایک گھونٹ اس کی بھوک پیاس بجھا دیتا ہے۔ دیکھا جائے تو اس طرح کی نیکی کرنے سے کوئی مشقت بھی نہیں ہوتی، نہ کوئی کھانے پینے میں کمی آجاتی ہے، لیکن ایسی بعض نیکیاں اللہ تعالیٰ کے یہاں بہت بڑا اجر رکھتی ہیں اور ان

کی وجہ سے بہت سے مصائب وابتلاء دور ہو جاتے ہیں۔ مندرجہ بالا احادیث پر غور کیا جائے کہ ایک شخص ہے جس نے کتے پر رحم کھایا اور یہ جان لیا کہ کتا نہایت سخت پیاس کی وجہ سے ہانپتے ہوئے زبان باہر نکال رہا ہے اور اسی وجہ سے گیلی مٹی چوس رہا ہے چنانچہ وہ فوراً کنویں میں اترا، اپنا چمڑے کا موزہ پانی سے بھرا اور اس کتے کو پانی پلا دیا جو کنویں میں اتر نہیں سکتا تھا دیکھئے اللہ تعالیٰ نے اس بے زبان مخلوق پر اچھائی اور رحم کرنے کا کیسا عظیم اجر عطا فرمایا کہ اسے دوزخ کی آگ سے بچالیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس واقع سے تعجب ہوا اور چوپایوں کے ساتھ حسن سلوک سے متعلق سوال کیا تو آپ ﷺ نے یہ واضح فرمایا کہ انہیں ہر ذی روح کے ساتھ حسن سلوک کرنے پر اجر وثواب ملتا ہے جیسا کہ اگر ان کے ساتھ ظلم وزیادتی کی جائے اور ان کا حق ادا نہ کیا جائے تو اس پر گناہ اور عذاب بھی بہت سخت ہوتا ہے جیسا کہ دوسری حدیث میں ارشاد ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک عورت کو محض اس لئے دوزخ کی آگ میں داخل کر دیا کہ اس نے ایک بلی پر ظلم کیا اور اسے بغیر کچھ کھانے پینے کے لئے دینے کے باندھ کر رکھا جس کے نتیجہ میں وہ مرگئی۔

اس لئے محدثین کرام نے لکھا ہے کہ جانوروں کو ان کی طاقت سے زیادہ دوڑانے اور بوجھ اٹھانے پر مجبور نہیں کرنا چاہیئے۔ ان کو کوڑے، ہنٹر اور لکڑیوں سے بے جا مارنا اور چارہ پانی ضرورت سے کم دینا گناہ ہے۔ ایسا وہ لوگ کرتے ہیں کہ جنہیں خدا تعالیٰ کا خوف نہیں ہوتا اور جو کمزوروں پر رحم نہیں کھاتے ایسا کرنا حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں تمام مخلوقات کے ساتھ بھلائی کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

مخلوق کے حقوق قائم رکھنے میں بیس باتوں کا خیال رکھئے

۱ ... جو کچھ آپ اپنے لئے بہتر سمجھتے ہیں وہی دوسروں کے لئے بھی بہتر سمجھئے۔ کیونکہ حدیث شریف میں ایسے شخص کے لئے بشرطیکہ اس کا خاتمہ بالخیر ہو جائے جہنم سے محفوظ رہنے کی بشارت آئی ہے۔

۲ ... ہر کسی کے ساتھ تواضع سے پیش آیئے کیونکہ اللہ تعالیٰ مغرور اور متکبر کو پسند نہیں فرماتے، پس اگر کوئی دوسرا آپ کے ساتھ تکبر سے پیش آئے تو اسے برداشت کر لیجئے، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ عفو کی خصلت اختیار کرو۔ بھلائی کی ترغیب دو، اور جاہلوں

سے پہلوتہی کرو۔

۳۔۔۔ بڑوں کی تعظیم کیجئے اور چھوٹوں پر شفقت کی نظر رکھئے۔رسول اقدس ﷺ فرماتے ہیں کہ جو جوان کسی بوڑھے کی تعظیم کرے گا تو اس جوان کے بڑھاپے کی حالت میں اللہ تعالیٰ اس کی تعظیم کرنے والا شخص پیدا فرمائے گا۔اس حدیث میں اشارۃً درازیٔ عمر کی بھی بشارت آ گئی ہے۔

۴۔۔۔۔ ہر شخص کے ساتھ خندہ روئی سے پیش آیئے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ایسے شخص کو دوزخ سے بچنے اور اللہ تعالیٰ کے محبوب ہونے کی بشارت دی ہے۔

۵۔۔۔۔دو مسلمانوں میں رنجش ہو جائے تو صلح کرانے کی کوشش کیجئے۔ شریعت مطہرہ میں ایسے موقع پر تالیف قلوب (یعنی باہمی الفت کرانا) کی وجہ سے بضرورت جھوٹ بولنے تک کی اجازت آئی ہے اور شرعاً اس کا درجہ نفل نماز اور روزہ سے بھی افضل ہے۔

۶۔۔۔۔ جو لوگ ایک کی دوسرے سے چغلی کھاتے ہیں یا ادھر کی ادھر لگا کر مسلمانوں میں باہم رنجش پیدا کرتے ہیں، ان کی بات ہرگز نہ سنیئے کیونکہ وہ اپنا دین برباد اور جہنم میں جانے کا سامان کر رہے ہیں۔

۷۔۔۔۔ آپ کی کسی سے اگر رنجش ہو تو تین دن سے زیادہ علیحدگی مت رکھئے، کیونکہ اگر آپ مسلمان کی طرف سے درگزر کریں گے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن آپ کی خطاؤں سے درگزر فرمائیں گے۔

۸۔۔۔۔ سلوک اور احسان کرتے وقت اہل اور نااہل مت دیکھا کیجئے، کیونکہ اگر کوئی نااہل بھی ہو تو اس کے ساتھ کیوں نااہل بنا جائے۔حسن سلوک کے لئے تو آپ کا اہل ہونا کافی ہے۔

۹۔۔۔۔ لوگوں سے ان کی حالت کے مطابق برتاؤ کیا کیجئے۔یعنی جاہل میں وہ کمال اور تقویٰ مت ڈھونڈیں جو علماء میں ہوا کرتا ہے۔اور عوام کی طبیعتوں میں خواص کی سی سمجھ اور سلیقہ کی توقع مت رکھئے۔

حضرت داؤد علیہ السلام نے دعا مانگی تھی کہ الٰہی وہ طریقہ بتلا دے جس سے مخلوق بھی مجھ سے محبت کرے اور آپ بھی راضی رہیں، تو حکم ہوا کہ اے داؤد دنیا داروں سے ان کی

حالت کے مطابق برتاؤ کرو اور دینداروں سے ان کے حال کے مطابق۔

۱۰...... برتاؤ کے وقت لوگوں کے مرتبوں کا بھی لحاظ رکھیئے۔ یعنی اگر کوئی باعزت دنیا دار بھی آپ کے پاس آ جائے تو اس کی عظمت کیجیئے۔ چونکہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دنیادار ذی عزت شخص (جریر بن عبداللہ) کے لئے چادر مبارک بچھادی تھی، اور یوں فرمایا کہ جس کسی قوم کا بڑا شخص تمہارے پاس آیا کرے تو اس کی عزت کیا کرو۔ (طبرانی)

۱۱...... مسلمانوں کے عیب ہرگز ظاہر نہ کیجیئے کیونکہ پردہ پوشی کرنے والے جنت میں جائیں۔ غیبت بھی نہ کریں اور کسی کے عیب کی ٹوہ میں بھی نہ رہیئے۔ یاد رکھیئے کہ اگر آج آپ کسی مسلمان کی عیب جوئی کریں گے تو کل قیامت کے دن اللہ تعالیٰ آپ کے عیب ظاہر فرما کر رسوا کر دیں گے اور جسے اللہ تعالیٰ رسوا کر دیں پھر اس کو امان کہاں؟

۱۲...... تہمت کی جگہ سے بھی بچیئے، ورنہ لوگ بدگمان ہوں گے اور آپ کی غیبت میں مبتلا ہو جائیں گے اور چونکہ انکی غیبت میں مبتلا ہونے کا سبب آپ بنیں ہیں کہ نہ تہمت کے موقع پر جاتے اور نہ ان کو غیبت کا موقع ملتا لہٰذا گناہ آپ پر بھی ہوگا، اس لئے کہ گناہ کا سبب بننا بھی گناہ ہے رسول اللہ ﷺ ایک مرتبہ ازواج مطہرات میں سے کسی کے ساتھ مکان کے دروازہ پر کھڑے ہوئے کچھ باتیں فرما رہے تھے کسی شخص کا اس جانب سے گزر ہوا چونکہ موقع تہمت کا تھا اس لئے آپ ﷺ نے فوراً آواز دے کر اس شخص سے فرمایا۔ اے شخص! جس عورت سے میں باتیں کر رہا ہوں یہ میری بیوی صفیہ ہے۔ اس شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ) توبہ ہے، کہیں آپ کی جانب بھی بدگمانی ہوسکتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تعجب ہی کیا ہے، شیطان تو بنی آدم کی رگ رگ میں سرایت کئے ہوئے ہے۔ یعنی شاید تمہارے دل میں یہ وسوسہ پیدا کرتا اور وہ تمہاری بربادی کا سبب بنتا اس لئے مجھے اطلاع دینی ضروری ہوئی۔

۱۳...... مسلمانوں کی حاجت روائی میں کوشش کرتے رہیے، حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اکثر کسی کو کچھ دینے دلانے میں تاخیر کرتے اور یوں ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ میں صرف اس وجہ سے جلدی حکم نہیں دیتا کہ تم کو سفارش کرنے کا موقع مل جائے اور تم زبان سے کلمہ خیر نکال کر ثواب حاصل کرلو۔ (ابوداؤد شریف)

مسلمانوں کی حاجت روائی میں سعی کرنا بہرحال نافع ہے خواہ آپ کی کوشش سے اس

کی حاجت پوری ہو یا نہ ہو۔حدیث مبارک میں اس سعی کا اجر وثواب سال بھر کے اعتکاف سے زیادہ آیا ہے۔

۱۴۔ ہر مسلمان سے السلام علیکم اور مصافحہ میں پیش قدمی کیجئے۔

حدیث میں آیا ہے کہ جب دو مسلمان مصافحہ کرتے ہیں تو رحمت خداوندی کے ستر حصوں میں سے انہتر حصے تو اس کو ملتے ہیں جس نے مصافحہ میں ابتداء کی ہے اور ایک حصہ دوسرے کو۔

۱۵۔ مسلمان بھائی کی عدم موجودگی میں بھی اس کی مدد کرتے رہیئے یعنی اس کی آبرو یا مال پر اگر دھبہ یا نقصان آئے تو اس کو مٹانے کی کوشش کریں کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے جہاں کسی مسلمان کی آبروریزی ہو رہی ہو تو جو مسلمان ایسے وقت میں اس کی مدد کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی ضرورت کے وقت اس کی مدد فرمائیں گے اور جو مسلمان اس کی پرواہ نہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی اعانت کے وقت اس کی کچھ پرواہ نہ فرمائیں گے۔

۱۶۔...... شریر لوگوں سے بھی اس نیت سے مدارت کر لیا کیجئے کہ اس طریقے سے آپ ان کے شر سے محفوظ رہ سکیں گے۔ بخاری شریف میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ ایک شخص نے آپ ﷺ کے پاس حاضر ہونے کی اجازت چاہی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اچھا آنے دو، بُرا شخص ہے اور جب وہ اندر آ گیا تو آپ ﷺ نے ایسی نرمی اور ملاطفت کے ساتھ اس سے باتیں کیں جس سے معلوم ہوتا تھا کہ حضرت محمد ﷺ اس کی بڑی قدر کرتے ہیں جب وہ چلا گیا تو میں نے آپ ﷺ سے اس کی وجہ پوچھی تب آپ ﷺ نے فرمایا کہ بدتر شخص قیامت کے دن وہ ہے جس کی بدی سے بچنے کے لئے لوگ اس کو چھوڑ دیں۔ نیز حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس طریقہ سے بھی آدمی اپنی آبرو بچائے وہ صدقہ میں شمار ہے۔ آپ ﷺ کی نصیحت ہے کہ لوگوں سے ان کے اعمال کے موافق میل جول رکھو البتہ بدکاروں کو دل میں جگہ نہ دو۔

۱۷۔...... زیادہ تر مسکینوں کے پاس اٹھنا بیٹھنا رکھئے اور امراء کی صحبت سے پرہیز کیجئے۔

رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی ہے کہ یا اللہ! میری موت وحیات مسکنت ہی کی حالت میں رکھیو اور مسکینوں ہی کی جماعت میں میرا حشر فرمائیو۔ حضرت سلیمان علیہ السلام باوجود اس جاہ واقتدار کے جب کبھی مسجد میں کسی مسکین کو بیٹھا دیکھتے تو اس کے پاس بیٹھ جاتے اور فرمایا

کرتے تھے کہ مسکین اپنے ہم جنس مسکین کے پاس بیٹھ گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے ایک مرتبہ دریافت کیا کہ یا اللہ میں آپ کو کہاں تلاش کروں؟ تو حکم ہوا کہ شکستہ دل لوگوں کے پاس۔

۱۸...... حتی الامکان انہی کے پاس بیٹھنے کی کوشش کیجیے جن کو آپ کچھ دینی فائدہ پہنچا سکیں یا جن سے دین کا کچھ نفع حاصل کر سکیں اور غفلت والوں سے علیحدہ رہیں۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بُرے ہم نشین سے تنہائی بہتر ہے اور تنہائی سے نیک بخش ہم نشین بہتر ہے۔

۱۹...... مسلمان بھائی اگر بیمار ہو تو اس کی عیادت کیجیے اور انتقال کر جائے تو اس کے جنازے کے ساتھ جایئے اور اس کے بعد بھی کبھی کبھی قبرستان میں ان کی قبر پر جاتے رہیے اور ان کے لئے ایصال ثواب اور استغفار وطلب رحمت کرتے رہیے۔

۲۰...... اگر کسی مسلمان بھائی کو چھینک آئے تو "یرحمک اللہ" کہیں اور اگر وہ تم سے کسی بات میں مشورہ کریں تو نیک صلاح دیا کیجیے۔

الختصر! جو اہتمام آپ اپنے نفس کو نفع پہنچانے اور ضرر سے بچانے کا کر سکتے ہیں وہی عام مسلمانوں کے لئے ملحوظ رکھیے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان تمام حقوق کا لحاظ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(تلخیص وترمیم تبلیغ دین از امام غزالی رحمہ اللہ)

اکابر کے قیمتی ارشادات

حضرت طاؤس رحمہ اللہ کا قول

ابو عبداللہ شامی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ کے ہاں حاضری کی اجازت چاہی تو ایک بہت بوڑھے بزرگ باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ میں ہی طاؤس ہوں میں نے کہا کہ اگر آپ ہی ہیں تو پھر آپ تو حواس کھو چکے ہیں فرمایا عالم بدحواس نہیں ہوا کرتا میں اندر چلا گیا مجھ سے فرمانے لگے سوال کرو مگر مختصر کرنا میں نے کہا اگر آپ اختصار کریں گے تو میں بھی اختصار کروں گا فرمانے لگے اگر تو چاہے تو پوری توراۃ

انجیل اور قرآن پاک کو تیرے سامنے تین کلمات میں بیان کر دوں میں نے عرض کیا مجھے اس سے بہت خوشی ہوگی فرمایا!

۱۔ اللہ تعالیٰ سے اس قدر خوف کھا کہ تیرے نزدیک اس سے زیادہ قابل خوف کوئی نہ ہو۔

۲۔ اور اس سے امید ایسی رکھ جو تیرے خوف سے بھی کہیں زیادہ ہو۔

۳۔ اور اپنے غیر کے لئے وہی پسند کر جو اپنے لئے پسند کرتا ہے

(بحوالہ تنبیہ الغافلین)

حضرت قتادہ رحمہ اللہ کا قول

حضرت قتادہ فرماتے ہیں ہم نے سنا ہے کہ انجیل میں یہ مضمون لکھا ہے اے ابن آدم! جیسا تو رحم کرے گا ویسا ہی تجھ پر رحم کیا جائے گا۔ تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کی امید کیسے رکھتا ہے جب کہ تو خود اس کے بندوں پر رحم نہیں کھاتا۔ (حوالہ بالا)

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کا قول

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو تین باتیں سب سے زیادہ محبوب و پسندیدہ ہیں۔

۱۔ طاقت کے باوجود معاف کر دینا ۲۔ تیزی میں میانہ روی اختیار کرنا ۳۔ اللہ کے بندوں پر مہربانی کرنا اور جو کوئی اللہ کے بندوں پر مہربانی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر مہربانی فرماتے ہیں۔ (حوالہ بالا)

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا قول

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس طرح مال کی زکوۃ ادا کرنا ضروری ہے اسی طرح جسم کی زکوۃ دینا بھی ضروری ہے اور جسم کی زکوۃ یہ ہے کہ دوسروں کی خدمت کرے اور ان کے غم کو اپنا غم بنالے۔

حضرت مولانا رومی رحمہ اللہ کا قول

حضرت مولانا رومی رحمہ اللہ اپنے ایک شعر میں فرماتے ہیں جس کا مفہوم یوں ہے کہ

لوگوں نے تصوف اس کا نام رکھ لیا ہے کہ ہاتھ میں تسبیح ہو۔ مصلیٰ بچھا ہوا ہو، گدڑی ہو، درویشانہ لباس پہنا ہوا ہو۔ ان چیزوں کا نام تصوف اور طریقت نہیں ہے بلکہ تصوف اور طریقت اس کے علاوہ کچھ نہیں کہ مخلوق کی خدمت ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر تمہیں ہمارے ساتھ محبت کا دعویٰ ہے تو پھر ہماری مخلوق کے ساتھ محبت کرو۔ ان کی خدمت کرو۔ (بحوالہ اصلاحی خطبات ج ۸)

خدمت خلق پر سبق آموز واقعات

ایک مکھی پر شفقت کا سبق آموز واقعہ

میں نے اپنے شیخ حضرت ڈاکٹر عبدالحئی صاحب قدس اللہ سرہ سے بارہا یہ واقعہ سنا کہ ایک بزرگ تھے جو بہت بڑے، عالم، فاضل، محدث اور مفسر تھے۔ ساری عمر درس و تدریس اور تالیف و تصنیف میں گزری اور علوم کے دریا بہا دیئے۔ جب ان کا انتقال ہو گیا تو خواب میں کسی نے ان کو دیکھا تو ان سے پوچھا کہ حضرت! آپ کے ساتھ کیسا معاملہ ہوا؟ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ مجھ پر اپنا فضل فرمایا۔ لیکن معاملہ بڑا عجیب ہوا، وہ یہ کہ ہمارے ذہن میں تھا کہ ہم نے الحمد للہ زندگی میں دین کی بڑی خدمت کی ہے۔ درس و تدریس کی خدمت انجام دی، وعظ اور تقریریں کی۔ تالیف اور تصانیف کیں۔ دین کی تبلیغ کی، حساب و کتاب کے وقت ان خدمات کا ذکر سامنے آئے گا اور ان خدمات کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ اپنا فضل و کرم فرمائیں گے۔ لیکن ہوا یہ کہ جب اللہ تعالیٰ کے سامنے پیشی ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم تمہیں بخشتے ہیں لیکن معلوم بھی ہے کہ کس وجہ سے بخش رہے ہیں؟ ذہن میں آیا کہ ہم نے دین کی جو خدمات انجام دیں تھیں۔ ان کی بدولت اللہ تعالیٰ نے بخش دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہیں۔ ہم تمہیں ایک اور وجہ سے بخشتے ہیں۔ وہ یہ کہ ایک دن تم کچھ لکھ رہے تھے (اس زمانے میں لکڑی کے قلم ہوتے تھے۔ اس قلم کو روشنائی میں ڈبو کر پھر لکھا جاتا تھا)۔ تم نے لکھنے کے لئے اپنا قلم روشنائی میں ڈبویا۔ اس وقت ایک مکھی اس قلم پر بیٹھ گئی۔ اور وہ مکھی قلم کی سیاہی چوسنے لگی، تم اس مکھی کو دیکھ کر کچھ دیر کے لئے رک گئے اور یہ سوچا کہ یہ مکھی پیاسی ہے، اس کو روشنائی پی لینے دو، میں بعد میں لکھ لوں گا، تم نے یہ اس وقت قلم کو روکا تھا، وہ خالصتہً میری محبت اور میری مخلوق کی محبت میں اخلاص کے ساتھ روکا تھا۔ اس وقت تمہارے دل میں کوئی اور جذبہ نہیں تھا۔ جاؤ، اس عمل

کے بدلے میں آج ہم نے تمہاری مغفرت کردی۔ (بحوالہ اصلاحی خطبات ج ۸)

مجھے اپنا کام کرنے دو واقعہ

حضرت مولانا مسیح اللہ خان صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے مخلوق پر رحم کا عجیب حال عطا فرمایا تھا کہ کبھی کسی جانور کو مارنا تو دور کی بات ہے۔ کسی جانور کو اس کی جگہ سے ہٹانے کے لئے بھی ہاتھ نہیں اٹھتا تھا۔ یہ سوچ کر کہ یہ اللہ کی مخلوق ہے۔ یہاں تک کہ ایک مرتبہ پاؤں پر زخم ہوگیا۔ اس زخم پر مکھیاں آکر بیٹھنے لگیں، ظاہر کہ زخم پر مکھیوں کے بیٹھنے سے تکلیف ہوتی ہے۔ لیکن حضرت والا ان مکھیوں کو اڑاتے نہیں تھے۔ بلکہ اپنے کام میں لگے رہتے تھے۔ اس وقت ایک صاحب آپ کے پاس آگئے۔ انہوں نے جب یہ صورت دیکھی تو عرض کیا کہ حضرت! اجازت دیں تو میں ان مکھیوں کو اڑا دوں؟ جواب میں حضرت نے فرمایا کہ بھائی! یہ مکھیاں اپنا کام کر رہی ہیں۔ مجھے اپنا کام کرنے دو۔ وجہ اس کی یہ تھی کہ دل میں یہ خیال جما ہوا تھا کہ یہ میرے اللہ کی مخلوق ہے۔ ان کو یہاں سے اڑا کر کیوں پریشان کروں؟ بہر حال، اللہ تعالیٰ کی محبت صحیح معنی میں اس وقت ہوگی جب اللہ کی مخلوق سے بھی محبت ہو جائے۔ اس پر بھی رحم کرے۔ (ایضاً)

ایک تاجر کی مغفرت کا عجیب قصہ

ایک مرتبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ایک شخص اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش ہوا۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش ہونے کا مطلب یہ ہے کہ قیامت کے روز جب حساب کتاب ہوگا تو اس وقت وہ پیش ہوگا لیکن اس کا کوئی نمونہ ہوسکتا ہے کہ پہلے بھی کسی وقت دکھا دیا جاتا ہو۔ بہر حال، جب وہ پیش ہوا تو۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا کہ اس کا اعمال نامہ دیکھو کہ اس نے کیا کیا اعمال کئے ہیں، جب فرشتوں نے دیکھا تو یہ معلوم ہوا کہ اس کا اعمال نامہ نیکیوں سے تقریباً خالی ہے۔ نہ نماز ہے نہ روزہ ہے۔ نہ کوئی اور عبادت ہے، بس دن رات تجارت کرتا رہتا تھا۔ اللہ تعالیٰ تمام بندوں کے بارے میں سب کچھ جانتے ہیں۔ لیکن دوسروں کے سامنے ظاہر کرانے کے لئے فرشتوں سے پوچھتے ہیں کہ ذرا اچھی طرح دیکھو کہ کوئی اور نیک عمل اعمال نامے میں ہے یا نہیں؟ اس وقت فرشتے فرمائیں گے کہ ہاں! اس کا ایک نیک عمل ہے وہ یہ ہے کہ یہ شخص اگرچہ کوئی خاص

نیک عمل تو نہیں کرتا تھا، لیکن یہ تجارت کرتا تھا۔ اور اپنے غلاموں کو تجارت کا سامان دے کر بھیجتا کہ جا کر یہ سامان بیچ کر اس کے پیسے لا کر دیں۔ اس شخص نے اپنے غلاموں کو تاکید کر رکھی تھی کہ جب کسی کو کوئی سامان فروخت کرو اور تم یہ دیکھو کہ وہ شخص تنگدست اور مفلس ہے تو اس کے ساتھ نرمی کا معاملہ کرنا، اگر اس کو ادھار دیا ہے تو اس سے ادھار وصول کرنے میں بہت سختی سے کام مت لینا اور کبھی کسی کو معاف بھی کر دیا کرنا، چنانچہ ساری عمر تجارت کے اندر اس کا یہ معمول رہا کہ جب کسی تنگدست سے معاملہ کیا تو یا تو اس کو مہلت دیدی اور اگر موقع ہوا تو اس کو معاف ہی کر دیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ اچھا یہ میرے بندوں کو معاف کرتا تھا۔ تو میں اس بات کا زیادہ مستحق ہوں کہ اس کو معاف کروں، چنانچہ پھر فرشتوں کو حکم دیں گے کہ اس سے درگزر کا معاملہ کرو۔ اور اس کو جنت میں بھیج دو۔ بہر حال، بندوں کے ساتھ معافی کا معاملہ کرنا اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔ (ایضاً)

بندوں پر نرمی کرنے پر مغفرت کا واقعہ

ایک حدیث میں جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم سے پہلے جو امتیں گزری ہیں ان میں ایک شخص ایسا تھا کہ جب وہ کوئی چیز فروخت کرتا تو اس میں نرمی سے کام لیتا یہ نہیں کہ پیسے پیسے پر لڑ رہا ہے۔ بلکہ گاہک کو ایک قیمت بتادی اب گاہک کہہ رہا ہے کہ تھوڑی سے کمی کر دو تو اس نے یہ سوچ کر چلو تھوڑا منافع کم سہی، چلو اس کو دے دو۔ اسی طرح جب وہ کئی چیز خریدتا، تب بھی نرمی کا معاملہ کرتا، جب دوکاندار نے چیز کی قیمت بتادی، اس نے بس ایک مرتبہ اس سے کہہ دیا کہ بھائی تھوڑی سی کم کر دو۔ یہ نہیں کہ قیمت کم کرانے کے لئے اس سے لڑ رہا ہے۔ اور اس سے زبردستی کم کرا رہا ہے۔ بلکہ ایک آدھ مرتبہ کہہ دینے کے بعد قیمت ادا کر کے چیز لے لی۔ اس طرح جب دوسرے سے اپنا حق وصول کرنے کا وقت آتا، مثلاً کسی سے پیسے وصول کرنے ہیں، یا قرض وصول کرنا ہے تب بھی نرمی کا معاملہ کرتا اور اس سے کہتا کہ چلو ابھی پیسے نہیں ہیں تو بعد میں ادا کر دینا۔ تمہیں مہلت دیتا ہوں۔ جب آخرت میں اللہ تعالیٰ کے سامنے اس کی پیشی ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ چونکہ یہ میرے بندوں کی ساتھ نرمی کا معاملہ کرتا تھا اس لئے میں بھی اس کے ساتھ نرمی کا معاملہ کرتا ہوں۔ اور پھر اس کی مغفرت فرمادی۔ بہر حال، اللہ تعالیٰ کو بندوں کے ساتھ نرمی کا معاملہ کرنا، اور تنگدست کے ساتھ آسانی کا معاملہ کرنا بہت ہی

زیادہ پسند ہے۔

(ایضاً)

یہ مجھ سے زیادہ سخی ہے (ایک غلام کی سخاوت)

عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کی ایک زمین تھی، جس کی دیکھ بھال کیلئے وہ نکلے، تو راستے میں ایک کھجوروں کا باغ تھا، وہ وہاں رک گئے، وہاں انہیں ایک سیاہ فام غلام کام کرتا ہوا نظر آیا، پھر جب وہ اپنا کھانا لے کر آیا تو انہوں نے یکھا کہ اس کے پاس صرف تین روٹیاں تھیں، ان میں سے ایک روٹی اس نے ایک کتے لے سامنے ڈال دی اور وہ اس نے کھالی، پھر اس نے دوسری روٹی اس کے سامنے ڈال دی اس نے وہ بھی کھالی، پھر تیسری روٹی ڈالی تو وہ بھی کھالی، عبداللہ رضی اللہ عنہ یہ منظر خاموشی سے دیکھتے رہے، پھر اس سے پوچھا! اے غلام! گذراوقات، یا روزمرہ کی خوراک کتنی ہے؟ تو اس نے جواب دیا: جو آپ نے دیکھی، تو انہوں نے کہا: تو پھر تم نے اس کتے کیلئے ایثار کیوں کیا؟ تو اس نے کہا: اس علاقے میں کتے نہیں ہیں اور یہ کتا بہت دور سے بھوکا پیاس آیا ہے مجھے اس کو بھوکا لوٹانا گوارہ نہ ہوا، تو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا: تو آج تمہارا گذارا کیسے ہوگا؟ اس نے کہا کہ آج کے دن بھوکا رہ لوں گا۔ یہ سن کر عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا: لوگ میری فیاضی کے چرچے کرتے ہیں، جبکہ یہ غلام مجھ سے زیادہ سخی ہے۔ پھر انہوں نے اس غلام کو خرید کر آزاد کردیا اور پورا باغ خرید کر اسے دیدیا۔

(بحوالہ حیاۃ الحیوان)

﴿چوتھی فصل﴾

نوجوان......اور نفسانی خواہشات سے اجتناب

چوتھی صفت جس کا ہونا بھی انتہائی ضروری ہے وہ صفت ہے نفسانی خواہشات سے اجتناب کرنا۔ آج کے اس پُر آشوب اور فتنوں کے دور میں اگر نوجوان نفسانی خواہشات سے دامن بچا کر چلیں تو یقیناً یہ سب سے بڑی کامیابی ہوگی اور دیگر وہ صفات جن میں اللہ تعالیٰ کی رضا مضمر ہے ان کا حصول آسان ہوگا بلکہ بہت ہی زیادہ آسان ہوگا کیونکہ اگر انسان اپنے نفس پر قابو پالے تو دین پر چلنا مشکل نہیں رہتا ایک اللہ والے نے کیا ہی خوب بات ارشاد فرمائی کہ ''ایک قدم نفس پر دوسرا قدم جنت کے دروازے پر'' یعنی یہاں تم نفسانی خواہشات کو کچلنے کیلئے ایک قدم نفس پر رکھو گے اور وہاں اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارا قدم گویا کہ جنت میں رکھا جائے گا۔ مقصد یہ کہ نفسانی خواہشات کو کچلنے پر انشاء اللہ جنت کا حصول لازمی اور ضروری ہو جائے گا۔

چنانچہ حضور کائنات ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ دوزخ پر خواہشات نفسانی کا پردہ پڑا ہے اور جنت پر ان چیزوں کا پردہ پڑا ہوا ہے جن کو انسان دنیا کے اندر مشکل اور پُر مشقت محسوس کرتا ہے اور ناپسندیدہ سمجھتا ہے۔

اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے حضرت مفتی تقی عثمانی صاحب مدظلہ فرماتے ہیں کہ اس دنیا کو اللہ تعالیٰ نے امتحان اور آزمائشوں کا گھر بنایا ہے اس آزمائش کا تقاضہ یہ ہے کہ انسان اپنی عقل اور سمجھ استعمال کر کے اس امتحان میں کامیابی حاصل کرے۔ اگر دوزخ سامنے کر دی جاتی کہ دیکھو یہ دوزخ ہے اور اس میں آگ بھڑک رہی ہے اور اس عذاب کا مشاہدہ ہو جاتا۔ اور دوسری طرف جنت سامنے کر دی جاتی کہ اس جنت کی نعمتیں اور اس کے پر کیف مناظر سامنے ہوتے، اور پھر انسان سے کہا جاتا کہ تم ان دونوں مقامات میں سے ایک مقام کو اپنے لئے اختیار کر لو اور اس کے راستے پر چل پڑو۔ پھر تو یہ

امتحان نہ ہوتا۔ یہ امتحان اس طرح رکھا کہ اللہ تعالیٰ نے جنت بھی پیدا فرمائی اور جہنم بھی پیدا فرمائی۔ لیکن جہنم پر نفسانی خواہشات کا پردہ ڈال دیا اور وہ نفسانی خواہشات انسان کو جہنم کی طرف لے جانا چاہتی ہیں۔ مثلاً دل چاہتا ہے کہ فلاں کام کرلوں حالانکہ وہ کام دوزخ میں لے جانے والا ہے۔ اور دوسری طرف جنت پر مکروہات کا پردہ ڈال دیا اور ایسی چیزوں کا پردہ ڈال دیا جن کو انسان کا نفس بُرا سمجھتا ہے۔ مثلاً یہ کہ صبح سویرے اٹھو، اپنی نیند کو چھوڑو، مسجد کی طرف جاؤ، نماز فجر ادا کرو، ذکر کرو، گناہوں کو چھوڑو۔ اب انسان کا نفس ان باتوں کو بظاہر برا سمجھتا ہے۔ لیکن جنت ان کے پیچھے چھپا دیا گیا ہے اور اس پر ان کا پردہ ڈال دیا ہے۔

جتنی چیزیں نفسانی شہوات سے متعلق ہیں۔ اگر انسان ان کے پیچھے اس طرح چل پڑے کہ جو جی میں آئے کر گزرے اور یہ نہ دیکھے کہ یہ کام حلال ہے یا حرام ہے، جائز ہے یا ناجائز ہے تو اس صورت میں یہ راستہ سیدھا جہنم کی طرف لے جائے گا۔ مثلاً انسان کا دل کھیل تماشوں کی طرف بہت مائل ہوتا ہے۔ پہلے زمانے میں تو کھیل تماشوں کے لئے باقاعدہ جگہیں مقرر ہوتی تھیں۔ وہاں جانا پڑتا تھا۔ ٹکٹ خریدنا پڑتا تھا۔ لیکن اب تو گھر گھر میں کھیل تماشے ہو رہے ہیں۔ یہ سب شہوتیں ہیں اور نفسانی خواہشات ہیں۔ جن کو پورا کرنے کے لئے انسان پیسے خرچ کر رہا ہے۔ اور پیسے خرچ کر کے بازار جا کر دوڑ دھوپ کر کے محنت اور مشقت برداشت کر کے کھیل تماشوں کا سامان خرید رہا ہے۔ گویا اپنے گھر کے اندر، اپنے ڈرائنگ روم میں، اپنے بیڈ روم میں اور اپنے بچوں کے لئے دوزخ کے انگارے خرید کر لا رہا ہے۔ جنت کا سامان کرنے کے بجائے جہنم کا سامان کر رہا ہے۔ یہ سب کچھ اس لئے کر رہا ہے کہ خواہشات کا پردہ پڑا ہوا ہے۔ اگر یہ پردہ اٹھ جائے اور حقیقت شناس نگاہ پیدا ہو جائے تو اس وقت معلوم ہوگا کہ میں یہ سارے کام جو کر رہا ہوں درحقیقت جہنم میں لے جانے والے کام ہیں۔

دوسری طرف جنت کے اوپر مکروہات اور ناپسندیدہ چیزوں کا پردہ پڑا ہوا ہے۔ انسان کا نفس یہ نہیں چاہتا کہ عبادات اور طاعات کی طرف چلے۔ اللہ تعالیٰ کے حکموں کو مانے، لیکن یہی راستہ جنت کی طرف لے جانے والا ہے۔ جو آدمی ایک مرتبہ ہمت کر کے شہوات کے راستے سے اپنے آپ کو بچالے۔ اور اس راستے پر چل پڑے جو بظاہر پُر مشقت نظر

آ رہا ہے تو وہ انسان سیدھا جنت میں چلا جائے گا۔(بحوالہ اصلاحی خطبات)

چنانچہ معلوم ہوا کہ نفسانی خواہشات سے اجتناب کرنا انتہائی ضروری ہے اس لئے اب ہم نفسانی خواہشات کا بیان شروع کررہے ہیں کہ نفسانی خواہشات پر چلنے کے کیا کیا نقصانات ہیں؟ اور اس سے بچنے کے کیا فوائد ہیں؟ اور قرآن وحدیث کے مطالعہ سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے؟ انشاء اللہ ان تمام امور سے متعلق مفید اور اہم اہم باتیں ذکر کی جارہی ہیں امید ہے اس کے مطالعہ کے بعد نفسانی خواہشات سے اجتناب کرنا آسان ہوگا۔ حقیقت یہ ہے کہ۔

ہوائے نفس کا طوفان ہے بحر زندگانی میں
خدا محفوظ رکھے کشتی دل کو جوانی میں
سکون قلب کی دولت کہاں؟ دنیائے فانی میں
بس اک غفلت سی ہوجاتی ہے اور وہ بھی جوانی میں

اللہ تعالیٰ ہم سب کو نفسانی خواہش سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

نفس کی حقیقت

انسان کے اندر ایک طاقت ہے جس سے وہ کسی چیز کی خواہش کرتا ہے خواہ وہ خواہش بھلائی کی ہو یا برائی اس کو نفس کہا جاتا ہے۔

نفس کی اقسام

نفس کی تین اقسام ہیں

ا۔ نفس امارہ

اگر نفس اکثر برائی کی طرف خواہش کرے اور اس پر شرمندہ بھی نہ ہو تو ایسے نفس کو نفس امارہ کہتے ہیں یعنی برائی کی طرف زیادہ امر کرنے والا۔ اسی نفس امارہ سے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ان النفس لامارة بالسوء الا مارحم ربی (سورہ یوسف)

بے شک نفس زیادہ برائی کی طرف حکم کرنے والا ہے مگر جبکہ میرا رب رحم فرمادے۔

۲۔ نفس لوامہ

نفس لوامہ وہ نفس ہے جو گناہوں سے بچتا ہے مگر کبھی کبھار گناہ میں بھی مبتلا ہو جاتا ہے لیکن جب گناہ کا احساس ہوتا ہے تو پھر اپنے آپ کو ملامت کرتا ہے پس جب نفس اپنے آپ کو ملامت بھی کرنے لگے اور اپنے کیئے پر شرمندہ بھی ہونے لگے تو اس وقت یہ نفس لوامہ کہلاتا ہے۔ قرآن کریم میں اسی سے متعلق ارشاد ہے:

ولا اقسم بالنفس للوامه (سوره قيامه)

اور قسم کھاتا ہوں میں بہت ملامت کرنے والے نفس کی۔

۳۔ نفس مطمئنہ

نفس مطمئنہ وہ نفس ہے جو خوب خوب سنور جاتا ہے اور اکثر بھلائی و نیکی کی خواہش کرتا ہے یعنی یہ نفس نیکی کی طرف اطمینان پکڑنے والا ہوتا ہے اسے اللہ کی یاد سے ہی چین ملتا ہے اور یہ ہر وقت اللہ کی یاد میں رہتا ہے اس نفس کا تذکرہ قرآن کریم میں ان لفظوں کے ساتھ آیا:

یآیتها النفس المطمئنة (سوره فجر)

اے اطمینان والی روح آگے ارشاد ہے تو اپنے پروردگار کی طرف چل اس طرح سے کہ تو اس سے خوش وہ تجھ سے خوش۔

نفسانی خواہشات کی مذمت قرآن کریم میں

آیت نمبر۱:

﴿و اتبع هواه فمثله كمثل الكلب﴾ . سوره اعراف)

جس نے اپنی خواہش کی پیروی کی اس کی مثال کتے کی طرح ہے۔

آیت نمبر۲:

﴿ولا تتبع الهوى فيضلك عن سبيل الله﴾ (سوره ص)

اور خواہش کی پیروی مت کر (ورنہ) پس یہ تجھے اللہ تعالیٰ کے راستہ سے بھٹکا دے گی۔

آیت نمبر۳:

﴿قد افلح من زکٰھا وقد خاب من دسّٰھا﴾ (سورہ شمس)

وہ یقیناً فلاح پا گیا جس نے اپنے نفس کو پاک کرلیا اور وہ نامراد ہوا جس نے اسے دبا دیا۔

آیت نمبر۴:

﴿ان النفس لا مارة بالسوء﴾ (سورہ یوسف)

بے شک نفس تو ضرور برائی کا حکم دیتا ہے۔

آیت نمبر۵:

﴿افرء یت من اتخذ الٰھه ھواه﴾

کیا تم نے دیکھا اس کو جس نے اپنی خواہشات کو معبود سمجھا۔

اس آیت کی تفسیر میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس شخص سے مراد منافق ہے جو جس شئی کی خواہش کرتا ہے اسی کو حاصل کرنے کے درپے ہو جاتا ہے۔

(عشق مجازی کی تباہ کاریاں)

نفسانی خواہشات سے اجتناب کی ترغیب احادیث میں

پہلوان کی پہچان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہ آدمی پہلوان نہیں ہے جو لوگوں کو بچھاڑ دے بلکہ پہلوان تو وہ ہے جو اپنے نفس پر غالب آجائے۔

جہادِ اکبر

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اقدس ﷺ ایک غزوہ سے واپس ہوئے تو مجاہدین سے فرمایا! کہ تمہارا آنا مبارک ہے تم چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف آئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ) بڑا جہاد کونسا ہے؟ فرمایا انسان کا اپنی خواہشات نفسانی سے جہاد کرنا۔

اللہ کے نزدیک سب سے مبغوض

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اقدس ﷺ سے سنا کہ زیرِ آسمان و دنیا میں جتنے معبودوں کی عبادت کی گئی ہے ان میں سب سے زیادہ مبغوض اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہوا ہے یعنی خواہش نفسانی۔

ایک گھڑی کی شہوت

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ (خبردار) ایک گھڑی کی شہوت طویل زمانہ تک غمگین (اور عذاب میں مبتلا) کر دینے والی ہے۔

(بحوالہ ذم الہویٰ)

انسان کا سب سے بڑا دشمن

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تمہارا سب سے بڑا دشمن خود تمہارا نفس ہے جو تمہیں بُرے کاموں میں مبتلا کر کے ذلیل و خوار بھی کرتا ہے اور طرح طرح کی مصیبتوں میں گرفتار کر دیتا ہے۔

سب سے بُرا ساتھی

ایک مرتبہ رسول اقدس ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے پوچھا کہ ایسے رفیق کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے جس کا حال یہ ہو کہ اگر تم اس کا اعزاز و اکرام کرو، کھانا کھلاؤ، کپڑے پہناؤ تو وہ تمہیں بلا و مصیبت میں ڈال دے اور اگر تم اس کی توہین کرو اور بھوکا ننگا رکھو تو تمہارے ساتھ بھلائی کا معاملہ کرے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین

نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس سے زیادہ برا ساتھی تو دنیا میں ہو ہی نہیں سکتا آپ ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے تمہارا نفس جو تمہارے پہلو میں ہے وہ ایسا ہی ساتھی ہے　　(بحوالہ تفسیر قرطبی)

اپنے نفس سے جہاد

حضرت فضالہ کامل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اقدس ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا کہ مجاہد وہ ہے جو اللہ کی اطاعت میں اپنے نفس سے جہاد کرے۔

حضرت مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اپنی نفسانی خواہشات کے خلاف اسی طرح جہاد کرو جس طرح تم اپنے دشمنوں کے خلاف جہاد کرتے ہو۔

فائدہ!...... نفس اور شیطان دونوں ہمہ وقت اس بات کے درپے رہتے ہیں کہ انسان کو نیک کاموں سے روکا جائے اور برائی کی طرف راغب کیا جائے۔ لیکن ایک سچا مومن ہمیشہ کمر (ہمت) باندھ کر حق و باطل، خیر و شر اور نیکی و بدی میں تمیز کرتے ہوئے صراط مستقیم اختیار کرنے کی جدوجہد کرتا رہتا ہے اور جب وہ ان کٹھن منازل کو طے کرنے کے لئے کمر (ہمت) باندھ لیتا ہے تو اسے تائید ایزدی بھی حاصل ہو جاتی ہے اور بے شک رب کریم اپنے بندے کو بے یار مددگار نہیں چھوڑتا۔　　(بحوالہ علامات محبت)

اپنے نفس کی تربیت کیجئے

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ! خبردار خواہشات کو اپنے اوپر حاوی مت ہونے دینا کیونکہ ان خواہشات کا آغاز برا اور انجام بہت نقصان دہ ہوتا ہے، اگر دیکھو کہ تمہارا نفس خبردار کرنے اور ڈرانے سے قابو میں نہیں آ رہا تو اسے امید اور ترغیب کے ذریعے جھکانے کی کوشش کرو کیونکہ ترغیب اور ترہیب اگر ایک ساتھ جمع ہو جائیں تو نفس کمزور ہو کر جھک جاتا ہے۔

یاد رکھیئے! اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کی فطرت میں یہ بات رکھ دی ہے کہ وہ اچھائی اور

برائی میں فرق کرسکتا ہے چنانچہ اچھائیوں کو اختیار کرنا اور برائیوں سے بچنا ضروری ہے بقول شخصے کہ اچھائی اور برائی، خیروشر کے درمیان تمیز کرنا ہی انسانیت کا جوہر ہے لیکن عقل کے نہاں خانے سے اس جوہر کو ابھارنے کے لئے مسلسل عمل اور جدوجہد پیہم کی ضرورت ہے۔اس کوشش کے بغیر یہ جوہر نہیں ابھر سکتا۔قرآن کریم نے بھی اس نفس کی تربیت کرنے پر زور دیا ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ یقیناً فلاح پا گیا وہ جس نے نفس کا تزکیہ کیا اور نامراد ہوا وہ جس نے اس کو دبا دیا (سورہ شمس) ہم جب ہر طرح کی نفس کی کشمکش سے گزر کر استقامت کے ساتھ نیکی اور پرہیز گاری کی راہ پر گامزن ہوں گے تو ہمیں ضرور ان شاء اللہ صراط مستقیم نصیب ہوگی۔اس راہ میں موانع بہت ہیں مشکلات کا ایک لامتناہی سلسلہ ہے۔نفس خیروشر کی کشمکش سے ہمیشہ دوچار رہتا ہے، برائیاں نفس انسانی میں سر اٹھاتی رہتی ہیں۔اسی لئے اسلام نے ایمان وعمل کی تربیت پر بھی زور دیا ہے، کیونکہ ایمان تو درحقیقت ایک پودا ہے اور جب سرزمین قلب میں اس کو لگایا جاتا ہے تو اس میں آفرین پھل اس وقت لگتا ہے جب اس کی آبیاری کی جائے، اس کی نگہداشت کی جائے، اس کا احتساب کیا جائے، اپنی نیتوں کا جائزہ لیا جائے کہ خوف خدا کس حد تک ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے نفس کون کون سی قربانیاں دے سکتا ہے۔

نفس کو برائیوں سے روکتے رہنا اور نیکیوں کی طرف اس کے رجحانات کو غالب بنانا اس کی تربیت کا حصہ ہے۔یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم خود اپنے دلوں کو ٹٹولتے رہیں اور اپنی نگاہوں کو اپنے نفس کے تعاقب میں دوڑاتے رہیں تاکہ اللہ اور اس کے رسول کے احکام کی اطاعت ہماری فطرت اور عادت بن جائے اور بدکاری کا رجحان مغلوب ہو جائے۔

اسلام کے بنیادی ارکان یعنی توحید ورسالت، نماز، روزہ، حج اور زکوۃ کے احکامات پر غور کیا جائے تو ان کی فرضیت میں یہی راز پنہاں ہے کہ نفس اطاعت الٰہی کا عادی ہو جائے اور جو برائیاں ان عبادتوں کی روح کے خلاف ہیں وہ دھیرے دھیرے اس طرح پھوٹ جائیں کہ پھر ان کا نفس انسانی کے قریب آنا ناممکن ہو جائے۔مثلاً ہر بار کلمہ شریف پڑھنے سے اللہ کی وحدانیت اور رسول اقدس ﷺ کی رسالت کا اقرار، اور ہر نماز سے عجز وانکساری پیدا ہو جائے اور اسی طرح روزے سے ضبط نفس، مشقت اور اطاعت کی تربیت ہو جائے زکوۃ سے بخل اور حب مال کا عیب دور ہو جائے اور غرباء کی مدد کا جذبہ پیدا ہو حج سے

اسلامی اخوت پیدا ہو۔ ان تمام عبادتوں کا باطنی مقصد نفس کی تربیت ہی ہے۔ چنانچہ ایک صحابی نے حضور ﷺ سے گزارش کی یارسول اللہ (ﷺ) مجھے کوئی ایسا عمل بتلا دیجئے کہ آپ کے بعد کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہ پیش آئے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب تم نے لا الہ الا اللہ کہہ دیا تو اس پر استقامت اختیار کرو۔

ف: استقامت کے ظاہر معنی تو ثابت قدمی ہی کے ہوتے ہیں لیکن حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ استقامت حسن عمل کے اس تسلسل کو کہتے ہیں جو نفس کی عادت ثانیہ اور مزاج کی اساسی خصوصیت بن جائے۔ لہٰذا نفس کو مسلسل اطاعت میں منہمک رکھنا اور جو باتیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو ناپسند ہیں ان سے اس کو روکنے کی کوشش میں ہمہ وقت مصروف رہنا نفس کی تربیت ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ اے ایمان والو! تم اپنے نفس کی حفاظت کرو، اگر تم سیدھی راہ پر ہو تو گمراہ ہونے والا تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ (سورہ مائدہ آیت نمبر ۱۰۵)

بہر حال مندرجہ بالا تمام گفتگو کا حاصل یہ نکلا کہ ہر ہر مسلمان کے لئے اپنے نفس کی نگرانی بھی ضروری ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہر انسان اپنے عمل کا خود ذمہ دار ہے، دوسروں کی گمراہی اسے نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ مگر یہ اسی صورت میں ممکن ہے جب کہ وہ خود اپنے نفس کا احتساب شدت سے کرتا ہو اور منکرات سے اسے بچاتا ہو۔ اسی کوشش کا نام تربیت نفس ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے نفس کی حفاظت و تربیت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

نفسانی خواہشات کی کوئی انتہا نہیں

کبھی خواہشات نفس کے دھوکے میں مت پڑیئے اس لئے کہ خواہشات نفس ایسی چیز ہے جس کی کوئی انتہا نہیں۔ اور دنیا کے اندر کوئی انسان ایسا نہیں ہے جو یہ کہے کہ میں جو کچھ خواہش کرتا ہوں وہ پوری ہو جاتی ہے۔ دنیا میں کوئی انسان چاہے وہ بڑے سے بڑا سرمایہ دار ہو۔ بڑے سے بڑا بادشاہ ہو۔ بڑے سے بڑا صاحب اقتدار ہو۔ وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ جو کچھ دنیا میں ہو رہا ہے وہ میری مرضی کے مطابق ہو رہا ہے، اس کو بھی تکلیف اور صدمہ پہنچتا ہے۔ یہ دنیا مستقل راحت کی جگہ نہیں ہے اس لئے اس دنیا میں تکلیف تو پہنچتی ہے۔ آپ کی مرضی ہے کہ چاہو زبردستی اپنے نفس کو تکلیف پہنچالو یا چاہو اللہ کو راضی کرنے کے

لئے اپنے نفس کو تکلیف پہنچاؤ اور یہ ارادہ کرلو کہ چونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کام سے منع کیا ہے اس لئے میں اپنے نفس کو اس کام سے باز رکھوں گا۔ پہلا راستہ جہنم کی طرف لے جانے والا ہے اور دوسرا راستہ جنت کی طرف لے جانے والا ہے۔ لہٰذا یہ عادت جو پڑ گئی ہے کہ جو خواہش بھی پیدا ہو وہ ضروری پوری ہو جائے اور اس خواہش کے پورا نہ ہونے کی صورت میں وہ غمگین اور پریشان ہو رہا ہے۔ یہ عادت ختم کیجئے اس لئے کہ یہ عادت جہنم کی طرف لے جانے والی ہے۔ ہمارا اور آپ کا نفس یعنی وہ قوت جو انسان کو کسی کام کے کرنے کی طرف ابھارتی ہے وہ نفس دنیاوی لذتوں کا عادی بنا ہوا ہے۔ لہٰذا جس کام میں اس کو ظاہری لذت اور مزہ آتا ہے اس کی طرف یہ دوڑتا ہے، یہ اس کی جبلت اور خصلت ہے کہ ایسے کاموں کی طرف انسان کو مائل کرے، یہ انسان سے کہتا ہے کہ یہ کام کرلو تو مزہ آجائے، یہ کام کرلو لذت حاصل ہو جائے گی۔ لہٰذا یہ نفس انسان کے دل میں خواہشات کے تقاضے پیدا کرتا رہتا ہے۔ اب اگر انسان اپنے نفس کو بے لگام اور بے مہار چھوڑ دے اور جو بھی لذت کے حصول کا تقاضہ پیدا ہو اس پر عمل کرتا جائے اور نفس کی ہر بات مانتا جائے تو اس کے نتیجے میں پھر وہ انسان نہیں رہتا بلکہ جانور بن جاتا ہے۔ نفسانی خواہشات کا اصول یہ ہے کہ اگر ان کی پیروی کرتے جاؤ گے اور ان کے پیچھے چلتے جاؤ گے اور اس کی باتیں مانتے جاؤ گے تو پھر کسی حد پر جاکر قرار نہیں آئے گا، انسان کا نفس کبھی یہ نہیں کہے گا کہ اب ساری خواہشات پوری ہو گئیں اب مجھے کچھ نہیں چاہیئے یہ کبھی زندگی بھر نہیں ہوگا، اس لئے کہ کسی انسان کی ساری خواہشات اس کی زندگی میں پوری نہیں ہوسکتیں بلکہ اس کے بعد اسے کبھی قرار اور سکون نصیب نہیں ہوگا۔ کیونکہ یہ قاعدہ ہے کہ اگر کوئی شخص یہ چاہے کہ میں نفس کے ہر تقاضے پر عمل کرتا جاؤں اور ہر خواہش پوری کرتا جاؤں تو کبھی اس شخص کو قرار نہیں آئے گا۔

خواہشات نفسانی کی پیاس بجھنے والی نہیں

آپ نے ایک بیماری کا نام سنا ہوگا جس کو "جوع البقر" کہتے ہیں، اس بیماری کی خاصیت یہ ہے کہ انسان کو بھوک لگتی رہتی ہے جو دل چاہے کھالے، جتنا چاہے کھالے مگر بھوک نہیں مٹتی۔ اسی طرح ایک اور بیماری ہے جسے "استسقاء" کہا جاتا ہے، اس بیماری میں انسان کو پیاس لگتی رہتی ہے۔ گھڑے کے گھڑے پی جائے، کنویں بھی ختم کر جائے، مگر

پیاس نہیں بجھتی۔ یہی حال انسان کی خواہشات کا ہے اگر ان کو قابو نہ کیا جائے اور ان پر کنٹرول نہ کیا جائے ، اور جب تک ان کو شریعت اور اخلاق کے بندھن میں نہ باندھا جائے اس وقت تک اس کو "استقاء" کی بیماری کی طرح لطف ولذت کے کسی بھی مرحلے پر جا کر قرار نصیب نہیں ہوتا بلکہ لذت کی وہ ہوس بڑھتی ہی چلی جاتی ہے۔

اور پھر گناہوں کے اندر بے شک لذت موجود ہے گناہ کرنا بڑا لذیذ معلوم ہوتا ہے اور اس دنیا کے اندر یہی تو آزمائش ہے کہ گناہ دیکھنے میں اچھا لگتا ہے اور دل اس کی طرف کھنچتا ہے اس میں لذت محسوس ہوتی ہے۔ مزہ آتا ہے لیکن حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ گناہ کی لذت کی مثال ایسی ہے جیسے ایک خارش کے مریض کو کھجانے میں مزہ آتا ہے اس میں لذت محسوس ہوتی ہے۔ اگر اس کو کھجانے سے روکا جائے تو وہ باز نہیں آتا، لیکن جتنا وہ کھجائے گا اتنا ہی اس خارش کی بیماری میں اضافہ ہوگا۔ اب بظاہر تو کھجانے میں لذت محسوس ہو رہی ہے۔ مزہ آ رہا ہے، لیکن کھجا کر فارغ ہونے کے بعد اس جگہ پر جو سوزش اور جلن ہوگی اور تکلیف ہوگی اس کے مقابلے میں وہ وقتی لذت ہیچ ہے۔ اسی طرح گناہ کی لذت بھی ایک وقتی اور عارضی لذت ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ اپنی یاد کی لذت عطا فرما دیں اور اس میں منہمک فرما دیں تو وہ ایسی دائمی اور پائیدار لذت ہے کہ اس کے مقابلے میں گناہ کی لذت کوئی حقیقت نہیں رکھتی بلکہ ہیچ در ہیچ ہے (بحوالہ اصلاحی خطبات ج ۷)

نفس پر قابو پانے کے تین طریقے

قرآن کریم پر غور کرنے سے نفس پر قابو حاصل کرنے کے تین طریقے سمجھ میں آتے ہیں، ایک طریقہ عام اور اجمالی ہے اور دو طریقے خاص اور تفصیلی۔ اجمالی طریقہ تو یہ ہے کہ دل میں آخرت کی فکر اور اللہ کے سامنے جواب دہی کا استحضار پیدا کیا جائے۔

قرآن کریم ارشاد فرماتا ہے:

واما من خاف مقام ربه ونهى النفس عن الهوٰى فان الجنة هى الماوٰى

اور رہا وہ شخص جو اپنے پروردگار کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرا اور اس نے اپنے نفس کو ہوس سے روکا تو جنت ہی اس کا ٹھکانہ ہوگا۔

فائدہ!......اس آیت میں بتلایا گیا ہے کہ نفس پر قابو حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ انسان کے دل میں اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دہی کا خوف پیدا ہو۔ جانتا تو ہر مسلمان ہے کہ مجھے ایک دن مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کھڑا ہونا ہے۔ لیکن حقیقت جتنی یقینی ہے اتنی ہی کثرت کے ساتھ نگاہوں سے اوجھل رہتی ہے، نفس پر قابو حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اس حقیقت کو دل میں اس طرح جاگزین کر دیا جائے کہ کسی بھی وقت اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضری کا تصور دل سے محو نہ ہو، اور یہ بات ''مراقبہ موت'' سے حاصل ہوتی ہے، انسان کو چاہیئے کہ وہ دن میں کم از کم ایک مرتبہ پانچ دس منٹ نکال کر اپنی موت اور موت کے بعد کے احوال کا تصور کیا کرے۔ اور اپنے روزمرہ کے تذکروں میں موت کے ذکر کو بھی لازمی طور پر شامل کرے آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے:

"اکثر و اذکرھا ذم اللذات."

''لذتوں کو ختم کر دینے والی چیز یعنی موت کا کثرت کے ساتھ ذکر کیجئے۔''

یہ چیز دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف اور آخرت کی فکر پیدا کرے گی اور اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ انسان کے لئے اپنی خواہشات نفس پر قابو پانا آسان ہو جائے گا۔

خواہشات نفس کا علاج

یہ تو نفس پرستی کا ایک عام علاج تھا۔ اس کے علاوہ خواہشات نفس سے جو گمراہیاں پیدا ہوتی ہیں، وہ دو قسم کی ہوتی ہیں، شبہات یعنی فکری اور نظریاتی گمراہیاں، اور شہوات یعنی عملی گمراہیاں۔ قرآن کریم نے پہلی قسم کی گمراہیوں کا علاج یہ تجویز فرمایا ہے کہ:

وتوا صوا بالحق .

''اور ایک دوسرے کو حق کی نصیحت کیا کرو۔''

اور دوسری گمراہیوں کا علاج یہ بتایا ہے کہ:

وتوا صوا بالصبر.

''یعنی ایک دوسرے کو ''صبر'' کی نصیحت کرتے رہو۔''

''صبر'' کا مطلب یہ ہے کہ خواہشات نفس کے ترک سے جو تکلیف ہوتی ہے اسے برداشت کیا جائے اور حقیقت یہ ہے کہ یہ صفت بغیر نیک صحبت کے عموماً حاصل نہیں ہوتی،

اسی لئے صوفیائے کرام اصلاح کے لئے کسی مرشد کامل کی طرف رجوع کرنے کو ضروری سمجھتے ہیں، قرآن کریم نے بھی ارشاد فرمایا ہے کہ: اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور صادقین کی معیت اختیار کرو۔ اس آیت میں بتلایا گیا ہے کہ تقویٰ حاصل کرنے اور نفسانی خواہشات کو قابو میں کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ صادقین یعنی صلحاء کی صحبت اختیار کی جائے۔
(از مجالس مفتی اعظم رحمہ اللہ)

اپنے نفس کا محاسبہ کرتے رہیئے

حضرت امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اپنے نفس کا محاسبہ کرتے رہا کرو اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ نفس کو خطاب کر کے کہا جائے کہ!

اے نفس! میں مسافر تاجر ہوں، ابدی سعادت اور اللہ جل جلالہ کا قرب میرا منافع ہے اور دائمی بدبختی اور حق تعالیٰ سے حجاب میرا خسارہ ہے، اور میری عمر میرا راس المال ہے کہ ہر سانس ایک بیش قیمت جوہر اور گویا بھرپور خزانہ ہے جس سے ابدی سعادت حاصل ہوسکتی ہے، اور جب عمر پوری ہوگئی تو تجارت ختم ہوجائے گی اور مایوس ہونا پڑے گا۔ آج کا دن میری تجارت کا ہے اور حق تعالیٰ نے مجھے فرصت دی ہے کہ اگر چاہوں تو تجارت میں نفع اٹھاؤں اگر حق تعالیٰ مجھے دنیا سے اٹھالیتا تو میں خواہش کرتا کہ کاش دنیا میں لوٹا دیا جاؤں اور ایک دن مجھے نصیب ہوجائے کہ کوئی نیک عمل کرلوں۔

اے نفس! وہ دن آج کا ہے جو تجھ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مہلت کا عطا ہوا ہے۔ اب تو اپنا وعدہ پورا کر اور دیکھ کہ کیا کر رہا ہے؟ اگر اس مہلت کو تو نے غنیمت سمجھا اور آج کا کام کل پر نہ رکھا تو آج کی تجارت کا منافع تجھ کو مل گیا، اور حسرت نہ ہوئی اور اگر تو کل بھی زندہ رہے تو پھر یہی خیال کر۔

غرض جب تک زندہ ہے اس وقت تک ہر دن کو نیا سمجھ اور اللہ تعالیٰ کے عفو سے دھوکا مت کھا کیونکہ یہ تیرا گمان ہی گمان ہے، ممکن ہے کہ غلط نکلے۔ حق تعالیٰ کی معافی کچھ ضروری یا تیرا قرض نہیں ہے جس کا مطالبہ اور ایفاء و اداء لازمی ہو۔ اور اگر معافی ہوئی تب بھی نیکوکار بندوں کے ثواب سے تو محروم ہی رہے گا اور مرنے کے بعد اگر حسرت کرے گا تو اس سے کیا نفع ہوگا؟ جو کچھ ہونا تھا وہ ہو چکا۔

گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں

ایک ایک سانس غنیمت اور بے بہا موتی ہے

اگر اس کے بعد نفس پوچھے کہ اچھا بتاؤ کیا عمل کروں اور کیونکر وقت کی قدر کروں؟ تو اس کو جواب دے کہ جو چیز موت کی وجہ سے جدا ہو جانے والی ہے اس کو چھوڑ دے اور جو شئے پائدار ہے اور کسی وقت بھی تیرا ساتھ نہ چھوڑے گی اس پر قبضہ کر یعنی اللہ جل جلالہ کی معرفت حاصل کر اور اللہ تعالیٰ کی یاد سے مانوس ہو۔

پھر اگر نفس کہے کہ بھلا دنیا کس طرح چھوٹ سکتی ہے؟ اس کی محبت تو قلب میں مضبوط و مستحکم ہوگئی اور ان کا ٹوٹنا دشوار ہے۔ تو اس کو جواب دے کہ قلب ہی کے اندر سے دنیا کی محبت کاٹ دے اور تلاش کر کہ دنیا کی کونسی محبت مستحکم ہے پس اسی کی اول جڑ کاٹ۔ یعنی اگر مال کی محبت زیادہ ہے تو اس کو نکال اور اگر جاہ کی طلب قوی ہے تو اس کو چھوڑ۔

نفسانی خواہشات کے پیچھے چلنے کے نقصانات کو پڑھ اور ان کو دیکھ اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم پر بھروسہ رکھ کر مستعد ہو جا، کمر باندھ، آمادہ ہو اور جس چیز کی نفس کو خواہش ہو اس کے خلاف کر پھر دیکھ کہ خلاصی ملتی ہے یا نہیں؟!

اے نفس! تو بیمار ہے، اور عمر تیری پرہیز کا زمانہ ہے اور روحانی حاذق طبیب یعنی پیغمبر ﷺ نے جن کی راستی وسچائی سے تو بھی آگاہ ہے یوں فرمایا ہے کہ ذائقہ اور لذتیں تجھ کو مضر ہیں اور کڑوی دوائیں تیرے لئے نافع اور مفید ہیں۔ کیا تجھ سے سفر کی مصیبتیں اس امید پر برداشت نہیں ہوسکتیں کہ منزل پر پہنچ کر آرام نصیب ہوگا، پس اگر راستہ کی تکلیف سے اکتاتا ہے تو یاد رکھ کہ قافلہ نکل جائے گا اور تو جنگل میں پڑا رہے گا کہ یا تو کوئی درندہ تجھ کو پھاڑ کھائے گا اور یا یوں ہی بھٹکتا ہوا ہلاک ہو جائے گا۔

اے نفس! بتا تو سہی کہ تجھے دنیا میں کس چیز کی رغبت ہے؟ پس اگر تو مال چاہتا ہے تو مان لے کہ اچھا وہ مل بھی گیا اور تو بڑا مالدار بن بھی گیا مگر پھر کیا؟ اگر تو نظر اٹھا کر دیکھے گا تو بہتیرے یہودی اور عیسائی ایسے ملیں گے جن کے پاس تجھ سے زیادہ مال موجود ہوگا۔ اور تو عزت اور جاہ کا طلب گار ہے تو اچھا فرض کر لے کہ یہ طلب اپنے ٹھکانے لگی اور تجھے عزت و جاہ حاصل بھی ہوئی مگر اس کا انجام اور حاصل کیا ہے؟ اگر آنکھیں کھول کر دیکھے گا تو سینکڑوں احمق اور جاہل کافر اور اللہ کے نافرمان اور ذلیل اور کمینے بندوں کو ایسے حال میں

دیکھے گا کہ ان کی عزت دنیا میں تجھ سے بھی زیادہ ہو رہی ہے ان میں بہتیرے لوگ ایسے منصب حکومت اور مسند جلال وسطوت پر بیٹھے نظر آئیں گے جو تجھ کو بھی قید کر کے جیل خانے پہنچا سکتے ہیں۔ پس اے نفس اگر تو ان آفتوں اور مصیبتوں سے نہیں گھبراتا جو عزت و جاہ کے حاصل کرنے میں اٹھانی پڑتی ہیں اور ان بلاؤں سے بھی نہیں ڈرتا جو عزت حاصل ہونے بعد سر پر پڑا کرتی ہیں، تو ان ذلیل اور کمینے شریکوں کا ہی خیال کر کہ ایسے کمتر لوگوں کا ساتھی ہونا چاہتا ہے؟ کیا ایسی بے وقعت اور حقیر چیز بھی حاصل کرنے کے قابل ہے جس کو ہر خسیس سے خسیس اور رذیل سے رذیل شخص بھی حاصل کر سکتا بلکہ حاصل کئے ہوئے ہیں اور اتنی مقدار حاصل کئے ہوئے کہ اگر تو پچاس برس بھی کوشش کرے گا تو تجھ کو نصیب نہ ہوگا۔ اور اے نفس! اگر تو دنیا سے اعراض کر کے آخرت کی جانب متوجہ ہوگا تو یاد رکھ کہ یگانہ روزگار اور یکتائے زمانہ بن جائے گا۔ تیرا ثانی ہفت اقلیم بھی نہ مل سکے گا۔ پس اے نفس! اب تو ہی بتا کہ کیا چیز حاصل کرنے کے قابل ہے؟ اے نفس! خوب یاد رکھ کہ تجھ سے زیادہ تیرا خیر خواہ کوئی نہیں ہے، تو کسی کے کہنے اور سننے پر نہ جا بلکہ دنیا اور دین دونوں کے انجام اور نتیجہ پر غور کر کے جواب دے کہ تیری رغبت کس چیز میں ہے؟

اسی طرح اگر آپ اپنے نفس سے مناظرہ اور مباحثہ کرتے رہیں گے تو ایک دن یہ نفس آپ کا مطیع بن جائے گا اور تم کو راہ مستقیم پر لے چلے گا۔ پس اگر آپ عقلمند ہیں تو سمجھ لیں کہ یہ نفس کے ساتھ مباحثہ کرنا بدعتیوں اور معتزلہ بلکہ دنیا بھر کے تمام مذاہب باطلہ کے ساتھ مناظرہ کرنے کی بہ نسبت زیادہ ضروری اور مہتم بالشان ہے۔ کیونکہ دوسروں کی غلطیاں اور خطائیں آپ کو کچھ بھی نقصان پہنچانے والی نہیں ہیں اور اپنی خطاء و غلطی کا ضرور اپنے ہی اوپر وبال ہے کہ اس کا بھگتان آپ ہی کو بھگتنا ہے پس پہلو میں بیٹھے ہوئے عدو اور خون کے پیاسے دشمن کو سب سے پہلے قتل کرنا چاہئے اور جب اس سے نجات مل کر اطمینان حاصل ہو جائے تب دوسروں کی خبر لینی مناسب ہے تعجب ہے کہ اس دشمن کی جانب کبھی توجہ نہیں ہوتی بلکہ یہ جو کچھ بھی مانگتا ہے وہی اس کو دیا جاتا ہے اور جو بھی یہ حکم دیتا ہے فوراً اس کی تعمیل کی جاتی ہے اس کی درخواستوں کے منظور اور خواہشوں کے پورا کرنے میں غور وفکر کے گھوڑے دوڑائے جاتے ہیں اور حیلوں اور تدبیروں سے کام لیا جاتا ہے۔

بھلا سوچیں تو سہی، اگر کوئی شخص اپنے دامن کے نیچے ایک زہریلا کالا سانپ

چھپائے بیٹھا ہو جو پھنکارے مار رہا ہو اور اس کے ڈسنے اور ہلاک کرنے کی تو ہ میں لگا ہوا ہو، مگر یہ شخص اس کی کوئی پرواہ نہ کرے اور دوسرے شخص کے منہ سے مکھیاں اڑانے اور پنکھا جھلنے میں مشغول رہے تو اس سے زیادہ احمق اور بے وقوف کون ہو سکتا ہے؟

یہی آپ کا حال ہے دوسروں کے ساتھ مباحثہ کرنے اور غیروں کو سیدھے راستے پر لانے کی فکر میں سرگرم ہیں مگر اپنے نفس امارہ کے ساتھ مناظرہ کرتے اور اس تباہ کرنے والے شریر دشمن دین وایمان کو زیر کرنے کی جانب بالکل توجہ نہیں دیتے۔

(بحوالہ تبلیغ دین از امام غزالی رحمہ اللہ)

نفس کا مقابلہ کرنے پر انعام خداوندی

قرآن کریم میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ!

والذین جاھدو افینا لنھدینھم سبلنا

جولوگ ہمارے راستے میں یہ مجاہدہ اور محنت کرتے ہیں کہ ماحول کا، معاشرے کا، نفس کا، شیطان کا اور خواہشات کا تقاضہ چھوڑ کر وہ ہمارے حکم پر چلنا چاہتے ہیں۔ تو ہم کیا کرتے ہیں: **لنھدینھم سبلنا** .

حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ اس کا ترجمہ فرماتے ہیں کہ "ہم ان کے ہاتھ پکڑ کر لے چلیں گے۔" یہ نہیں کہ دور سے دکھا دیا کہ "یہ راستہ ہے۔" بلکہ فرمایا کہ ہم اس کا ہاتھ پکڑ کر لے جائیں گے۔ لیکن ذرا کوئی قدم تو بڑھائے، ذرا کوئی ارادہ تو کرے، ذرا کوئی اپنے اس نفس کے مقابلے میں ایک مرتبہ ڈٹے تو سہی، پھر اللہ تعالیٰ کی مدد آتی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ جو کبھی جھوٹا نہیں ہو سکتا۔

لہٰذا "مجاہدہ" اسی کا نام ہے کہ ایک مرتبہ آدمی ڈٹ کر ارادہ کر لے کہ یہ کام نہیں کروں گا، دل پر آرے چل جائیں گے، خواہشات پامال ہو جائیں گی، دل و دماغ پر قیامت گزر جائے گی، لیکن یہ گناہ کا کام نہیں کروں گا۔ جس دن نفس کے سامنے ڈٹ گیا، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس دن سے ہمارا محبوب ہو گیا، اب ہم خود اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے راستے پر لے جائیں گے۔

اس لئے اصلاح کے راستے میں سب سے پہلا قدم ''مجاہدہ'' ہے اس کا عزم کرنا ہوگا۔ ہمارے حضرت ڈاکٹر عبدالحیٔ صاحب قدس اللہ سرہ یہ شعر پڑھا کرتے تھے کہ۔

آرزوئیں خون ہوں یا حسرتیں پامال ہوں
اب تو اس دل کو بنانا ہے تیرے قابل مجھے

جو آرزوئیں دل میں پیدا ہورہی ہیں وہ چاہے برباد ہوجائیں، چاہے ان کا خون ہوجائے، اب میں نے تو ارادہ کرلیا ہے کہ اب تو اس کو بنانا ہے تیرے قابل مجھے، اب اس دل میں اللہ جل جلالہ کے انوار کا نزول ہوگا، اب اس دل میں اللہ کی محبت جاگزین ہوگی، اب یہ گناہ نہیں ہوں گے۔ پھر دیکھئے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کیسی رحمتیں نازل ہوتی ہیں اور آدمی اس راہ پر چل پڑتا ہے۔

یاد رکھئے کہ شروع شروع میں تو یہ کام کرنے میں بڑی دقت ہوتی ہے کہ دل تو کچھ چاہ رہا ہے اور اللہ کی خاطر اس کام کو چھوڑے ہوئے ہیں۔ اس میں بڑی تکلیف ہوتی ہے، لیکن بعد میں اس تکلیف میں ہی مزہ آنے لگتا ہے اور لطف آنے لگتا ہے۔ جب یہ خیال آتا ہے کہ میں نفس کو جو کچل رہا ہوں اور آرزوؤں کو جو خون کررہا ہوں یہ اپنے مالک اور خالق کی خاطر کررہا ہوں تو اس میں جو مزہ اور کیف ہے آپ ابھی اس کا تصور نہیں کرسکتے۔

ماں کو دیکھئے کہ اس کی کیا حالت ہوتی ہے کہ سخت سردی کا عالم ہے اور کڑکڑاتے جاڑے کی رات ہے، لحاف میں لپٹی ہوئی ہے اور بچہ پاس پڑا ہے۔ اس حالت میں اس بچے نے پیشاب کردیا، اب نفس کا تقاضہ تو یہی ہے کہ یہ گرم گرم بستر چھوڑ کر کہاں جاؤں، یہ تو جاڑے کا موسم ہے، گرم گرم بستر چھوڑ کر جانا تو بڑا مشکل کام ہے، لیکن ماں یہ سوچتی ہے کہ اگر میں نہ گئی تو بچہ گیلا پڑا رہے گا، اس کے کپڑے گیلے ہیں۔ اس طرح گیلا پڑا رہے گا تو کہیں اس کو بخار نہ ہوجائے۔ اس کی طبیعت خراب نہ ہوجائے۔ وہ بے چاری اپنے نفس کا تقاضہ چھوڑ کر سخت کڑاکے کے جاڑے میں باہر جاکر ٹھنڈے پانی سے اس کے کپڑے دھورہی ہے، اور اس کے کپڑے بدل رہی ہے، یہ کوئی معمولی مشقت ہے؟ معمولی تکلیف ہے؟ لیکن ماں یہ تکلیف برداشت کررہی ہے، کیوں؟ اس لئے کہ اپنے بچے کی فلاح اور اس کی صحت ماں کے پیش نظر ہے، اس لئے وہ اس سخت جاڑے میں اپنے

نفس کے تقاضے کو پامال کر کے یہ سارے کام کر رہی ہے۔

ایک عورت کا کوئی بچہ نہیں ہے، کوئی اولاد نہیں ہے، وہ کہتی ہے بھائی! کسی طرح میرا علاج کراؤ تا کہ بچہ ہو جائے، اولاد ہو جائے، اور اس کے لئے دعائیں کراتی پھرتی ہے کہ دعا کرو اللہ میاں سے کہ مجھے اولاد دے دے، اور اس کے لئے تعویذ، گنڈے اور اللہ تعالیٰ جانے کیا کیا کراتی پھر رہی ہے، ایک دوسری عورت اس سے کہتی ہے کہ ارے! تو کس چکر میں پڑی ہے؟ بچہ پیدا ہوگا تو تجھے بہت سی مشقتیں اٹھانی پڑیں گی، جاڑے کی راتوں میں اٹھ کر ٹھنڈے پانی سے کپڑے دھونے ہوں گے، تو وہ عورت جواب دیتی ہے کہ میرے ایک بچے پر ہزار جاڑوں کی راتیں قربان ہیں اس لئے کہ اس بچے کی قدر و قیمت اور اس کے دولت ہونے کا احساس اس کے دل میں ہے، اس واسطے اس ماں کے لئے ساری تکلیفیں راحت بن گئیں، وہ ماں جو اللہ سے مانگ رہی ہے کہ یا اللہ! مجھے اولاد دے دے، اس کے معنی یہ ہیں کہ اولاد کی جتنی ذمہ داریاں ہیں، جتنی تکلیفیں ہیں وہ دے دے، لیکن وہ تکلیفیں اس کی نظر میں تکلیفیں ہی نہیں، بلکہ وہ راحت ہیں۔ اب جو ماں جاڑے کی رات میں اٹھ کر کپڑے دھو رہی ہے اس کو طبعی طور پر تکلیف تو ضرور ہو رہی ہے لیکن عقلی طور پر اسے اطمینان ہے کہ میں یہ اپنے بچے کی بھلائی کی خاطر کر رہی ہوں، جب یہ اطمینان ہوتا ہے تو اس وقت اسے اپنی آرزوؤں کو کچلنے میں بھی لطف آنے لگتا ہے۔

اسی بات کو مولانا رومی رحمہ اللہ علیہ اس طرح فرماتے ہیں:

از محبت تلخہا شیریں شود

کہ جب محبت پیدا ہو جاتی ہے تو کڑوی سے کڑوی چیزیں بھی میٹھی معلوم ہونے لگتی ہیں، جن کاموں میں تکلیف ہو رہی تھی محبت کی خاطر ان میں بھی مزہ آنے لگتا ہے، لطف آنے لگتا ہے کہ میں یہ کام محبت کی وجہ سے کر رہا ہوں، محبت کی خاطر کر رہا ہوں۔

مولانا رومی رحمتہ اللہ علیہ نے مثنوی میں محبت کی بڑی عجیب حکایتیں لکھی ہیں۔ لیلیٰ مجنوں کا قصہ لکھا ہے کہ مجنوں لیلیٰ کی خاطر کس طرح دیوانہ بنا، اور کیا کیا مشقتیں اٹھائیں، دودھ کی نہر نکالنے کے ارادہ سے چل کھڑا ہوا اور کام شروع بھی کر دیا، یہ ساری مشقتیں اٹھا رہا ہے، کوئی اس سے کہے کہ وہ یہ جو کام کر رہا ہے یہ بڑی مشقت کا کام ہے اسے چھوڑ دے، تو وہ کہتا ہے کہ ہزار مشقتیں قربان، جس کی خاطر یہ کام کر رہا ہوں اس کی محبت میں

کر رہا ہوں، مجھے تو اس نہر کو کھودنے کا مزہ آرہا ہے، اس لئے کہ یہ میں اپنے محبوب کی خاطر کر رہا ہوں۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ۔

عشق مولیٰ کے کم از لیلیٰ بود
گوئے گشتن بہر او اولیٰ بود

مولیٰ کا عشق حقیقی کب لیلیٰ کے عشق سے کم ہوسکتا ہے۔ مولیٰ کے لئے گیند بن جانا زیادہ اولیٰ ہے۔ لہٰذا جب آدمی محبت کی خاطر یہ تکلیفیں اٹھاتا ہے تو پھر بڑا لطف آنے لگتا ہے۔

ایک آدمی ملازمت کرتا ہے، جس کے لئے صبح سویرے اٹھنا پڑتا ہے، اچھی خاصی سردی میں بستر پر لیٹا ہوا ہے اور جانے کا وقت آ گیا تو بستر چھوڑ کر جا رہا ہے، نفس کا تقاضہ تو یہ تھا کہ گرم گرم بستر میں پڑا رہتا لیکن گھر چھوڑ کر، بیوی بچوں کو چھوڑ کر جا رہا ہے۔ اور سارا دن محنت کی چکی پینے کے بعد رات کو کسی وقت گھر واپس آتا ہے۔ اور بے شمار لوگ ایسے بھی ہیں جو صبح اپنے بچوں کو سوتا ہوا چھوڑ کر جاتے ہیں اور رات کو واپس آ کر سوتا ہوا پاتے ہیں۔ غرض وہ شخص یہ سب تکلیفیں برداشت کر رہا ہے، اب اگر کوئی شخص اس سے کہے کہ ارے بھائی! تم ملازمت میں بہت تکلیف اٹھا رہے ہو، چلو میں تمہاری ملازمت چھوڑا دیتا ہوں۔ وہ جواب دے گا نہیں بھائی نہیں، بڑی مشکل سے تو یہ ملازمت لگی ہے اس کو مت چھڑوانا۔ اس کو صبح سویرے اٹھ کر جاتے میں ہی مزہ آرہا ہے، اور اولاد کو بیوی کو چھوڑ کر جانے میں بھی مزہ آرہا ہے، کیوں؟ اس لئے کہ اس کو اس تنخواہ سے محبت ہوگئی ہے جو مہینے کے آخر میں ملنے والی ہے، اس محبت کے نتیجے میں یہ ساری تکلیفیں شیریں بن گئیں، اب اگر کسی وقت ملازمت چھوٹ گئی تو روتا پھر رہا ہے کہ ہائے وہ دن کہاں گئے جب صبح سویرے اٹھ کر جایا کرتا تھا۔ اور لوگوں سے سفارشیں کراتا پھر رہا ہے کہ مجھے ملازمت پر دوبارہ بحال کر دیا جائے۔ اگر محبت کسی چیز سے ہو جائے تو اس راستے کی ساری تکلیفیں آسان اور مزے دار ہو جاتی ہیں، اسی میں لطف آنے لگتا ہے۔

اسی طرح گناہوں کو چھوڑنے میں تکلیف ضرور ہے، شروع میں مشقت ہوگی لیکن جب ایک مرتبہ ڈٹ گئے اور اس کے مطابق عمل شروع کر دیا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد بھی ہوگی اور پھر انشاء اللہ تعالیٰ اس تکلیف میں مزہ آنے لگے گا اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت

میں مزہ آنے لگے گا۔

(بحوالہ اصلاحی خطبات ج ۷)

نفسانی خواہشات سے بچنے والوں کیلئے مزید انعامات

پہلا انعام: اللہ کی محبت کا عطا ہونا

جو شخص اللہ تعالیٰ کے ڈر سے اپنی خواہشات کا خون کرے گا اور ہر ہر خواہش کو توڑے گا تو اس سے جتنا دل چکنا چور ہوگا اتنی ہی زیادہ اللہ تعالیٰ کے نور کی تجلی قلب میں آئے گی اور اتنی ہی اللہ تعالیٰ کی محبت دل میں بڑھتی چلی جائے گی اور پھر یہ دل اللہ تعالیٰ کی محبت و الفت میں سرشار ہو جائے گا۔ خواہشات نفسانی سے بچتے وقت تکلیف تو بہت ہوگی اور دل بھی ٹوٹے گا لیکن حدیث شریف کے مطابق اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں ٹوٹے ہوئے دلوں میں زیادہ آتا ہوں (یعنی ٹوٹے ہوئے دل میری محبت کے مسکن ہیں) چنانچہ اللہ تعالیٰ کی محبت کے حصول کا ذریعہ خواہشات نفسانی کا خون کرنا ہے۔

دوسرا انعام: جنت کی بشارت

ارشاد خداوندی ہے کہ جو شخص اپنے رب کے سامنے پیش ہونے سے خوفزدہ ہوگیا اس کے لئے دو جنتیں ہوں گی۔ اس آیت کی تفسیر میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ دو جنتیں اس شخص کو عطا فرمائی جائیں گی جس نے گناہ کا ارادہ کیا پھر اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہونے کے خوف سے گناہ کرنے سے رک گیا۔ اور حضرت ابوبکر ابن ابی موسیٰ رحمہ اللہ کے والد اس آیت کی تفسیر فرماتے ہیں کہ گناہوں سے بچنے والوں کی اقتداء میں گناہوں سے بچنے والوں کے لئے چاندی کی دو جنتیں ہوں گی۔ (بحوالہ ذم الہویٰ)

تیسرا انعام: موتی کے محل کی بشارت

حضرت احبار رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سبز موتی (زبرجد) کا محل پیدا فرمایا، اس میں ستر ہزار گھر ہیں ہر گھر میں ستر ہزار کمرے ہیں اس میں وہی آدمی

آئے گا جس کے سامنے حرام پیش کیا جائے اور وہ صرف اللہ تعالیٰ کے ڈر سے اسے چھوڑ دے۔ (بحوالہ مکاشفۃ القلوب)

چوتھا انعام: عرش کا سایہ نصیب ہوگا

رسول اقدس ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ سات قسم کے لوگ ایسے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ اپنے (عرش کے) سائے میں اس دن جگہ دیں گے جس دن اس کے سایہ کے سوا کسی چیز کا سایہ نہ ہوگا (۱) عادل حکمران (۲) وہ جوان جو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں پروان چڑھا ہو (۳) وہ آدمی جس کا دل مسجد سے وابستہ ہو (۴) وہ دو آدمی جو آپس میں صرف اللہ کی خاطر محبت رکھتے ہوں اسی کی محبت حاصل کرنے کو جمع ہوں اور اسی کی محبت میں الگ ہوں۔ (۵) وہ آدمی جو چھپا کر صدقہ کرے حتیٰ کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی معلوم نہ ہو کہ اس کے دائیں ہاتھ نے کیا اور کتنا خرچ کیا (۶) وہ آدمی جس نے تنہائی میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے (۷) وہ آدمی جس کو کسی منصب و جمال والی عورت نے اپنے پاس بلایا تو اس نے کہا میں (اس بارہ میں) اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں۔

(بخاری شریف)

پانچواں انعام: بے مثل لذت کا ملنا

حضرت حکیم اختر صاحب مدظلہ نے فرمایا کہ میں بحیثیت مسلمان ایک کروڑ قسمیں کھا کر کہتا ہوں کہ میں آپ کو ایک بہت بڑی دعوت اور انتہائی لذت اور انتہائی مزہ کی طرف بلا رہا ہوں یہاں تک کہ جو مزہ پیش کر رہا ہوں یہ خاص مزہ جنت میں بھی نہیں پاؤ گے یعنی اللہ کی نافرمانی سے بچنے کا مزہ جنت میں بھی نہیں ہوگا، وہاں نفس نہیں رہے گا، وہاں کسی کو گناہ کا خیال بھی نہیں ہوگا لہٰذا اللہ کی نافرمانی سے بچنے کا مزہ غم تقویٰ یعنی گناہ سے بچنے کا غم اٹھانے کا مزہ، نظر بچا کر دل میں حلاوت ایمانی پانے کا مزہ، کافروں کے ہاتھ ظاہری شہادت کا مزہ اور اللہ کے حکم کی تلوار سے اپنی بری خواہشات کی گردن کاٹنے کی باطنی شہادت کا مزہ، یہ دنیا ہی میں ہے جنت میں نہیں ہے۔ آج حسینوں سے نظر بچا کر جو لوگ غم اٹھا رہے ہیں زخم حسرت کھا رہے ہیں تمناؤں کا خون بہا رہے ہیں یہ لوگ قیامت کے دن شہیدوں کے ساتھ کھڑے ہوں گے۔ کافر کی تلوار سے شہید ہونے والوں کو تو سب

دیکھتے ہیں لیکن ان کے اندر کا خون صرف اللہ تعالیٰ ہی دیکھتا ہے کہ میرا بندہ مجھ کو خوش کرنے کے لئے کس قدر غم اٹھا رہا ہے۔ اپنی آرزوؤں کا خون کر کے مجھ پر فدا ہو رہا ہے۔ لہٰذا یہ بھی شہید ہے۔ (مواہب ربانیہ)

چھٹا انعام: دل میں نور کا عطا ہونا ہے

انسان جب گناہوں سے بار بار بچتا ہے تو نفس کو بار بار تکلیف ہوتی ہے اس سے روح میں بار بار نور پیدا ہوتا ہے۔ حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جب جسم کو تکلیف ہوتی ہے تو دل میں نور پیدا ہوتا ہے۔ حضرت حکیم اختر صاحب مدظلہ کا قول ہے کہ گیند کو جتنے زور سے زمین پر پٹخو تو اسی قدر اوپر بلند ہوتی ہے اسی طرح نفس کو اس کے بُرے تقاضوں کے وقت جس قدر زور سے دباؤ گے اسی قدر اللہ تعالیٰ کی طرف اسے بلندی و قرب عطا ہوگا۔

ساتواں انعام: دوزخ کے حرام ہونے کی بشارت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے اپنی وفات سے پہلے کے خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ! جس شخص نے کسی عورت یا لونڈی پر گناہ کی قدرت پالی اور اس کو اللہ تعالیٰ کے خوف سے چھوڑ دیا (یعنی گناہ کرنے سے باز آ گیا) تو اس کو اللہ تعالیٰ بڑی گھبراہٹ کے دن میں امن نصیب کریں گے، اس کو دوزخ پر حرام کر دیں گے اور جنت میں داخل فرما دیں گے۔ (ذم الہوی)

آٹھواں انعام: رحمٰن کے عرش کے سامنے بالاخانے کی بشارت

حضرت حمید رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رحمٰن کے عرش کے سامنے ایک بالا خانہ ہے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو اس طرف بھیجا جاتا ہے کہ جب وہ وہاں پہنچتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ میں گر پڑتے ہیں اور عرض کرتے ہیں: اے پروردگار! تو نے یہ کس کے لئے بنایا ہے؟ کسی نبی کے لئے؟ کسی صدیق کے لئے؟ کسی شہید کے لئے؟ جواب میں اللہ جل شانہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اس کے لئے جو میری خواہش کو اپنی خواہش پر ترجیح دے۔ (بحوالہ قوت القلوب)

نواں انعام: کرامت کا عطا ہونا

حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں دو شخص بہت عبادت گزار تھے یہاں تک کہ وہ پانی پر چلا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ وہ پانی پر چل رہے تھے کہ ان کی ہوا میں چلنے والے شخص سے ملاقات ہوگئی۔ انہوں نے اس سے پوچھا تم کس عمل سے اس مرتبہ کو پہنچے؟ فرمایا دنیا میں معمولی سا عمل کر کے (یعنی) میں نے اپنے نفس کو شہوات سے روکا، اپنی زبان کو فضول باتوں سے روکا اور جس کی اللہ تعالیٰ نے مجھے دعوت دی اس کی طرف رغبت اور شوق کیا، خاموشی کو لازم کرلیا پس اب اگر میں اللہ کے سامنے (کسی کام کے کرانے کی) قسم کھا بیٹھوں تو وہ مجھے (جھوٹا نہ ہونے دیں) یعنی میری قسم کو پورا کردیں اور اگر سوال کروں تو وہ عطا کردیں (بحوالہ عشق حجازی کی تباہ کاریاں)

نفسانی خواہشات سے متعلق قیمتی اقوال

● نفس کی اتباع کرنے والا کبھی قرب الٰہی کو حاصل نہیں کرسکتا بے شک اللہ تعالیٰ کے قرب کا قریب ترین راستہ نفسانی خواہشات پر قابو پانا اور اس کی مخالفت کرنا ہے۔

● ...... سمندر چار ہیں (۱) خواہشات گناہوں کا سمندر ہے (۲) نفس انسانی خواہشات کا سمندر ہے (۳) موت عمروں کا سمندر ہے (۴) اور قبر ندامت کا سمندر ہے۔

● ...... کفر کی بنیاد نفسانی خواہشات کی اطاعت ہے کیونکہ نفس کو اسلام سے کوئی تعلق نہیں وہ ہر وقت اسلام کی مخالفت کرتا ہے اور اسلام کی مخالفت کفر ہے۔

● تمام اعمال کا مغز یہ ہے کہ نفس کو جانوروں کی طرح آزاد نہ چھوڑا جائے بلکہ اس کو پابند کیا جائے۔

● نفس کو کبھی ایسا موقع نہ دو اور نہ ایسے اسباب پیدا ہونے دو کہ جس سے اس کو شرارت کا موقع میسر آئے۔ یہ نفس وہ بلا ہے جس نے بڑوں بڑوں کے زہد و تقویٰ اور تقدس کو ذرا سی دیر میں خاک میں ملا دیا اس کو کبھی مردہ مت سمجھو۔ بعض اوقات یہ اسباب نہ ہونے کی وجہ سے دبا رہتا ہے مگر یہ اسباب و موقع کا منتظر رہتا ہے۔

● نفس ظالم تو شیطان سے بھی زیادہ خطرناک ہے کیونکہ شیطان کو دشمن و نافرمان نفس ہی نے تو بنایا۔ اسی نفس کی وجہ سے شیطان ہلاک ہوا۔

● ...... جب بندہ نفس کے قابو میں آ جاتا ہے تو وہ نفس کا غلام بن جاتا ہے اور نفسانی خواہشات اس کی معبود و حاکم ہوتی ہیں اور اسی حالت میں شیطان اس نفس کے غلام کو سرکشی اور گمراہی میں دھکیلتا رہتا ہے بالآخر وہ شخص اللہ تعالیٰ کے مبغوض بندوں میں سے بن جاتا ہے۔

● ...... تمہاری بیماری تمہاری نفسانی خواہشات ہیں ہاں اگر ان کی مخالفت کرو تو یہ بیماری میں تمہاری دوا بھی ہے۔

● ...... شرک صرف بت پرستی ہی نہیں ہے بلکہ خواہشات نفسانی کی پیروی کرنا بھی شرک ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے سوا ہر شئے غیر اللہ ہے اور غیر اللہ کی خواہش شرک کہلائے گی۔لہٰذا اس سے پرہیز کرو اپنے نفس کی برائیوں سے ڈرتے رہو۔تلاش حق میں ساعی رہو۔غفلت کو شعار نہ بناؤ۔

● ...... ایک بزرگ کا قول ہے کہ میں اپنے نفس کو مخاطب کر کے کہتا ہوں اے نفس! اگر تو عبادت کرتا ہے تو خالص اللہ تعالیٰ کے لئے عبادت کر ورنہ اس کا دیا ہوا رزق کھانا چھوڑ دے۔

اے نفس! جس چیز سے اللہ تعالیٰ نے تجھ کو منع فرما دیا ہے اس سے باز رہ ورنہ اس کے ملک سے نکل جا۔

اے نفس! جو کچھ اللہ تعالیٰ نے قسمت میں لکھ دیا ہے اس پر راضی ہو جا ورنہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر کوئی دوسرا پروردگار ڈھونڈ لے۔

اے نفس! اگر تو کسی گناہ کا ارادہ کرے تو پہلے ایسی جگہ تجویز کر جہاں تجھ کو خدائے پاک نہ دیکھے ورنہ اگر نجات کی خواہش ہے تو ہرگز گناہ کا نام نہ لے۔

● ...... جس شخص نے جوانی میں اپنی نفسانی خواہشات پر قابو پالیا۔اللہ تعالیٰ اس کو بڑھاپے میں فرشتہ بنا دیں گے یعنی فرشتوں جیسی عصمت نصیب فرمائیں گے۔

● ...... جس شخص پر اس کا نفس حاوی ہو جائے وہ شہوات کا اسیر ہو جاتا ہے اور خواہشات نفس کی جیل میں قید ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے دل پر فوائد کے نزول کو حرام کر دیتے ہیں اس طرح وہ اللہ تعالیٰ کے کلام سے نہ لذت پا سکتا ہے نہ اس پر عمل کر سکتا ہے اگرچہ اس کا مذاکرہ اس کی زبان پر کثرت سے ہو۔

● ...... ایک بزرگ نے فرمایا کہ تجھے اس وقت تک عبادت کی لذت نصیب نہیں ہوسکتی جب تک تو اپنے اور شہوات کے درمیان لوہے کی دیوار قائم نہیں کر لیتا۔

● ...... جب آدمی صبح کو اٹھتا ہے تو اس کی خواہش اور عمل کا ملاپ ہوتا ہے اگر عمل خواہش کے تابع ہو جائے تو اس کا وہ دن خراب ہوگیا اور اگر خواہش عمل کے تابع ہو جائے تو اس کا وہ دن بہتر ہوگیا۔

● ......جس انسان کی عقل پر اس کی شہوت غالب آ جاتی ہے وہ جانوروں سے بدتر ہے اور جس مسلمان کی شہوات پر اس کی عقل غالب آ جاتی ہے وہ فرشتوں سے بہتر ہے۔

● ......تم اپنے آپ کا محاسبہ کیا کرو قبل اس کے کہ تم سے حساب لیا جائے اور اپنے نفس کا وزن کیا کرو قبل اس کے کہ تمہارا (قیامت میں) وزن کیا جائے کیونکہ آج کا حساب کر لینا آسان ہے قیامت کے دن حساب دینے سے۔ اور خود کو بڑی پیشی کے لئے سنوار لو جس دن تم پیش کئے جاؤ گے تمہاری کوئی غلطی تم سے پوشیدہ نہیں رہے گی۔

● ......نفسانی خواہشوں کو ترقی دینے والا ہرگز کسی دوسری ترقی کا بوجھ اپنے کندھوں پر نہیں اٹھا سکتا۔

● ......زندگی کی سب سے بڑی فتح نفس پر فتح پانا ہے اگر نفس نے دل پر فتح پالی تو سمجھو کہ وہ دل مردہ ہے۔

● ......بندہ کامل اس وقت ہوتا ہے جب اپنے دین کو اپنی شہوت پر ترجیح دے اور بندہ ہلاک اس وقت ہوتا ہے جب اپنی شہوت کو دین پر ترجیح دے۔

● ......تم نفس کو مشغول کر لو قبل اس کے کہ وہ تم کو مشغول کر لے یعنی اگر تم نے نفس کو کسی کام میں نہ لگایا تو وہ خود تمہارے لئے کوئی دھندہ نکال لے گا وہ دھندہ کیا ہے؟ گناہ، بدنظری، غیبت اور جتنی بھی برائیاں ہیں یہ سب شیطان اور نفس کے دھندے ہیں چنانچہ بندہ اپنے نفس کو اعمال میں مشغول رکھے تا کہ کسی اور طرف دھیان ہی نہ جائے۔

● ......خواہشات نفسانی پر عمل کرنے سے عقل جاتی رہتی ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ

عقل ہی ہر جوان کی ہوتی ہے زیب و زینت
کتنی بھی کم ہو چاہے اس کی مال و دولت
عقل کی کمی ہو تو ہر جوان ہے بے قیمت

اعلیٰ حسب نسب ہو یا جتنی ہو شان و شوکت
عقل ہی سے ملتا ہے ہر جواں کو ایک مقام
عقل کی بنیاد پر ہوتے ہیں اس کے کام
انسانی عقل اللہ کا ہے سب سے بہتر انعام
ہر نعمت سے بڑھ کر ہے اس عقل کا مقام

اور جیسا کہ عرض کیا کہ یہ عظیم نعمت خواہشات نفسانی کی وجہ سے ناکارہ ہوکر رہ جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کونفسانی خواہشات سے اجتناب کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

گناہوں کے نقصانات

اب ذیل میں ہم گناہوں کے نقصانات پیش کر رہے ہیں تا کہ ان کی نحوست اور ان کے نقصانات ہمارے قلوب واذہان میں بیٹھ جائیں اور ہم آئندہ گناہوں سے چھٹکارا پاسکیں۔

پہلا نقصان: علم سے محرومی

پہلا نقصان یہ ہے کہ گناہوں کی وجہ سے انسان علم سے محروم رہتا ہے کیونکہ علم ایک باطنی نور ہے اور معصیت سے نور باطن بجھ جاتا ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ نے امام شافعی رحمہ اللہ کو وصیت فرمائی تھی کہ میں دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے قلب میں نور ڈالا ہے سوتم اس کو معصیت کی تاریکی سے بجھامت دینا۔ اسی طرح امام شافعی کے مشہور اشعار ہیں کہ۔ ؎

شکوت الی وکیع سوء حفظی : فاوصانی الیٰ ترک المعاصی
لئنّ العلم نور من الٰھی : ونور اللّٰہ لا یعطی للعاصی

ترجمہ: میں نے وکیع سے اپنی یادداشت کے کم ہونے کا شکوہ کیا تو انہوں نے مجھے گناہ ترک کرنے کی نصیحت کی کیونکہ علم اللہ کا نور ہے اور اللہ کا نور گناہگار کو عطا نہیں کیا جاتا۔
امام وکیع رحمہ اللہ کا حافظہ بہت زیادہ تھا کسی نے حافظہ کوقوی کرنے کا نسخہ پوچھا تو آپ نے فرمایا حافظہ کوقوی کرنے کا سب سے مجرب نسخہ گناہوں سے بچنا ہے۔

دوسرا نقصان: رزق کی تنگی

گناہ سے دوسرا نقصان یہ ہوتا ہے کہ رزق کم ہو جاتا ہے چنانچہ امام احمد رحمہ اللہ نے وہب رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے فرمایا کہ جب میری اطاعت کی جاتی ہے تو میں راضی ہوتا ہوں اور جب راضی ہوتا ہوں برکت کرتا ہوں اور میری برکت کی کوئی انتہا نہیں ہے اور جب میری اطاعت نہیں ہوتی تو غضبناک ہوتا ہوں، لعنت کرتا ہوں اور لعنت کا اثر سات پشت تک رہتا ہے۔

تیسرا نقصان: اللہ تعالیٰ سے وحشت

تیسرا نقصان یہ ہوتا ہے کہ گناہ کرنے والے کو اللہ تعالیٰ سے ایک وحشت سی رہتی ہے اور یہ ایسی بات ہے کہ ذرا بھی ذوق ہو تو سمجھا جا سکتا ہے۔ کسی شخص نے اپنے ایک عارف سے وحشت کی شکایت کی تو انہوں نے فرمایا۔

اذا كنت قد اوحشتك الذنوب

فدعها اذا شئت و أستانسه

ترجمہ: جب وحشت میں ڈالے تجھ کو گناہ۔ سو تجھ کو جب وحشت کو دور کرنا منظور ہو تو گناہ کو چھوڑ اور انس حاصل کر۔

چوتھا نقصان: انسانوں سے وحشت

گناہ کرنے سے انسانوں سے بھی وحشت ہونے لگتی ہے خصوصاً نیک لوگوں سے کہ ان کے پاس بیٹھ کر دل نہیں لگتا اور جس قدر وحشت بڑھتی جاتی ہے ان سے اسی قدر دوری اور ان کی برکات سے محرومی ہوتی جاتی ہے ایک بزرگ کا قول ہے کہ مجھ سے جب گناہ سرزد ہو جاتا ہے تو اس کا اثر اپنی بیوی اور جانوروں کے اخلاق پر پاتا ہوں۔ وہ میرے پوری طرح فرمانبردار نہیں رہتے۔

پانچواں نقصان: کاموں میں دشواری

ایک نقصان یہ بھی ہے کہ گناہ گار کو اکثر کاموں میں دشواری پیش آتی ہے جیسے تقویٰ

کرنے سے کامیابی کی راہیں نکل آتی ہیں ایسے ہی تقویٰ کو ترک کرنے سے (یعنی بدی کے راستے کو اختیار کرنے سے) کامیابی کی راہیں بند ہو جاتی ہیں۔

چھٹا نقصان: دل میں ظلمت و تاریکی

گناہ کرنے سے قلب میں ایک تاریکی سی پیدا ہو جاتی ہے ذرا بھی دل میں غور کیا جائے تو یہ ظلمت و تاریکی صاف محسوس ہوتی ہے۔ اس ظلمت کی وجہ سے انسان بدعت و ضلالت اور جہالت میں مبتلا ہو کر ہلاک ہو جاتا ہے اور اس ظلمت کا اثر دل سے آنکھ میں آتا ہے اور پھر اس چہرہ پر ہر شخص کو یہ سیاہی نظر آنے لگتی ہے۔ گناہ کرنے والا شخص کیسا ہی حسین و جمیل ہو مگر اس کے چہرہ پر ایک بے رونقی کی کیفیت ضرور ہوتی ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نیکی کرنے سے چہرہ پر رونق، قلب میں نور، رزق میں وسعت، بدن میں قوت اور لوگوں کے قلوب میں محبت پیدا ہوتی ہے اور بدی کرنے سے چہرہ پر بے رونقی اور قلب اور قبر میں ظلمت، بدن میں سستی، رزق میں تنگی اور لوگوں کے دلوں میں بغض پیدا ہوتا ہے۔

ساتواں نقصان: دل و جسم میں کمزوری

ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے دل اور جسم میں کمزوری پیدا ہوتی ہے۔ دل کی کمزوری تو ظاہر ہے کہ امور خیر کی ہمت گھٹتے گھٹتے بالکل نایاب ہو جاتی ہے،.. رہ گئی جسم کی کمزوری سو جسم تو دل کے تابع ہے جب یہ کمزور ہے تو وہ بھی ضعیف ہوگا دیکھیے کفار فارس اور روم کیسے قوی الجثہ تھے مگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے سامنے نہ ٹھہر سکے۔

آٹھواں نقصان: اطاعت سے محرومی

ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کی وجہ سے انسان اطاعت سے محروم ہو جاتا ہے آج ایک اطاعت گئی کل دوسری چھوٹ گئی۔ پرسوں تیسری چھوڑ دی یونہی سلسلہ درسلسلہ تمام نیک کام بدولت گناہ کے اس کے ہاتھ سے نکل جاتے ہیں۔ جیسے کسی نے ایک لذیذ لقمہ ایسا کھایا جس سے ایسا مرض پیدا ہو گیا کہ اس نے ہزاروں لذیذ کھانوں سے محروم کر دیا۔

نواں نقصان: عمر کا گھٹ جانا

گناہ کا ایک نقصان یہ بھی ہے کہ معصیت سے عمر گھٹتی ہے اور اس کی برکت ٹل جاتی ہے کیونکہ نیکی سے عمر کا بڑھ جانا حدیث صحیح سے ثابت ہے اور فسق و فجور سے عمر کا گھٹ جانا اسی حدیث سے سمجھ میں آ جانا چاہیئے۔ اور شبہ نہایت ضعیف ہے کہ عمر تو مقدر ہے وہ کیسے گھٹ بڑھ سکتی ہے کیونکہ عمر کی کیا تخصیص ہے یہ سب چیزیں مقدر ہی ہیں، امیری اور غریبی، صحت اور مرض سب میں یہی شبہ ہو سکتا ہے مگر پھر بھی ان امور کو اسباب کے ساتھ مربوط سمجھ کر تدبیر کا استعمال کیا جاتا ہے یہی حال عمر کا سمجھ لینا چاہیئے۔

دسواں نقصان: نشہ کی عادت کا ہو جانا

ایک نقصان یہ ہوتا ہے کہ ایک گناہ دوسرے گناہ کا سبب بن جاتا ہے اور دوسرا تیسرے گناہ کا سبب بنتا ہے اسی طرح شدہ شدہ گناہوں کی کثرت ہوتی جاتی ہے یہاں تک کہ وہ شخص گناہوں میں گھر جاتا ہے۔ دوسرے یہ کہ کرتے کرتے اس کی عادت ہو جاتی ہے کہ چھوڑنا دشوار ہو جاتا ہے پھر اس کو اسی ضرورت سے کرتا ہے کہ نہ کرنے سے تکلیف ہوتی ہے اور پھر اس کمبخت میں لطف و لذت بھی نہیں رہتی۔

گیارہواں نقصان۔ توبہ کی توفیق کا سلب ہو جانا

ایک نقصان یہ بھی ہے کہ جب انسان گناہ پر گناہ کرتا چلا جاتا ہے اور اللہ کی رحمت کا ناجائز فائدہ اٹھاتا ہے تو اس گناہ کی وجہ سے دھیرے دھیرے توبہ کا ارادہ کمزور ہوتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ بالکل توبہ کی توفیق نہیں ہوتی اسی حالت میں موت آ جاتی ہے۔ کتنے ہی بے چارے گناہوں کے عادی گناہ کرتے کرتے بغیر توبہ کے دنیا سے چلے گئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی امان میں رکھے۔ آمین۔

بارہواں نقصان: گناہ کی برائی دل سے نکل جانا

گناہ کرنے سے ایک نقصان یہ بھی ہوتا ہے کہ چند روز میں اس گناہ کی برائی ہی دل سے نکل جاتی ہے پھر انسان اس منحوس گناہ کو برا ہی نہیں سمجھتا اور نہ اس بات کی پرواہ ہوتی ہے کہ کوئی دیکھ لے گا بلکہ خود تفاخراً اس کا ذکر کرتا ہے ایسا شخص معافی سے دور ہوتا جاتا ہے

چنانچہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ سب کے لئے معافی کی امید ہے مگر جو لوگ کھلم کھلا گناہ کرتے ہیں اور یہ بھی کھلم کھلا ہی گناہ کرنا ہے۔

اور کبھی گناہ کی برائی کم ہوتے ہوتے کفر تک نوبت پہنچ جاتی ہے اسی لئے ایک بزرگ کا قول ہے کہ تم تو گناہوں سے (صرف) ڈرتے ہو اور مجھے کفر کا خوف ہے۔

تیرہواں نقصان: دیگر مخلوقات کا لعنت کرنا

ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کی نحوست جیسے اس شخص کو پہنچتی ہے اسی طرح اس کا ضرر دوسری مخلوقات کو بھی پہنچتا ہے وہ سب اس پر لعنت کرتے ہیں گناہ کی سزا تو الگ ہوگی یہ لعنت اس پر طرح ہے۔ مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بہائم نافرمانی کرنے والے آدمیوں پر لعنت کرتے ہیں جب قحط سخت ہوتا ہے اور بارش رک جاتی ہے اور کہتے ہیں کہ یہ ابن آدم کے گناہ کی نحوست سے ہے۔

چودہواں نقصان: عقل میں فتور وفساد

ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے عقل میں فتور وفساد آجاتا ہے کیوں کہ عقل ایک نورانی چیز ہے۔ کدورت، معصیت سے اس میں کمی آجاتی ہے بلکہ خود گناہ کرنا دلیل کم عقلی کی ہے اگر اس شخص کی عقل ٹھکانے ہوتی تو ایسی حالت میں کہیں گناہ ہوسکتا ہے کہ یہ شخص اللہ تعالیٰ کی قدرت میں ہے ان کے ملک میں رہتا ہے اور وہ دیکھ بھی رہے ہیں ان کے فرشتے گواہ بن رہے ہیں قرآن مجید منع کررہا ہے، ایمان منع کررہا ہے، موت منع کررہی ہے، دوزخ منع کررہی ہے. گناہ کرنے سے اس قدر سرور ولذت نصیب نہ ہوگی جس قدر دنیا اور آخرت کے منافع اس سے فوت ہوگئے بھلا کوئی سلیم عقل والا ان باتوں کے ہوتے ہوئے گناہ کرسکتا ہے۔

پندہواں نقصان: حضور ﷺ کی لعنت کا ہونا

ایک بڑا نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے یہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لعنت میں داخل ہوجاتا ہے کیوں کہ آپ ﷺ نے بہت سے گناہوں پر لعنت فرمائی ہے اور جو گناہ ان گناہوں سے بڑھ کر ہیں ان پر تو بدرجہ اولیٰ استحقاق لعنت ہے مثلاً لعنت فرمائی

ہے آپ ﷺ نے سود لینے والے پر اور دینے والے پر اور اس کے لکھنے اور اس کے گواہ پر اور لعنت فرمائی ہے۔ آپ ﷺ نے حلالہ کرنے والے پر اور جس کے لئے حلالہ ہو یعنی جب نکاح میں اس کو شرط ٹھہرایا جاوے اور لعنت فرمائی ہے چور پر اور لعنت فرمائی ہے شراب پینے والے پر اور اس کے پلانے والے اور اس کے نچوڑنے والے پر نچڑوانے والے پر اور اس کے بیچنے والے اور خریدنے والے پر اور اس کے دام کھانے والے پر اور جو اس کو لاد کر لائے اور جس کے لئے لاد کر لائی جاوے اور لعنت فرمائی ہے اس پر جو اپنے باپ کو برا کہے اور لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو جاندار چیز کو نشانہ بناوے اور لعنت فرمائی ہے ان مردوں پر جو عورتوں کے ساتھ مشابہت کریں اور ان عورتوں پر جو مردوں کی وضع بنائیں، اور لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو غیر اللہ کے نام پر ذبح کرے اور لعنت فرمائی ہے تصویر بنانے والے پر اور لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو قوم لوط کا سا عمل کرے اور لعنت فرمائی ہے اس پر جو کسی جانور سے صحبت کرے اور لعنت فرمائی ہے اس پر جو جانور کے چہرہ پر داغ لگائے اور لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو کسی مسلمان کو ضرر پہنچاوے اس کے ساتھ فریب کرے اور لعنت فرمائی ہے ان عورتوں پر جو قبروں پر جاویں اور ان لوگوں پر جو وہاں سجدہ کریں یا چراغ رکھیں لعنت فرمائی ہے اور اس شخص پر جو کسی عورت کو اس کے خاوند سے یا کسی غلام کو اس کے آقا سے بہکا کر بھڑکاوے اس شخص پر بھی جو عورت کے پیچھے کے مقام سے صحبت کرے اور ارشاد فرمایا کہ جو عورت اپنے خاوند سے خفا ہو کر رات کو الگ رہے صبح تک اس پر فرشتے لعنت کرتے ہیں اور لعنت فرمائی اس شخص پر جو اپنے باپ کو چھوڑ کر کسی اور سے نسب ملاوے اور فرمایا کہ جو شخص اپنے بھائی مسلمان کی طرف لوہے سے اشارہ کرے اس پر فرشتے لعنت کرتے ہیں اور لعنت فرمائی اس شخص پر جو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو برا کہے اور لعنت فرمائی ہے اس پر جو اللہ تعالیٰ کو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دے اور لعنت فرمائی ہے اس پر جو احکام خداوندی کو چھپائے اور لعنت فرمائی ہے ان لوگوں پر جو پارسا بیبیوں کو جن کو ان کے قصور کی خبر تک نہیں اور ایمان دار ہیں زنا کی تہمت لگادے اور لعنت فرمائی اس شخص پر جو کافروں کو مسلمانوں کے مقابلہ میں ٹھیک راہ پر بتائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی اس شخص پر جو رشوت دے اور جو لے اور جو درمیان میں پڑے اور بھی بہت افعال پر لعنت وارد ہوئی ہے اور اگر گناہ میں اور بھی کوئی

ضرر نہ ہوتا تو کیا یہ تھوڑی بات ہے کہ اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لعنت کا مورد ہو گیا۔ نعوذ باللہ

سولہواں نقصان: فرشتوں کی دعا سے محرومی

ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے فرشتوں کی دعا سے محروم ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

الذین یحملون العرش و من حوله یسبحون بحمد ربهم ویومنون به و یستغفرون للذین آمنوا ربنا وسعت کل شیئی رحمة و علما فاغفر للذین تابوا و تبعو اسبیلک و قهم عذاب الجحیم .

خلاصہ یہ ہے کہ جو فرشتے عرش اٹھائے ہوئے ہیں اور جو عرش کے گردو پیش ہیں وہ تسبیح وتحمید کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پر یقین رکھتے ہیں اور ایمان والوں کے لئے مغفرت مانگتے ہیں کہ یا اللہ آپ کی رحمت اور علم بہت وسیع ہے ایسے لوگوں کو بخش دیجئے جو آپ کی طرف رجوع کرتے ہیں اور آپ کی راہ کی پیروی کرتے ہیں اور ایسے لوگوں کو عذاب جہنم سے بچالیجئے ۔ دیکھئے اس آیت سے صاف معلوم ہوا کہ فرشتے ان مومنوں کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی بتلائی ہوئی راہ پر چلتے ہیں جس شخص نے گناہ کر کے وہ راہ چھوڑ ی وہ اس دولت کا کہاں مستحق رہا۔

سترہواں نقصان: زمین میں بگاڑ کا پیدا ہو جانا

ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے طرح طرح کی خرابیاں زمین میں پیدا ہوتی ہیں پانی، ہوا، غلہ، پھل ناقص ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: ظاہر ہو گیا بگاڑ جنگل میں اور بستی میں بسبب ان اعمال کے جن کو لوگوں کے ہاتھ کر رہے ہیں اور امام احمد رحمہ اللہ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا ہے کہ میں نے بنی امیہ کے کسی خزانہ میں گیہوں کا دانہ کھجور کی گٹھلی کے برابر دیکھا یہ ایک تھیلی میں تھا اور اس پر یہ لکھا تھا کہ یہ زمانہ عدل میں پیدا ہوا تھا اور بعض صحرائی لوگوں کا بیان ہے کہ پہلے زمانہ کے پھل اس وقت کے پھلوں سے بڑے ہوتے تھے۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وقت آوے گا چونکہ اس وقت اطاعت کی

کثرت ہوگی اور زمین گناہوں سے پاک ہو جاوے گی پھر اس کی برکتیں عود کر آویں گی۔ یہاں تک کہ حدیث صحیح میں آیا ہے کہ ایک انار بڑی جماعت کو کافی ہوگا اور وہ اس کے سایہ میں بیٹھ سکیں گے انگور کا خوشہ اتنا بڑا ہوگا کہ ایک اونٹ پر بار ہوگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ روز روز کی بے برکتی ہماری خطا اور گناہ کا ثمرہ ہے۔

آٹھارواں نقصان: دل سے اللہ کی عظمت کا نکل جانا

ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے اللہ تعالیٰ کی عظمت اس کے دل سے نکل جاتی ہے بھلا اگر عظمت خداوندی اس کے دل میں ہوتی تو مخالفت پر قدرت کیسے ہو سکتی جب اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی عظمت نہیں رہتی اللہ تعالیٰ کی نظر میں اس کی عزت نہیں رہتی پھر یہ شخص اور لوگوں کی نظروں میں ذلیل وخوار ہو جاتا ہے۔

انیسواں نقصان: نعمتوں کا زوال

ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے نعمتیں سلب ہو جاتی ہیں اور بلاؤں مصیبتوں کا ہجوم ہو جاتا ہے۔ کسی کو یہ شبہ نہ ہو کہ ہم تو گناہ کرنے والوں کو بڑے عیش میں دیکھتے ہیں اس کا اور بھی زیادہ خطرہ ہے جیسے مکتب میں کوئی لڑکا سبق نہ یاد کرتا ہو اور معلم ضداً سزا نہیں دیتا کہ کل کو سبق نہ یاد نکلے اس وقت اکٹھی سزا ہو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے فرماتے ہیں کہ نہیں نازل ہوئی کوئی بلا مگر بسبب گناہ کے اور دور نہیں ہوئی کوئی بلا مگر بسبب توبہ کے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وما اصابکم من مصیبة فبما کسبت ایدیکم و یعفو عن کثیر﴾

یعنی جو مصیبت تم پر آتی ہے وہ تمہارے اعمال کے سبب سے آتی ہے اور بہت سی باتوں کو اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتے ہیں اور ارشاد ہے:

ذالک بان اللّٰہ لم یک مغیراً نعمة انعمها علی قوم حتی یغیر واما بانفسهم

یعنی یہ اس سبب سے ہے کہ اللہ تعالیٰ کبھی اس نعمت کو نہیں بدلتا جو کسی قوم کو دی ہو یہاں تک کہ وہ لوگ اپنی ذاتی حالات کو بدل ڈالیں اس سے معلوم ہوا کہ زوال نعمت گناہ

ہی سے ہوتا ہے۔

بیسواں نقصان: شیاطین کا تسلط

ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے شیاطین اس پر مسلط ہوجاتے ہیں کیونکہ اطاعت خداوندی ایک قلعہ ہے جس کے سبب اعداء کے غلبہ سے محفوظ رہتا ہے جب قلعہ سے باہر نکلا دشمنوں نے گھیر لیا پھر شیاطین جس طرح چاہتے ہیں اس میں تصرف کرتے ہیں اور اس کے قلب و زبان دست و پا چشم و گوش سب اعضاء کو معاصی میں غرق کردیتے ہیں۔

اکیسواں نقصان: اللہ کی رحمت سے ناامیدی کا پیدا ہوجانا

ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامیدی ہوجاتی ہے اس وجہ سے توبہ نہیں کرتا اور بے توبہ مرتا ہے۔ کسی شخص سے مرتے وقت کہا گیا کہ لا الہ الا اللہ پڑھو۔ اس نے گانا شروع کیا تا تا تن تنیا۔ اور کہنے لگا جو کلمہ مجھ سے پڑھواتے ہو اس سے مجھ کو کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے کوئی گناہ تو میں نے چھوڑا نہیں آخر کلمہ نہ پڑھا اور رخصت ہوا۔ کسی اور شخص سے کلمہ پڑھوانے لگے۔ بولا اس کلمہ سے کیا ہوگا میں نے کبھی نماز تک تو پڑھی نہیں وہ بھی یوں ہی مرا۔ کسی اور شخص سے کلمہ پڑھنے کو کہا کہنے لگا۔ میں اس کلمہ کا منکر ہوں اور چل دیا۔ ایک شخص نے یہ بیان کیا کہ کوئی میری زبان پکڑ لیتا ہے۔

(یہاں تک تمام نقصانات کچھ ترمیم اور تلخیص کے ساتھ "گناہوں کا بدلہ دنیا میں" سے لئے گئے ہیں)

بائیسواں نقصان: احسان فراموشی

گناہ کا ایک نقصان احسان فراموشی بھی ہے اس لئے کہ جس محسن نے انسان کو وجود بخشا ہے اور ہر وقت انسان اس کی نعمتوں میں غرق ہے۔ سر سے لے کر پاؤں تک اللہ تعالیٰ کی نعمتیں اس کے اوپر مبذول ہیں۔ جسم کے ایک ایک عضو کو لے کر اندازہ کرو کہ اس کی کتنی قیمت اور کتنی اہمیت ہے۔ چونکہ یہ نعمتیں مفت ملی ہوئی ہیں اس لئے دل میں ان کی کوئی وقعت اور قدر نہیں۔ خدانخواستہ اگر کسی وقت ان اعضاء میں سے کسی ایک عضو کو بھی نقصان پہنچ جائے، تب پتہ چلے کہ یہ کتنی بڑی نعمت ہے اور یہ نقصان کتنا بڑا نقصان ہے۔

یہ آنکھ کتنی بڑی نعمت ہے۔ یہ زبان کتنی بڑی نعمت ہے۔ یہ صحت کتنی بڑی نعمت ہے۔ یہ رزق جو صبح شام کھانے کے لئے اللہ تعالیٰ عطا فرما رہے ہیں یہ کتنی بڑی نعمت ہے۔ تو جس عظیم محسن اور منعم کی نعمتوں نے ہمیں ڈھانپ لیا ہے، اس کا صرف یہ کہنا ہے کہ تم لوگ صرف چند باتوں سے پرہیز کرلو اور باز آ جاؤ لیکن تم سے اتنا چھوٹا سا کام نہیں ہوتا چنانچہ گناہ کا یہ نقصان بھی عظیم ہے کہ اس سے انسان احسان فراموش بن جاتا ہے۔

تئیسواں نقصان: دل پر زنگ کا لگنا

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ جب انسان پہلی مرتبہ گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ لگا دیا جاتا ہے۔ (اس نقطے کی حقیقت کیا ہے اس کو تو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں) اور جب دوسرا گناہ کرتا ہے تو دوسرا نقطہ لگا دیا جاتا ہے، جب تیسرا گناہ کرتا ہے تو تیسرا نقطہ لگا دیا جاتا ہے، اگر اس دوران وہ توبہ کرلے تو یہ نقطے مٹا دیئے جاتے ہیں، لیکن اگر وہ توبہ نہ کرے بلکہ مسلسل گناہ کرتا رہے تو آہستہ آہستہ وہ سیاہ نقطے اس کے پورے دل کو گھیر لیتے ہیں۔ اور پھر وہ نقطے زنگ کی صورت اختیار کر لیتے ہیں اس کے بعد اس کے اندر حق بات ماننے کی صلاحیت ہی نہیں رہتی، پھر اس پر غفلت کا وہ عالم طاری ہوتا ہے کہ پھر گناہ کے گناہ ہونے کا احساس مٹ جاتا ہے اور گناہوں کے مفاسد کا ادراک اور احساس ختم ہو جاتا ہے گویا کہ انسان کی عقل ماری جاتی ہے۔

چوبیسواں نقصان: بارش کا بند ہونا

گناہوں کا ایک نقصان یہ بھی ہے کہ ان کی اصل سزا تو آخرت میں ملے گی۔ لیکن دنیا میں بھی ان گناہوں کی نحوست اس کی زندگی پر اثر انداز ہوتی ہے چنانچہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ جب لوگ زکوۃ دینا بند کر دیتے ہیں (جو کہ عظیم گناہ ہے) تو اللہ تعالیٰ بارشیں بند کر دیتے ہیں۔

پچیسواں نقصان: بیماریوں کا پیدا ہونا

اور پچیسواں نقصان یہ ہے کہ جب لوگوں میں بدکاری، فحاشی، عریانی پھیل جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ ان کو ایسی ایسی بیماریوں میں مبتلا کر دیتے ہیں کہ ان کے اباء واجداد نے

ان بیماریوں کے بارے میں کبھی سنا بھی نہیں تھا کہ ایسی بھی کوئی بیماری ہوتی ہے اور نہ ان کا نام سنا تھا۔ چنانچہ اس حدیث کو سامنے رکھ کر ''ایڈز'' کی بیماری کو دیکھ لیں جس کا ساری دنیا میں آج طوفان برپا ہے۔ نبی کریم ﷺ چودہ سو سال پہلے بتا گئے کہ ایسی ایسی بیماریاں آئیں گی۔

ہر گناہ کے کچھ خاصے ہوتے ہیں اور ان خاصوں کا مظاہرہ اسی دنیا ہی کے اندر ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ آنکھوں سے دکھا دیتے ہیں اور ان گناہوں کی شامت اعمال طاری ہو جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہر چھوٹے بڑے گناہ سے بچا کر رکھے۔ آمین

نفسانی خواہشات سے بچنے والوں کے سبق آموز واقعات

ایک نوجوان کے بدن سے ہر وقت خوشبو مہکنے کا واقعہ

حضرت علامہ عبداللہ ابن اسعد یافعی رحمہ اللہ نے فن تصوف میں ایک کتاب لکھی اس کا نام ''الترغیب والترہیب'' ہے، اس میں انہوں نے ایک نوجوان کا واقعہ نقل فرمایا کہ ایک نوجوان سے ہمیشہ مشک اور عنبر کی خوشبو مہکتی تھی تو اس کے متعلق کسی نے اس سے کہا کہ آپ ہمیشہ اتنی عمدہ ترین خوشبو میں معطر رہتے ہیں، اس میں کتنا پیسہ بلا وجہ خرچ کرتے رہتے ہیں؟ تو اس پر جوان نے جواب دیا کہ میں نے زندگی میں کوئی خوشبو نہیں خریدی اور نہ ہی کوئی خوشبو لگائی، تو سائل نے کہا، تو پھر یہ خوشبو کہاں سے اور کیسے؟ تو اس نوجوان نے کہا کہ یہ ایک راز ہے جو بتلانے کا نہیں، سائل نے کہا کہ آپ بتلا دیجئے شاید اس سے ہم کو بھی کوئی فائدہ ہو۔

نوجوان نے اپنا واقعہ سنایا کہ میرے باپ تاجر تھے، گھریلو سامان فروخت کیا کرتے تھے، میں ان کے ساتھ دوکان میں بیٹھا تھا، ایک بوڑھی عورت نے آکر کچھ سامان خریدا اور والد صاحب سے کہا کہ آپ اپنے لڑکے کو میرے ساتھ بھیج دیجئے تاکہ میں اس کے ہاتھ سامان کی قیمت بھیج دوں۔ میں اس بوڑھی عورت کے ساتھ گیا تو ایک نہایت خوبصورت گھر میں پہنچا اور اس میں ایک نہایت خوبصورت کمرے میں ایک مسہری پر ایک نہایت خوبصورت لڑکی موجود تھی، وہ مجھ کو دیکھتے ہی میری طرف متوجہ ہوئی، کیونکہ میں بھی

نہایت حسین ہوں۔ میں نے اس کی خواہش پوری کرنے سے انکار کیا، تو اس نے مجھے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا تو اللہ پاک نے میرے دل میں یہ بات ڈال دی۔ میں نے کہا کہ مجھے قضاء حاجت کے لئے بیت الخلاء جانے کی ضرورت ہے۔ اس نے فوراً اپنی باندیوں اور خادموں سے کہا کہ جلدی سے بیت الخلاء کو میرے لئے صاف کردو۔ میں نے بیت الخلاء میں داخل ہوکر خود اجابت کرکے نجاست اپنے بدن اور کپڑوں پر مل لیا اور اسی حالت میں باہر آیا جب مجھے اس حالت میں دیکھا تو اس نے کہا اسے فوراً یہاں سے باہر نکال دو۔ یہ مجنون ہے میرے پاس ایک درہم تھا میں نے اس سے ایک صابون خرید کر ایک نہر میں جا کر غسل کیا، اور کپڑے بھی دھو کر پہن لئے اور میں نے یہ راز کسی کو بتلایا نہیں۔ جب میں اسی رات میں سویا تو خواب میں دیکھا کہ ایک فرشتہ نے آ کر مجھ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تم کو جنت کی بشارت ہے اور معصیت سے بچنے کے لئے جو تدبیر تم نے اختیار کی تھی اس کے بدلہ میں تم کو یہ خوشبو پیش کی جارہی ہے چنانچہ میرے پورے بدن پر وہ خوشبو لگائی گئی جو میرے بدن اور کپڑوں سے ہر وقت مہکتی رہتی ہے جو آج تک لوگ محسوس کرتے ہیں۔ والحمدللہ رب العالمین۔　　　　(بحوالہ راہ نجات)

نفسانی خواہش سے بچنے کا سبق آموز واقعہ

فقیہہ رحمہ اللہ یہ حکایت نقل کرتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں عابد شخص تھا جسے اللہ تعالیٰ نے ظاہری حسن و جمال میں بھی بہت دے رکھا تھا اپنے ہاتھ سے زنبیل بناتا اور فروخت کر کے بسر اوقات کرتا تھا۔ ایک دن وہ بادشاہ کے دروازے پر سے گزرا بادشاہ کی بیوی کی خادمہ نے دیکھ لیا۔ جا کر ملکہ سے کہنے لگی کہ یہاں ایک آدمی ہے کہ ایسا حسین شخص کبھی دیکھنے میں نہیں آیا۔ زنبیل فروخت کرتا پھر رہا ہے ملکہ نے حکم دیا کہ میرے پاس لے آؤ۔ اسے لایا گیا تو بس دیکھتے ہی لٹو ہوگئی۔ کہنے لگی زنبیلیں پھینک دے اور یہ چادر سنبھال باندی سے کہا کہ تیل اور خوشبو وغیرہ لا ہم اس سے اپنی حاجت براری کریں گی۔ اور عابد سے کہنے لگی کہ اب تجھے زنبیلیں بیچنے کی ضرورت نہیں رہے گی عابد بار بار انکار کرتا رہا۔ کہنے لگی کہ اگر تو یہ کام نہیں کرنا چاہتا تو اس کے بغیر یہاں سے باہر بھی نہیں جا سکتا۔ اور دروازے بند کرنے کا حکم دے دیا۔ عابد نے یہ حال دیکھا تو کہنے لگا کیا تمہارے محل کے اوپر کوئی ضرورت کی جگہ ہے کہنے لگی، ہاں، باندی کو حکم دیا کہ اس کے لئے پانی وغیرہ اوپر

لے جا، یہ اوپر چھت کے ایک کونے کی طرف گیا۔ دیکھا کہ محل بہت اونچا ہے۔ کوئی ایسی چیز نہیں جس کے ساتھ لٹک کر نیچے اتر جائے آخر اپنے نفس کو خطاب اور عتاب کرنے لگا۔ کہ تو ستر برس سے اپنے رب کریم کی رضا کی طلب میں لگا ہوا ہے رات دن اسی حرص میں گزرتے ہیں تجھ پر آج ایک شام ایسی آئی ہے جو تیری اس تمام محنت کو ضائع کردے گی واللہ! تجھ سے بڑھ کر کوئی خائن نہ ہوگا۔ اگر یہ شام تیرے اعمال کو فاسد کرگئی۔ آخر اللہ کو کیا منہ دکھائے گا۔ غرض اسی طرح اپنے آپ کو خطاب اور عتاب کرتا رہا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اس کے بعد جب اس نے بلندی سے کود جانے کا تہیہ کرلیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام کو ندا دی، انہوں نے لبیک کہہ کر جواب دیا۔ ارشاد ہوا میرا بندہ میری معصیت اور ناراضگی سے بچنے کے لئے جان کی بازی لگا رہا ہے۔ جا اپنے پروں سے اس کو تھام لے اور اسے ذرا بھی تکلیف نہ ہونے پائے۔ چنانچہ جبرائیل علیہ السلام نے اپنا پر پھیلایا اسے پکڑ کر یوں زمین پر رکھ دیا جیسے ایک مہربان باپ اپنے بیٹے کو رکھتا ہے۔ فرمایا کہ عابد یہاں سے سیدھا گھر گیا۔ زنبیلیں وغیرہ وہیں رہ گئیں سورج غروب ہو رہا تھا بیوی کہنے لگی زنبیلوں کی قیمت کہاں ہے کہنے لگا آج تو ان کا کچھ نہیں ملا کہنے لگی تو آج رات افطار کس چیز سے کریں گے۔ کہنے لگا آج کی رات یوں ہی ذرا صبر سے کاٹ لیں گے پھر کہنے لگا اٹھ کر تنور میں آگ جلا دے ہمسائے ہمارے تنور میں آگ نہیں دیکھیں گے تو نامعلوم کیا کچھ خیالات دوڑائیں گے۔ خواہ مخواہ انہیں پریشان کرنا اچھا نہیں۔ بیوی نے اٹھ کر تنور میں آگ جلا دی۔ خود واپس آ کر بیٹھ گئی۔ ایک پڑوسن آگ لینے کو آئی پوچھا آگ ہے جواب ملا آگے بڑھ کر تنور سے لے لو۔ یہ عورت آگ لے کر واپس ہوئی تو گھر والی سے کہنے لگی کہ تو یہاں بیٹھی باتیں کر رہی ہے۔ ادھر تیری روٹیاں پک چکی ہیں بلکہ جلنے کو ہیں عورت نے اٹھ کر دیکھا تو تنور بہترین روٹیوں سے بھرا ہوا تھا۔ عورت نے انہیں برتن میں رکھا اور خاوند کے پاس لے آئی اور کہنے لگی کہ تیرے ساتھ اللہ تعالیٰ کا یہ معاملہ تیرے بلند درجات کی وجہ سے ہی ہوسکتا ہے۔ لہٰذا تو اللہ تعالیٰ سے دعا مانگ کہ ہماری باقی عمر خوشحالی اور فراخی میں گزرے، عابد کہنے لگا اسی حال پر صبر اچھا ہے۔ مگر عورت کا اصرار بڑھتا گیا۔ حتیٰ کہ عابد نے دعا کرنے کا وعدہ کرلیا۔ آدھی رات کو اٹھ کر نماز پڑھی اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنے لگا۔ کہ اللہ میری بیوی کا اصرار اور تقاضا یہ ہے کہ اس کو باقی عمر میں

خوشحالی اور فراخی عطا فرما۔ اتنے میں چھت پھٹ گئی یاقوت اور موتیوں سے بھری ہوئی تشتری نیچے آئی جس سے تمام گھر جگمگا اٹھا۔ عابد نے بیوی کا پاؤں دبایا جو قریب ہی سو رہی تھی۔ اور کہا کہ اٹھ کر بیٹھ اور جو کچھ مانگتی تھی وہ سنبھال لے عورت بیدار ہو کر کہنے لگی جلدی نہ کرو اس مقصد کے لئے تو تو نے مجھے نہ ہی جگایا ہوتا میں خواب دیکھ رہی تھی۔ سونے کی بہت سی کرسیاں بچھی ہوئی ہیں جو یاقوت اور زبرجد وغیرہ سے مرصع ہیں مگر ان میں سوراخ ہیں میں نے پوچھا یہ کرسیاں کس کی ہیں جواب ملا یہ تیرے خاوند کے بیٹھنے کے لئے ہیں، میں نے پوچھا یہ سوراخ کیا ہیں جواب ملا یہ وہی نقص اور کمی ہے جو دنیا کی جلد بازی کی وجہ سے واقع ہوئی ہے تو میں نے کہا کہ میں کسی ایسی چیز کی خواہش نہیں رکھتی جس سے تیری نشست گاہ میں نقص پیدا ہو۔ لہٰذا اپنے رب سے اسے واپس کرنے کی دعا کرلو۔ عابد نے دعا مانگی اور تشتری واپس ہوگئی۔ (بحوالہ تنبیہ الغافلین)

نفسانی خواہش سے بچنے کا دوسرا واقعہ

حضرت سعد بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ پہلی امتوں کا واقعہ ہے کہ تین آدمی سیر و سیاحت کے لئے گھر سے نکلے، راستہ میں بارش آئی تو ایک پہاڑ کی غار میں پناہ لی۔ دریں اثناء پتھر کی ایک چٹان پہاڑ سے گر کر غار کے منہ پر آ کر رک گئی اور راستہ بالکل بند ہو گیا وہ کہنے لگے کہ اب تو نہ کوئی پیغام اور نہ نام و نشان بس اللہ ہی کارساز ہے یا اپنی کوئی نیکی ہو تو اس کا سہارا ممکن ہے لہٰذا اپنی اپنی نیکی کوئی ہو تو اس کا واسطہ دے کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو کچھ بعید نہیں کہ ہم سے یہ آفت ٹل جائے چنانچہ ایک آدمی نے دعا مانگنی شروع کی اے اللہ تجھے معلوم ہے کہ میرے چچا کی ایک بیٹی تھی جس سے مجھے بے حد محبت تھی۔ میں نے اسے گناہ پر آمادہ کیا مگر اس نے انکار کر دیا اچانک اسے شدید ضرورت پیش آئی اور میرے پاس آنا ہوا میں نے کہا اس شرط پر ضرورت پوری کروں گا کہ تو میرا مقصد پورا کرے وہ انکار کر کے لوٹ گئی مگر ضرورت نے اور شدت پکڑی تو وہ پھر آئی ایک روایت میں ہے کہ اس کا خاوند بیمار تھا اور اولاد چھوٹی تھی اوپر سے قحط تھا غرض عورت اپنی مجبوری کی وجہ سے تیسری اور چوتھی بار لوٹ لوٹ کر آئی اور میرا وہی جواب کہ میری غرض پوری کرے گی تو ضرورت پوری کروں گا بالآخر وہ میرے کہنے میں آگئی اور آمادگی کا اظہار کر دیا۔ میں جب اپنی بری خواہش پوری کرنے کو تیار ہوا تو عورت کانپنے لگی اور کہنے لگی کہ جو

کام تیرے لئے حلال نہیں وہ تجھے لائق نہ تھا میں نے اسے چھوڑ دیا اور اس کی غلہ وغیرہ کی حاجت پوری کردی بلکہ زائد دے دیا اے اللہ تو جانتا ہے اگر میرا یہ کام محض تیری رضا کے لئے تھا تو ہمارا یہ راستہ کھول دے۔ چنانچہ غار کا تھوڑا سا منہ کھل گیا۔ اب دوسرا کہنے لگا اے اللہ یہ بات تیرے علم میں ہے کہ میرے والدین بوڑھے تھے۔ ایک بار میں ان کے لئے رات کو دودھ لے کر آیا دیکھا تو دونوں سو رہے تھے۔ میں نے انہیں جگانا پسند نہ کیا ادھر بکریوں کا بھی ڈر تھا کہ اگر وہاں نہ گیا تو درندے پھاڑ کھائیں گے مگر میں نے بکریاں چھوڑ دیں اور رات بھر پیالہ ہاتھ میں لے کر کھڑا رہا اور صبح کردی۔ اے اللہ تو جانتا ہے کہ میرا یہ عمل تیری ہی رضا کے لئے تھا تو ہمارا راستہ کھول دے۔ اس دفعہ بھی غار کا تھوڑا سا منہ اور کھل گیا۔ اب تیسرا کہنے لگا اے اللہ تیرے علم میں ہے کہ میں نے اپنے کام پر کچھ مزدور لگائے ہر مزدور کی اجرت دو مد غلہ مقرر تھی۔ انہوں نے کام مکمل کیا اور میں نے ان کی مزدوری ادا کردی مگر ایک مزدور کہنے لگا کہ میرا کام دوسروں سے اچھا تھا لہٰذا مزدوری بھی زیادہ ہونی چاہیئے میں نے انکار کیا تو وہ ناراض ہو گیا۔ دوسری روایت میں یوں ہے کہ ایک اور آدمی دوپہر کے وقت آ کر کام پر لگا مگر اسنے کام اتنا ہی کردیا جتنا دوسروں نے پورے دن میں کیا تھا۔ میرا خیال ہوا کہ اس کو بھی دوسروں کی طرح پورے دن کی اجرت دے دوں اس پر ایک مزدور کہنے لگا کہ یہ دوپہر کو آیا اور ہم صبح سے آئے ہیں اس کو ہمارے برابر اجرت کیوں دی جارہی ہے میں نے جواب میں کہا کہ میں تمہاری اجرت میں تو کوئی کمی نہیں کی مگر وہ ناراض ہو کر اپنی اجرت چھوڑ کر چلتا بنا۔ ادھر میں نے اس کے گلہ کے دو مد کاشت کردیئے۔ جس سے کافی فصل حاصل ہوئی اسے فروخت کر کے میں نے بہت سی بکریاں گائے اونٹ خرید لئے، ناداری اور احتیاج سے تنگ آ کر وہ مزدور پھر میرے پاس آیا اور اپنے دو مد غلہ کا مطالبہ کرنے لگا تو میں نے کہا کہ یہاں پر جو بھی مال مویشی تجھے نظر آ رہے ہیں سب لے جا۔ اے اللہ تو خوب جانتا ہے کہ میں نے یہ جو کچھ بھی کیا تیری رضا مندی کے لئے ہی کیا تھا تو ہمارا راستہ صاف کردے۔ چنانچہ پتھر کی چٹان غار کے منہ سے ہٹ گئی۔ اور یہ صحیح سالم باہر نکل آئے۔ یہ واقعہ نعمان رضی اللہ عنہ بن بشیر نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث رقیم کے عنوان سے نقل کیا ہے ان کے علاوہ اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی الفاظ کے ذرا اختلاف کے ساتھ اس واقعہ کو نقل کرتے ہیں۔ (حوالہ بالا)

﴿پانچویں فصل﴾

نوجوان......اور توبہ واستغفار کا التزام

یاد رکھیے گناہوں سے توبہ کرنا راہ نجات کی پہلی سیڑھی ہے اور منزل مقصود تک پہنچنے والوں کے لئے گراں قیمت پونجی ہے، توبہ گم کردہ راہ لوگوں کو راستہ دکھانے کا ذریعہ ہے اگر کسی سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو یہ بات حیرت انگیز باعث تعجب خیز نہیں کیونکہ انسان خطا کا پتلا ہے لیکن اصل انسان اور اس کی کامیاب زندگی تب ہی ہوگی جب وہ اپنے گناہوں پر نادم ہو کر توبہ واستغفار کا اہتمام کرے گا۔

ایک سفید ریش بزرگ سے کسی نے پوچھا! باباجی آپ کی عمر کتنی ہوگی؟ کہا کوئی دس بارہ سال ہوگی۔ سائل بڑا حیران ہوا اور کہنے لگا باباجی آپ کے بال سفید اور آپ کہتے ہیں کہ بارہ سال کی عمر ہے فرمایا! کہ ہاں بیٹے جب سے میں نے سچی توبہ کی ہے بارہ سال گزرے ہیں۔ یہی میری زندگی ہے اس سے پہلے میری زندگی نہیں شرمندگی تھی۔ حقیقت یہی ہے کہ زندگی وہی ہے جو اللہ کے خوف میں گزرے۔

بہر حال اسلام میں توبہ کا ایک اہم مقام ہے، انسان گناہوں میں ڈوبا ہوا ہو اور پھر وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے گڑگڑا کر توبہ واستغفار کا التزام کرلے تو وہ گناہوں سے ایسا پاک صاف ہوسکتا ہے کہ جیسے کبھی زندگی میں گناہ کے قریب بھی نہ گیا ہو، قرآن و حدیث میں جابجا توبہ واستغفار کی تلقین کی گئی ہے۔

آج کے اس پرفتن و پرآشوب دور میں جہاں اپنے خالق و مالک کی نافرمانیوں کی بھرمار ہے، اسی لئے تو شیطان پے درپے کامیابیوں سے سرشار ہے، جو کہ یقیناً مسلمانوں کے لئے باعث عار ہے، مگر افسوس پھر بھی امت نہ شرمسار ہے اور نہ ہی غمخوار ہے۔

غرض جس انداز میں آج کے اس پرخطر دور میں نوجوان گناہوں کی طرف کھنچتے چلے

جا رہے ہیں یہ انتہائی نقصان کی بات ہے، اس لئے نوجوان دوستوں سے گزارش ہے کہ اگر اپنی جوانی کو بچانے اور قیمتی بنانے کا جذبہ ہے تو دوستو! آیئے ہم سب مل کر آج ہی اپنے ماضی کے گناہوں پر نادم ہو کر اپنے رحیم و کریم اللہ سے معافی مانگیں اور آئندہ اپنی زندگی کے تمام شب و روز منشائے خداوندی کے مطابق گزارنے کا عزم مستحکم کریں۔

اسلام نے ہمیں توبہ واستغفار پر کس قدر ابھارا ہے اس کا اندازہ آپ کو آنے والے صفحات میں ہوگا چنانچہ آیئے اب ہم ان ہی صفحات کا مطالعہ کرتے ہیں۔

توبہ واستغفار کی ترغیب آیات قرآنی میں

قرآن کریم میں توبہ واستغفار سے متعلق اس قدر تلقین کی گئی ہے کہ اگر مکمل وضاحت کے ساتھ بالتفصیل تذکرہ کیا جائے تو ایک الگ سے کتاب بن جائے زیادہ تفصیل کی چونکہ یہاں گنجائش نہیں اس لئے صرف آیات قرآنی کے مختصر مختصر مفہوم بیان کئے جاتے ہیں۔

آیت نمبر ا:

اور مسلمانو تم سب اللہ تعالیٰ کے سامنے توبہ کرو تاکہ تم فلاح پا جاؤ۔

(پ ۱۸ ر ۱۰ آیت ۳۰)

آیت نمبر ۲:

اے ایمان والو تم اللہ تعالیٰ کی سامنے سچی توبہ کرو۔ (پ ۲۸ ر ۲۰ آیت نمبر ۸)

آیت نمبر ۳:

اللہ تعالیٰ محبت رکھتے ہیں توبہ کرنے والوں سے اور پاک وصاف رہنے والوں سے۔

(پ ۲ ر ۱۲ آیت نمبر ۲۲۲)

آیت نمبر ۴:

توبہ کا قبول کرنا اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔ وہ تو ان لوگوں کے لئے ہے جو جہالت سے کوئی گناہ کر بیٹھتے ہیں پھر قریب ہی وقت میں توبہ کر لیتے ہیں سو ایسوں پر اللہ تعالیٰ توجہ فرماتے ہیں اور اللہ تعالیٰ خوب جانتے ہیں، حکمت والے ہیں۔

(پ۴ سورۃ نساء آیت نمبر ۱۷)

آیت نمبر۵:

استغفار کی تلقین کرتے ہوئے ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ!

کیا وہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع نہیں کرتے اور اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب نہیں کرتے؟ اللہ تو بہت بخشنے والا نہایت رحم والا ہے۔

(پ۶ ر۱۴ المائدہ آیت نمبر ۷۴)

آیت نمبر۶:

جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور اچھے کام کئے تو ایسے لوگوں کے گناہوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں سے بدل دے گا اور اللہ تعالیٰ تو بخشنے والا بڑا مہربان ہے۔ (سورہ فرقان آیت نمبر ۷)

آیت نمبر۷:

اللہ تعالیٰ آپ کی موجودگی میں ان کو عذاب نہیں دیں گے اور اسی طرح جب وہ استغفار کررہے ہوں تو وہ بھی ان کو عذاب نہیں ہوگا۔ (سورہ انفال آیت نمبر ۳۳)

آیت نمبر۸:

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث سنائی کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب بندہ کوئی گناہ کرتا ہے، پھر اچھی طرح وضو کرتا اور دو رکعت نماز پڑھ لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے بخشش ۔۔۔ اسے معاف فرمادیتے ہیں، پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی جس کا مفہوم ہے کہ!

اور جو شخص کوئی برائی کرلے یا اپنی جان کا ضرر کرے پھر اللہ تعالیٰ سے معافی چاہے تو وہ اللہ تعالیٰ کو بڑی مغفرت والا پائے گا۔ (سورہ نساء آیت نمبر ۱۱۰)

آیت نمبر۹:-

اور ایک روایت میں ہے کہ یہ آیت پڑھی جس کا مفہوم ہے!

اور ایسے لوگ کہ جب کوئی ایسا کام کرگذرتے ہیں جس میں زیادتی ہو یا اپنی ذات کا نقصان کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کو یاد کرلیتے ہیں، پھر اپنے گناہوں کی معافی چاہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سوا کون ہے جو گناہوں کو بخشتا ہو اور وہ لوگ اپنے فعل پر اصرار نہیں

کرتے۔ حالانکہ وہ جانتے بھی ہیں، ان لوگوں کی جزا بخشش ہے، ان کے رب کی طرف سے اور ایسے باغ کہ ان کے نیچے نہریں چلتی ہوں گی اور وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے ہوں گے اور اچھا حق الخدمت ہے ان کام کرنے والوں کا۔

(سورہ آل عمران آیت نمبر ۱۳۵)

توبہ واستغفار کی ترغیب احادیث میں

توبہ کرنے والے افضل ہیں

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بنی آدم میں سے ہر ایک گناہوں کا ارتکاب کرلیتا ہے اور گناہ کرنے والوں میں سب سے افضل اور بہتر وہ لوگ ہیں جو توبہ کرتے ہیں۔ (ترمذی شریف)

حالت غرغرہ سے پہلے پہلے توبہ قبول ہوتی ہے

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی توبہ اس وقت تک قبول کرتا ہے جب تک حالت غرغرہ کو نہ پہنچ جائے (ترمذی شریف)

ف۔ اللہ تعالیٰ بندوں کی توبہ قبول کرنے کے لئے ہر وقت منتظر رہتا ہے۔ بس صرف اتنی بات لازم ہے کہ بندے حالت مخمصہ اور حالت غرغرہ سے پہلے پہلے توبہ کرلیا کریں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو ایمان بالغیب کا مکلف بنایا ہے، ایمان بالمشاہدہ کا مکلف نہیں بنایا اور حالت غرغرہ میں عالم ملکوت اور عالم آخرت کی چیزوں کا مشاہدہ ہوجاتا ہے، اس لئے اس کا اعتبار نہیں۔ اس طرح توبہ کا حال ہے کہ حالت مخمصہ کی توبہ بھی اس لئے قبول نہیں ہوتی ہے کہ عالم ملکوت کی چیزوں کو دیکھ کر مجبور ہوکر توبہ کررہا ہے اپنے طور پر نادم ہوکر توبہ نہیں کررہا۔

توبہ کا اعلان

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

توبہ فضا میں لٹک رہی ہے، دن رات مسلسل پکارتی رہتی ہے کہ جو شخص مجھے اختیار کرے گا اسے عذاب نہیں ہوگا وہ ہمیشہ اعلان کرتی رہے گی جب سورج مغرب سے طلوع ہوگا تو اوپر اٹھالی جائے گی۔ (بحوالہ تنبیہ الغافلین)

توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے کبھی گناہ کیا ہی نہیں

رسول اقدس ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں گناہوں سے توبہ کرنے والوں کا حال ایسا ہے جیسا کہ انہوں نے کبھی گناہ ہی نہیں کیا ہے (ابن ماجہ)۔ بالفرض اگر گناہ کرتے کرتے اس کا نام جہنمیوں کی فہرست میں درج ہو چکا ہے تو توبہ کے ذریعے سے وہاں سے اس کا نام کٹوا دیا جاتا ہے اور اہل جنت کی فہرست میں اس کا نام درج کر دیا جاتا ہے۔ (حوالہ بالا)

شیطان کا دعویٰ / اللہ کا وعدہ

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے شیطان مردود کو زمین پر اتارا تو کہنے لگا کہ تیری عزت کی قسم میں ابن آدم کا پیچھا نہیں چھوڑوں گا جب تک کہ اس کی روح جسم سے الگ نہ ہو جائے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مجھے اپنی عظمت (عزت) کی قسم کہ میں اپنے بندے سے توبہ کو نہیں روکوں گا یہاں تک کہ مرتے وقت اس کی سانس اکھڑنے لگے (حوالہ بالا)

نیکی کا فرشتہ، بدی کے فرشتے پر افسر ہے

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ! دائیں جانب والا فرشتہ (یعنی نیکی کا فرشتہ) بائیں والے فرشتے (بدی کا فرشتہ) کا افسر ہے، بندہ جب کوئی نیکی کرتا ہے تو دائیں والا اس کی دس (نیکیاں) لکھتا ہے اور جب برائی کرتا ہے اور بائیں والا لکھنا چاہتا ہے تو دائیں والا کہتا ہے ذرا ٹھہر جا۔ چنانچہ وہ سات گھڑیاں رکا رہتا ہے اگر توبہ واستغفار کرے تو کچھ نہیں لکھتا۔ اگر توبہ استغفار نہ کرے تو صرف ایک برائی لکھتا ہے۔ (حوالہ بالا)

ایک نیکی کی طاقت

ایک روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جب بندہ گناہ کرتا ہے تو اسے لکھا نہیں جاتا تا آنکہ وہ دوسرا گناہ کرلے اور پھر اس دوسرے کو نہیں لکھا جاتا جب تک کہ اور گناہ نہ کرلے۔ اسی طرح جب اس کے پانچ گناہ ہو جاتے ہیں۔ اور وہ ایک نیکی کر لیتا ہے تو اس کی دس نیکیاں لکھنے کے بجائے پانچ لکھی جاتی ہیں اور باقی پانچ گناہوں کے مقابل ہو جاتی ہیں۔ اس پر ابلیس لعین چیختا ہے اور کہتا ہے کہ میں ابن آدم پر کیسے غلبہ پا سکتا ہوں کہ وہ میری تمام محنت پر ایک نیکی سے پانی پھیر دیتا ہے) حوالہ بالا)

توبہ کا عظیم انعام

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب بندہ توبہ کر لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرما لیتے ہیں تو کراماً کاتبین فرشتوں نے جو گناہ اس کے لکھے تھے وہ بھول جاتے ہیں اور اس کے اعضاء بھی ان گناہوں کو بھول جاتے ہیں اور زمین کا وہ ٹکڑا بھی اس کے گناہ بھول جاتا ہے اور اس کے مقابل آسمان کا حصہ بھی اس کو بھول جاتا ہے یہ سب کچھ اس لئے ہوتا ہے کہ مخلوق میں سے کوئی چیز اس بندے کے خلاف اس کے گناہ کی گواہی نہ دے سکے جس سے اس نے توبہ کرلی ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مخلوق کے پیدا ہونے سے چار ہزار برس پہلے عرش کے چاروں طرف یہ لکھ دیا گیا ہے۔

و انی لغفار لمن تاب و امن و عمل صالحا ثم اهتدی

ترجمہ: اور میں ایسے لوگوں کے لئے بڑا بخشنے والا ہوں جو توبہ کریں اور ایمان لے آئیں اور نیک عمل کریں پھر اس پر قائم رہیں۔ (حوالہ بالا)

اللہ تعالیٰ بار بار بھی توبہ قبول فرماتے ہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ! اللہ کے ایک بندے۔ سے کوئی گناہ سرزد ہو گیا اس نے عرض کیا اے میرے رب مجھ سے یہ گناہ ہو گیا مجھے معاف فرما دیجئے اس کے رب نے اس سے

فرمایا: بندے کو یہ معلوم ہے کہ اس کا ایک پروردگار ہے جو گناہ کو معاف بھی کرتا ہے اور اس پر مواخذہ بھی کرتا ہے، لہٰذا اللہ نے اسے معاف فرمادیا، پھر وہ شخص کچھ دنوں تک ٹھیک ٹھاک رہا پھر ایک اور گناہ کر بیٹھا یا اس سے کوئی اور گناہ سرزد ہو گیا اور اس نے عرض کیا اے میرے پروردگار مجھ سے دوسرا گناہ سرزد ہو گیا ہے لہٰذا اسے بھی معاف فرمادیجئے اس کے رب نے فرمایا: میرے بندے نے یہ یقین کرلیا کہ اس کا ایک ایسا رب ہے جو گناہ کو معاف کرتا ہے اور اس پر گرفت بھی کرتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ نے اسے معاف فرمادیا۔ پھر وہ شخص کچھ دنوں تک گناہوں سے بچا رہا، پھر کوئی اور گناہ کر بیٹھا یا اس سے اور کوئی گناہ ہو گیا تو اس نے عرض کیا اے میرے پروردگار میں تو ایک اور گناہ کر بیٹھا لہٰذا آپ میری مغفرت فرمادیجئے تو اس کے رب نے فرمایا: میرے بندے نے جان لیا کہ اس کا ایک ایسا پروردگار ہے جو گناہوں کو معاف بھی کرتا ہے اور اس پر مواخذہ بھی کرتا ہے فرمایا: میں نے اپنے بندے کی مغفرت کردی لہٰذا وہ جو چاہے کرتا پھرے۔ (بخاری شریف)

فائدہ!...... واضح رہے حدیث مبارک میں ''جو چاہے کرتا پھرے'' کے الفاظ آئے ہیں اس کا یہ مطلب ہرگز نہ لیا جائے کہ اب تو کھلی چھٹی مل گئی جو گناہ چاہو کرتے پھرو، یہ سوچ اللہ تعالیٰ کے غضب کو دعوت دینے کے مترادف ہے حدیث بالا میں ان لوگوں کو خوشخبری دی گئی ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے احکامات کو پورا کرنے کی سعی کرتے رہتے ہیں اور اس دوران کوئی گناہ ہو جاتا ہے تو بندہ توبہ کرتا ہے، اسکے بعد اللہ کے احکامات کے مطابق زندگی گزارتا ہے اور پھر جانے میں یا انجانے میں کوئی گناہ کر بیٹھتا ہے اور پھر اللہ سے توبہ و استغفار کرتا ہے گویا کہ جو اللہ تعالیٰ کے خوف کی وجہ سے توبہ واستغفار کو سامنے رکھتا ہے ان کے لئے خوشخبری ہے کہ گناہوں کے سامنے مایوس نہ ہونا چاہیئے بلکہ توبہ واستغفار کو لازم پکڑنا چاہیئے۔ اور جو توبہ واستغفار کا اہتمام نہیں کرتے اور گناہ پر گناہ کرتے چلے جاتے ہیں انہیں اللہ تعالیٰ کے سخت کوڑے سے ڈرنا چاہیئے جو نا معلوم کب برس پڑے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی امان میں رکھے۔ آمین

توبہ کا دروازہ

شیخ ابواللیث سمرقندی رحمہ اللہ اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل

کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے توبہ کے دروازے کا ذکر فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ پوچھنے لگے یا رسول اللہ (ﷺ) یہ توبہ کا دروازہ کیا چیز ہے۔ ارشاد فرمایا! توبہ کا دروازہ مغرب میں ہے جس کے کواڑ سونے کے ہیں، جس پر موتی اور یاقوت جڑے ہوئے ہیں۔ دونوں کواڑوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا ایک تیز رفتار سوار چالیس برس میں طے کر سکتا ہے اور یہ دروازہ جب سے مخلوق پیدا ہوئی ہے کھلا ہوا ہے اور جس دن سورج مغرب کی طرف سے نکلے گا اس دن توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا۔ جو بندہ توبۃ النصوح کرتا ہے وہ اسی دروازہ سے داخل ہوتا ہے۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یا رسول اللہ یہ توبۃ النصوح کیا ہے؟ ارشاد فرمایا وہ یہ ہے کہ گنہگار اپنے کئے ہوئے گناہ پر نادم ہو کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں معذرت کرے اور پھر کبھی اس کا اعادہ نہ کرے۔ پھر جب سورج اور چاند اس دروازہ میں غروب ہوں گے اس کے بعد اس دروازہ کے کواڑیوں مل جائیں گے کہ کسی شگاف وغیرہ کا نام ونشان نہ ہوگا اس وقت کسی بندے کی توبہ قبول نہ ہوگی اور نہ ہی کوئی ایسی نیکی نفع دے گی جو آج سے پہلے اس نے بحالت اسلام نہیں کی تھی ہاں جو لوگ پہلے سے نیکوکار تھے ان کی نیکیاں جاری رہیں گی۔

(بحوالہ تنبیہ الغافلین)

ایک اور حدیث اور اس کی وضاحت

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنی وفات کے وقت فرمایا کہ: میں نے ایک بات رسول اللہ ﷺ سے سنی تھی اور تم سے اب تک چھپائی تھی (اب جب کہ میرا آخری وقت ہے وہ میں تم کو بتاتا ہوں اور وہ امانت تمہارے سپرد کرتا ہوں) میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا آپ فرماتے تھے کہ: اگر بالفرض تم سب (ملائکہ کی طرح) بے گناہ ہو جاؤ اور تم سے کوئی گناہ سرزد نہ ہو، تو اللہ اور مخلوق پیدا کرے گا جن سے گناہ بھی سرزد ہوں گے، پھر اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت کا فیصلہ فرمائے گا (اور اس طرح اس کی شان غفاریت کا ظہور ہوگا)۔　　(صحیح مسلم)

فائدہ!......اس حدیث کی تشریح میں حضرت مولانا منظور نعمانی صاحب نے لکھا ہے کہ اس حدیث سے یہ سمجھنا کہ اللہ تعالیٰ کو معاذ اللہ گناہ مطلوب ہیں اور وہ گنہگاروں کو پسند کرتا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے اس ارشاد کے ذریعے گناہوں اور گنہگاروں کی ہمت

افزائی فرمائی ہے، بڑی جاہلانہ غلط فہمی ہوگی۔ انبیاء علیہم السلام کی بعثت کا مقصد ہی یہ ہے کہ لوگوں کو گناہ سے بچایا جائے اور اعمال صالحہ کی ترغیب دی جائے۔ دراصل حدیث کا منشاء اور مدعا اللہ تعالیٰ کی شان غفاریت کو ظاہر کرنا ہے اور مطلب یہ ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کی صفت خالقیت کے ظہور کے لئے ضروری ہے کہ کوئی مخلوق پیدا کی جائے اور صفت رزاقیت کے لئے ضروری ہے کہ کوئی مخلوق ہو جس کو رزق کی ضرورت ہو اور اللہ تعالیٰ اس کو رزق عطا فرمائے۔

علی ہذا القیاس جس طرح اللہ تعالیٰ کی صفت ہدایت کے لئے ضروری ہے کہ کوئی مخلوق ہو جس میں ہدایت لینے کی صلاحیت ہو اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کو ہدایت ملے اسی طرح اللہ تعالیٰ کی شان غفاریت کے لئے ضروری ہے کہ کوئی ایسی مخلوق ہو جس سے گناہ بھی سرزد ہوں پھر وہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں استغفار کرے اور گناہوں کی معافی اور بخشش چاہے، اور پھر اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت اور بخشش کا فیصلہ فرمائے، اس لئے ناگزیر ہے اور ازل سے طے ہے کہ اس دنیا میں گناہ کرنے والے بھی ہوں گے ان میں سے جن کو توفیق ملے گی وہ استغفار بھی کریں گے اور اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت کا فیصلہ بھی فرمائے گا اور اس طرح اس کی صفتِ مغفرت اور شان غفاریت کا ظہور ہوگا۔

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا اپنی زندگی میں اس خیال سے کبھی تذکرہ نہیں کیا کہ کم فہم لوگ غلط فہمی میں مبتلا نہ ہو جائیں پھر اپنے آخری وقت میں اپنے خاص لوگوں سے اظہار فرما کر امانت گویا ان کے سپرد کر دی۔

یہی مضمون الفاظ کے تھوڑے سے فرق کے ساتھ صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔

(بحوالہ معارف الحدیث)

توبہ کی ترغیب اور توبہ کا حاصل

سعید ابن ابی بردہ رحمہ اللہ اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے اور وہ حضور ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا! کہ میں دن میں سو بار توبہ و استغفار کرتا ہوں۔ ایک اور روایت میں ہے اے لوگو! اللہ کے سامنے توبہ کرو کہ میں دن میں سو بار توبہ کرتا ہوں۔ پس جب رسول اللہ ﷺ توبہ و استغفار کرتے ہیں حالانکہ آپ کے اگلے پچھلے گناہ

سب معاف ہو چکے ہیں۔ تو ایسے لوگ جن کے متعلق کچھ پتہ نہیں کہ ان کے گناہوں کی بخشش ہوئی ہے یا نہیں ان کو لازم ہے کہ وہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کے سامنے توبہ کریں اور اپنی زبان کو ہمہ وقت استغفار میں مشغول رکھیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ!

بلکہ بعض آدمی یوں چاہتا ہے کہ اپنی آئندہ زندگی میں بھی فسق و فجور کرتا رہے۔
(سورہ قیامہ آیت نمبر ۵)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اس آیت کے بارے میں یوں فرماتے ہیں کہ آدمی یہ چاہتا ہے کہ گناہ کئے جائے اور توبہ میں سستی کرتا رہے اور یہ کہہ کر ٹالتا رہے کہ توبہ کرلوں گا حتیٰ کہ اسے گناہ والی حالت میں موت آجاتی ہے اور وہ یونہی مرجاتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ ٹالنے والے ہلاک ہو گئے۔ مطلب یہ ہے کہ جو لوگ توبہ کو آج کل پر ٹالتے رہتے ہیں۔ لہٰذا ہر انسان پر لازم ہے کہ وہ مرتے دم تک اللہ تعالیٰ کے سامنے توبہ کرتا رہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ توبہ قبول فرماتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے!

اور وہ ایسا ہے کہ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور وہ تمام گناہ معاف فرما دیتا ہے
(سورہ شوریٰ آیت نمبر ۲۵)

یعنی جب توبہ کرتے اور رجوع کرلیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں سے درگزر فرما دیتے ہیں اور توبہ کا حاصل یہ ہے کہ اپنے گناہ پر دل سے نادم ہو، زبان سے استغفار کرے آئندہ کے لئے عزم کرے کہ پھر یہ گناہ ہرگز نہ کروں گا۔

(تنبیہ الغافلین)

توبہ کی پہچان اور علامتیں

کسی دانا کا قول ہے کہ آدمی کی توبہ چار باتوں میں پہچانی جاتی ہے۔
ایک یہ کہ! اپنی زبان کو فضول گوئی، غیبت اور جھوٹ سے روک لے۔
دوسری یہ کہ! اپنے دل میں کسی کے لئے حسد اور عداوت نہ رکھے۔
تیسری یہ کہ! بدکار لوگوں سے علیحدگی اختیار کرلے۔
چوتھی یہ کہ! موت کی تیاری میں لگا رہے۔ گزشتہ پر ندامت کے ساتھ استغفار کرتا رہے اور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری پر کمربستہ ہو جائے۔

کسی حکیم سے پوچھا گیا کہ کون سی علامت ہے کہ جس سے معلوم ہوسکے کہ توبہ قبول ہوگئی ہے فرمایا چار علامتیں ہیں۔

پہلی یہ کہ! بُرے لوگوں سے ہٹ کر اچھے لوگوں سے میل جول اختیار کرے۔

دوسری یہ کہ! سب گناہ چھوڑ کر تمام اطاعتوں پر کمر بستہ ہو جائے۔

تیسری یہ کہ! اس کے دل سے دنیا کی لذتیں اور فرحتیں سب جاتی رہیں اور آخرت کا غم ہمیشہ کے لئے اس کے دل میں گھر کر جائے۔

چوتھی یہ کہ! رزق وغیرہ اشیاء سے جس کی اللہ تعالیٰ نے ضمانت اور ذمہ داری لے رکھی ہے اپنے آپ کو فارغ کر کے ان کاموں میں لگے جن کا اللہ تعالیٰ نے حکم دے رکھا ہے۔

یہ علامتیں موجود ہوں تو وہ ان لوگوں میں سے ہو جائے گا۔ جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ!

یقیناً اللہ تعالیٰ محبت رکھتے ہیں توبہ کرنے والوں سے اور محبت رکھتے ہیں پاک صاف رہنے والوں سے۔ (سورہ آل عمران آیت نمبر ۲۲۲)

اور لوگوں پر اس کے حق میں چار چیزیں واجب ہو جائیں گی۔

پہلی یہ کہ! اس سے محبت کرنے لگیں اس لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے۔

دوسری یہ کہ! اس کے لئے توبہ پر دوام وثابت قدمی کی دعا کرتے رہیں۔

تیسری یہ کہ! گزشتہ گناہوں پر اسے شرمندہ نہ کیا کریں۔

چوتھی یہ کہ! اس کے پاس بیٹھا کریں، اس کے ساتھ بھلائی میں تعاون اور اچھی گفتگو کیا کریں اور اللہ تعالیٰ اس شخص کو چار کرامات سے نوازیں گے۔

ایک یہ کہ! اسے گناہوں سے یوں پاک کر دیں گے جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔

دوسری یہ کہ! اس سے محبت رکھیں گے۔

تیسری یہ کہ! شیطان لعین کو اس پر مسلط نہیں ہونے دیں گے۔

چوتھی یہ کہ! دنیا سے جانے سے پہلے اسے خوف سے امن کی نوید عطا فرمائیں گے۔

(حوالہ بالا)

توبہ واستغفار میں فرق

توبہ اور استغفار میں فرق یہ ہے کہ استغفار توبہ کی طرف لے جانے والا راستہ ہے اور استغفار توبہ کے مقابلے میں عام ہے استغفار کے معنیٰ یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی دعا مانگنا، اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگنا۔ اور توبہ تین چیزوں کے مجموعے کا نام ہے جب تک یہ تین چیزیں جمع نہ ہوں، اس وقت تک توبہ کامل نہیں ہوتی۔

- ایک یہ کہ! جو غلطی اور گناہ سرزد ہوا ہے اس پر ندامت اور شرمندگی ہو۔
- دوسرا یہ کہ! جو گناہ ہو اس کو فوراً ترک کردے۔
- تیسرا یہ کہ! آئندہ گناہ نہ کرنے کا عزم کامل ہو۔

حضرت امام غزالی رحمہ اللہ توبہ اور استغفار میں فرق کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ استغفار کے اندر یہ تین چیزیں شرط نہیں بلکہ استغفار ہر انسان، ہر حالت میں کرسکتا ہے جب کوئی غلطی ہو جائے یا دل میں کوئی وسوسہ پیدا ہو جائے، یا عبادت میں کوتاہی ہو جائے یا کسی بھی طرح کی کوئی غلطی سرزد ہو جائے تو فوراً استغفار کرے۔ استغفار کے مختصر لفظ یہ ہیں۔

استغفر اللّٰہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ

توبہ کرنے کا طریقہ

گناہ دو طرح کے ہوتے ہیں ایک وہ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے بندے کے درمیان ہیں اور ایک وہ جو ایک بندہ اور دوسروں بندوں کے درمیان ہیں۔ یعنی ایک قسم کے گناہ حقوق اللہ سے تعلق رکھتے ہیں اور دوسرے حقوق العباد سے۔

پہلے قسم کے گناہ کی توبہ ہے زبان سے استغفار کرنا اور دلی ندامت کا اظہار کرنا آئندہ کے لئے اس گناہ کے نہ کرنے کا عزم کرنا۔ اس طرح توبہ کرے کہ اپنی جگہ سے اٹھنے سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ اسے معاف کردیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے سامنے خوب گڑگڑا کر ندامت کا اظہار کرے، رو رو کر معافی مانگے، اپنے آنسو بہائے اور اپنے رب سے آئندہ گناہ نہ کرنے کا سچا پکا وعدہ کرے۔

اس طرح انشاء اللہ یہ پہلی قسم کے گناہ معاف ہو جائیں گے البتہ اگر فرائض چھوٹے

ہوئے ہوں تو اتنی ہی توبہ کافی نہیں جب تک کہ ان کی قضاء نہ کرے۔
اور دوسری قسم کے گناہ کی توبہ تب مفید ہے جب صاحب حق کا حق ادا کیا جائے یا پھر اسے راضی کرلیا جائے کہ وہ اپنے حقوق معاف کردے۔

توبہ کرنے والوں کے سبق آموز واقعات

بنی اسرائیل کے ۹۹ افراد کے قاتل کی توبہ

بخاری و مسلم میں بنی اسرائیل کے ایک قاتل کا واقعہ نقل کیا گیا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے یہاں توبہ کی قبولیت سے متعلق صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے سامنے بنی اسرائیل کے ایک قاتل کا نہایت خوبصورت اور ایمان افروز واقعہ بیان فرمایا کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص چوری ڈکیتی اور قتل میں بہت مشہور تھا اور نہایت معمولی بات پر کسی کو قتل کردیتا تھا، ہوتے ہوتے اس کے ہاتھ سے ۹۹ افراد کا قتل ہوچکا۔ اس کے بعد اس کے دل میں احساس پیدا ہوا کہ مجھے بھی تو اللہ کے یہاں جانا ہے۔ چنانچہ یہ فکر بڑھتا رہا اور لوگوں سے معلومات کرتے ہوئے سرگرداں پھرنے لگا کہ کیا میری توبہ قبول ہوسکتی ہے یا نہیں؟ کسی عالم شخص سے ملاقات کی فکر ہوئی کہ معلوم کیا جائے کہ ایسے شخص کی توبہ قبول ہوسکتی ہے یا نہیں؟ لوگوں نے ایک عابد شخص کے پاس جانے کا مشورہ دیا۔ اس شخص نے اس کے پاس جا کر مسئلہ معلوم کیا کہ کیا میری توبہ قبول ہوسکتی ہے، اور کیا میری مغفرت ہوسکتی ہے جبکہ میں نے ننانوے انسانوں کی جان ماردی ہے۔ تو اس عابد کو مسئلہ معلوم نہیں تھا تو اس نے اپنی عقل سے قیاس آرائی کہ جو آدمی ننانوے انسانوں کی جان مارسکتا ہے اس کی مغفرت کہاں سے ہوگی۔ چنانچہ اس نے کہہ دیا کہ تیری توبہ قبول نہیں ہوگی، تو اس شخص نے غصہ اور جلال میں آکر اس کو بھی قتل کرکے سو (۱۰۰) پورے کردیئے۔ کہ جب میری توبہ قبول نہیں ہوتی ہے تو لاؤ تجھے بھی ختم کرکے سو (۱۰۰) پورے کردیتا ہوں۔ چنانچہ اس نے سو پورے کردیئے۔

مگر اس کے دل میں تردد باقی رہا کہ میری مغفرت کی کوئی شکل ضرور ہوگی۔ اس لئے اس نے لوگوں سے پھر معلومات کا سلسلہ جاری کردیا کہ روئے زمین میں سب سے بڑا

عالم کون ہے اس سے جا کر کے معلوم کروں گا، وہی صحیح مسئلہ بتا سکتا ہے۔ آخر لوگوں نے اس کو بتلایا کہ فلاں جگہ ایک عالم رہتا ہے اس سے جا کے معلوم کرو۔ چنانچہ اس نے اس عالم صاحب کے پاس جا کر اپنی زندگی کی کارگذاری سنائی اور سو آدمیوں کو کس طرح سے قتل کیا ہے سارا کارنامہ سنا کر معلوم کیا کہ اب بتلایئے کہ میری توبہ قبول ہوسکتی ہے یا نہیں؟ کیا اللہ کے یہاں مجھ جیسے گناہ گار کے لئے بھی مغفرت کا کوئی خانہ ہے تو اس عالم صاحب کو چونکہ علم تھا تو اس نے بتلایا کہ تیرے گناہ معاف کرنے میں اللہ کے یہاں کیا رکاوٹ ہے۔ اللہ کی رحمت کا سمندر تجھ جیسے گناہ گاروں کے گناہوں سے بہت بڑا اور بہت وسیع ہے چنانچہ اس عالم صاحب نے مشورہ دیا کہ تم فلاں جگہ سفر کر کے جاؤ وہاں کچھ اللہ کے بندے رہتے ہیں ان کا مشغلہ صرف اللہ کی عبادت ہے، ان کے ساتھ مل کر اللہ کی عبادت کرو، اور نادم ہو کر اپنے گناہوں کی معافی مانگو۔ انشاء اللہ تمہاری مغفرت ہو جائے گی۔ جب اس شخص نے آدھا راستہ طے کرلیا تو ملک الموت آگئے اور اس کی موت ہوگئی۔ اب اس کی روح لیجانے کا مسئلہ کھڑا ہوا۔ آسمانوں سے رحمت کے فرشتے بھی آئے اور عذاب کے فرشتے بھی۔ رحمت کے فرشتے کہنے لگے کہ اس کی روح لیجانے کا حق ہم کو ہے اس لئے کہ یہ سچے دل سے تائب ہو کر عبادت کے لئے جا رہا ہے اور عذاب کے فرشتے کہنے لگے کہ اس کی روح لے جانے کا حق ہم کو ہے اس لئے کہ اس شخص نے کبھی کوئی نیک کام نہیں کیا ہے۔ پوری زندگی معصیت میں گنوادی ہے اسی دوران آسمانوں سے آدمی کی شکل میں ایک فرشتہ آیا۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آنے والا فرشتہ حضرت جبرئیل امین علیہ السلام تھے۔ چنانچہ اس فرشتہ نے تشریف لا کر ان دونوں طرح کے فرشتوں کے درمیان یہ فیصلہ کیا کہ دونوں طرف کی مسافت ناپ کر کے دیکھ لو کہ جہاں سے آرہا ہے وہاں کی مسافت قریب ہے یا جہاں جا رہا ہے وہاں کی مسافت۔؟

لہٰذا جہاں کی مسافت قریب ہو اس شخص کو وہاں والوں میں شمار کر دیا جائے۔ چنانچہ دونوں طرف کی زمین ناپ کر دیکھی گئی تو جہاں جا رہا تھا وہاں کی مسافت جہاں سے آرہا تھا اس کے مقابل میں صرف ایک بالشت قریب ہے چنانچہ فیصلہ ہوا کہ مقام معصیت سے مقام عبادت صرف ایک بالشت قریب ہے، اس لئے رحمت کے فرشتوں کو اس کی روح لیجانے کا حق ہوگا۔ چنانچہ اللہ کی طرف سے اس کی مغفرت کا اعلان ہوگیا۔

ایک روایت میں آتا ہے قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حسن نے فرمایا کہ ہم سے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ اس شخص کے پاس جب ملک الموت آیا تو وہ شخص سینے کے بل اس سرزمین کی طرف گھسیٹتا گیا۔

حدیث قدسی میں آتا ہے کہ میں اپنے بندے کے ساتھ اس کے گمان کے مطابق ہوتا ہوں اور وہ مجھے جہاں بھی یاد کرے میں اس کے ساتھ ہوں، بخدا اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ سے اس سے زیادہ خوش ہوتا ہے جتنی خوشی تم میں سے کسی ایسے شخص کو ہوتی ہے جس کا جانور بیابان میں گم ہوکر پھر اسے مل جائے، اور جو شخص ایک بالشت میری طرف آتا ہے میں ایک ہاتھ اس کے قریب ہوجاتا ہوں اور جو شخص ایک ہاتھ میرے قریب آتا ہے میں اس کے ایک باع (پھیلائے ہوئے دونوں ہاتھوں کے درمیان کی مسافت) قریب ہوجاتا ہوں اور جب وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں۔ (بخاری شریف)

بنی اسرائیل کے کِفل نامی شخص کی توبہ

ترمذی شریف کے اندر حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بنی اسرائیل کے ایک شخص کا عجیب وغریب واقعہ منقول ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس واقعہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے صرف ایک یا دو مرتبہ نہیں سنا بلکہ سات آٹھ مرتبہ سے بھی زیادہ سنا اور یہ واقعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کے درمیان بڑی اہمیت کے ساتھ بار بار بیان فرمایا کرتے تھے۔ اور اس شخص کا نام کِفل تھا۔ اس نے دنیا کا کوئی ایسا گناہ نہیں چھوڑا جس کا اس نے ارتکاب نہ کیا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اسے دولت دے رکھی تھی اور اس نے اس دولت کا ہمیشہ غلط استعمال کیا، فاحشات میں، برائیوں میں اس کا پیسہ خرچ ہوتا تھا۔ ایک دفعہ ایسا ہوا کہ ایک غریب محتاج عورت اس سے کچھ قرض مانگنے کے لئے آئی تو اس شخص نے اپنے لئے موقع غنیمت سمجھا اور عورت بھی حسین وجمیل تھی عورت سے کہا کہ میں تمہیں ساٹھ دینار اس شرط پر دوں گا کہ تم مجھے اپنے ساتھ منہ کالا کرنے کا موقع دو۔ عورت ضرورت مند تھی مجبور ہوکر اس کی شرط منظور کرلی۔ اور جب یہ شخص اس عورت کے ساتھ منہ کالا کرنے کے لئے بیٹھنے لگا تو عورت کے پورے بدن میں لرزہ طاری ہوگیا اور بے اختیار رونے لگی تو کِفل نے پوچھا کہ میں نے تمہارے ساتھ زور زبردستی کا

معاملہ تو نہیں کیا تو اس عورت نے کہا کہ ٹھیک ہے تم نے میرے ساتھ زور وزبردستی تو نہیں کی لیکن یہ ایسا کام ہونے جارہا ہے جو میں نے کبھی نہیں کیا اور آج ان پیسوں کی ضرورت کی بناء پر مجھے آپ کی شرط ماننی پڑی اور یہ ناجائز کام ہونے جارہا ہے میں اسی وجہ سے رورہی ہوں۔ اور اسی وجہ سے میرے بدن میں لرزہ طاری ہورہا ہے۔ اور میں ایسا کام کبھی کرنا نہیں چاہتی۔ جب عورت کی بات کِفل نے سنی تو اسی وقت کِفل کو ہدایت نصیب ہوگئی اور یہ کہہ کر عین وقت میں عورت کو چھوڑ دیا، کہ میں آئندہ سے کبھی کسی قسم کا گناہ نہیں کروں گا۔ اور عورت سے کہا کہ میں نے تمہیں وہ ساٹھ دیناریوں ہی دیدیئے۔ جاؤ اس سے اپنی ضرورت پوری کرلو۔ اور کِفل نے اللہ سے عہد و پیمان کے ساتھ توبہ کرلی کہ اب کبھی کوئی گناہ نہیں کروں گا۔ اتفاق سے اسی رات میں کِفل کا انتقال ہوگیا۔ اور بنی اسرائیل میں اللہ کی طرف سے یہ حکم جاری تھا کہ جب کوئی شخص رات میں کوئی گناہ کرے گا تو صبح کو اس کے دروازے کی چوکھٹ پر گناہ لکھا ہوا ہوتا اور اگر کسی نے توبہ کی ہے اور اللہ نے اس کی توبہ قبول فرمالی ہے تو اس کے دروازے پر صبح کو یہ لکھا ہوا ملتا کہ اس کی مغفرت ہوچکی ہے۔ چنانچہ کِفل کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہوا کہ جب رات میں اس کا انتقال ہوا تو صبح کو اس کے دروازہ پر لوگوں کو یہ لکھا ہوا ملا کہ اللہ نے کِفل کی مغفرت فرمادی ہے۔ تمام لوگ حیران اور ششدر ہوکر رہ گئے کہ اس کی کیسے مغفرت ہوگئی جبکہ اس نے اپنے پوری زندگی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور عیش پرستی اور زناکاری میں گزاری ہے۔ مگر اللہ کی مغفرت کا سمندر انسان کے گناہ اور معصیت سے کہیں زیادہ وسیع اور بڑھا ہوا ہے انسان اپنے گناہ اور نافرمانی سے اتنا آگے بڑھنے پر قدرت نہیں رکھتا کہ اس کے گناہ کا سمندر اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سمندر سے بڑھ جائے اور ادھر اللہ نے یہ قانون بنا رکھا ہے کہ اللہ کی رحمت ہمیشہ اللہ کے غصے پر غالب رہا کرے گی۔ (ترمذی شریف)

عبرت ناک واقعہ

زہری رحمہ اللہ ناقل ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے وجہ پوچھی تو عرض کیا کہ یارسول اللہ دروازہ پر ایک نوجوان رورہا ہے جس نے میرا دل جلادیا ہے۔ فرمایا عمر! اسے اندر لے آؤ۔ وہ نوجوان روتا ہوا حاضر ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے رونے کی وجہ پوچھی۔ کہنے لگا

یا رسول اللہ میرے گناہوں کا ڈھیر مجھے رلا رہا ہے اور مجھے جبار سے ڈر آتا ہے کہ وہ مجھ پر غضب ناک ہوگا۔ آپ نے فرمایا نوجوان! کیا تو نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا ہے عرض کیا نہیں۔ کیا تو نے کسی جان کو ناحق قتل کیا ہے عرض کیا نہیں آپ نے ارشاد فرمایا کہ پھر اللہ تعالیٰ تیرے گناہوں کو معاف فرمادیں گے اگر چہ وہ سات آسمان سات زمینوں اور تمام پہاڑوں کے برابر ہوں۔ نوجوان بولا حضور! میرا گناہ ساتوں آسمانوں زمینوں اور پہاڑوں سے بھی بڑھا ہوا ہے آپ نے ارشاد فرمایا تیرا گناہ بڑا ہے یا کرسی کہنے لگا میرا گناہ بڑا ہے۔ فرمایا تیرا گناہ بڑا ہے یا عرش، اس نے کہا میرا گناہ بڑا ہے۔ ارشاد فرمایا تیرا گناہ بڑا ہے یا تیرا اللہ یعنی اس کی عفو۔ کہنے لگا ہاں البتہ میرا اللہ اور اس کی عفو بہت بڑی ہے پس ارشاد فرمایا کہ گناہ عظیم کو خدائے عظیم ہی معاف فرمائے گا جو بہت ہی عفو و درگزر کرنے والا ہے۔ پھر فرمایا ذرا اپنا گناہ تو بتا۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے آپ سے حیا آتی ہے۔ آپ نے پھر پوچھا تو کہنے لگا میں کفن چور تھا اور سات سال تک یہی پیشہ کیا۔ ایک دفعہ انصار کی ایک لڑکی فوت ہوئی میں نے اس کی قبر کھودی اور کفن اتار کر چل دیا تھوڑی دور گیا تھا کہ شیطان نے مجھ پر غلبہ پایا اور میں نے لوٹ کر اس سے مجامعت کر لی۔ نکل کر تھوڑی دور گیا تھا کیا دیکھتا ہوں وہ لڑکی کھڑی پکار کر کہہ رہی ہے اے جوان تجھے قیامت کے دن جزا و سزا دینے والے سے حیا نہیں آتی جس وقت وہ اپنی کرسی فیصلہ کے لئے رکھیں گے اور ظالم سے مظلوم کا بدلہ دلوائیں گے۔ تو مرنے والوں کے مجمع میں مجھے ننگی کر کے چل دیا ہے اور میرے اللہ کے روبرو مجھے بحالت جنابت حاضر ہونے پر مجبور کیا۔ یہ سنتے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اچھل کر کھڑے ہو گئے اور اس کی گدی میں ایک دھول رسید کی اور فرمایا او فاسق تو بس آگ کے لائق ہی ہے، دفع ہو یہاں سے۔ نوجوان وہاں سے نکلا، چالیس راتوں تک اللہ کے حضور توبہ کرتا مارا مارا پھرتا رہا۔ چالیس راتوں کے بعد آسمان کی طرف سر اٹھا کر کہنے لگا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خدا، آدم وحوا کے معبود اگر تجھے میری توبہ منظور ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اس کی خبر دے دے ورنہ پھر آگ بھیج کر مجھے جلا دے اور آخرت کے عذاب سے نجات دے دے اتنے میں جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے سلام کہا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو سلام پہنچایا۔ آپؐ نے فرمایا وہ خود سلام ہیں سلام کا مبدا اور منتہیٰ بھی وہی ہیں۔ جبرائیل

علیہ السلام نے کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کیا مخلوق کو آپ نے پیدا کیا ہے فرمایا مجھے بھی اور تمام مخلوق کو اسی نے پیدا فرمایا ہے عرض کیا وہ پوچھتے ہیں کہ کیا آپ مخلوق کو رزق دیتے ہیں۔ فرمایا بلکہ مجھے بھی اور تمام مخلوق کو اللہ تعالیٰ ہی رزق دیتے ہیں۔ عرض کیا وہ پوچھتے ہیں کیا بندوں کی توبہ آپ قبول کرتے ہیں فرمایا بلکہ میری بھی اور تمام بندوں کی توبہ وہی قبول فرماتے ہیں۔ پھر کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے بندے کی توبہ قبول کرلی ہے آپ بھی اس پر نگاہِ شفقت فرمایئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نوجوان کو بلاکر اسے توبہ قبول ہونے کی بشارت سنائی۔

فقیہہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عقل مند آدمی کو اس سے سبق لینا چاہیے اور جاننا چاہیے کہ زندہ کے ساتھ زنا کرنا مردہ کے ساتھ زنا کرنے سے زیادہ گناہ ہے اس کی معافی کے لئے حقیقی اور سچی توبہ کرنی چاہیے۔ دیکھئے نوجوان نے جب سچی توبہ پیش کی تو اللہ تعالیٰ نے اسے معاف فرمادیا اور یہ بھی ضروری ہے کہ جس حیثیت کا گناہ ہو توبہ بھی اسی درجے کی ہونی چاہیے۔ (بحوالہ تنبیہ الغافلین)

ایک عورت کی توبہ کا قصہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک رات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھ کر نکلا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک عورت نقاب اوڑھے راستہ پر کھڑی ہے اور مجھے پوچھ رہی ہے کہ مجھ سے بڑا گناہ ہوگیا ہے کیا میری توبہ قبول ہوسکتی ہے، میں نے پوچھا تیرا کیا گناہ ہے، کہنے لگی مجھ سے زنا کی حرکت سرزد ہوگئی اور اس سے پیدا ہونے والے بچے کو بھی قتل کردیا۔ میں نے کہا تو خود بھی ہلاک ہوگئی اور ایک جان اور بھی ہلاک کی۔ اللہ تعالیٰ کی قسم تیری توبہ قبول نہیں۔ کہتے ہیں کہ یہ سن کر اس عورت نے چیخ ماری اور بے ہوش ہوکر گر پڑی۔ اور میں آگے چلا آیا اور اپنے جی سے یوں کہہ رہا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے موجود ہوتے تجھے فتویٰ دینے کا کیا حق تھا۔ صبح ہوئی تو میں جلدی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یارسول اللہ گزشتہ رات ایک عورت نے مجھ

سے فلاں مسئلہ پوچھا اور میں نے اس کا یوں جواب دیا۔ آپؐ نے یہ سن کر۔ ان للّٰہ و انا الیہ راجعون۔

پڑھا اور فرمایا بخدا اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تو خود بھی ہلاک ہوا اور اسے بھی ہلاک کیا۔ کیا تجھے یہ آیت معلوم نہیں تھی۔

والذین لا یدعون مع اللّٰہ الٰھا آخر ولا یقتلون النفس التی حرّم اللّٰہ الا بالحق ولا یزنون ومن یفعل ذالک یلق اثاما یضٰعف لہ العذاب یوم القیٰمۃ ویخلد فیہ مھانا الا من تاب و اٰمن و عمل عملا صالحا فاولئک یبدل اللّٰہ سیئاتھم حسنٰت ط و کان اللّٰہ غفورا رحیماO (سورۃ فرقان)

اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کی پرستش نہیں کرتے اور نہیں قتل کرتے اسے جسے اللہ نے منع فرمادیا ہے مگر جس کا قتل حق پر ہو اور زنا نہیں کرتے اور جو کوئی یہ کام کرے وہ جا پڑا گناہ میں اسے قیامت کے دن دگنا عذاب ہوگا۔ اور خوار ہو کر اس میں پڑا رہے گا۔ مگر جس نے توبہ کی اور یقین اور کچھ نیک کام کیا تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کی برائیوں کی جگہ بھلائیاں بدل دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں اسی وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں سے چلا گیا اور حال یہ تھا کہ مدینہ کی گلیوں میں دوڑتا پھرتا تھا اور پکارتا جاتا تھا کہ کون ہے جو مجھے فلاں عورت کا پتہ بتائے جس نے گزشتہ رات مجھ سے ایسا ایسا مسئلہ پوچھا تھا میرا یہ حال دیکھ کر بچے شور کرتے تھے کہ ابو ہریرہ دیوانہ ہوگیا حتی کہ اسی طرح رات ہوگئی تو وہ عورت کل والی جگہ پر مجھے پھر ملی تو میں نے اسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک سنایا کہ اس کی توبہ قابل قبول ہے۔ یہ سن کر وہ عورت چیخ مار کر خوشی میں رونے لگی اور کہا کہ میرے پاس فلاں باغ ہے جسے میں گناہ کے کفارہ میں مساکین کے لئے صدقہ

کرتی ہوں۔

(حوالہ بالا)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ

حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ایک واقعہ لکھا ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ روزانہ تہجد کی نماز کے لئے اٹھا کرتے تھے، ایک دن تہجد کے وقت آنکھ نہ کھلی۔ حتی کہ تہجد کا وقت نکل گیا، چونکہ اس سے پہلے کبھی تہجد کی نماز نہیں چھوٹی تھی۔ پہلی مرتبہ یہ واقعہ پیش آیا تھا کہ تہجد کی نماز چھوٹ گئی۔ چنانچہ اس کی وجہ سے ان کو اس قدر ندامت اور رنج ہوا کہ سارا دن روتے روتے گزار دیا کہ یا اللہ، مجھ سے آج تہجد کی نماز چھوٹ گئی۔ جب اگلی رات کو سوئے تو تہجد کے وقت ایک بزرگوار نے تشریف لا کر آپ کو تہجد کی نماز کے لئے جگانا شروع کر دیا کہ اٹھ کر تہجد پڑھ لو، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فوراً اٹھ گئے، اور اس سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ اور یہاں کیسے آئے؟ اس نے جواب دیا کہ میں وہی بدنام زمانہ ابلیس اور شیطان ہوں، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ تمہارا کام تو انسان کو غفلت میں مبتلا کرنا ہے۔ نماز کے لئے اٹھانے سے تمہارا کیا کام؟ شیطان نے کہا: اس سے بحث مت کرو، جاؤ، تہجد پڑھو، اور اپنا کام کرو، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نہیں، پہلے بتاؤ: کیا وجہ ہے؟ مجھے کیوں اٹھا رہے تھے؟ جب تک نہیں بتاؤ گے، میں نہیں چھوڑوں گا، جب بہت اصرار کیا تو شیطان نے بتایا کہ بات دراصل یہ ہے کہ گزشتہ رات آپ پر میں نے غفلت طاری کردی تھی، تا کہ آپ کی تہجد کی نماز فوت ہو جائے، چنانچہ آپ کی تہجد کی نماز فوت ہوگئی، لیکن تہجد چھوٹ جانے کے نتیجے میں آپ نے سارا دن روتے روتے گزار دیا۔ اور اس رونے کے نتیجے میں آپ کے اتنے درجات بلند ہوگئے کہ اگر آپ اٹھ کر تہجد پڑھ لیتے تو آپ کے درجات اتنے بلند نہ ہوتے۔ یہ تو بہت خسارے کا سودا ہوا، اس لئے میں نے سوچا کہ آج آپ کو اٹھا دوں، تا کہ اور زیادہ درجات کی بلندی کا راستہ پیدا نہ ہو۔

(بحوالہ اصلاحی خطبات)

زاذان گویئے کی توبہ

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ایک دن کوفہ کی ایک جانب سے

گذرے۔ فساق کا مجمع لگا ہوا تھا، شراب کا دور چل رہا تھا اور زاذان نامی گویا سارنگی بجا تا تھا اور گا رہا تھا۔ اس کی آواز بہت سریلی تھی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے آواز سن کر فرمایا کس قدر حسین ہے یہ آواز اے کاش کہ یہ تلاوت قرآن کے لئے ہوتی۔ گویے کے دل میں ایک ہیبت سی پیدا ہوئی اٹھ کھڑا ہوا۔ سارنگی زمین پر مار کر توڑ ڈالی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پیچھے بھاگا پاس پہنچ کر رومال اپنے گلے میں ڈالا اور سامنے جاکر رونا شروع کر دیا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اسے گلے لگا لیا اور خود بھی رونے لگے۔ پھر فرمایا میں اس شخص سے کیسے محبت نہ کروں جس سے اللہ تعالیٰ محبت رکھتے ہیں۔ زاذان نے اپنے گناہوں سے توبہ کر لی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہی رہنے لگا حتیٰ کہ قرآن سیکھا اور علوم قرآن اور دیگر علوم سے حصہ وافر حاصل کیا اور علوم کا امام بنا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بہت سی روایات انہی زاذان رحمہ اللہ کے واسطے سے مروی ہیں۔

(بحوالہ تنبیہ الغافلین)

توبہ کی برکت

حضرت بکر بن عبداللہ المزنی قدس سرہ نے کہا ہے کہ ایک قصائی اپنے پڑوسی کی لونڈی پر عاشق تھا، ایک مرتبہ وہ لونڈی کہیں گاؤں کو جا رہی تھی وہ قصائی پیچھے پیچھے جاکر اس سے لپٹ گیا، لونڈی نے کہا اے جوانمرد جس قدر تجھے مجھ سے محبت ہے اس سے زیادہ مجھے تجھ سے عشق ہے لیکن کیا کروں اللہ تعالیٰ سے ڈرتی ہوں، قصائی نے کہا نیک بخت جو تو اللہ تعالیٰ سے ڈرتی ہے تو میں کیونکر نہ ڈروں۔ یہ کہہ کر توبہ کی الغرض پھر راہ میں اس پر پیاس غالب ہوئی ہلاک ہو جانے کا خوف تھا کہ ایک شخص پیغمبر وقت کا قاصد کہیں جاتا تھا وہ تشریف لائے اور اس قصائی سے پوچھا کہ تجھے کیا آفت پہنچی ہے۔ جواب دیا کہ پیاس کی شدت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ تو دعا کر کہ حق تعالیٰ ابر بھیج دے اور جب تک ہم شہر کو نہ پہنچیں وہ ہم پر سایہ کئے رہے۔ تو یہ دعا کر اور میں اس دعاء پر آمین کہوں۔ قصائی نے کہا کہ میں تو کچھ عبادت نہیں کرتا ہوں، تم ہی دعا کرو میں اس پر آمین کہوں غرضیکہ ایسا ہی کیا، ابر آیا اور ان کے سر پر چھا گیا حتیٰ کہ ایک دوسرے سے جدا ہوئے وہ ابر قصائی کے ساتھ چلا، اور وہ قاصد پیغمبر دھوپ میں چلے اور قصائی سے فرمانے لگے اے جوان تو کہتا تھا کہ میں کچھ

عبادت نہیں رکھتا ہوں، اب راز کھلا کہ یہ ابر تو تیرے ہی واسطے تھا تو اپنا حال بتا! قصائی نے کہا کہ میں اور تو کچھ نہیں جانتا مگر اس باندی کے کہنے سے توبہ کی ہے۔ قاصد پیغمبر نے فرمایا کہ ایسا ہی ہے حق تعالیٰ شانہ کے نزدیک جو مقبولیت توبہ کرنے والے کے واسطے ہے وہ کسی کے واسطے نہیں۔

(بحوالہ کیمیائے سعادت)

بنی اسرائیل کی ایک عورت کی توبہ

فقیہہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے یہ حکایت سنی کہ بنی اسرائیل میں ایک فاحشہ عورت تھی لوگ اس کے حسن وجمال پر فریفتہ ہو جاتے تھے۔ اس کا دروازہ ہر وقت کھلا رہتا اور جو بھی ادھر سے گزرتا اسے دروازے کے سامنے گھر میں چارپائی پر بیٹھے دیکھتا اور جو شخص اسے ایک نظر دیکھ لیتا بس اس پر لٹو ہو جاتا۔ اور اگر اس کے پاس پہنچنے کا ارادہ کرتا تو اسے دس دینار کے قریب پیش کرنے ہوتے۔ تب وہ اپنے پاس آنے کی اجازت دیتی۔ ایک دن ایک عابد کا ادھر سے گزر ہوا عورت گھر میں اپنے تخت پر بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کی نگاہ جو اس پر پڑی فریفتہ ہو گیا۔ دل قابو میں نہ رہا۔ ہزار جتن کئے اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگیں مگر اس کے دل سے عورت کی محبت زائل نہ ہوئی اور اس وجہ سے بہت مشقتیں جھیلتا رہا۔ بالآخر اپنا مال واسباب بیچ کر جتنے دینار ضروری تھے جمع کئے اور اس کے دروازے پر پہنچ گیا۔ عورت نے دینار اپنے وکیل کے حوالے کرنے کو کہا اور عابد کو ایک مقررہ وقت کا وعدہ دیا۔ عابد مقررہ وقت پر اس کے پاس آیا عورت زیب وزینت کئے ہوئے اپنے پلنگ پر بیٹھی تھی۔ عابد بھی اس کے ساتھ پلنگ پر جا بیٹھا اور بے تکلفی سے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت نے اس کی حفاظت فرمائی، سابقہ عبادتوں کی برکتوں کا ظہور ہوا۔ فوراً دل میں یہ خیال آیا کہ عرش والا مجھے اس حالت میں دیکھ رہا ہے۔ میرے اس حرام عمل سے سب کی ہوئی عبادتیں ضائع ہو جائیں گی۔ پس دل پر ایک ایسا رعب چھایا جس سے بدن پر لرزہ طاری ہو گیا رنگ بدل گیا عورت یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی کہنے لگی کیا ہوا ہے۔ عابد بولا مجھے اپنے پروردگار سے شرم آتی ہے اور ڈر لگتا ہے بس جانے کی اجازت دیجئے عورت کہنے لگی: بڑی افسوس ناک بات ہے کتنے لوگ ہیں جو اس فرصت کی تمنا رکھتے ہیں جو تجھے اس وقت میسر ہے تو کس وسوسے میں الجھ گیا ہے۔ عابد

کہنے لگا مجھے تو اللہ تعالیٰ کا خوف ہے۔ میں نے جو مال دیا ہے وہ تجھے حلال ہے بس مجھے جانے دو۔ عورت بولی یوں لگتا ہے کہ تو نے پہلے کبھی یہ عمل نہیں کیا۔ عابد نے کہا نہیں۔ عورت نے پوچھا تو کہاں سے آیا ہے اور کیا نام ہے۔ عابد نے اپنی بستی کا پتہ بتایا اور اپنا نام بھی بتایا۔ عورت نے اسے باہر جانے کی اجازت دے دی۔ یہ وہاں سے نکلا اور واویلا کرتا ہوا روتا اور سر پر مٹی ڈالتا تھا۔ ادھر عورت کے دل میں بھی اس عابد کی برکت سے خوف طاری ہونے لگا۔ اور وہ اپنے جی میں کہنے لگی کہ اس شخص کا یہ پہلا گناہ تھا اور اس پر یہ اتنا خوف زدہ تھا اور میں برسوں سے گناہوں میں مبتلا ہوں اور جس اللہ سے وہ ڈرتا ہے میرا بھی وہی اللہ تعالیٰ ہے۔ اس لئے مجھے تو بہت ہی خوف کھانا چاہیے اس کے بعد توبہ کر لی گھر کا دروازہ بند کر لیا۔ پھٹے پرانے کپڑے پہن لئے اور عبادت میں مشغول ہوگئی۔ ایک دن اس کے دل میں آیا کہ کیوں نہ اس عابد کے پاس چلی جاؤں ہوسکتا ہے وہ میرے ساتھ نکاح ہی کر لے اور میں اس کے پاس رہ کر کچھ دین کی باتیں سیکھ لوں۔ اور وہ شخص عبادت میں بھی میرا معاون ہوگا۔ چنانچہ اس نے سامان باندھ کر تیاری کر لی حسب ضرورت خادم ساتھ لے کر اس بستی میں پہنچی اور اس عابد کا پتہ پوچھا عابد کو بتایا گیا کہ ایک عورت آئی ہے اور آپ سے ملنا چاہتی ہے وہ باہر نکلے عورت نے اسے دیکھا تو چہرہ کھول دیا کہ وہ بھی اسے پہچان لے عابد دیکھ کر پہچان گیا اور تمام ماجرا اس کی نگاہوں میں پھر گیا۔ ایک چیخ ماری اور روح پرواز کر گئی۔

عوت کو اس کا بہت صدمہ ہوا۔ کہنے لگی کہ میں تو اسی کے لئے آئی تھی اور یہ فوت ہو چکے ہیں۔ کیا ان کے خاندان میں کوئی ہے جسے رشتہ کی ضرورت ہو۔ لوگوں نے بتایا کہ ان کا ایک بھائی ہے جو کہ بڑا نیک ہے البتہ مالدار نہیں وہ کہنے لگی کہ مال کی ضرورت نہیں۔ میرے پاس کافی مال ہے چنانچہ اسی کے ساتھ نکاح ہو گیا جس سے سات بچے پیدا ہوئے جو بنی اسرائیل کے نبی بنے۔

(بحوالہ تنبیہ الغافلین)

ابراہیم بن ادھم کے ہاتھ پر ایک گنہگار نوجوان کی توبہ

ایک شخص ابراہیم بن ادہم کے پاس آیا اور کہا اے ابواسحٰق میں نے آپ پر بہت زیادتی کی ہے مجھے کوئی راستہ بتا دیجئے جو مجھے باز رکھے اور میرے دل سے فضولیات کو

نکال دے۔

ابراہیم نے کہا: پانچ باتیں ایسی ہیں جن پر عمل کرو تو تجھے کوئی گناہ نقصان نہیں دے سکے گا اور کوئی لذت تجھے گمراہ نہیں کر سکے گی۔

اس نے کہا: وہ کیا ہیں؟ ابراہیم نے کہا پہلی بات یہ ہے کہ تم کسی گناہ کا ارادہ کرو تو اللہ کے رزق سے نہیں کھاؤ اس نے کہا پھر کیا کھاؤں ساری چیزیں تو اس کے رزق سے ہیں۔ ابراہیم نے کہا کیا یہ اچھی بات ہے کہ تم اس کے رزق سے کھاؤ اور اس کی نافرمانی کرو؟

نوجوان: نہیں اچھا نہیں ہے دوسری بات کیا ہے؟

ابراہیم نے کہا: جب تم اس کی نافرمانی کرنا چاہو تو اس کی زمین پر نہیں رہو۔

نوجوان: واہ یہ تو پہلی بات سے بھی بڑی ہے جب مشرق و مغرب اور ان کے درمیان جو کچھ ہے وہ سب اللہ کی زمین ہے تو میں کہاں رہوں؟

ابراہیم نے کہا: یہ مناسب ہے کہ تم اس کا رزق کھاؤ اس کی زمین پر رہو اور اس کی نافرمانی کرو؟

نوجوان: نہیں مناسب نہیں ہے، تیسری بات کیا ہے؟

ابراہیم: جب تم اس کے رزق سے کھاؤ اور اس کی زمین پر رہو اور پھر بھی اس کی نافرمانی کرنا چاہو تو ایسی جگہ تلاش کرو جہاں وہ تجھے نہ دیکھے۔

نوجوان: یہ کیسے ہو سکتا ہے وہ تو تمام پوشیدہ جگہوں کو جانتا ہے؟

ابراہیم: پھر کیا یہ ٹھیک ہے کہ تم اس کا رزق کھاؤ اس کی زمین پر رہو اور تم اس کی نافرمانی اس حال میں کرو کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہو؟

نوجوان: نہیں ہرگز نہیں، چوتھی بات کیا ہے؟

ابراہیم: جب ملک الموت تیرے پاس آئے تو اس سے کہو مجھے مہلت دو تا کہ میں سچی توبہ کرلوں اور اللہ کے لئے نیک اعمال کروں۔

نوجوان: وہ تو نہیں مانے گا۔

ابراہیم: جب تم موت کو اپنے آپ سے دفع کرنے پر قادر نہیں ہو اور جانتے ہو کہ موت جب آئے گی تو نہیں ہٹے گی تو کیسے چھٹکارے اور توبہ کی امید رکھتے ہو:

نوجوان: پانچویں بات کیا ہے؟

ابراہیم: قیامت کے دن جب تیرے پاس دوزخ کے فرشتے آ جائیں اور تجھے جہنم کی طرف لے جانا چاہیں تو تم انکار کرو۔

نوجوان: وہ تو مجھے نہیں چھوڑیں گے اور میری بات نہیں مانیں گے۔

ابراہیم: پھر کیسے نجات کی امید رکھتے ہو؟

نوجوان: بس ابراہیم میں اللہ سے استغفار کرتا ہوں اور معافی چاہتا ہوں۔اس کے بعد وہ ابراہیم بن ادہم کے ساتھ عبادت کرتا رہا یہاں تک کہ موت نے دونوں میں علیحدگی کردی۔

(بحوالہ کتاب التوابین)

امراءالقیس کندی کی توبہ

امرءالقیس کندی خواہشات اور لذت کے ساتھ انتہائی شغف رکھتا تھا اور عیش و طرب میں منہمک رہتا تھا۔ایک دن صحرا میں نکلنے کی خواہش سے یا شکار کھیلنے کی غرض سے باہر نکلا اور وہاں وہ اپنے ساتھیوں سے بچھڑ گیا اچانک اس نے دیکھا کہ ایک شخص نے مردوں کی بہت ساری ہڈیاں اپنی سامنے جمع کر رکھی ہیں اور ان کو الٹا پلٹا کر رہا ہے۔

اس نے کہا کیا حال ہے تیرا صاحب! اور کیا سبب ہے تیری حالت کی پراگندگی جسم کی لاغری اور اڑے اڑے رنگ ہونے کا اور کیا سبب ہے تیری پراگندہ حالت لاغر جسم اور اڑی اڑی رنگت کا؟ اور اس جنگل میں اکیلے کیسے ہو؟ اس شخص نے کہا بھائی میں ایک سفر پر ہوں میرے پیچھے دو موکل ہیں جو مجھے بے چین کئے ہوئے ہیں اور وہ مجھے ہنکا کر ایسی جگہ لے جا رہے ہیں جو تنگ، تاریک اور خوفناک ہے اور پھر وہ مجھے منوں مٹی کے نیچے مردوں کے پڑوس میں بوسیدگی کے حوالے کردیں گے۔پھر بھی میں اگر اس اذیت ناک، تنگ و تاریک، وحشت ناک جگہ میں جس میں میری رگ و پے کو زمین کے حشرات کھاجاتے ہیں چھوڑ دیا جاتا ہے یہاں تک کہ میں خاک میں مل جاتا ہوں اور میری ہڈیاں بوسیدہ ہوکر بکھر جاتی ہیں تو ابتلا و آزمائش ختم ہوسکتی اور بدنصیبی کی انتہا آ جاتی، لیکن میں اس کے بعد حشر کے لئے اٹھایا جاؤں گا اور پھر مجھے یوم الجزاء کے خوفناک مناظر کا سامنا ہوگا۔ اور پھر مجھے نہ معلوم دو گھروں (جنت و دوزخ) میں سے کس میں جانے کا حکم ہوگا، تو جس کا

معاملہ اس حد تک خطرناک ہے وہ کس حال میں خوش ہوسکتا ہے۔

جب امرءالقیس نے اس کی بات سن لی تو گھوڑے سے کود کر اس کے سامنے جا کر بیٹھ گیا اور کہا اے صاحب! تیرے کلام نے تو میری رنگین زندگی کو گدلا کر دیا اور اندیشوں نے میرے دل کو گھیرے میں لے لیا، آپ اپنی تقریر کو ذرا دوبارہ کہہ دیں اور میرے لئے اپنے دین کی تشریح کریں۔

اس شخص نے کہا: کیا تم دیکھ رہے ہو جو میرے سامنے ہیں؟ اس نے کہا: ہاں اس نے کہا کہ یہ ہڈیاں ان بادشاہوں کی ہیں جن کو دنیا کی خوبصورتی نے دھوکے میں رکھا اور ان کے دلوں کو قابو کر لیا اور ان کو اس افتادگی کی تیاری سے غافل رکھا یہاں تک کہ اچانک ان پر موت آئی اور ان کی آرزوئیں ساتھ چھوڑ گئیں اور سب رونقیں اور نعمتیں لٹ گئیں اور عنقریب یہ ہڈیاں پھر سے جسم بن کر اٹھیں گی اور اپنے اعمال کا بدلہ پا کر یا تو چین و آرام کی جگہ جائیں گی اور یا ہلاکت کی گھاٹ اتر جائیں گی۔ اس کے بعد وہ اچانک غائب ہو گیا اور پھر اس کا کوئی سراغ نہیں ملا بادشاہ (امرءالقیس) کے ساتھی جب آ کر مل گئے تو دیکھا کہ بادشاہ کا رنگ اڑا ہوا ہے اور اس کے آنسو لگا تار جاری ہیں۔

بادشاہ اپنی سواری پر خستہ حالت میں سوار ہوا جب رات کی تاریکی چھا گئی تو اس نے اپنے شاہانہ لباس اتار دیئے اور پرانے کپڑے پہن کر رات کی تاریکی میں نکل گیا اور اس کے بعد اس کا کسی کو پتہ نہیں چلا۔

مالک بن دینارؒ کی توبہ

مالک بن دینار سے اس کی توبہ کا سبب پوچھا گیا تو اس نے کہا، میں ایک سپاہی تھا اور شراب کا رسیا تھا۔ میں نے ایک نفیس باندی خریدی اور وہ میرے دل میں خاص مقام کی مالک بن گئی اس سے میری ایک بچی پیدا ہوگئی، میں اس بچی کو حد سے زیادہ پیار کرتا تھا جب وہ زمین پر گھسٹ کر چلنے لگی تو میرے دل میں اس کی محبت اور بڑھ گئی، وہ مجھ سے مانوس ہوگئی اور میں اس کے سامنے جب شراب لا کر رکھتا تو وہ آ کر کھینچا تانی کر کے میرے کپڑوں پر شراب بہا دیتی جب اس کے دو سال ہو گئے تو وہ مر گئی میرے دل کو اس کے غم نے بیمار کر دیا۔

پندرہ رمضان کو جمعہ کی رات میں شراب کے نشے میں مدہوش تھا، میں نے عشاء کی

نماز بھی نہیں پڑھی تھی میں نے خواب میں دیکھا کہ صور پھونکا گیا اور قیامت قائم ہوگئی مردے قبروں سے اٹھائے گئے اور تمام مخلوق جمع ہوگئی میں بھی ان میں تھا میں نے اپنے پیچھے سے آہٹ سنی مڑ کر دیکھا تو ایک بہت بڑا اژدھا ہے کالے رنگ کا، آنکھیں نیلی ہیں، منہ کھولے میری طرف دوڑ رہا ہے۔

خوف و دہشت کے مارے میں بھاگا راستے میں ایک ستھرے لباس والے شخص کے پاس سے گذر ہوا میں نے سلام کہا اس نے جواب دیا میں نے کہا بابا! مجھے اس اژدھے سے پناہ دو تجھے اللہ تعالیٰ پناہ دے گا وہ بوڑھا رونے لگا اور کہا میں کمزور اور ضعیف ہوں اور یہ اژدھا زبردست ہے، میرے بس میں نہیں آگے چلو اور بھاگو شاید اللہ تعالیٰ تیری نجات کی کوئی صورت بنادے۔

میں آگے بھاگنے لگا اور ایک بلند جگہ پر چڑھ گیا ادھر سے میں نے جہنم کے طبقات کو جھانک کر دیکھا ان کی ہولناکیاں دیکھیں، قریب تھا کہ اژدھے کے خوف سے میں ان میں گر جاتا۔

مجھے کسی نے آواز دیکر کہا چلو یہاں سے تم یہاں کے رہنے والے نہیں ہو، میں اس کی بات سے مطمئن ہوگیا اور وہاں سے واپس لوٹا تو اژدھا میرے پیچھے تھا۔ میں پھر اسی بوڑھے کے پاس آیا اور کہا بابا! میں نے آپ سے درخواست کی کہ اس اژدھے سے میری جان چھڑاؤ آپ نے کچھ نہیں کیا، وہ بوڑھا پھر رونے لگا اور کہا میں ناتواں ہوں البتہ تم اس پہاڑ کے پاس جاؤ جہاں مسلمانوں کی امانتیں ہیں اگر تمہاری کوئی امانت ہو تو وہ تمہاری مدد کرے گی، میں نے دیکھا چاندی کا ایک گول پہاڑ ہے اور اس میں جگہ جگہ سوراخ اور روشندان ہیں اور پردے لٹکے ہوئے ہیں ہر روشندان پر سونے کے دو پٹ ہیں اور ان کے قبضے یاقوت کے ہیں اور آرائش موتیوں کی، ہر پٹ پر ایک ریشمی پردہ ہے۔

جب میں نے پہاڑ کی طرف نظر دوڑائی تو فوراً اس کی طرف بھاگا اور اژدھا میرے پیچھے تھا جب میں پہاڑ کے قریب پہنچا تو ایک فرشتے نے آواز دی: پردے ہٹاؤ، دروازہ کھول دو، اور سیدھے کھڑے ہو جاؤ شاید اس حاجت مند کی یہاں کوئی امانت ہو جو اسے اس کے دشمن سے نجات دلائے۔

میں نے دیکھا پردے ہٹ گئے اور دروازے کھل گئے اور ان روشندانوں سے بہت

سارے بچے میری طرف جھانکنے لگے ان کے چہرے چاند کی مانند تھے، اژدھا بھی میرے نزدیک پہنچ چکا تھا میں حیران رہ گیا ان بچوں میں سے ایک نے چلا کر کہا: اے سب آؤ اس کا دشمن اس کے قریب آ گیا ہے، چنانچہ وہ جوق در جوق کھڑے ہو کر جھانکنے لگے اچانک میری وہ بچی جو مرگئی تھی وہ بھی ان کی ساتھ جھانک رہی ہے، جب اس نے مجھے دیکھا تو رونے لگی اور کہا: ہائے یہ تو میرا باپ ہے پھر اس نے نور کے جھرمٹ میں تیر کی تیزی کے ساتھ چھلانگ لگائی اور میرے سامنے آ کھڑی ہوئی اس نے اپنا بایاں ہاتھ میری طرف بڑھا کر میرا دایاں ہاتھ پکڑ لیا اور اپنے دائیں ہاتھ کو اژدھے کی طرف بڑھا دیا تو وہ بھاگ گیا۔

پھر اس نے مجھے بٹھایا اور میری گود میں بیٹھ گئی اور اپنے دائیں ہاتھ سے میری داڑھی پکڑ کر کہا: اے ابا جان:

''کیا مومنوں کے لئے وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کے ذکر کے لئے جھک جائیں۔'' (سورۃ حدید ۱۶)

میں رونے لگا اور کہا اے بیٹی تم لوگ بھی قرآن کو جانتے ہو؟ اس نے کہا ہم تو تم سے بھی زیادہ قرآن کو جانتے ہیں میں نے کہا اژدھے کے بارے میں تو کچھ بتاؤ جو مجھے ہلاک کرنے کے درپے تھا اس نے کہا وہ تیرا بُرا عمل ہے جس کو تو نے طاقتور بنایا ہے اور وہ تجھے جہنم کی آگ میں ڈبونا چاہتا ہے۔

میں نے کہا اس بوڑھے کے بارے میں بتاؤ جو راستے میں ملا اس نے کہا وہ تیرا نیک عمل ہے جسے تو نے اتنا کمزور کر دیا کہ اب وہ بُرے عمل کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

میں نے کہا اے بیٹی! تم اس پہاڑی میں کیا کرتی ہو؟ اس نے کہا ہم سب مسلمانوں کے بچے ہیں، ہم یہاں قیامت تک رہیں گے۔ تمہارے انتظار میں ہیں جب تم آؤ گے تو ہم تمہاری سفارش کریں گے۔

مالک بن دینار کہتا ہے میں گھبرا کر اٹھا اور صبح کو میں نے شراب چھوڑ دی اور اس کے برتن توڑ ڈالے اور اللہ تعالیٰ سے توبہ کی یہ میری توبہ کا سبب ہے۔ (حوالہ بالا)

ابراہیم بن ادہم کی توبہ کا واقعہ

ابراہیم بن بشار (جو ابراہیم بن ادہم کا خادم تھا) نے کہا میں نے ابراہیم بن ادہم سے

پوچھا آپ کا ابتدائی واقعہ کیسا ہوا؟ (یعنی آپ کے اہل اللہ کی جماعت میں آنے کا سبب کیا ہے) اس نے کہا: میرا والد بلخ والوں میں سے تھا اور اس کا تعلق خراسان کے بادشاہوں سے تھا ہمیں شکار کھیلنے کا شوق دلایا گیا ایک دن میں اپنے گھوڑے پر سوار ہوکر نکلا اور میرا شکاری کتا بھی میرے ساتھ تھا اچانک سامنے سے ایک لومڑی یا خرگوش بھاگا میں نے اپنے گھوڑے کو حرکت دی تو میں نے پیچھے سے آواز سنی:

''تمہیں اس لئے نہیں پیدا کیا گیا اور نہ تجھے اس کا حکم دیا گیا ہے۔''

میں رک گیا دائیں بائیں دیکھا کچھ نظر نہیں آیا تو میں نے کہا اللہ ابلیس پر لعنت کرے پھر میں نے گھوڑے کو حرکت دی تو پھر ذرا اونچی آواز میں وہی بات سنی۔ پھر میں رک گیا اور دائیں بائیں دیکھا تو کچھ نہیں نظر آیا میں نے کہا لعنت ہو ابلیس پر پھر تیسری مرتبہ گھوڑے کو حرکت دی تو میں نے وہی آواز اپنے گھوڑے کی زین کے سامنے والے حصے سے سنی تو میں رک گیا اور میں نے کہا بیدار کیا بیدار کیا یہ ایک ڈرانے والا ہے اللہ کی طرف سے قسم بخدا میں آج کے بعد اللہ کی نافرمانی نہیں کروں گا۔

میں اپنے گھر واپس آیا پھر میں اپنے والد کے چرواہوں میں سے کسی کے پاس گیا اور اس سے ایک جبہ اور کمبل لے لیا اور اپنے کپڑے اتار کر اس کو دے دیئے اور عراق کی طرف روانہ ہوا نشیب وفراز میں سفر کرتا رہا یہاں تک کہ میں عراق پہنچا۔ وہاں میں نے چند دن کام کیا لیکن مجھے حلال کمائی میسر نہیں ہوئی میں نے کسی بزرگ سے مشورہ کیا اس نے کہا اگر آپ حلال کمائی چاہتے ہیں تو ملک شام چلے جائیں، میں ملک شام چلا گیا ایک شہر میں داخل ہوا جس کو منصورہ کہتے تھے وہاں بھی کئی دن میں نے کام کیا لیکن حلال ہاتھ نہ آیا میں نے پھر کسی شیخ سے مشورہ کیا تو انہوں نے کہا اگر تم خالص حلال چاہتے ہو تو طرسوس شہر میں چلے جاؤ، وہاں مباح چیزیں ہیں اور کام بھی زیادہ ہے۔ میں طرسوس چلا گیا وہاں میں نے چند دن کام کیا باغوں کی نگرانی کرتا تھا اور کھیتی کاٹتا تھا ایک دن میں سمندر کے کنارے پر بیٹھا تھا ایک شخص آیا اور مجھے اپنے باغ کی نگرانی کے لئے اجرت پر لے گیا میں اس کے باغ میں بہت عرصہ رہا ایک دن میں نے دیکھا ایک خادم آیا اور اس کے ساتھ دوسرے ساتھی بھی تھے آکر بیٹھ گئے پھر اس نے آواز دی اے باغبان میں نے کہا ہاں میں ہوں اس نے کہا جاؤ ایک بڑا دانہ انار کا لے کر آؤ جو میٹھا ہو۔ میں چلا گیا اور ایک

بڑا دانہ انار لے کر آیا اس نے لے لیا اور اس کو توڑ دیا تو اس کو کھٹا پایا اس نے کہا اے باغبان تم اتنے عرصے سے ہمارے باغ میں رہتے ہو پھل میوہ انار کھاتے ہو لیکن آج تک تجھے کھٹے اور میٹھے کا پتہ نہیں چلا؟ ابراہیم بن ادھم کہتے ہیں کہ میں نے کہا قسم بخدا میں نے تمہارے پھل میں سے کچھ نہیں کھایا ہے اور واقعتہً میں کھٹے میٹھے کا فرق نہیں کرسکتا اس خادم نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کر کے کہا کہ سنو یہ کیا کہتا ہے اگر ابراہیم بن ادھم بھی ہوتا تب بھی اس سے نہ بڑھتا۔ کل کو اس نے میری تعریف مسجد میں کی تو بعض لوگوں نے مجھے پہچان لیا پھر وہ خادم آیا اور اس کے بہت سارے لوگ تھے جب میں نے دیکھا کہ وہ لوگوں کے ساتھ میرے پاس آرہا ہے تو میں درخت کے پیچھے چھپ گیا لوگ اندر آ گئے تو میں بھی ان کے ساتھ مل گیا جب سب لوگ اندر آ گئے تو میں وہاں سے باہر نکل کر بھاگ گیا۔ یہ میرا شروع کا حال ہے اور طرسوس سے اس ریگستان میں آنے کا سبب ہے۔

امام احمد بن حنبل کے پڑوسی کی توبہ

جعفر صائغ کا بیان ہے کہ ابوعبداللہ احمد بن حنبل کے پڑوسیوں میں ایک شخص تھا جو گناہوں اور فواحش کا ارتکاب کرتا تھا۔ ایک دن امام احمد بن حنبل کی مجلس میں آیا اور سلام کہا۔ امام احمد نے اس کو پورا جواب نہیں دیا اور پیشانی پر شکن ڈال دی۔

اس نے کہا اے ابوعبداللہ! مجھ سے کیوں ناراض ہو میں نے تو اس کام سے توبہ کر لی ہے جب سے میں نے ایک خواب دیکھا ہے، احمد بن حنبل نے کہا: کیا دیکھا ہے۔

اس نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، آپ اونچی جگہ پر کھڑے تھے اور بہت سے لوگ نیچے بیٹھے ہوئے تھے، وہ لوگ ایک ایک کر کے اٹھتے تھے اور آپ ﷺ سے دعا کی درخواست کرتے تھے، آپ ﷺ دعا فرماتے۔ یہاں تک کہ ان میں صرف میں رہ گیا۔ میں نے اٹھنے کا ارادہ کیا لیکن جن بُرے اعمال کا میں ارتکاب کرتا تھا اس کی وجہ سے مجھے شرم آئی (اور نہیں اٹھا)

آپ ﷺ نے مجھ سے کہا اے فلاں! تم کیوں نہیں اٹھتے؟ میں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! جس برائی پر میں عمل پیرا ہوں اس کی وجہ سے شرم آتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: شرم آئے تب بھی اٹھو اور مجھ سے دعا کی درخواست کرو میں تیرے لئے دعا کروں گا۔ کیونکہ تو میرے صحابہ میں سے کسی کو گالیاں نہیں دیتا۔ میں اٹھا اور دعا کی درخواست کی،

آپ ﷺ نے میرے لئے دعا فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں اس افعال بد کو مبغوض بنا دیا۔ امام احمد بن حنبل نے کہا اے جعفر اے فلاں: اس واقعہ کو یاد کرو اور بیان کرو شاید اس سے کسی کو فائدہ ہو۔ (بحوالہ کتاب التوابین)

﴿چھٹی فصل﴾

نوجوان......اور مصائب پر صبر

چھٹی صفت جس کا حصول ہر نوجوان کے لئے انتہائی مفید ہے وہ ہے مصائب پر صبر۔ زندگی کے نشیب وفراز میں مصائب کا آنا ایک ضروری امر ہے دنیا کا کوئی فرد و بشر ایسا نہ ملے گا جس کے سامنے مصائب کی خونچکاں دیواریں نہ کھڑی ہوں لیکن عقلمند انسان اور مثالی نوجوان وہی ہے جو ان مصائب سے گھبرا کر ان کے سامنے گھٹنے نہ ٹیکے بلکہ خندہ پیشانی سے ان کا مقابلہ کرے اور صبر کا دامن تھام کر استقامت واستقلال سے زندگی گزارے اگر ایسا کیا تو پھر انشاء اللہ یہ مصائب کسی طرح بھی اس کی زندگی کے پر سکون لمحات کو درہم برہم نہ کرسکیں گے چنانچہ اب ہم مصائب پر صبر سے متعلق قرآن وحدیث کی روشنی میں بحث کرنا چاہیں گے۔ انشاء اللہ اس بیان کو پڑھ کر صبر کرنا آسان ہوجائے گا۔ تو آیئے دیکھتے ہیں کہ بحیثیت مسلمان کے اسلام ہمیں مصائب پر صبر سے متعلق کیا تعلیمات دیتا ہے۔

مصائب پر صبر کی فضیلت قرآن کریم کی روشنی میں

آیت نمبر ا:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اور ہم ضرور تمہیں خوف وخطر، بھوک، جان و مال کے نقصان اور آمدنیوں کے گھاٹے میں مبتلا کر کے تمہاری آزمائش کریں گے اور خوشخبری ان لوگوں کو دیجئے جو مصیبت پڑنے پر (صبر کرتے ہیں اور) کہتے ہیں ہم اللہ تعالیٰ ہی کے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہی کی طرف ہمیں پلٹ کر جانا ہے۔

ان پر ان کے رب کی طرف سے بڑی عنایات ہوں گی اور اس کی رحمت ہوگی اور

ایسے ہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔ (سورہ البقرہ ۱۵۵۔۱۵۷)

آیت نمبر ۲:

مؤمنو (مصائب میں) صبر اور نماز سے مدد لو۔ (البقرۃ)

آیت نمبر ۳:

اور ہم نے ان میں جب انہوں نے صبر کیا بہت سے پیشوا بنا لئے تھے جو ہمارے حکم سے ہدایت کرتے تھے۔ (پ ۲۱۔ ر ۱۲۔ آیت ۲۴)

آیت نمبر ۴:

اور جو لوگ صبر کرنے والے ہیں ہم ان کے اچھے کاموں کے عوض میں ان کا اجر ضرور دیں گے (پ ۱۴۔ ر ۱۹۔ آیت ۹۴)

آیت نمبر ۵:

اور صبر کرو بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

فائدہ!..... قرآن کریم میں خداوند قدوس نے صبر کرنے کے لئے بہت سی فضیلتیں ارشاد فرمائی ہیں تقریباً ستر ۷۰ سے زائد مقامات پر قرآن کریم میں صبر کی فضیلت آئی ہے تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں اس لئے مندرجہ بالا آیات پر اکتفا کیا گیا۔ بہر حال ان آیات سے بھی ہمیں بخوبی احسن جان لینا چاہیئے کہ صبر کرنے میں دنیا و آخرت دونوں کے مفادات وابستہ ہیں صبر کی فضیلت میں سب سے بڑی بات یہ ہے کہ صبر کرنے والوں کے ساتھ خداوند قدوس کی ذات ہے اور جب اس عالی ذات کا ساتھ نصیب ہو جائے تو پھر مصائب پر بے صبری کرنا، گھبرانا نادانی ہے۔ اب آگے ہم مصائب پر صبر کی فضیلت احادیث کی روشنی میں بیان کرتے ہیں۔

مصائب پر صبر کی فضیلت احادیث کی روشنی میں

گناہوں سے معافی کا ذریعہ

رسول اقدس ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ:

جس مسلمان کو بھی کوئی قلبی اذیت، جسمانی تکلیف اور بیماری رنج وغم اور دکھ پہنچتا ہے یہاں تک کہ اگر اسے ایک کانٹا بھی چبھ جاتا ہے (اور وہ اس پر صبر کرتا ہے) تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے۔ (بخاری ومسلم)

مصائب آزمانے کے لئے آتے ہیں

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جتنی سخت آزمائش اور مصیبت ہوتی ہے اتنا ہی بڑا اس کا صلہ ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ جب کسی گروہ سے محبت کرتا ہے تو ان کو (مزید نکھارنے اور کندن بنانے کے لئے) آزمائش میں مبتلا کر دیتا ہے۔ پس جو لوگ اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہیں اللہ تعالیٰ بھی ان سے راضی رہتا ہے اور جو اس آزمائش میں اللہ تعالیٰ سے ناراض ہوں اللہ تعالیٰ بھی ان سے ناراض ہو جاتا ہے۔ (ترمذی)

مصائب میں صبر کا صلہ جنت

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

جب کسی بندے کا کوئی بچہ مرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے پوچھتے ہیں کیا تم نے میرے بندے کے بچے کی جان قبض کر لی؟ وہ کہتے ہیں ہاں پھر پوچھتے ہیں تم نے اس کے جگر کے ٹکڑے کی جان نکال لی؟

وہ کہتے ہیں ہاں پھر ان سے پوچھتے ہیں تو میرے بندے نے کیا کہا۔

وہ کہتے ہیں اس مصیبت میں اس نے تیری حمد کی اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا تو اللہ ان سے فرماتے ہے میرے اس بندے کے لئے جنت میں ایک گھر تعمیر کرو اور اس کا نام بیت الحمد رکھو۔ (ترمذی)

حدیث نمبر ۴۔ سب سے پہلے جنت میں جانے والا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سب سے پہلے جنت کی طرف ان لوگوں کو بلایا جائے گا جو خوشی وغم ہر حالت میں اللہ

تعالٰی کی تعریف (صبر) کرتے ہیں (چنانچہ بندہ کو چاہئے کہ ہر تکلیف پر صبر کرے اور یہ سمجھے کہ دنیا کی تکلیف جو مجھ پر آتی ہے آخرت کی تکلیف سے بہت کم ہے جس کو اللہ تعالٰی اس دنیا کی تکلیف کے عوض دور فرمائے گا اس پر اللہ تعالٰی کا شکر ادا کرے۔

اور اگر صبر دشوار ہو تو کفار کی جانب سے پہنچنے والی تکالیف پر رسول اقدس ﷺ کا صبر پیش نظر۔

(تنبیہ الغافلین)

دنیا کی تکلیفیں اور گناہوں کی معافی

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کسی نبی نے اللہ سے عرض کیا۔ یا اللہ تو نے اپنے فرمانبردار مؤمن کو دنیا کے مال ومتاع سے محروم اور مختلف قسم کے آفتوں، مصیبتوں میں مبتلا کر دیا۔ اور نافرمان کافر و مشرک کو بے حد وحساب دنیا کی نعمتیں عطا فرمائیں اور پریشانیوں سے اس کو بچا دیا۔ (اس میں کیا راز ہے؟)

ارشاد باری تعالٰی ہوا۔ بندے بھی میرے، بلائیں بھی میری (چاہے جن پر نازل کروں چاہے جن سے روک دوں) مؤمن بندہ سے دنیا چھین لی اور اس کو طرح طرح کی مصیبتوں میں مبتلا کر دیا۔ تاکہ دنیا میں یہ اس کے گناہوں کا کفارہ ہوں اور آخرت میں اس کی نیکیوں کا بھرپور بدلہ ملے، کافر کو دنیا کی نعمتوں میں پھنسا دیا اور تکلیفیں بھی دور کر دیں۔ تاکہ قیامت میں اس کے کفر اور بداعمالی کی پوری پوری سزا دی جائے۔

(حوالہ بالا)

کاش ہمارے جسم قینچیوں سے کاٹے جاتے

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جب اللہ کسی بندہ کی ساتھ بھلائی اور اس کو برائیوں سے پاک کرنا چاہتا ہے تو اس پر بلائیں اور مسلسل پریشانیاں نازل فرماتا ہے جب وہ بندہ دعا کرتے ہوئے کہتا ہے "یا اللہ تو فرشتے کہتے ہیں یہ آواز تو جانی پہچانی ہے۔ دوبارہ جب وہ بندہ اللہ کو پکارتا ہے، تو اللہ کی طرف سے جواب ملتا ہے۔ میں تیری ضرور مدد کروں گا۔ جو تو مانگے گا تجھ کو وہ دوں گا یا اس کے بدلہ تجھ سے کسی برائی کو دفع کر دوں گا اور اپنے یہاں تیرے لئے ایسی چیزیں جمع

کردوں گا جوان سے بدرجہا بہتر ہوں گی جن کا تو سوال کر رہا ہے۔ قیامت میں نیک اعمال والوں کے اعمال کو تول کر فیصلہ کیا جائے گا اور ان کے اعمال کی جزادی جائے گی۔ اس کے بعد تکالیف اور مصائب پر صبر کرنے والوں کو بلایا جائے گا اور جس طرح دنیا میں ان پر مصائب کی بارش ہوئی تھی اسی طرح رحمت کی بارش کی جائے گی اور بلا حساب ان کو جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ اس وقت دنیا میں عیش کی زندگی گذارنے والے آرزو کریں گے، کاش ہمارے یہ جسم قینچیوں سے کاٹے گئے ہوتے۔

انما یوفی الصابرون اجرھم بغیر حساب .

صبر کرنے والوں کو بے حساب اجر وثواب دیا جائے گا۔ (حوالہ بالا)

مصائب کو برا نہ سمجھئے

ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ میرا مال برباد ہو گیا اور میں بیماری میں مبتلا ہو گیا۔ ارشاد فرمایا: اس بندہ میں کوئی خیر نہیں جو مصائب سے دوچار نہ ہو۔

اللہ کسی بندہ سے محبت کرتا ہے تو اس کو پریشانیوں میں مبتلا کر دیتا ہے تاکہ وہ ان پر صبر کرکے اعلیٰ درجات کا مستحق ہو جائے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ بعض بندوں کو اعلیٰ مقامات سے سرفراز فرمانا چاہتا ہے۔ لیکن عملی کوتاہی کی وجہ سے وہ بندہ اس کا مستحق نہیں ہوتا تو اس کو جسمانی تکلیف میں مبتلا کر دیا جاتا ہے۔ تاکہ اس پر صبر کرکے ان مقامات کا مستحق ہو جائے۔

(حوالہ بالا)

اے عاشق کمر کس لے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک صاحب آئے آپ اس وقت سیدھے لیٹے ہوئے تھے۔ عرض کیا! یارسول اللہ ﷺ کیا آپ کو کچھ تکلیف ہے! فرمایا بھوک لگی ہے! یہ سن کر وہ صاحب بے قرار ہو گئے اور الٹے پاؤں واپس ہوئے کسی کے یہاں پانی کھینچنے پر مزدوری کی (ایک ڈول کے بدلہ ایک کھجور) جو کھجوریں ملیں دوڑے دوڑے آپ ﷺ کی خدمت میں لاکر پیش کر دیں۔ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ غالباً یہ تم نے میری محبت میں کیا؟ جی حضور بالکل ایسا ہی ہے فرمایا،

مصیبتوں کے لئے تیار ہو جاؤ۔ اللہ کی قسم مجھ سے محبت کرنے والے پر بلائیں اس طرح اترتی ہیں جیسے پہاڑ پر سے پانی۔ (حوالہ بالا)

صبر کا ثواب بار بار ملتا ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جب کوئی مسلمان پرانی تکلیف کو یاد کر کے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھتا ہے تو اس کو اس وقت پھر اتنا ہی ثواب ملتا ہے جتنا تکلیف کے وقت ملا تھا۔

(یہ سلسلہ برابر جاری رہے گا جتنی مرتبہ یاد کر کے صبر کرے گا بار بار ثواب پائے گا)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی عادت تھی، جب بھی گھر میں کوئی بچہ پیدا ہوتا تو ساتویں دن گود میں لے کر پیار کرتے کسی کے معلوم کرنے پر فرمایا! یہ اس لئے کرتا ہوں کہ میرے دل میں بچہ کی محبت پیدا ہوتا کہ اگر مر جائے تو ثواب بھی خوب ملے۔ (جتنی زیادہ پیاری چیز کے ضائع ہونے پر صبر کرے گا اتنا ہی ثواب زیادہ ہوگا) (حوالہ بالا)

مصیبت کے صبر کرنے میں خیر ہے

حضرت صہیب بن سنان سے مروی ہے کہ رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مؤمن کا معاملہ بھی قابل تعجب ہے۔ اس کا ہر معاملہ بھلائی پر مبنی ہے اور یہ سعادت صرف مؤمن کو ہی حاصل ہے اگر اسے خوشحالی کی نعمت نصیب ہو تو وہ اس کا شکریہ ادا کرتا ہے اور اس کے لئے خیر ہے اور اگر کسی مصیبت میں مبتلا ہو تو وہ صبر کرتا ہے اور یہ بھی اس کے لئے خیر ہے۔ (مسلم)

صبر کرنے میں بھلائی ہے

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ صبر پر جتنی وسیع اور بہتر بھلائی کسی کو ملتی ہے اتنی کسی عمل پر نہیں ملتی (بخاری و مسلم)

مصیبت گناہ مٹاتی ہے

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے رسول اقدس ﷺ سے پوچھا یا رسول اللہ (ﷺ) سب سے زیادہ سختی کس پر آئی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ انبیاء پر

پھر نیک لوگوں پر پھر درجہ بدرجہ لوگوں کا امتحان ان کے دین کے مطابق ہوتا ہے اگر کوئی اپنے دین میں مضبوط ہے تو اس پر سختی زیادہ ہوتی ہے اور اگر وہ دین میں کمزور ہو تو اس کی مصیبت ہلکی ہوتی ہے اور مؤمن بندے پر ہمیشہ سختی آتی رہتی ہے یہاں تک کہ وہ زمین پر چلتا ہے اور اس کے ذمے کوئی گناہ نہیں ہوتا۔ (ترمذی)

صبر مؤمن کی علامت ہے

ایک مرتبہ رسول اقدس ﷺ نے صحابہ سے سوال کیا کہ تمہارے ایمان کی کیا علامت ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ ہم فراخی میں شکر کرتے ہیں، ابتلاء میں صبر کرتے ہیں اور قضاء پر راضی ہیں رسول اقدس ﷺ نے فرمایا رب کعبہ کی قسم تم واقعی مؤمن ہو۔

(بخاری و مسلم)

صبر وسیع نعمت ہے

رسول اقدس ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ

"من يتصبر يصبره الله."

جو شخص مقام صبر تک پہنچنا چاہے اللہ اسے صبر دیتا ہے"

اور جس شخص کو یہ نعمت حاصل ہو جائے اس کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد یہ ہے کہ

" لم يؤت احد نعمة اوسع من الصبر "

"کسی شخص کو صبر سے زیادہ وسیع نعمت کوئی نہیں دی گئی۔"

مقام صبر حاصل کرنے کا طریقہ

اس مقام کو حاصل کرنے کا اصل طریقہ تو یہ ہے کہ ایسے لوگوں کی صحبت اختیار کی جائے جنہیں "صبر" کی نعمت حاصل ہے تجربہ شاہد ہے کہ انسان کے ماحول اور صحبت سے زیادہ اس کا مربی کوئی نہیں ہوتا، اگر انسان "صابرین" کا ماحول اختیار کرے تو رفتہ رفتہ خود بھی "صابر" بن جائے گا۔ اس کے علاوہ مقام صبر حاصل کرنے کا انفرادی طریقہ یہ ہے کہ جب بھی دل میں کسی گناہ کا خیال پیدا ہو، اس کے ساتھ اس عذاب اور وعید کا تصور جمائے

جو قرآن کریم اور احادیث میں اس گناہ کے کرنے والے کے لئے بیان فرمایا ہے۔ اس کے ساتھ ہی اپنی موت انجام اور قبر کی تنہائی کو یاد کرے اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تلقین فرمائی ہے کہ: اکثرو اذکر ھا زم اللذات۔

''تمام لذتیں ختم کر دینے والی چیز (یعنی موت) کو کثرت سے یاد کیا کرو''۔

(از مجالس مفتی اعظم رحمہ اللہ)

حدیث نمبر ۱۵۔ صبر...... رفع درجات کا سبب

بعض اوقات بندہ اپنی عبادات کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے قرب کے وہ مقامات نہیں پاسکتا جو اللہ تعالیٰ اسے دینا چاہتے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ اس کے اوپر کچھ بُرے حالات بھیج دیتے ہیں۔ جب وہ بندہ ان حالات میں صبر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو سبب بنا کر اس بندے کو بلند مقام عطا فرمادیا کرتے ہیں۔

چنانچہ حدیث مبارک ہے کہ جب کوئی بیمار آدمی صحت یاب ہوتا ہے تو اپنے گناہوں سے ایسے پاک ہوتا ہے جیسے اس دن تھا جب اس کی ماں نے اسے جنم دیا تھا۔ خزاں کے موسم میں درخت کے پتے گرتے ہیں اس طرح بیمار آدمی کے جسم سے اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو دور کر دیا کرتے ہیں (بحوالہ خطبات فقیر ج ۵)

پرنم آنکھوں کا بدلہ

حضرت عبداللہ بن سلام فرماتے ہیں کہ قیامت کا دن ہوگا۔ حساب کتاب ابھی قائم نہیں ہوا ہوگا کہ ایک منادی اعلان کرے گا کہ جن لوگوں کا اللہ تعالیٰ پر حق ہے وہ اپنا حق لے لیں اور مخلوق حیران ہوگی کہ اللہ تعالیٰ پر کس کا حق ہے تو وہ پوچھیں گے کہ اللہ تعالیٰ پر حق کس کا ہے؟ تو فرشتہ کہے گا کہ جس بندے کو دنیا میں کوئی غم پہنچا جس کی وجہ سے اس کی آنکھیں پرنم ہوگئیں اب اس بندے کا اللہ پر حق ہے کہ یہ ان پرنم آنکھوں کا بدلہ اپنے پروردگار سے لے لے۔ چنانچہ لوگ کھڑے ہوجائیں گے کہ مجھے بھی غم ملا تھا۔ میں بھی رویا تھا، میں بھی رویا تھا۔ یوں ان کو اللہ تعالیٰ اپنی شان کے مطابق اجر دیں گے جو ان کے گناہوں کی بخشش کے لئے کافی ہوجائے گا (ایضاً)

بلا حساب جنت میں داخلہ

ایک حدیث مبارک میں آیا ہے کہ ابھی میزان عدل قائم نہیں ہوگا کہ ایک فرشتہ اعلان کرے گا کہ صبر کرنے والے لوگ کہاں ہیں تو صبر کرنے والے لوگ کھڑے ہو جائیں گے۔ وہ فرشتہ ان کو لے کر جنت کی طرف جائے گا اور کہے گا کہ جاؤ۔ وہ صبر کرنے والے سارے کی سارے جنت کے دروازے پر پہنچ جائیں گے اور کہیں گے جنت کا دروازہ کھولو اور ہمیں جنت میں داخل ہونے دو اب رضوان جو جنت کا داروغہ ہے وہ حیران ہو کر اللہ تعالیٰ سے پوچھے گا کہ اے اللہ! ابھی تو میزان عدل قائم ہی نہیں ہوا اور یہ آپ کے بندے جنت میں داخلے کے متمنی ہیں اے اللہ! میرے لئے کیا حکم ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے میں نے اپنا حکم اپنی کتاب میں نازل فرما دیا تھا کہ۔

"انما یوفی الصابرون اجرھم بغیر حساب"۔

یہ میرے وہ بندے ہیں جن کے ساتھ بلا حساب معاملہ ہے۔ رضوان! جنت کے دروازے کو کھول دے اور صبر کرنے والوں کو بلا حساب جنت میں داخل ہونے دے (چنانچہ) کوئی حساب کتاب نہیں لیا جائے گا (ایضاً)

صبر کا پھل

حضرت عمران بن الحصین رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی ہیں یہ ایک ناسور پھوڑے کے اندر بتیس سال مبتلا رہے ہیں، جو پہلو میں تھا اس لئے یہ چت لیٹے رہتے تھے، کروٹ نہیں لے سکتے تھے۔ یعنی بتیس برس تک چت لیٹے لیٹے کھانا بھی، پینا بھی، عبادت کرنا بھی، قضائے حاجت کرنا بھی۔ آپ اندازہ کیجئے کہ بتیس برس ایک انسان ایک پہلو پر پڑا رہے، اس پر کتنی عظیم تکلیف ہوگی؟ کتنی بڑی بیماری ہے؟ لیکن آپ رضی اللہ عنہ کا چہرہ اتنا ہشاش بشاش رہتا تھا کہ کسی تندرست کو وہ چہرہ میسر نہیں، لوگوں کو حیرت ہوتی کہ بیماری اتنی شدید اور چہرہ دیکھو تو ایسا کھلا ہوا کہ تندرستوں کو بھی میسر نہیں۔ لوگوں نے عرض کیا کہ حضرت! یہ کیا بات ہے کہ بیماری تو اتنی شدید اور آپ کے چہرے پر اتنی بشاشت اور تازگی کہ (تعجب ہوتا ہے) آپ رضی اللہ عنہ نے جواب میں فرمایا! جب بیماری میرے اوپر آئی میں نے صبر کیا، میں نے کہا کہ اللہ کی طرف سے یہ میرے لئے عطیہ ہے، اس نے میرے

لئے یہی مصلحت سمجھی میں بھی اس پر راضی ہوں۔ اس صبر کا اللہ نے مجھے یہ پھل دیا کہ میں اپنے بستر پر روزانہ ملائکہ علیہم السلام سے مصافحہ کرتا ہوں۔ مجھے عالم غیب کی زیارت نصیب ہوتی ہے۔ غیب میرے اوپر کھلا ہوا ہے۔

(بحوالہ خطبات حکیم الاسلام ج ۴)

صبر کی تعریف

انسان کا مصائب و آلام اور دنیا کے بے رحم تھپیڑوں کے سامنے ہمت نہ ہارنا بلکہ جوان مردی سے مشکل حالات کا مقابلہ کرتے رہنا صبر ہے۔

اور صابر شخص وہ ہے جو سخت سے سخت اور کڑی سے کڑی آزمائش کی گھڑیوں میں ایسا ثابت قدم رہے جیسا عافیت وتندرستی میں ثابت قدم رہتا ہے۔

صبر کی اقسام

صبر کی تین قسمیں ہیں

(۱) نیکی وطاعت پر صبر

(۲) گناہ ومعصیت پر صبر

(۳) مصیبت پر صبر

نیکی وطاعت پر صبر کرنے والے لوگ

یہ وہ لوگ ہیں جو خداوند قدوس کے احکامات کے پورے کرنے میں شب وروز سرگرم عمل ہیں اور یہ احکام پورے کرنے میں جو تکالیف ومشکلات درپیش ہوتی ہیں انہیں خندہ پیشانی سے برداشت کرتے اور صبر کرتے ہیں۔

گرمی میں روزے رکھتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں، تلواروں کے زیر سایہ لڑکر جنت طلب کرتے ہیں سخت سردی میں اچھی طرح سے وضو کرتے ہیں، سخت دھوپ وگرمی اور رات کی تاریکی میں مسجد آتے جاتے ہیں، اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کرتے ہیں، اپنے بچوں کی اچھی تربیت کرتے ہیں۔ بیویوں کی طرف سے جو ایذاء اور تکلیف پہنچتی ہے اس پر صبر کرتے ہیں، اللہ کے راستے اور اس کی دین کی مدد کے لئے اپنے ذاتی

مصالح قربان کرتے ہوئے نہیں چوکتے اور اپنی جان داعلیٰ سے اعلیٰ چیزیں خوشدلی سے قربان کردیتے ہیں اور یہ سارے اعمال اس لئے نہیں کرتے کہ انہیں کوئی حکمرانی کی رغبت ہوتی ہے یا منصب و جاہ کی لالچ اور نہ کسی حاکم یا صاحب سلطنت کے خوف سے ایسا کرتے ہیں اور نہ اس لالچ میں کہ تعریف کی جائے گی اور نہ ہی کسی کی ملامت کے خوف میں بلکہ یہ نیکی و طاعت پر صبر کرنے والے لوگ محض اس لئے صبر کرتے ہیں تا کہ فرمان باری تعالیٰ پر عمل ہو جائے جس کا مفہوم ہے کہ

اے ایمان والو! صبر کرو اور مقابلہ میں مضبوط رہو اور لگے رہو اور ڈرتے رہو اللہ سے تا کہ تم اپنی مراد کو پہنچو۔ (آل عمران آیت نمبر ۲۰۰)

اور نیکی و طاعت پر صبر کرنے میں والدین کے ساتھ نیکی و حسن سلوک اور پڑوسی، ساتھی اور دوست کی طرف سے پہنچنے والی ایذاء کا برداشت کرنا بھی داخل ہے۔ اسی طرح اساتذہ و اطباء کا تعلیم و تدریس اور بیماروں کے علاج معالجہ میں تکلیف کا برداشت کرنا بھی اور مالدار کا زکوۃ دینے اور مسافر و بیمار اور مشغول آدمی کا نماز قائم کرنے کی تکلیف برداشت کرنا بھی صبر علی الطاعۃ میں داخل ہے۔

گناہ و معصیت پر صبر کرنے والے لوگ

معصیت و گناہ پر صبر کرنے والے لوگ وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو نہیں پکارتے اور اس انسان کو قتل نہیں کرتے جس کے قتل کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے۔ اور زنا نہیں کرتے اور سود نہیں کھاتے، ریاکاری نہیں کرتے، یتیموں کا مال نہیں کھاتے اور اللہ تعالیٰ سے جو عہد و پیمان کیا ہے اسے نہیں توڑتے اور معصیت و گناہ ان کے سامنے آتا ہے ان کو موقع بھی ملتا ہے اور حال و مال، زمان و مکان میں اللہ کے حکم کی مخالفت اور اللہ کی حرام کردہ چیزوں کے ارتکاب کے لئے حالات بھی ان کے لئے سازگار ہوتے ہیں لیکن محض اللہ تعالیٰ کے خوف سے وہ ایسا کرنے سے رک جاتے ہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب بہت دردناک ہے اور اس کی پکڑ بہت سخت ہے اور اس کا قید خانہ دوزخ ہے چنانچہ وہ معصیت و گناہ کو ترک کردیتے ہیں اور اپنے آپ کو ان حرام شہوات ولذات سے روک دیتے ہیں اور یہی ہدایت یافتہ ہیں ایسے ہی لوگوں کے لئے ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ!

''میں نے آج ان کو بدلہ دیا ان کے صبر کرنے کا وہی ہیں مراد کو پہنچنے والے''

(سورہ مؤمنون آیت نمبر ۱۱۱)

یاد رکھئے! جوانی کا زمانہ گناہوں کا زمانہ ہوتا ہے یعنی اس زمانے میں صحت مند طاقتور نوجوان کے لئے گناہوں کا چھوڑنا نماز، روزہ اور دوسری تمام عبادات سے زیادہ شاق ہوتا ہے۔ اس لئے اس زمانے میں نوجوانوں کو خصوصیت سے گناہ و معصیت پر صبر کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔

مصیبت پر صبر کرنے والے لوگ

مصائب پر صبر کرنے والے لوگ حقیقتاً کامیاب لوگ ہیں، جو اپنے اوپر آنے والے مصائب و مشکلات کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیتے ہیں کیونکہ ان کے سامنے یہ آیت ہوتی ہے جس کا مفہوم ہے کہ!

''نہیں پہنچتی کوئی تکلیف بدون اللہ کے حکم کے اور جو کوئی یقین لائے اللہ پر وہ راہ بتلائے اس کے دل کو اور اللہ کو ہر چیز معلوم ہے''۔ (سورہ تغابن آیت نمبر ۱۱)

اور اگر ان میں سے کسی کی جان یا مال یا اہل وعیال یا عزیز رشتہ دار یا دوست پر کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ یقین رکھتا ہے کہ اللہ کے فیصلہ اور تقدیر کو وہ رد نہیں کر سکتا۔ اور دنیا کی زندگی کا دستور ہی یہی ہے کہ مالداری آتی ہے پھر تنگدستی اور خوشی بھی آتی ہے اور غم بھی، ملاپ بھی ہوتا ہے اور جدائی بھی، بیماری بھی آتی ہے اور تندرستی وصحت بھی۔ لیکن جو شخص سکون و خوشحالی میں اللہ کو یاد رکھے گا اللہ تعالیٰ اسے تنگی و سختی میں یاد رکھیں گے۔ جو شخص مصیبت پر صبر کرنے والا ہوتا ہے اسے اس بات کا یقین ہوتا ہے کہ جو چیز اسے نہ مل سکی وہ اسے ہرگز حاصل نہیں ہو سکتی تھی۔ اور جو تکلیف اسے پہنچی اس سے وہ ہرگز بچ نہیں سکتا۔ اور وہ یہ جانتا ہے کہ فتح و نصرت صبر کے ساتھ ہوتی ہے اور آسانی و فراخی تکلیف و پریشانی کے بعد آتی ہے، تنگی کے بعد خوشحالی آتی ہے ایسے شخص پر مشکلات آسان ہو جاتی ہیں، مصائب سہل ہو جاتے ہیں۔

یاد رکھئے! صبر وہ ہے جو صدمہ کی ابتداء ہی میں ہو اور نماز نور ہے، صدقہ برہان و دلیل ہے، اور صبر روشنی ہے۔ کسی عربی شاعر نے اچھی بات کہی کہ!

ما قد قضی یا نفس فاصطبری لہ
ولک الامان من الذی لم یقدر
ثم اعلمی أن المقدر کائن
حتماً علیک صبرت ام لم تصبری

ترجمہ: اے نفس جو فیصلہ ہو چکا ہے اس پر صبر کرو، اور (پھر) تم اس سے محفوظ رہو گے جس کا فیصلہ نہیں ہوا۔ پھر تم اس بات کو جان لو کہ جو تقدیر میں ہے وہ ہو کر رہے گا۔ لازمی طور سے خواہ تم صبر کرو یا یا صبر نہ کرو۔ (تلخیص وترمیم از اصلاح معاشرہ اور اسلام)

صبر کے درجات

صبر کے تین درجات ہیں

(۱) تائبین کا صبر

پہلا درجہ تائبین کا ہے اس کا مطلب ہے کہ انسان اپنا غم اور پریشانی دوسروں کو بتانا چھوڑ دے لیکن اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ بیوی خاوند کو نہ بتائے، بیٹا باپ کو نہ بتائے، مریض حکیم کو نہ بتائے بلکہ یہاں بتانا چاہئے کیونکہ یہ ضروریات ہیں لیکن تزکرہ احوال کے لئے بتانا کبھی کسی کو بتایا کبھی کسی کو حالات سنانے کی خاطر بتانا اس سے منع کیا گیا ہے۔بعض نادانوں کی زبان پر اکثر یہی بات رہتی ہے کہ بس جی کیا کریں عجیب مصیبتوں میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو ہماری سنتا ہی نہیں، اس قسم کی گفتگو ہمیشہ شکوے میں شامل ہوتی ہے ایسا کہنے والے گویا یوں کہہ رہے ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے ساتھ اچھا نہیں کیا (نعوذ باللہ)

(۲) زاہدین کا صبر

دوسرا درجہ زاہدین کا ہے۔ وہ درجہ یہ ہے کہ انسان کو اگر کوئی مصیبت پیش آئے تو وہ اس پر راضی رہے۔ جب بندہ ہر حال میں راضی رہتا ہے، اچھے حالات ہوں تو بھی راضی رہے، بُرے حالات ہوں تو بھی راضی رہے تو وہ زاہدین کا صبر کہلاتا ہے۔

(۳) صدیقین کا صبر

تیسرا درجہ صدیقین کا ہے وہ درجہ یہ ہے کہ جب بندے پر کوئی بلا اور مصیبت آتی ہے تو وہ اس پر خوش ہوتا ہے کہ پروردگار مجھ سے راضی ہیں۔ کیونکہ حدیث مبارک میں آتا ہے کہ خوشیاں اللہ تعالیٰ کے سامنے ہاتھ باندھ کر روزانہ کھڑی ہوتی ہیں کہ اے اللہ! ہمارے لئے کیا فیصلہ ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ فلاں فلاں ظالمین اور مخالفین کے پاس چلی جاؤ۔ خوشیوں کو ان کے ہاں بھیج دیتے ہیں۔ اس کے بعد فاقے، پریشانیاں اور غم وغیرہ رہ جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اچھا تم میرے پیاروں کے پاس چلی جاؤ۔ ایک اور حدیث میں یوں آیا ہے کہ جس بندے کو اللہ اور اس کے رسول سے محبت ہو وہ پریشانیوں کے لئے اس طرح تیار رہے کہ یوں آئیں گی جیسے پانی ڈھلوان کی طرف تیزی کے ساتھ چلتا ہے۔ نیکی اور دینداری کی زندگی میں یہ پریشانیاں تو آتی ہیں لیکن یہ تھوڑی سی پریشانیاں ہیں۔ سو سال، پچاس سال کی زندگی میں دو دن، چار دن کی پریشانی کیا حیثیت رکھتی ہے جبکہ آخرت کی ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی میں اس کا اجر اور ثواب ملے گا۔

(بحوالہ خطبات فقیر ج ۵)

مصائب کی گھڑیوں میں اسلام کی تعلیمات

ہر انسان کی زندگی کسی نہ کسی مشکل و پریشانی کا شکار ضرور ہوتی ہے، زندگی میں مصائب کا آنا کوئی بعید امر نہیں ہے۔ لیل ونہار ہمیں مشاہدہ ہو رہا ہے کہ ہمارے سامنے لوگوں پر کیسے کیسے مصائب و مشکلات کے لمحات آتے ہیں اور با دل نخواستہ ہنستے یا روتے بہر حال ان لمحات سے گزرنا تو پڑتا ہے اور خصوصاً ہمارے نوجوان دوست کم تجربہ کی بناء پر زیادہ ٹھوکروں کا شکار ہو کر زیادہ پریشانیوں میں مبتلا ہوتے ہیں، بعض دفعہ آنے والی پے در پے مشکلات کے سامنے برداشت کا بندھن ٹوٹ جاتا ہے اور پھر احساس کمتری جیسا موذی مرض لاحق رہنے کا خطرہ رہتا ہے۔ چنانچہ جب مصائب کا آنا زندگی کا لازمی جزو ہے تو کیوں نہ ہم ان مصائب کے مقابلے میں اسلامی تعلیمات کو سامنے لائیں اور اسلام نے ہمیں جو احکامات دیئے ہیں ان ہی کے مطابق اپنی زندگی کے شب و روز بتائیں۔ تو آیئے اب دیکھتے ہیں کہ ان مشکل لمحات میں اسلام ہماری کیا رہنمائی کرتا ہے۔

آدمی کے لئے دنیا میں مصائب ہیں بہت
خوش نصیب ہے وہ جو صبر کی عادت رکھے

صبر کو آسان کرنے کی تدبیر

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ جس پر مصیبت آئے (اور اسے صبر کرنا دشوار معلوم ہوتا ہوتو) وہ میرے مصائب کو یاد کرے (اس سے صبر کرنا نہایت آسان ہو جائے گا۔ (حوالہ بالا)

صبر تمام اعمال سے افضل ہے

عیسیٰ بن مثیب رحمہ اللہ یزید رقاشی رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب بندہ قبر میں داخل ہوتا ہے تو نماز اس کے دائیں جانب کھڑی ہوتی ہے اور زکوٰۃ بائیں جانب، حسن سلوک اس پر سایہ کرتا اور صبر اس کی طرف سے جھگڑتا ہے اور دوسرے اعمال کو کہتا ہے کہ اپنے اس ساتھی کا خیال رکھو اگر تم اس کو بچا سکو تو خیر ورنہ میں تو اس کی پشت پر ہوں یعنی اگر تم اس سے عذاب ہٹا سکو تو ٹھیک ہے ورنہ میں تو سب کی طرف سے کافی ہوں اور اسے عذاب سے بچاؤں گا چنانچہ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ صبر تمام اعمال سے افضل ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ مستقل رہنے والوں یعنی صبر کرنے والوں کو ان کا صلہ بے شمار ہی ملے گا (الآیۃ) (حوالہ بالا)

وقتِ مصائب کبھی ہمت نہ ہاریئے

یادرکھیئے! دنیا کی زندگی میں کوئی بھی انسان رنج وغم، مصیبت و تکلیف سے مامون نہیں رہ سکتا۔ البتہ مؤمن اور کافر کے کردار میں فرق ضرور ہوتا ہے کہ کافر رنج وغم کے ہجوم میں پریشان ہوکر ہوش وحواس کھو بیٹھتا ہے۔ اور بعض اوقات غم کی تاب نہ لاکر خودکشی کرلیتا ہے اور جہاں تک مؤمن کی شان ہے تو وہ بڑے سے بڑے حادثے پر بھی صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑتا اور صبر واستقامت کا سراپا بن کر چٹان کی طرح جما رہتا ہے۔ اس لئے آپ بھی صحیح مؤمن کا کردار بنکر مصائب کو صبر وسکون کے ساتھ برداشت کرنے کی عادت رکھیئے، کبھی ہمت نہ ہاریئے اور رنج وغم کو کبھی حد اعتدال سے نہ بڑھنے دیجیے۔

چنانچہ مؤمن کی شان بیان کرتے ہوئے رسول اقدس ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ!

مؤمن کا معاملہ بھی خوب ہی ہے، وہ جس حال میں بھی ہوتا ہے خیر ہی سمیٹتا ہے، اگر وہ دکھ، بیماری اور تنگ دستی سے دوچار ہوتا ہے تو سکون کے ساتھ برداشت کرتا ہے اور یہ آزمائش اس کے حق میں خیر ثابت ہوتی ہے اور اگر اس کو خوشحالی نصیب ہوتی ہے تو شکر کرتا ہے اور یہ خوشحالی اس کے لئے خیر کا سبب بنتی ہے۔ (مسلم شریف)

بیماری میں صبر و ضبط سے کام لیجئے

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ! مؤمن کو جسمانی اذیت یا بیماری یا کسی اور وجہ سے جو بھی دکھ پہنچتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے سبب سے اس کے گناہوں کو اس طرح جھاڑ دیتے ہیں جیسے درخت اپنے پتوں کو جھاڑ دیتا ہے۔ (بخاری شریف)

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ ایک بار رسول اللہ ﷺ نے ایک خاتون کو کانپتے دیکھ کر پوچھا کیا بات ہے تم کیوں کانپ رہی ہو؟ اس نے کہا کہ مجھے بخار نے گھیر رکھا ہے، اس کو خدا سمجھے رسول اللہ ﷺ نے ہدایت فرمائی کہ نہیں بخار کو برا مت کہو۔ اس لئے کہ بخار اس طرح اولاد آدم کو گناہوں سے پاک کر دیتا ہے جس طرح آگ لوہے کے میل کو دور کر کے صاف کرتی ہے۔ (مسلم شریف)

مندرجہ بالا دونوں حدیثوں سے ہمیں یہ سبق ملا کہ کبھی بھی بیماری کو برا بھلا نہ کہیں اور نہ حرف شکایت زبان پر لائیں بلکہ چاہئے کہ نہایت صبر و ضبط سے کام لیں۔ یقیناً اس کا اجر آخرت میں ملے گا اور جیسا کہ حدیث سے معلوم ہوا کہ بیماری جھیلنے اور اذیتیں برداشت کرنے سے مسلمان کے گناہ دھلتے ہیں اور اس کا تزکیہ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ بیماری کے لمحات میں بھی ہمیں صبر و شکر کی دولت عطا فرمائے، آمین۔

رنج و غم کے وقت انا للہ الخ پڑھیئے

نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ جب کوئی بندہ مصیبت پڑنے پر انا للہ الخ پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی مصیبت کو دور فرما دیتے ہیں، اس کو اچھے انجام سے نوازتے ہیں اور اس کو اس کی پسندیدہ چیز اس کے صلے میں عطا فرماتے ہیں۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ ایک بار رسول اللہ ﷺ کا چراغ بجھ گیا تو آپ ﷺ نے

''انا للّٰه وانا الیه راجعون'' پڑھا کسی نے کہا یا رسول اللہ کیا چراغ کا بجھ جانا بھی کوئی مصیبت ہے آپ ﷺ نے فرمایا جی ہاں جس بات سے بھی ایمان والے کو دکھ پہنچے وہ مصیبت ہے۔

چنانچہ معلوم ہوا کہ جب بھی رنج وغم کی کوئی خبر سنیں یا کوئی نقصان ہو جائے یا کوئی دکھ اور تکلیف پہنچے یا خدانخواستہ کسی ناگہانی مصیبت میں گرفتار ہو جائیں تو فوراً انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھنا چاہیئے کہ ہم خدا ہی کے لئے ہیں اور اس کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ ہمارے پاس جو کچھ بھی ہے سب اللہ ہی کا ہے اسی نے دیا ہے وہی لینے والا ہے، ہم اسی کے ہیں اسی کی طرف لوٹ کر جائیں گے۔ ہم ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی منشا پر راضی ہیں کیونکہ اس کا ہر کام مصلحت، حکمت اور انصاف پر مبنی ہے وہ جو کچھ کرتا ہے کسی بڑے خیر کے پیش نظر کرتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ!

اور ہم ضرور تمہیں خوف وخطر، بھوک، جان و مال کے نقصان اور آمدنیوں کے گھاٹے میں مبتلا کر کے تمہاری آزمائش کریں گے اور خوش خبری ان لوگوں کو دیجئے جو مصیبت پڑنے پر (صبر کرتے ہیں اور) کہتے ہیں ہم خدا ہی کے ہیں اور خدا ہی کی طرف پلٹ کر جانا ہے۔ ان پر ان کے رب کی طرف سے بڑی عنایت ہوں گی اور ایسے ہی لوگ راہ ہدایت پر ہیں۔

(سورۃ بقرہ آیت نمبر ۱۵۷)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ جتنی سخت آزمائش اور مصیبت ہوتی ہے اتنا ہی بڑا اس کا صلہ ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ جب کسی جماعت سے محبت فرماتے ہیں تو ان کو (مزید نکھارنے اور کندن بنانے کے لئے) آزمائش میں مبتلا کر دیتا ہے پس جو لوگ اللہ کی رضا پر راضی رہیں اللہ بھی ان سے راضی ہوتا ہے اور جو اس آزمائش میں اللہ سے ناراض ہوں۔ اللہ بھی ان سے ناراض ہو جاتا ہے (ترمذی شریف)

پریشانی کے وقت صلوٰۃ الحاجۃ پڑھنے کا معمول بنایئے

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ! جس شخص کو اللہ تعالیٰ سے کوئی ضرورت پیش آئے یا کسی آدمی سے کوئی کام پیش

آئے تو اس کو چاہیئے کہ وہ وضو کرے اور اچھی طرح سنت کے مطابق تمام آداب کے ساتھ وضو کرے، پھر دو رکعتیں پڑھے اور پھر اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کرے اور پھر رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجے اور پھر دعا کے یہ کلمات کہے۔

لاالہ الا اللّٰہ الحلیم الکریم ، سبحان اللّٰہ رب العرش العظیم، الحمد للّٰہ رب العٰلمین ،اسئالک موجبات رحمتک و عزائم مغفرتک و الغنیمتمن کل برو السلامۃ من کل اثم لا تدع لنا ذنبا الاغفرتہ، ولا ھما الا فرجتہ ولا حاجۃ ھی لک رضی الاقضیتھا یا ارحم الراحمین . (ترمذی شریف)

حدیث مبارک سے معلوم ہوا کہ جب بھی کسی شخص کو کوئی ضرورت پیش آجائے یا کوئی پریشانی لاحق ہوجائے یا کسی کام کے ہونے میں رکاوٹیں درپیش ہوں تو وہ صلوۃ الحاجۃ پڑھے اور پھر دعائے حاجت پڑھے اس کے بعد اپنا جو مقصد ہے وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی زبان اور اپنے الفاظ میں پیش کرے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید ہے کہ اگر اس کام میں خیر ہوگی تو انشاء اللہ ضرور ہوجائے گا لہٰذا آپ ﷺ کی سنت کے مطابق پریشانی کے لمحات میں صلوۃ الحاجۃ پڑھنے کا معمول بنانا چاہیئے۔

مصائب میں اعمال کی طرف متوجہ ہوجایئے

مصائب کے لمحات میں اعمال صالحہ کی سخت ضرورت ہے لیکن اکثر لوگ اس کی بالکل پرواہ نہیں کرتے جب بھی کوئی ناخوش گوار بات پیش آئی۔ تو اب ذکر کا بھی ناغہ ہورہا ہے اور تہجد بھی رخصت ہے، تلاوت کلام پاک بھی ترک ہوگئی اور جماعت کا اہتمام بھی فوت ہے۔ اس وقت انسان یہ سمجھتا ہے کہ اس مصیبت کے بعد تمام اعمال کی صحیح صحیح پابندی شروع کروں گا مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ اس کی غلطی ہے کیونکہ عین ممکن ہے کہ اس کے بعد کوئی دوسری مصیبت کھڑی انتظار کررہی ہو، پھر انسان سوچے کہ اس کے بعد پابندی کروں گا اور پھر اس کے بعد کوئی دوسرا حادثہ پیش آجائے تو انسان اسی انتظار میں رہے گا اور عمر بھر اعمال صالحہ کی پابندی نصیب نہیں ہوگی پس جو اعمال صالحہ کی پابندی چاہے کہ اس کے بغیر چارہ کار بھی نہیں تو ضروری ہے کہ عزم وہمت کے ساتھ مصیبت ہی میں عمل شروع

کردیا جائے۔

مصائب کے وقت یہ دعائیں پڑھیے

رنج وغم کی شدت، مصائب کے نزول اور پریشانی واضطراب میں یہ دعائیں پڑھنے کا معمول بنائیے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص فرماتے ہیں کہ رسول اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا حضرت یونس علیہ السلام نے مچھلی کے پیٹ میں اپنے پروردگار سے جو دعا کی تھی وہ یہ تھی:

لا الٰہ الا انت سبحٰنک انی کنت من الظّٰلمین O

ترجمہ! تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو بے عیب و پاک ہے، میں ہی اپنے اوپر ظلم ڈھانے والا ہوں۔

پس جو مسلمان بھی اپنی کسی تکلیف یا تنگی میں خدا سے یہ دعا مانگتا ہے۔

خدا اسے ضرور قبولیت بخشتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی رنج وغم میں مبتلا ہوتے تو یہ دعا کرتے:

"لا الٰہ الا اللّٰہ رب العرش العظیم، لا الٰہ الا اللّٰہ رب السمٰوٰت و رب الارض رب العرش الکریم" (بخاری، مسلم)

خدا کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ عرش عظیم کا مالک ہے، خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، وہ آسمان وزمین کا مالک ہے، عرش بزرگ کا مالک ہے۔

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ ولا ملجا من اللّٰہ الا الیہ

ترجمہ: گناہ سے باز رہنے کی قوت اور عمل صالح کی توفیق بخشنے کی طاقت صرف اللہ ہی دینے والا ہے اور اس کے عتاب سے بچنے کے لئے کوئی پناہ گاہ نہیں سوائے اس ذات کے (یعنی اس کے عتاب سے وہی بچ سکتا ہے جو خود اس کے دامن رحمت میں پناہ

ڈھونڈے)۔

یہ کلمہ ننانویں بیماریوں کی دوا ہے، سب سے کم بات یہ ہے کہ اس کا پڑھنے والا رنج وغم سے محفوظ رہتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس بندے کو بھی کوئی دکھ یا تکلیف پہنچے اور وہ یہ دعا مانگے، خدا تعالیٰ اس کے رنج و غم کو ضرور خوشی اور مسرت میں تبدیل فرمادے گا۔

اللھم انی عبدُک و ابن عبدِک و ابن امتک ناصیتی بیدک، ماضٍ فی حکمک، عدل فی قضاء ک اسئالک بکل اسم ھولک سمیت بہ نفسک او انزلتہ فی کتابک او علمتہ احدا من خلقک اوستاثرت بہ فی علم الغیب عندک ان تجعل القرآن العظیم ربیع قلبی، و نور بصری وجلآء حُزنی و ذھاب ھمی. (حصنِ حصین)

"خدایا! میں تیرا بندہ ہوں' میرا باپ تیرا بندہ ہے، میری ماں تیری بندی ہے، میری چوٹی تیرے ہی قبضہ قدرت میں ہے۔ (یعنی میں ہمہ تن تیرے بس میں ہوں، تیرا ہی حکم میرے معاملہ میں نافذ ہے۔ میرے بارے میں تیرا ہر حکم سراسر انصاف ہے۔ میں تیرے اس نام کا واسطہ دے کر جس سے تو نے اپنی ذات کو موسوم کیا یا اپنی کتاب میں نازل فرمایا۔ یا اپنی مخلوق میں سے کسی کو سکھایا۔ یا اپنے پاس خزانہ غیب ہی میں اس کو مستور رہنے دیا۔ تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ قرآن عظیم کو میرے دل کی بہار، میری آنکھوں کا نور، میرے غم کا علاج اور میری تشویش کا مداوا بنادے۔"

زندگی کو نامرادیوں سے پاک کرنے کا نسخہ

صاحب مخزن اخلاق مولانا رحمت اللہ سبحانی رحمہ اللہ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ اگر لوگوں کو صبر وتحمل کی عادت ہو جائے اور وہ واقف ہو جائیں کہ

"درعفو لذتیست کہ در انتقام نیست"

تو انسانی زندگی ہزار ہا تلخیوں اور نامرادیوں سے پاک ہو جائے۔ اگر صبر کی تکلیف نہ

اٹھائی جائے تو کم از کم غور وفکر ہی سے مدد لے کر معاملات کو آسان بنایا جاسکتا ہے۔ مثلاً جب کسی شخص سے بدی سرزد ہو تو اس کے اسباب پر غور کریں اور جب انتقام کا جذبہ ہمارے دل میں پیدا ہو تو اس کے انجام وعواقب کو پہلے سوچ لیں۔ صرف ان دو باتوں پر عمل کرنے سے بڑی حد تک انتقام کی آگ فرو ہوجائے گی اور ہمارے قلوب بغض و عداوت کی آلودگیوں سے نجات پاجائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اگر کسی کو جسمانی، مالی، اجتماعی یا علمی طاقت یا حکومت عطا کی ہے تو اس عطیہ خداوندی کو انتقام اور ایذا ہی میں صرف کرنا اس کی بدترین توہین ہے جس سے ہر شکرگزار بندے کو اجتناب کرنا چاہیے۔

ایک جنگ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے دشمن کے سینے پر چڑھ بیٹھے۔ قریب تھا کہ اسے خنجر سے قتل کردیں کہ دشمن نے آپ رضی اللہ عنہ کے چہرے مبارک پر تھوک دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ فوراً اس کے سینے سے اتر آئے۔ دشمن نے اس غیر متوقع اور بے محل مہربانی کی وجہ دریافت کی تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا پہلے تم سے خدا کے لئے دشمنی تھی اب ذاتی انتقام کا نتیجہ ہوگی، عفو اسلامی کی اس مثال سے وہ شخص مسلمان ہوکر کفار کے ساتھ لڑتا رہا۔ چنانچہ اگر انتقام کو بھول کر صبر کا دامن تھام لیا جائے تو اس میں انفرادی و اجتماعی دونوں بھلائیاں مضمر ہیں۔

(بحوالہ مخزن اخلاق)

مصائب پر صبر سے متعلق اکابرین کے اقوال

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا قول

آپ رضی اللہ عنہ کا ارشاد مبارک ہے کہ صبر اختیار کرو اور یہ بات یاد رکھو کہ صبر کی دو قسمیں ہیں ایک دوسرے سے افضل ہے، مصیبتوں پر صبر کرنا افضل ہے اور اس سے زیادہ افضل یہ ہے کہ جو چیزیں اللہ تعالیٰ نے حرام کی ہیں ان پر صبر کیا جائے۔ جان لو کہ صبر ایمان کا خلاصہ ہے اور وہ اس طرح کہ تقویٰ افضل ترین نیکی ہے اور تقویٰ صبر سے ہے۔

(احیاء العلوم ج ۴)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ایمان کی بناء چار ستونوں پر ہے یقین، صبر، جہاد اور عدل آپ رضی اللہ عنہ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ صبر ایمان کے لئے ایسا ہی ہے جیسے جسم کے لئے سر جس طرح بغیر سر کے جسم جسم نہیں ہوتا اسی طرح صبر کے بغیر ایمان بھی نہیں ہوتا (ایضاً)

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کا قول

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگ بیماری سے گھبراتے ہیں اور میں اس کو پسند کرتا ہوں تا کہ میرے گناہ معاف ہوں، لوگ فقر و فاقہ سے ڈرتے ہیں اور میں اس کو محبوب رکھتا ہوں کیونکہ اس سے میرے میں تواضع پیدا ہوتی ہے، عام لوگ موت کو برا جانتے ہیں اور مجھے موت پیاری ہے اس لئے کہ اس کے ذریعہ پروردگار سے ملاقات ہوگی۔ (بحوالہ تنبیہ الغافلین)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ جس کو تین چیزیں مل گئیں اس کو دنیا و آخرت کی بھلائی مل گئی (۱) اللہ تعالیٰ کے ہر فیصلہ پر راضی رہنا (۲) مصیبتوں پر صبر کرنا (۳) راحت کے وقت دعا کرنا۔

ف۔ بظاہر یہ چیزیں بہت معمولی سی دکھائی دیتی ہیں لیکن حقیقتاً ان میں سے ہر ایک دولت و راحت کا نہ ختم ہونے والا خزانہ ہے (ایضاً)

حضرت فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمہ اللہ کا قول

حضرت فقیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر بندہ برگذیدہ لوگوں کے مرتبہ کو حاصل کرنا چاہتا ہے تو یہ مرتبہ سختیوں اور مصیبتوں پر صبر کئے بغیر نہیں حاصل کر سکتا۔ (ایضاً)

حضرت ابو طالب مکی کا قول

حضرت ابو طالب مکی رحمہ اللہ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں تین باتیں اعلیٰ ترین

ذخائر میں سے ہیں (۱) تکالیف کا پوشیدہ رکھنا (۲) مصائب کا مخفی رکھنا (یعنی صبر کرنا) (۳) صدقہ کو مخفی رکھنا۔ (قوت القلوب)

حضرت قاضی شریح رحمہ اللہ کا قول

حضرت شریح رحمہ اللہ (جنہوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں قاضی کا منصب سنبھالا اور ۷۸ ھ میں وفات پائی) کا قول ہے کہ میرے اوپر جب کوئی مصیبت نازل ہوتی ہے تو میں اس مصیبت پر اللہ تعالیٰ کا چار دفعہ شکر ادا کرتا ہوں۔ ایک دفعہ شکر ادا کرتا ہوں کہ اس سے زیادہ بڑی مصیبت نازل نہیں ہوتی۔ دوسری دفعہ شکر ادا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس پر صبر کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ تیسری دفعہ شکر ادا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے (انا للّٰہ و انا الیہ راجعون) پڑھنے کی توفیق عطا فرمائی کہ اس کا عظیم اجر وثواب ہے اور چوتھی دفعہ اس لئے شکر ادا کرتا ہوں کہ یہ آزمائش یا مصیبت میرے دینی معاملات میں نہیں ہے۔

(حکیمانہ اقوال، نصائح اور واقعات)

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کا قول

حضرت تھانوی رحمہ اللہ کا ارشاد ہے کہ مصائب اور تکالیف سے انسان کو گھبرانا نہیں چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے ساتھ جو بھی معاملہ کرتے ہیں وہ حکمت سے خالی نہیں ہوتا اور دوسری بات یہ فرمائی کہ جب تم پر کوئی مصیبت آئے تو (انا للّٰہ و انا الیہ راجعون) پڑھا کرو اور دل میں یہ تصور کرنا چاہئے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی ملک ہیں اور مالک کو ہر قسم کا اپنے مملوک میں اختیار ہے غلام کو چاہئے کہ مالک کے تصرف پر راضی رہے۔ (ملفوظات حکیم الامت)

حضرت حکیم اختر صاحب کا قول

حضرت عارف باللہ مولانا حکیم اختر صاحب مدظلہ کا قول ہے کہ تکلیف پر صبر اگرچہ تلخ ہے لیکن عجب کیمیا ہے سالک کو کندن بنا دیتا ہے جو مقامات سالہا سال کے مجاہدہ و ذکر و

شغل سے نہیں ملتے صبر کی برکت سے وہ جلد سے جلد عطا ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا سالک کو چاہئے کہ صبر کی تلخی کو اس نعمت عظمیٰ کی وجہ سے شیرنی سمجھے چند دن کی تکلیف ہے پھر ہنسنا ہی ہنسنا ہے۔ (معارف مثنوی)

حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ کا قول

حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے حوارئین میں سے کسی کی کتاب میں یہ لکھا دیکھا ہے۔ اے انسان اگر تجھ پر بڑی بڑی مصیبتیں نازل ہوں تو خوش ہو جا کہ یہ انبیاء وصالحین کا راستہ ہے جس پر تجھے چلایا گیا اور اگر تجھے نعمتیں مل جائیں تو یہ رونے کا موقع ہے کیونکہ تجھے ان کے راستہ سے ہٹا دیا گیا۔ اس طرح حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ کا ایک اور قول ہے فرماتے ہیں کہ میں نے توراۃ میں چار سطریں دیکھیں۔

(۱) جس نے اللہ کی کتاب پڑھی پھر بھی یہ وہم کیا کہ میری مغفرت نہیں ہوگی وہ اللہ کی آیتوں کا مذاق بناتا ہے۔

(۲) جس نے مصیبت کا شکوہ کیا اس نے درحقیقت اللہ کی شکایت کی (نعوذباالله)

(۳) جو دنیا کے نہ ملنے پر رنجیدہ ہوا وہ گویا اللہ تعالیٰ کے فیصلہ سے ناخوش ہوا۔

(۴) جو کسی مالدار کے سامنے جھکا اس کا دو تہائی دین برباد ہو گیا۔ (تنبیہ الغافلین)

حضرت مولانا ذوالفقار نقشبندی کا قول

حضرت مولانا ذوالفقار نقشبندی کا قول ہے کہ شکر ادا کرنے والا بھی جنتی اور صبر کرنے والا بھی جنتی گویا شکر اور صبر دونوں داخلۂ جنت کے اسباب ہیں انسان خوشی کے حالات میں ہو تو شکر ادا کرے اور غم اور پریشانی کے حالات میں ہو تو صبر کرے۔

(خطبات فقیر ج۵)

حضرت لقمان علیہ السلام کا قول

حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے ارشاد فرمایا کہ سونے کا آگ سے امتحان کیا جاتا ہے اور ایماندار بندے کا امتحان مصیبت سے ہوتا ہے پس جب اللہ تعالیٰ

کسی قوم کو محبوب بناتا ہے تو ان کو مبتلائے مصیبت کر کے امتحان لیتا ہے۔

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کا قول

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ نے تم سے خطا، بھول اور ان چیزوں کو معاف کر دیا جن کے کرنے کی طاقت نہ ہو اور مجبوری میں تمہارے لئے حرام کو حلال کر دیا اور تم کو چار چیزیں عطا فرمائیں۔

(۱) اپنے فضل سے دنیا عطا فرمائی پھر بطور قرض کے اس کو طلب کیا اگر تم اللہ تعالیٰ کے مطالبہ پر برضا و خوشی مال خرچ کرو گے تو دس گناہ سے سات سو گناہ تک بدلہ پاؤ گے بلکہ بعض کو بے حساب بدلہ بھی ملے گا۔

(۲) تم سے دنیا چھین لی تمہاری کراہت کے ساتھ لیکن تمہارے صبر کرنے پر اس کے بدلے آخرت میں بے انتہا اجر دے گا۔

(۳) شکر پر نعمت کی زیادتی کا وعدہ فرمایا "لئن شکرتم لا زیدنکم"۔ اگر تم شکر کرو گے تو اور زیادہ نعمتیں دوں گا۔

(۴) کوئی کتنا بھی بڑا گناہ کر لے توبہ سے وہ گناہ معاف ہو جاتا ہے بلکہ توبہ کرنے والے سے اللہ تعالیٰ محبت کرنے لگتے ہیں۔　　(تنبیہ الغافلین)

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ کا قول

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ کا ارشاد ہے کہ انسان کو زندگی میں جو غم صدمے اور تکلیفیں پیش آتی ہیں اگر انسان غور کرے تو یہ تکلیفیں بھی درحقیقت اللہ تعالیٰ کی نعمت ہیں بیماری بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے، فقر و فاقہ بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے اگر انسان کو حقیقت شناس نگاہ مل جائے تو یہ دیکھے کہ یہ سب چیزیں کس طرح سے نعمت ہیں۔

(اصلاحی خطبات ج ۱۰)

حضرت شیخ سعدی رحمہ اللہ کے چند اقوال

۱۔ جو فقراء دنیا میں مصائب پر صبر کرتے ہیں وہ آخرت میں امیروں سے بہتر رہیں گے۔

۲۔ گناہ سے بچنے کے لئے مصیبت صبر وشکر کے ساتھ برداشت کر لینی چاہیئے۔
۳۔ مصیبت معصیت سے بہتر ہے بلکہ باعث شکر ہے۔
۴۔ اگر تجھے کسی سے تکلیف پہنچے تو صبر کر اور معاف کردے تو گناہ سے پاک ہوجائے گا جب انجام کار مٹی میں مل جانا ہے تو تو پہلے ہی مٹی ہوجا۔
۵۔ صبر کرنا عین دانش مندی ہے۔ (ذاتی ڈائری سے)

مصائب پر صبر کرنے والوں کے سبق آموز واقعات

آنسو جو میرے دل پر گر رہے ہیں عجیب واقعہ

ابوالحسن سراج رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حج کو گیا میں طواف کر رہا تھا کہ میری نگاہ ایک ایسی حسین عورت پر پڑی جس کے چہرہ کا حسن چمک رہا تھا میں نے کہا واللہ ایسی حسین عورت میں نے آج تک نہیں دیکھی یہ اس کے چہرہ کی ساری رونق اس وجہ سے ہے کہ اس کو کبھی کوئی رنج وغم نہیں پہنچا اس نے میری یہ بات سن لی کہنے لگی تم نے یہ کیا کہا؟ واللہ میں غموں میں جکڑی ہوئی ہوں اور میرا دل فکروں سے اور آفتوں سے زخمی ہے اور کوئی بھی میرے غموں میں میرا شریک نہیں رہا میں نے پوچھا کیا ہوا؟ کہنے لگی کہ!

میرے خاوند نے قربانی کی ایک بکری ذبح کی میرے دو چھوٹے بچے کھیل رہے تھے اور ایک بچہ دودھ پیتا میری گود میں تھا میں گوشت پکانے کے لئے اٹھی تو ان دونوں لڑکوں میں سے ایک نے دوسرے سے کہا میں تجھے بتاؤں کہ ابا نے بکری کس طرح ذبح کی اس نے کہا بتا تو اس نے چھوٹے بھائی کو لٹا کر بکری کی طرح ذبح کر دیا پھر وہ اس کو ذبح کر کے ڈر کے مارے بھاگ گیا اور پہاڑ پر چڑھ گیا وہاں ایک بھیڑیئے نے اس کو کھالیا، باپ اس کی تلاش میں نکلا اور ڈھونڈتے ڈھونڈتے پیاس کی شدت سے مر گیا۔ میں دودھ پیتے بچے کو بٹھا کر دروازہ تک گئی کہ شاید خاوند کا کچھ پتہ کسی سے ملے تو وہ بچہ گھسٹتا ہوا ہانڈی کے پاس پہنچ گیا جو چولہے پر رکھی ہوئی جوش سے پک رہی تھی اس کو جو اس نے ہلایا وہ پکتی پکتی اس پر گر گئی جس سے اس بچے کا سارے بدن کا گوشت جل کر ہڈیوں سے الگ ہوگیا، میری ایک بڑی لڑکی تھی جو اپنے خاوند کے گھر تھی اس کو جب اس سارے قصے کی خبر پہنچی تو وہ خبر سن کر زمین پر گر گئی اس میں اس کی بھی موت مقدر تھی وہ بھی مر گئی، مقدر نے ان سب

کے درمیان سے مجھ اکیلی کو چھوڑ دیا۔ میں نے کہا ان مصیبتوں پر تجھے کس طرح صبر آیا؟

وہ کہنے لگی کہ جو شخص صبر اور بے صبری میں الگ الگ غور کرے گا وہ ان کے درمیان بہت فرق پائے گا۔ صبر کا انجام محمود (اچھا) ہے اور بے صبری پر کوئی اجر نہیں ملتا پھر اس نے تین شعر پڑھے اور چل دی۔ جن کا ترجمہ یہ ہے کہ! میں نے صبر کیا اس لئے کہ صبر بہترین اعتماد کی چیز ہے اور اگر بے صبری سے مجھے کوئی فائدہ پہنچ سکتا تو (ضرور) کرتی، میں نے ایسی مصیبتوں پر صبر کیا کہ اگر وہ مصائب سخت پہاڑوں پر پڑتے تو وہ پہاڑ بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے میں نے اپنے آنسوؤں پر قدرت پائی پس ان کو نکلنے سے روک دیا اب وہ آنسو اندر ہی اندر میرے دل پر گر رہے ہیں۔

(از فضائل حج بحوالہ روض الریاحین)

مولانا محمد علی جوہر رحمہ اللہ کا واقعہ

حضرت مولانا محمد علی جوہر رحمہ اللہ برصغیر کے عظیم رہنماؤں میں شمار ہوتے تھے اللہ تعالیٰ نے استقامت و استقلال اور مصائب پر صبر و برداشت کی عظیم نعمت سے انہیں خوب خوب نوازا تھا ایک مرتبہ جیل میں تھے کہ بیٹی کی شدید علالت کی خبر ملی ایسے موقعوں پر کون نہیں ڈگمگا جاتا لیکن مولانا نے اس مشکل وقت کا خندہ پیشانی کے ساتھ مقابلہ کیا اور مندرجہ ذیل اشعار ارشاد فرمائے۔

میں ہوں مجبور پر اللہ تو مجبور نہیں
تجھ سے میں دور سہی وہ تو مگر دور نہیں
ہم کو تقدیر الٰہی سے نہ شکوہ نہ گلہ
اہل تسلیم و رضا کا تو یہ دستور نہیں
تیری صحت ہمیں مطلوب ہے لیکن اس کو
نہیں منظور تو پھر ہم کو بھی منظور نہیں

(بحوالہ بیس بڑے مسلمان)

بہادر عورت

مسلم بن یسار رحمہ اللہ راوی ہیں کہ میں ایک مرتبہ بحرین گیا وہاں ایک عورت نے

میری دعوت کی۔ وہ عورت بظاہر مالدار تھی اس کے چند لڑکے تھے اور غلام بھی تھے لیکن وہ خود غمگین نظر آ رہی تھی۔ میں نے چلتے وقت معلوم کیا کوئی حاجت ہو تو بتاؤ کہنے لگی یہ خواہش ہے کہ آپ جب بھی یہاں تشریف لائیں میرے یہاں قیام فرمائیں۔ چند سال کے بعد میرا پھر جانا ہوا اس کے یہاں پہنچے تو نقشہ بدلا ہوا پایا نہ لڑکے نظر آئے نہ غلام نیز دولت کے آثار بھی دکھائی نہ دیئے لیکن عورت انتہائی خوش وخرم تھی میں نے اس کی وجہ دریافت کی تو کہنے لگی آپ کے جانے کے بعد مال تجارت دریا میں غرق ہو گیا اور جو خشکی کے راستے سے گیا تھا وہ برباد ہو گیا۔ لڑکوں کا انتقال ہو گیا۔ غربت کی وجہ سے غلام فرار ہو گئے۔ میں نے کہا اللہ تجھ پر رحم کرے اس پر خوشی کیسی کہنے لگی پہلے میں اس لئے غمگین تھی کہ مجھے یہ خطرہ تھا کہیں اللہ تعالیٰ نے میری نیکیوں کا بدلہ دنیا میں ہی نہ دے دیا ہو اب ساری نعمتیں چھن گئی تو یقین ہے کہ آخرت میں ملیں گی اس لئے خوش ہوں۔ (تنبیہ الغافلین)

صبر کا نمونہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو سفر میں صاحبزادے کے انتقال کی خبر ملی تو۔

"انا للّٰہ و انا الیہ راجعون" پڑھنے کے بعد فرمایا وہ پردہ کی چیز تھی اللہ تعالیٰ نے اس کو چھپا لیا ایک بوجھ تھا جس کو اللہ تعالیٰ نے ہلکا کر دیا اللہ تعالیٰ اس کا مجھ کو اجر عطا فرمائیں گے پھر دو رکعت نماز پڑھکر فرمایا اللہ تعالیٰ نے جس بات کا حکم دیا میں نے اس پر عمل کیا یعنی صبر و نماز۔ حکم باری تعالیٰ یہ ہے۔

یا ایھا الذین اٰمنو استعینوا باالصبر و الصلوٰۃ

اے ایمان والو صبر اور نماز کے ذریعہ مدد حاصل کرو (ایضاً)

عقلمند کی پہچان

حضرت عبداللہ ابن مبارک رحمہ اللہ کے بیٹے کے انتقال پر ایک مجوسی تعزیت کے لئے آیا اس نے ایک جملہ کہا حضرت عبداللہ ابن مبارک رحمہ اللہ کو وہ جملہ اتنا پسند آیا کہ فوراً لکھ لیا وہ جملہ یہ تھا کہ۔ عقلمند وہ ہے جو اس کام کو آج کر لے جس کو جاہل نادان پانچ روز بعد

کرے گا۔ صبر جاہل نادان بھی کرتا ہے لیکن وقت نکلنے کے بعد وہ بھی مجبوراً۔ (ایضاً)

صبر کرنے کا حیرت انگیز واقعہ

ایک نیک دل شخص نے اپنے اکلوتے فرزند کو ایک سو اشرفی دے کر بسلسلہ تجارت سفر پر روانہ کیا۔ قضا کار پہلی ہی منزل میں ایک ڈاکو نے قتل کر کے اس کا تمام مال لوٹ لیا۔ چند راہروؤں نے ہر چند کہ قاتل کا تعاقب کیا لیکن وہ بھاگ کر جان بچانے میں کامیاب ہو گیا اور رات کی تاریکی سے فائدہ اٹھا کر وہ مقتول کے گاؤں میں اس کے باپ ہی کے گھر میں پہنچ گیا اور تمام واردات قتل سنا کر اس سے چند روز کے لئے پناہ مانگی تا کہ خطرے کا وقت گزر جائے۔

اور اسے خدمت کے عوض میں مال غنیمت میں سے نصف حصے کا لالچ بھی دیا نیک دل باپ نے تھیلی اور رقم سے صحیح اندازہ لگالیا کہ یہ میرا بیٹا ہی قتل ہوا ہے۔ مقتول کے باپ نے تین دن تک اس کی نہایت خاطر تواضع کی۔ چوتھے روز اس نے قاتل سے باچشم پر آب دست بستہ عرض کیا کہ جس نوجوان کو تم قتل کر کے اس کا مال لوٹ کر لائے ہو، فی الحقیقت وہ میرا ہی اکلوتا بیٹا تھا۔ بہتر ہے اب آپ یہاں سے تشریف لے جائیں کیونکہ خطرے کا وقت گزر چکا ہے۔ لیکن اب مجھے یہ خطرہ ہے کہ مبادا شفقت پدری و فطرت انسانی سے مجبور ہو کر کسی وقت میرے جذبات انتقام جوش میں آ جائیں اور میں مغضوب الغضب ہو کر تمہیں قتل کر ڈالوں اور صبر کے ثواب سے محروم ہو کر الٹا گرفتار عقوبت ہو جاؤں۔ چنانچہ سگے فرزند کے قاتل کو مع مال غنیمت کے بغیر کسی قسم کے اظہار غم کے رخصت کر دیا۔ غ

سنا میں نے مردان راہ خدا.........نہ قتل پسر کا بھی لیں انتقام
جو ادنیٰ خطا پر بھی ہو منتقم.........تجھے کب میسر بھلا یہ مقام

نوجوانوں کی خدمت میں

عزیز نوجوان دوستو! یقیناً گزشتہ صفحات کے مطالعہ کے بعد آپ اندازہ لگا چکے ہوں گے کہ ہمیں آج کے ان دگرگوں حالات میں جبکہ ہر طرف گہما گہمی اور نفسا نفسی کا عالم ہے اور جبکہ دنیا سے خلوص، ہمدردی، محبت والفت ختم ہوتی جارہی ہے تو کس قدر مصائب پر صبر کرنے کی ضرورت ہے؟

اس لئے اسلام نے مصائب پر صبر سے متعلق بڑے اہتمام سے ہماری راہنمائی کی ہے کیونکہ اس میں کوئی شک نہیں کہ مصائب ومشکلات ہر زندگی کا لازمی جزو ہیں، انسانی زندگی کے حالات ادلتے بدلتے رہتے ہیں۔ کبھی خوشی کی گھڑیاں ہوتی ہیں اور کبھی غم کی کیفیت ہوتی ہے، کبھی انسان کا ہاتھ کھلا ہوتا ہے اور کبھی قرضوں کے بوجھ تلے دبا ہوتا ہے، کبھی جوانی اور صحت کا عالم ہوتا ہے اور کبھی بیماری کی وجہ سے چارپائی کے ساتھ لگا ہوتا ہے۔ لہٰذا زندگی غم اور خوشی کے درمیان گزرتی چلی جارہی ہے۔ انسان سمجھتا ہے کہ وقت گزر رہا ہے مگر موت کے وقت پتہ چلتا ہے کہ وقت کیا گزرتا میں ہی اس دنیا سے گزر گیا چنانچہ سب کے لئے ایک ہی کام ہے کہ جینا ہے اور مرنا ہے۔ یعنی عمل کرنے ہیں اور حساب دینا ہے۔ رہ گئی خوشی اور غم کی بات تو یہ زندگی کی ترتیب ہے تو جب زندگی میں غم اور مصائب بھی ضرور ہی آئیں گے پھر بجائے یہ کہ ہم مصائب کے آگے گھٹنے ٹیک دیں اور احساس کمتری کا شکار ہو جائیں بلکہ ہمیں چاہیئے کہ زندگی کے ہر نشیب وفراز میں ہم اسلامی تعلیمات کو سامنے رکھیں، اس طرح انشاء اللہ مصائب کو برداشت کرنا اور اپنی زندگی کو بہتر بنانا آسان ہوگا۔

عزیز نوجوان دوستو! چونکہ ابھی ہم نے دنیا زیادہ نہیں دیکھی، ہمارے تجربات، مشاہدات نہ ہونے کے برابر ہیں، آنے والی زندگی میں نہ جانے کیسے کیسے موڑ آئیں گے اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ اپنے اسلاف کی تاریخ پڑھ کر اور اسلامی تعلیمات کا گہرا مطالعہ کر کے آج ہی سے ہم اپنا ذہن بنالیں کہ زندگی میں چاہے کیسے ہی کٹھن مراحل آجائیں ہم نے صبر کا دامن چھوڑ کر اور ناشکری کر کے اپنے اللہ کو ناراض نہیں کرنا، اسی میں ہماری کامیابی اور نجات ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں مصائب پر صبر کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

﴿ساتویں فصل﴾

نوجوان اور غصہ پر کنٹرول

نوجوانوں کیلئے غصہ پر کنٹرول رکھنا بھی انتہائی ضروری ہے ،ہم نے بہت سے نوجوانوں کو دیکھا جنہیں اللہ تعالیٰ نے بڑی اعلیٰ صلاحیتوں سے نوازا اوران صلاحیتوں کولیکر وہ آگے بڑھے اور معاشرے میں ایک اہم کردارادا کیا لیکن ایک خامی ہونے کی وجہ سے بہت جلد مار کھا گئے اور مزید آگے بڑھنے کے بجائے اپنی جگہ پر جام ہوگئے اور وہ خامی ہے ''غصہ'' پر کنٹرول نہ رکھنا۔یقیناً غصہ پر کنٹرول نہ ہوتو انسان بعض دفعہ غصہ میں آکر ایسے ایسے کام کر جاتا ہے کہ جن پر بعد میں شدید ندامت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

اس لئے ہم نے ضروری سمجھا کہ جہاں نوجوانوں میں دیگر صفات پیدا ہوں، وہاں غصہ پر کنٹرول کرنے کی صفت بھی ضرور پیدا ہو،تا کہ وہ ایک کامل انسان بن سکے چنانچہ آیئے دیکھتے ہیں کہ غصہ پر کنٹرول کرنے کے کس قدر فضائل ہیں؟ اور غصہ پر کنٹرول نہ کرنے کے کس قدر نقصانات ہیں؟ اوراس سے متعلق اسلام ہمیں کیا تعلیم دیتا ہے؟......

غصہ سے متعلق حضور ﷺ کے ارشادات

غصہ نہ کیا کرو

حضرت ابو ہریرہؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! مجھے کوئی مختصر سا عمل بتلادیجئے ،آپ ﷺ نے فرمایا کہ غصہ نہ کیا کرو،اس نے دوبارہ یہی درخواست کی آپ ﷺ نے پھر یہی جواب دیا۔

(بخاری شریف)

پہلوان کی پہچان

حضرت ابو ہریرہؓ ہی یہ حدیث بھی روایت فرماتے ہیں کہ رسول اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا! کہ وہ شخص طاقتور و بہادر نہیں ہے جو دشمن کو پچھاڑ دے بلکہ طاقتور اور پہلوان وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے نفس پر قابو رکھے۔ (بخاری شریف)

اللہ کے غصے سے بچنے کا عمل

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنھما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ میں اللہ تعالیٰ کے غصے سے کس طرح محفوظ رہ سکتا ہوں آپؐ نے فرمایا کہ غصہ نہ کرے۔ (طبرانی شریف)

غصہ ضبط کرنے کا فائدہ

رسول اقدس ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ جس شخص نے غصہ ضبط کرلیا باوجود یہ کہ وہ غصہ نافذ کرنے پر قدرت رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے قلب کو ایمان اور سکون سے بھر دینگے (جامع صغیر ج۲)

غصہ ایمان کو خراب کر دیتا ہے

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ غصہ ایمان کو ایسا خراب کر دیتا ہے جیسا کہ ایلوا شہد کو خراب کر دیتا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف)

وضاحت: ایلوا ایک نہایت کڑوی دوا کا نام ہے کہا جاتا ہے کہ اسکو اگر کوئی دور بھی کوٹ رہا ہو تو بھی حلق کڑوا ہو جاتا ہے۔ ایک من شہد میں اگر ذرا سا بھی ڈال دیا جائے تو سارا شہد کڑوا ہو جائے۔ بالکل اسی طرح غصہ ایمان کی مٹھاس اور حلاوت کو کڑوا کر دیتا ہے یعنی غصہ (جو حد سے تجاوز ہو) کرنے والے کو اللہ تعالیٰ کی محبت کا مزہ، تلاوت اور عبادت کا مزہ نہیں آئے گا کیونکہ غصہ نے اسکے ایمان کے کمال اور نور کو خراب کر دیا ہے۔

اپنے پسند کی حور

رسول اقدس ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ جس شخص نے غصہ کو ضبط کرلیا درآنحالیکہ وہ اسکے نافذ کرنے پر قادر تھا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسکو تمام مخلوق کے سامنے بلائیں گے اور اختیار دیں گے کہ جس حور کو چاہے اپنی پسند سے انتخاب کرلے۔

(ابوداؤد شریف ج ۲)

غصہ شیطانی اثر کا نتیجہ ہے

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ غصہ شیطانی اثر کا نتیجہ ہے اور شیطان آگ سے پیدا کیا گیا ہے اور آگ صرف پانی سے بجھتی ہے۔ (ابوداؤد شریف ج ۲)

غصہ کے روکنے سے اللہ کا عذاب رکے گا

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے غصے کو روکے گا اللہ تعالیٰ اس سے اپنا عذاب روکے گا اور اپنے رب کے سامنے جو عذر کرے گا اللہ تعالیٰ اسکے عذر کو قبول فرمائیں گے اور جو اپنی زبان کو لگام دے گا اللہ تعالیٰ اسکے عیب چھپائیں گے۔ (بحوالہ احیاء العلوم ج ۳)

غصہ پینے کا انعام

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک غصے کے اس گھونٹ سے بڑھکر کوئی گھونٹ محبوب نہیں جسے کسی بندے نے پیا ہو اور جب کوئی بندہ غصہ پیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا دل ایمان سے بھر دیتے ہیں۔ (حوالہ بالا)

جنت کے اونچے اونچے محل

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص یہ پسند کرے کہ جنت میں اس کے لئے اونچے اونچے محل بنائیں جائیں اور اس کے درجات بھی بلند ہو جائیں اس کو چاہیئے کہ جو شخص اس پر ظلم کرے اس کو معاف کردے اور جو اس کو محروم رکھے اس کو عطا کرے اور جو اس کے ساتھ قطع رحمی کرے اس کے ساتھ صلہ رحمی کرے۔ (روح المعانی ج ۴)

موسیٰ سے ابلیس کی درخواست

ایک مرتبہ حضرت موسیٰ کی خدمت میں ابلیس آ کر کہنے لگا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رسالت کے لئے منتخب فرمایا ہے اور ہم کلامی کا شرف بخشا ہے اور میں بھی اللہ کی مخلوق کا ایک فرد ہوں۔ توبہ کا ارادہ رکھتا ہوں آپ اللہ تعالیٰ سے درخواست کریں کہ وہ میری توبہ قبول فرمائیں۔ حضرت موسیٰ بہت ہی خوش ہوئے پانی منگوا کر وضو کیا حسب توفیق کچھ نماز پڑھی پھر دعا کرنے لگے کہ یا اللہ! ابلیس بھی تو تیری ہی مخلوق میں سے ہے وہ توبہ کی درخواست کرتا ہے۔ وحی آئی اے موسیٰ اس سے کہو کہ آدم کی قبر کی طرف سجدہ کر دے اس کی توبہ قبول ہو جائے گی موسیٰ خوش خوش واپس ہوئے اور ابلیس کو ماجرہ سنایا۔ لعین سنتے ہی غضب ناک ہو گیا۔ اکڑ کر کہنے لگا اے موسیٰ چونکہ آپ نے اپنے رب کے ہاں میری سفارش کی ہے۔ اسکی حق ادائیگی کے لئے میں آپ کو تین باتوں کی تاکید کرتا ہوں! مجھے تین موقعوں پر یاد کر لیا کریں۔

(۱) جب غصہ آئے تو مجھے یاد کریں میں آدمی کے قلب میں یوں گردش کرتا ہوں جیسے خون گردش کرتا ہے۔

(۲) کبھی دشمن کی اکثریت کا سامنا ہو جائے تو مجھے یاد کریں میں ایسے وقت میں انسان کے پاس آ کر بیوی بچے اور مال و دولت کی یاد دلاتا ہوں حتیٰ کہ وہ پیٹھ دے کر بھاگ جاتا ہے۔

(۳) ایسی عورت کے ساتھ علیحدگی کرنے سے بچو جو تمہاری محرم نہیں۔ کیونکہ اس وقت میں دونوں کے درمیان قاصد بن جاتا ہوں۔

(بحوالہ تنبیہ الغافلین)

ایک عابد کا قصہ

وہب بن منبہؒ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں ایک عابد تھا شیطان نے اسے بہکانا چاہا مگر کامیاب نہ ہوا۔ عابد ایک دن کہیں باہر گیا شیطان بھی اس کی تاک میں اس کے ساتھ ہولیا کہ شاید کوئی موقعہ ملے۔ چنانچہ شہوت اور غضب کے ذریعے اسے بہکانا چاہا مگر ناکام رہا پھر ڈرانے کی صورت اختیار کی اور پتھر کی ایک چٹان اس کے سر کے قریب

کردی۔ عابد نے اللہ کا نام لیا اور وہ ہٹ گئی پھر یہ شیر اور درندوں کی شکل میں ظاہر ہونے لگا مگر عابد اللہ کے ذکر میں لگا رہا اور ادھر دھیان تک نہ کیا۔ پھر اس نے سانپ کی شکل بنائی عابد نماز پڑھتا تھا تو یہ اس کے پاؤں سے لپٹنے لگا حتیٰ کہ جسم پر سے ہوتا ہوا سر تک پہنچ گیا وہ سجدہ کا ارادہ کرتا یہ اس کے چہرے پر لپٹ جاتا وہ سجدے کے لئے سر جھکاتا یہ لقمہ بنانے کے لئے منہ کھول دیتا مگر وہ اسے ہٹا کر سجدہ کرنے میں کامیاب ہو جاتا۔ نماز سے فارغ ہوا تو شیطان کہنے لگا کہ یہ سب حرکتیں تیرے ساتھ میں نے کی ہیں مگر میں کسی میں بھی کامیاب نہ ہو سکا۔ اب تو میرا ارادہ ہے میں تیرے ساتھ دوستی کرلوں اور آج کے بعد تجھے بہکانے کا خیال بھی دل میں نہ لاؤں۔ عابد نے کہا ہرگز نہیں! اللہ کا شکر ہے کہ نہ تو پہلے تیرے ڈرانے پر مجھے کوئی خوف ہوا۔ اور نہ آج تیری دوستی کی مجھے حاجت ہے۔ شیطان کہنے لگا کہ اپنے اہل وعیال کا حال مجھ سے پوچھ کہ تیرے بعد ان پر کیا گزرے گی۔ عابد نے کہا کہ میں تو اس وقت مر چکا ہونگا۔ شیطان کہنے لگا کہ پھر یہی پوچھ لے کہ بنی آدم کو کیسے گمراہ کرتا ہوں۔ عابد نے کہا ہاں یہ بتادے کہ انہیں گمراہ کرنے میں تو کیسے کامیاب ہوتا ہے۔ کہنے لگا تین چیزوں سے بخل سے، غصہ سے اور مدہوشی سے۔ ایک انسان جب بخیل ہوتا ہے ہم اس کا مال اس کی نگاہوں میں قلیل دکھاتے ہیں جس سے وہ حقوق واجبہ میں صرف کرنے سے رک جاتا ہے اور لوگوں کے مال میں رغبت کرنے لگتا ہے اور جب کوئی آدمی غصہ کا مریض ہو تو ہم اس کو اپنی جماعت میں یوں گھماتے اور چکر دیتے ہیں جیسے بچے کھیل کے دوران گیند کو ادھر ادھر پھینکتے ہیں اور گھماتے ہیں۔ ایسا شخص اگر اپنی دعاؤں سے مردوں کو زندہ کرنا بھی جانتا ہو مگر ہم اس سے مایوس نہیں ہوتے۔ اور جو چاہے بنا لے ہم ایک ہی کلمہ سے اسے بگاڑ دیں گے۔ اور جب کوئی شخص مدہوش ہوتا ہے تو ہم اسے ہر برائی کی طرف پکڑ کر یوں لے جاتے ہیں جیسے کوئی بکری کو کان سے پکڑ کر جہاں چاہے لے جائے۔

فائدہ......! اس گفتگو میں شیطان نے یہ بات بتائی ہے کہ غضب ناک آدمی شیطان کے ہاتھ میں یوں ہوتا ہے جیسے گیند بچوں کے ہاتھ میں۔ لہٰذا غصہ والے شخص کو چاہیئے کہ صبر وتحمل سے کام لے۔ تاکہ شیطان کے ہاتھوں اسیر نہ ہو اور کہیں وہ اس کے اعمال کو ضائع کر کے رکھ دے۔ (حوالہ بالا)

غصہ کی حقیقت

اللہ تعالیٰ نے غصہ کی تخلیق آگ سے کی ہے جب بھی اسکی مرضی کے خلاف کوئی بات پیش آتی ہے، یا اسے اس کے کسی مقصد سے روکا جاتا ہے تو وہ آگ بھڑک اٹھتی ہے، اور وہ شعلہ اور تیز ہو جاتا ہے کہ دل کا خون جوش مارنے لگتا ہے اور وہ گرم خون تمام رگوں میں اوپر کی طرف پھیل جاتا ہے۔ جس طرح آگ کی لپیٹیں اوپر کی طرف اٹھتی یا جس طرح ہانڈی کا ابال اوپر کی طرف اٹھتا ہے آدمی کا چہرہ اور آنکھیں سرخ ہو جاتی ہیں۔ اور کیونکہ چہرے کی جلد نرم اور صاف ہوتی ہے اس لئے خون کی یہ سرخی ظاہر ہو جاتی ہے جس طرح شیشے کی اندر کی چیز کا علم ہو جاتا ہے۔ یہ حالت اس وقت ہوتی ہے جب اپنے سے کم مرتبہ آدمی پر غصہ آئے اور یہ جانتا ہو کہ اس شخص پر میں قادر ہوں، اگر غصہ اپنے سے بلند مرتبہ شخص پر آئے اور اس سے انتقام نہ لے سکتا ہو تو اس صورت میں خون پھیلنے کے بجائے ظاہری جلد سے جوف قلب میں اکھٹا ہو جاتا ہے اور حزن والم کا باعث بنتا ہے یہی وجہ ہے کہ ایسی حالت میں انسان کا چہرہ زرد پڑ جاتا ہے اور اگر غصہ کسی برابر کے شخص پر آئے تو یہ دونوں کیفیتیں ظاہر ہوتی ہیں، کبھی چہرہ سرخ ہو جاتا ہے اور کبھی زرد یہ اضطراب کی صورت ہوتی ہے۔

(بحوالہ احیاء العلوم ج ۳)

غصہ ایک فطری چیز ہے

یوں تو اللہ تعالیٰ نے غصہ کو انسان کی فطرت میں رکھا ہے۔ کوئی انسان ایسا نہیں ہے کہ جس کے اندر غصہ کا مادہ نہ ہو اور اللہ نے حکمت کے تحت ہی یہ مادہ انسان کے اندر رکھا ہے یہی مادہ ہے کہ اگر انسان اس پر کنٹرول کر لے اور اس کو قابو میں کر لے تو پھر یہی مادہ انسان کو بے شمار بلاؤں سے محفوظ رکھنے کا ایک ذریعہ ہے۔ اگر انسان کے اندر یہ مادہ نہ ہوتو پھر اگر کوئی دشمن حملہ کر دے گا تو اس کو غصہ ہی نہیں آئے گا اور اپنا دفاع بھی نہیں کر سکے گا لہٰذا اپنے جائز دفاع کے لئے غصے کا استعمال کرنا جائز ہے، شریعت نے اس پر کوئی پابندی نہیں لگائی اس لئے کہ غصہ رکھا ہی اس لئے ہے کہ وہ انسان اپنی جان کا اپنے مال کا دفاع کر سکے۔ اپنے بیوی بچوں کی طرف سے دفاع کر سکے، اپنے عزیز واقارب کا دفاع

کر سکے یہ غصے کا جائز محل ہے۔

غصہ کے نتیجے میں ہونے والے گناہ

اگر انسان اپنے غصے پر کنٹرول نہ رکھے اور غصہ کے وقت حد سے تجاوز کر جائے تو اس غصہ کے نتیجے میں بے شمار گناہ پیدا ہوتے ہیں۔ چنانچہ غصے سے تکبر پیدا ہوتا ہے، غصے سے حسد پیدا ہوتا ہے، غصے سے بغض پیدا ہوتا ہے، غصے سے عداوت پیدا ہوتی ہے اور ان کے علاوہ نہ جانے کتنی خرابیاں ہیں جو اس غصے سے پیدا ہوتی ہیں۔

مثلاً اگر غصہ قابو میں نہیں تھا اور وہ غصہ کسی انسان پر آ گیا۔ اب اگر جس شخص پر غصہ آیا ہے وہ قابو میں ہے یعنی وہ ماتحت ہے تو اس غصہ کے نتیجے میں اس کو تکلیف پہنچائے گا یا اس کو مارے گا، یا اس کو ڈانٹے گا یا اس کو گالی دے گا، اس کو برا بھلا کہے گا، اس کا دل دکھائے گا اور یہ سب کام گناہ ہیں جو غصے کے نتیجے میں اس سے سرزد ہوں گے۔ اس لئے کہ دوسروں کو ناحق مارنا بہت بڑا گناہ ہے۔ اسی طرح اگر غصے کے نتیجے میں کسی کو گالی دے دی تو اس سے متعلق آپ ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان کو گالی دینا بدترین فسق ہے اور اس کا قتل کرنا کفر ہے۔ اسی طرح اگر غصے کے نتیجے میں دوسرے کو طعن و تشنیع کر دی جس سے دوسرے انسان کا دل ٹوٹ گیا اور اس کی دل شکنی ہوئی تو یہ بھی بہت بڑا گناہ ہے۔ یہ سب گناہ اس وقت ہوئے جب ایسے شخص پر غصہ آیا جو آپ کا ماتحت تھا۔

غیبت غصے سے پیدا ہوتی ہے

اگر ایسے شخص پر غصہ آ گیا جو ماتحت نہیں ہے تو غصہ کے نتیجے میں وہ اس کی غیبت کرے گا۔ مثلاً جس پر غصہ آیا ہے وہ بڑا ہے اور صاحب اقتدار ہے، اس کے سامنے اس کو کچھ کہنے کی جرأت نہیں ہوتی زبان نہیں کھلتی تو یہ ہوگا کہ اس کے سامنے تو خاموش رہے گا لیکن جب وہ نظروں سے اوجھل ہوگا تو اس کی برائیاں بیان کرنا شروع کر دیگا اور اس کی غیبت کرے گا۔ اب یہ غیبت اسی غصے کے نتیجے میں ہو رہی ہے۔

بغض غصے سے پیدا ہوتا ہے

بعض اوقات یہ بھی ہوتا ہے کہ انسان دوسرے کی کتنی بھی غیبت کر لے مگر اس کا غصہ

ٹھنڈا نہیں ہوتا بلکہ غصے کے نتیجے میں دل میں چاہتا ہے کہ اس کا چہرہ نوچ لوں، اس کو تکلیف پہنچاؤں۔ مگر وہ صاحب اقتدار اور بڑا ہے اس لئے اس پر قابو نہیں چلتا اس کے نتیجے میں دل کے اندر ایک گھٹن پیدا ہوگی۔ اس گھٹن کا نام بغض ہے اب دل میں ہر وقت یہ خواہش ہوتی ہے کہ اگر موقع مل جائے تو کسی طرح اس کو تکلیف پہنچاؤں اور اگر خود بخود اس کو تکلیف پہنچ جائے تو خوشی ہوتی ہے کہ اچھا ہوا تکلیف پہنچ گئی یہ بغض ہے جو ایک مستقل گناہ ہے۔ جو اسی غصے کے نتیجے میں پیدا ہوتا ہے۔

حسد غصہ سے پیدا ہوتا ہے

اور اگر جس شخص پر غصہ آرہا ہے اس کو تکلیف پہنچنے کے بجائے راحت اور خوشی حاصل ہوگئی۔ اس کو کہیں سے زیادہ پیسے مل گئے، یا اس کو کوئی بڑا منصب مل گیا اب دل میں یہ خواہش ہو رہی ہے کہ یہ منصب اس سے چھن جائے یہ مال و دولت یہ روپیہ پیسہ کسی طرح اس کے پاس سے ضائع ہو جائے چنانچہ اس کا نام حسد ہے اور یہ حسد بھی اس غصے کے نتیجے میں پیدا ہو رہا ہے۔

بہر حال جس شخص پر غصہ آرہا ہے اگر اس پر قابو چل جائے تو بھی بے شمار گناہ اس کے ذریعے صادر ہو جاتے ہیں اور اگر قابو نہ چلے تو بھی بے شمار گناہ اس غصہ کے ذریعہ صادر ہوتے ہیں۔ یہ سب گناہ کیوں صادر ہوئے کہ غصہ پر کنٹرول نہیں تھا اور اگر غصہ کنٹرول میں ہوتا تو انسان ان سارے گناہوں سے محفوظ رہتا۔ اسی لئے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "لاتغضب" غصہ نہ کرو۔ اور قرآن پاک میں بھی اللہ تعالیٰ نے نیک لوگوں کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ نیک مسلمان وہ ہیں کہ جو غصہ کو پی جاتے ہیں اور لوگوں سے غصے کو درگزر کرتے ہیں۔ (آل عمران) کیونکہ درگزر کرنے اور غصے کو پینے سے یہ فائدہ ہوتا ہے کہ مسلمان بہت سے گناہوں سے بچ جاتا ہے۔

غصہ نہ کرنے پر عظیم بدلہ

ایک حدیث شریف کا مفہوم ہے کہ قیامت کے روز حساب کتاب کے لئے اللہ تعالیٰ کے سامنے ایک شخص کو لایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں سے سوال کریں گے کہ بتاؤ اس کے نامہ اعمال میں کیا نیکیاں ہیں؟ (حالانکہ اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتے ہیں لیکن بعض اوقات

دوسرے لوگوں پر ظاہر کرنے کے لئے سوال بھی کرتے ہیں) چنانچہ پوچھیں گے کہ اس کے اعمال نامے میں کیا کیا نیکیاں ہیں؟ جواب میں فرشتے بتائیں گے کہ یا اللہ! اس کے نامہ اعمال میں بہت زیادہ تو نیکیاں نہیں ہیں۔ اس نے نہ تو بہت زیادہ نفلیں پڑھی ہیں اور نہ ہی اس نے بہت زیادہ عبادتیں کی ہیں۔ لیکن اس کے نامہ اعمال میں ایک خاص نیکی یہ ہے کہ جب کوئی شخص اس کے ساتھ زیادتی کرتا تھا تو یہ اس کو معاف کر دیتا تھا۔ اور جب کسی شخص کے ذمہ اس کا مالی حق ہوتا اور وہ شخص یہ کہتا کہ میرے اندر اس وقت ادا کرنے کی استطاعت نہیں ہے تو یہ اپنے ملازموں سے کہتا کہ اس کے اندر استطاعت نہیں اس لئے اسکو چھوڑ دو، اس طرح یہ اپنا حق چھوڑ دیتا تھا۔ اللہ تعالیٰ یہ سن کر ارشاد فرمائیں گے کہ جب یہ بندہ میرے بندوں کے ساتھ معافی کا معاملہ کرتا تھا اور ان کے لئے اپنا حق چھوڑ دیتا تھا۔ آج میں بھی اس کے ساتھ معافی کا معاملہ کروں گا اور اس کو معاف کروں گا چنانچہ اس بنیاد پر اللہ تعالیٰ اس بندے کی مغفرت فرما دیں گے۔ (تلخیص وترمیم از اصلاحی خطبات ج ۸)

غصہ کرنے کے جسمانی نقصانات

غصہ سے متعلق تحقیقات کرنے والوں کے بیان کے مطابق غصیلا شخص مندرجہ ذیل بیماریوں کے لپیٹ میں آجاتا ہے۔

۱......اس سے پیٹ میں السر یا گیس کی بیماری (گیسٹرئسٹی) ہو جاتی ہے۔

۲......خون میں کولیسٹرول کی سطح بڑھ جاتی ہے۔

۳......ذہنی تناؤ (ہائی پرٹینشن) ہو جاتا ہے۔

۴......خون کی نالیوں میں رکاوٹ آجاتی ہے، انہیں نقصان پہنچ سکتا ہے۔

۵......دل کی بیماری بھی پیدا ہو سکتی ہے۔

۶......غصے سے آنتوں پر بھی خراب اثر پہنچ سکتا ہے۔

۷......قوت مدافعت کم ہو جاتی ہے۔

۸......غصے کی وجہ سے بیماری یا درد اور زیادہ بڑھ جاتا ہے۔

۹......غصہ جان لیوا بھی ہو سکتا ہے۔

۱۰......اس سے سائی نس یا سر کا درد اور زیادہ بڑھ جاتا ہے۔

۱۱......غصہ پٹھوں کی قوت کار اور نظام کار کو نقصان پہنچا سکتا ہے۔

۱۲.....غصہ زیادہ کرنے سے انسان اپنی قوت یادداشت کھو کر بے ہوش بھی ہو سکتا ہے۔
۱۳.....غصہ سے فالج کا بھی خطرہ رہتا ہے۔
۱۴.....غصہ غور و فکر کی قوت کو کم کر دیتا ہے۔

غصہ ہارٹ اٹیک کا سبب بن سکتا ہے

اسٹاک ہوم کے سائنسدانوں نے طویل تحقیقات کے بعد اس بات کا انکشاف کیا ہے کہ جتنا زیادہ غصہ کیا جائے گا، ہارٹ اٹیک کے خدشات میں اتنا ہی اضافہ ہوگا۔ جرمنی کے ایک میگزین نے ان سائنسدانوں کی ایک تفصیلی رپورٹ اس سلسلہ میں شائع کی ہے رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ انسان کو جب غصہ آتا ہے تو اس کا اثر اس کے پورے جسم پر پڑتا ہے۔ خاص طور پر جسم میں تناؤ پیدا ہوتا ہے، پورا جسم تشنج میں مبتلا ہو جاتا ہے مٹھیاں بھنچ جاتی ہیں اور دانت کٹکٹانے لگتے ہیں ان سب باتوں کا اثر دل پر پڑتا ہے اس کے باعث ہارٹ اٹیک ہونے کے خدشات میں پندرہ فیصد اضافہ ہو جاتا ہے۔ چنانچہ سائنسدانوں نے انتباہ دیا ہے کہ انسان کو زیادہ سے زیادہ پرسکون رہنا چاہیئے۔

(جستہ جستہ از اسلام اور صحت)

غصہ یرقان پیدا کرتا ہے

ماہرین نفسیات کا کہنا ہے کہ نفسیاتی اعتبار سے غصہ یرقان پیدا کرتا ہے اور کیفیاتی لحاظ سے موسم گرما یرقان کا باعث بنتا ہے۔

غصے کے علاج کا نبویؐ طریقہ

حضرت ابو سعید خدریؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اقدس ﷺ کا ارشاد فرمایا کہ غصہ آگ کی چنگاری ہے۔ تم میں سے جو شخص اسے محسوس کرے اگر کھڑا ہو تو بیٹھ جائے اور بیٹھا ہو تو لیٹ جائے۔

حضرت ابو سعید خدریؓ حضور ﷺ کا یہ ارشاد مبارک بھی نقل کرتے ہیں کہ غصہ سے بہت بچے رہو، کہ وہ ابن آدم کے دل میں آگ پیدا کرتا ہے۔ کبھی دیکھا ہے کہ جب کسی کو غصہ آتا ہے تو اس کی آنکھیں کیسی سرخ ہو جاتی ہیں اور رگیں کیسے پھولنے لگتی ہیں جب تم

میں سے کسی کو یہ صورت پیش آئے تو اس سے لیٹ جانا چاہیئے اور مناسب ہے کہ زمین کیساتھ چمٹ جائے۔ نیز ارشاد مبارک ہے کہ تم میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں کہ جو جلدی غضب ناک ہوتے ہیں اور جلدی ان کا غصہ فرو ہو جاتا ہے یہ دونوں باتیں ایک دوسرے کا بدل بن جاتی ہیں۔ اور کچھ لوگ ایسے ہیں جنہیں غصہ دیر سے آتا ہے مگر جلدی زائل ہو جاتا ہے اور بدترین لوگ وہ ہیں جنہیں غصہ بہت جلد آتا ہے اور بہت دیر سے جاتا ہے۔

(بحوالہ تنبیہ الغافلین)

حضور ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ غصہ شیطان سے ہے (یعنی اس کے وسوسہ اور اثر سے ہے) اور شیطان آگ سے پیدا کیا گیا ہے اور آگ کو صرف پانی ہی بجھا سکتا ہے پس جب تم میں سے کسی کو غصہ آجاوے تو وضو کر لے۔

ایک اور روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب غصہ آجائے تو "اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم" ○ پڑھ لے، اگر غصہ پھر بھی دور نہ ہو تو وضو کر لے اور پھر بھی دور نہ ہو تو دو رکعت نماز پڑھ لے۔ پس یہ صبر کی دوا ہے جو شیطان پر بہت ناگوار ہے۔

(ابوداؤد شریف)

غصہ کو دور کرنے کی تدابیر

غصہ کو دور کرنے سے متعلق بہت سی تدابیر مختلف کتابوں میں نظر سے گزریں جو کہ انتہائی مفید ہیں ہم انہیں اختصار کیساتھ اپنے لفظوں میں یہاں پیش کر رہے ہیں۔

(۱)...... جب بھی آپ کو غصہ آئے فوراً دھیان میں لائیے کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھ پر بھی اسی طرح غصہ کرنے لگے تو یقیناً میں چاہوں گا کہ مجھے معاف کر دیا جائے تو بالکل اسی طرح مجھے بھی چاہیئے کہ اس شخص کو معاف کر دوں، اور سوچیئے کہ یہ شخص میرا اتنا خطاوار تو نہیں ہوگا جتنا کہ میں اللہ تعالیٰ کا گنہگار ہوں پھر جب میں معافی کا آرزومند ہوں تو اس کو کیوں نہ معاف کروں۔

(۲)...... فوراً وہاں سے جدا ہو جائیے جب تک غصہ بالکل فرو (زائل) نہ ہو جائے۔ انشاء اللہ اس تدبیر سے آپ غصہ کے شر سے محفوظ رہیں گے۔

(۳)...... کوئی وقت متعین کر کے اپنے عیب کا دھیان کیجئے اور سوچا کیجئے کہ میں سب سے بدتر ہوں اس سے کبر کی جڑ کٹ جائیگی کیونکہ غصے کا منشا (سبب) کبر ہی ہے

کبر کا معنی اپنے کو بڑا سمجھنا اور دوسرے کو حقیر سمجھنا۔

(۴)...... یاد رکھیئے غصہ ایک جذبہ ہے اور ہر جذبہ گرمی کا پہلو لیئے ہوئے ہوتا ہے لٰہذا اس جذبہ کو ٹھنڈا کرنے کی کوشش کیجیئے ۔ غصے کے وقت رگیں تن جاتی ہیں اور مٹھیاں خود بخود بھینچ جاتی ہیں، اس کی آواز کنگ ہو جاتی ہے، تمام جسم میں تناؤ سا آجاتا ہے۔ چنانچہ ایسی حالت میں اپنے ہاتھوں کی مٹھیاں بند نہ ہونے دیں، انگلیوں کو سیدھا رکھیں اپنی آواز کو اونچا نہ ہونے دیں، آہستہ آہستہ باتیں کرنے کی کوشش کریں اگر ممکن ہو تو کسی کرسی پر بیٹھ جائیں اور جسم کو ڈھیلا چھوڑ دیں ایسی صورت میں غصہ آپ پر اپنا جادو نہ کر سکے گا۔

(۵)...... ہر وہ بات جو آپ کو غصہ دلاتی ہے اس پر عبادت کے ذریعے قابو پانے کی کوشش کیجیئے ۔ ایک ایک کر کے ان باتوں پر قابو پاتے چلے جائیں گے اس طرح خود بخود آپ کے غصہ کا عنصر کم ہوتا چلا جائے گا اور اس حد تک پہنچ جائے گا جہاں آپ اسے بخوبی قابو کر سکیں گے۔

(۶)...... اگر آپ اس بات کا التزام کر لیں تو زیادہ سودمند ہوگا کہ آپ کو جس پر غصہ آرہا ہے اسے کچھ ہدیہ دے دیں چاہے وہ قلیل ہی مقدار میں کیوں نہ ہو۔

(۷)...... اپنے آپ سے اونچی آواز میں کہیں کہ یونہی احمق بننے کی کوشش مت کرو اس سے تمہیں کچھ حاصل نہ ہوگا ۔ لٰہذا اس سے جانے دو، یہ چیز آپ کے جذبات کو دھیما کرنے میں مدد دے گی۔

(۸)...... غصہ غم کی وجہ سے بھی زیادہ آتا ہے اس لئے اپنے دکھ اور غم کے خیالات کو ذہن سے نکال کر ہوا میں منتشر کر دیجیئے کسی ایسے شخص سے اپنے دل کا سارا حال کہہ دیجیئے جس پر آپ کو بڑا اعتماد ہو اس سے آپ کا دل ہلکا ہو جائے گا۔

(۹)...... غصے کا ایک مجرب علاج یہ بھی ہے کہ جس پر آپ کو غصہ آیا ہے اس کو اپنے پاس سے جدا کر دیں یا اس کے پاس سے خود جدا ہو جائیں اور فوراً کسی شغل میں لگ جائیں۔

(۱۰)...... غصہ ایک ایسا جذبہ ہے جس میں اور بہت سے چھوٹے چھوٹے غصیلے جذبات اور رنجشیں شامل ہوتی ہیں ۔ ان چھوٹی رنجشوں کا اجتماعی اثر ہماری شخصیت کے لئے بڑا مہلک ثابت ہوتا ہے اس لئے ہر اس چیز یا بات کی فہرست بنا لیں جسے دیکھ کر یا سن کر

آپ چڑ جاتے ہیں کوئی چیز خواہ آپ کے لئے کتنی ہی گھٹیا اور باعث شرم کیوں نہ ہو اسے فہرست میں ضرور چڑھالیں۔اس فہرست کو بنانے کا فائدہ یہ ہوگا کہ آپ اپنے دشمنوں سے باخبر ہو جائیں گے۔جو چھوٹے چھوٹے نالوں اور ندیوں کی صورت میں غصے کو سمندر کا پایاب نہیں ہونے دیتے۔

(۱۱)......غصہ کے وحشیانہ جذبات کو قابو کرنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ خود کو خداوند قدوس کے سپرد کردیں۔اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ جس طرح تو ہمیں گناہوں سے بچنے کی طاقت عطا کرتا ہے اسی طرح ہمیں اپنی طاقت یعنی غصہ پر قابو پانے کی قوت عطا کر۔

(۱۲)......جذبات اور غصہ کو ٹھنڈا کرنے کے لئے ایک ڈاکٹر نے ترکیب بتائی ہے کہ جب آپ غصہ میں ہوں تو زیرلب دس تک گنتی گنیں اگر غصہ پھر بھی زائل نہ ہو تو بیس تک۔اسی طرح اس وقت تک گنتی گنیں جب تک آپ کا غصہ دور نہ ہو

(۱۳)......جہاں تک ہو سکے لوگوں کو معاف کرنے کے اصول پر عمل کریں۔ اگر آپ لوگوں کی خطاؤں کو معاف کرنے کی عادت بنالیں گے تو آپ اپنے دل اور ذہن پر ایک مقدس سکون کا سایا محسوس کریں گے۔آپ خود کو فتح مند اور عظیم شخص سمجھنے لگیں گے۔ آپ کی ہستی دوسرے لوگوں سے بلند ہوتی چلی جائیگی انشاءاللہ۔

(۱۴)......جب کبھی آپ کو غصہ آئے تو خود سے کہیں، یہ غصہ مجھے جذباتی طور پر جو نقصان پہنچا رہا ہے کہیں وہ بہت زیادہ تو نہیں؟ میں کہیں غصہ کے ہاتھوں احمق تو نہیں بن رہا؟ یوں کرنے سے تو میں اپنے دوست احباب کو کھو بیٹھونگا اور مزید اس طریقے کو پر اثر بنانے کے لئے آپ اپنے آپ سے مندرجہ ذیل الفاظ دن میں تین چار مرتبہ کہتے رہیں کہ ''کسی چھوٹی سی بات پر مشتعل ہو جانا دانائی سے بعید ہے''۔

غصہ دور کرنے کا عجیب طریقہ

معتمر ابن سلیمانؒ راوی ہیں کہ سابقہ امتوں میں سے ایک شخص تھا جسے غصہ بہت آیا کرتا تھا اس نے تین نصیحت نامے تیار کیئے اور تین مختلف افراد کو دے دیئے۔ایک سے کہا کہ جب مجھے غصہ آئے تو یہ تحریر دکھا دینا، دوسرے سے کہا کہ جب میرا غصہ جاتا رہے تو یہ تحریر دے دینا، اور تیسرے سے کہا کہ جب میرا غصہ پورے طور پر ختم ہو جائے تو یہ تحریر پیش کردینا چنانچہ ایک دن جب اسے شدید غصہ آیا تو پہلے شخص نے ایک پرچہ اس کے سامنے رکھ دیا

جس میں لکھا ہوا تھا کہ تو اس پر کیوں خفا ہے تو اس کا معبود نہیں بلکہ انسان ہے عنقریب ایسا ہوگا کہ تیرے ٹکڑے خود تجھے کھالیں گے، یہ پرچہ پڑھکر اس کا غصہ قدرے کم ہوگیا۔ تو دوسرے شخص نے اپنا پرچہ سامنے رکھ دیا اس میں تحریر تھا کہ تو زمین والوں پر رحم کر تجھ پر آسمان والا رحم کرے گا جب غصہ جاتا رہا تو تیسرے شخص نے یہ تحریر آگے بڑھائی کہ لوگوں کے ساتھ حق کا معاملہ کر اسی طرح ان کی اصلاح ہو سکے گی۔

(بحوالہ احیاء العلوم ج ۳)

غصہ سے متعلق اکابرین کی قیمتی باتیں

☆..... حضرت عمر فاروقؓ کا قول ہے! جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے وہ غصہ نہیں کرتا، جو اللہ کا خوف رکھتا ہے وہ اپنی مرضیات کا پابند نہیں ہوتا۔

☆..... حضرت علی المرتضیٰؓ کا قول ہے! غضب ایک قسم کا جنون ہے کیونکہ غصہ کرنے والا خود نادم ہوتا ہے، یہ ندامت ہی ظاہر کرتی ہے کہ اس کا فعل خلاف عقل تھا اور اگر وہ نادم نہ ہو تو سمجھ لینا چاہئے کہ اس کا جنون مستحکم ہو چکا ہے۔

☆..... حضرت حسن بصریؒ کا قول ہے! اللہ تعالیٰ کے نزدیک انسان جس قدر گھونٹ پیتا ہے ان سب میں دو گھونٹ زیادہ محبوب ہیں ایک مصیبت پر صبر کا گھونٹ اور دوسرے غصے کو پی جانا۔

☆..... حضرت لقمان حکیمؒ کا قول ہے! حلیم اور بردبار شخص کو غصے کے وقت پہچانا جاتا ہے اور بہادر کو جنگ میں اور دوست کو ضرورت کے موقع پر آزمایا جاتا ہے۔ اور کوئی بھی شخص غصے میں کوئی بات نہیں کہتا مگر یہ کہ وہ غصہ ختم ہونے کے بعد اس پر نادم ہوتا ہے۔ حلم اور بردباری اسی وقت ہوتی ہے کہ جب انسان کو نصرت اور فتح حاصل ہو اور عفو و درگزر جب ہی ہوتا ہے جب انسان قادر ہو۔

☆..... حضرت مجاہدؒ کا قول ہے! کہ ابلیس کہا کرتا ہے کہ میں ابن آدم سے عاجز نہیں آسکا۔ خاص طور پر یہ تین آدمی تو مجھے عاجز ہی نہیں کر سکتے۔ ایک وہ شخص جو نشہ کرتا ہے جب وہ نشہ کرتا ہے تو ہم اس کی باگ تھام لیتے ہیں اور جدھر چاہے ہانک لیتے ہیں وہ ہماری مرضی پر چلتا ہے۔ دوسرا وہ شخص جو غصہ کرتا ہے غصہ کی حالت میں انسان اچھے بُرے

کی تمیز کھو دیتا ہے۔تیسرا بخیل، بخیل کے پاس جو کچھ ہوتا ہے اس میں ہم بخل کی ترغیب دیتے رہتے ہیں اور جو نہیں ہوتا اس کے حصول کی طرف متوجہ کرتے رہتے ہیں۔

☆......حضرت حسن بصریؒ کا قول ہے! کہ ابن آدم جب تو غصے میں اچھلتا ہے تو تیرے دوزخ میں گرنے کا خطرہ پیدا ہو جاتا ہے۔

☆......حضرت ذوالقرنینؒ کی ملاقات ایک فرشتے سے ہوئی فرشتے سے درخواست کی کہ مجھے کوئی ایسی بات بتلایئے جو میرے علم میں اضافہ کی موجب ہو اور جس سے میرے ایمان ویقین کی روشنی بڑھے،فرشتے نے کہا غصہ نہ کیا کرو اس لئے کہ شیطان غصے ہی کی حالت میں آدمی پر زیادہ قابو پاتا ہے۔غصہ آجائے تو اس سے پی جاؤ اور اپنے آپ کو پرسکون کر لیا کرو۔

☆......حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے اپنے ایک عامل کو لکھا کہ غصے کے وقت کسی کو سزا مت دینا، جب تمہیں کسی پر غصہ آئے تو اسے قید کر دو، جب غصہ فرو ہو جائے تو جرم کے مطابق سزا دو اور سزا میں بھی پندرہ کوڑوں سے تجاوز نہ کرو۔

☆......حضرت لقمانؒ نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا! اے بیٹے مانگ کر اپنی شرم کا سودا مت کر، اپنی رسوائی کے سبب غصہ مت کر، اپنی قدر خود جان کہ یہ خود شناسی زندگی میں کام دے گی۔

☆......محمد بن کعبؒ کا قول ہے! جس شخص کے اندر تین باتیں ہوں اس کا ایمان مکمل ہوتا ہے۔ایک یہ کہ جب خوش ہو تو کسی غلط کام پر خوش نہ ہو، دوسرے یہ کہ جب غصہ ہو تو حد سے تجاوز نہ کریں، تیسری یہ کہ قدرت کے باوجود وہ چیز نہ لے جو اس کی اپنی نہ ہو۔

☆......کسی بزرگ نے اپنے بیٹے سے فرمایا! اے بیٹے غصہ کے وقت عقل باقی نہیں رہتی سب سے کم غصہ انہیں آتا ہے جو سب سے زیادہ عقلمند ہوتے ہیں، غصہ اگر دنیا کے واسطے ہو تو مکر وفریب ہے اور آخرت کے لئے ہو تو بردباری ودانائی ہے۔

☆......حضرت حسن بصریؒ کا قول ہے! مسلمان کی علامت یہ ہے کہ وہ دین میں پختہ ہو، اس کا دل نور یقین سے روشن ہو علم کے ساتھ حلم کے زیور سے بھی آراستہ ہو، نرمی کے ساتھ دانائی رکھتا ہو، حقوق کی اچھی طرح ادائیگی کرتا ہو، مالداری میں میانہ رو ہو ،تنگدستی میں صبر میں قناعت کا پیکر ہو، قدرت کے وقت احسان کرتا ہو، مصائب میں صبر

سے کام لیتا ہو، غصہ اور شہوت اس پر غالب نہ ہوں، جاہلانہ حمیت کے زیر اثر نہ ہو، اس کا پیٹ اس کے لئے رسوائی کا سبب نہ ہو، حرص وطمع کے ہاتھوں اپنے وقار کو مجروح نہ کرتا ہو، نیت صحیح رکھتا ہو، مظلوم کی مدد کرنے والا ضعیف پر رحم کرنے والا ہو، نہ بخیل ہو نہ فضول خرچ ہو، اپنے اوپر ظلم کرنے والے کو معاف کر دیتا ہو، جاہل کی غلطی پر مواخذہ نہ کرتا ہو، اس کا نفس اگر چہ اس کے ہاتھوں تنگ ہو لیکن لوگ اس سے راحت وآرام میں ہوں۔

☆......حضرت لقمان حکیمؒ کا قول ہے! کہ تین باتیں جس میں پائی گئیں اس کا ایمان مکمل ہو گیا۔ کسی کو اگر آسودگی حاصل ہو تو وہ آسودگی اسے غلط اور بری چیز کی طرف نہ لے جائے اور اگر کسی کو غصہ آئے تو وہ غصہ اسے دائرہ حق سے باہر نہ لے جائے۔ قدرت کے باوجود جو چیز اس کی نہ ہو اس کی طرف ہاتھ نہ بڑھائے۔ اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر کسی سے دوستی کرنا چاہو تو اس سے غصہ دلاؤ۔ اگر وہ غصہ کی حالت میں بھی تمہارے ساتھ انصاف اور سچائی کا معاملہ کرے تو صحیح ورنہ اسے چھوڑ دو۔

☆......ایک دانا کا قول ہے! کہ غصے کی مقدار بات چیت میں اتنی ہونی چاہئے جیسے کھانے میں نمک کہ جب تک انداز پر رہتا ہے تو ہاضم ورنہ فاسد ہے۔

☆......حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کا فرمان ہے! کہ سلوک وتصوف کا عظیم باب اور اسکا پہلا قدم یہ ہے کہ انسان کی طبیعت سے غصہ نکل جائے اور اس پر قابو پایا جائے، اور جب یہ غصہ قابو میں ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ انسان کو ایسے مقام تک پہنچاتے ہیں کہ ملائکہ بھی اس پر رشک کرتے ہیں۔ ملائکہ کے اندر غصہ تو موجود ہی نہیں، پھر وہ عبادت کرتے ہیں اور ان سے کسی کو تکلیف نہیں پہنچتی تو یہ کوئی کمال کی بات نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے ان کو پیدا ہی اس طرح کیا ہے، لیکن انسان اور آدمؑ کے بیٹے کی خلقت کے اندر میں نے غصہ رکھا ہے اور پھر یہ انسان میرے ڈر کی وجہ سے اور مجھ سے محبت کی خاطر اپنے کو دباتا ہے تو یہ ابن آدم ملائکہ سے بھی آگے بڑھ جاتا ہے۔

☆......حضرت علامہ شیخ محمد بن سالم بیحانی کا قول ہے! کہ لوگوں میں بعض ایسے ہوتے ہیں جو جھگڑے اور غصے کے وقت اپنی قوت کھو بیٹھتے ہیں اور انکی حلم وبردباری ختم ہو جاتی ہے، ایسے لوگ کمزور ترین، قدر ومنزلت میں چھوٹے اور وزن ورتبہ میں خفیف ہلکے پھلکے ہوتے ہیں، انسان کی قوت اس وقت ظاہر ہوتی ہے جب وہ نفس پر غالب

ہو اور غصے کے وقت اپنے پر کنٹرول وقابو رکھ سکتا ہو۔

☆……حضرت حکیم اختر صاحب مدظلہ کا قول ہے کہ غصہ میں کسی پر زیادتی ہو جائے تو فوراً ہاتھ جوڑ کر معافی مانگنے میں شرمانا نہیں چاہیئے۔ اسکو راضی کرلو ورنہ قیامت کے دن پچھتانا پڑے گا۔

☆……حضرت مفتی تقی عثمانی صاحب مدظلہ کا فرمان ہے کہ بعض اوقات غصے کی ضرورت پیش آتی ہے۔ استاد کو اپنے شاگردوں پر، شیخ کو اپنے مریدوں پر انکی اصلاح کی خاطر غصہ کرنا پڑتا ہے لیکن جتنا غصہ کرنے کی ضرورت ہے اتنا ہی غصہ کرنا چاہیئے ضرورت سے آگے نہیں بڑھنا چاہیئے اس لئے کہ اگر آدمی ضرورت سے آگے بڑھے گا تو اس میں اپنی نفسانیت شامل ہو جائیگی اور اسکے نتیجے میں وہ گناہ گار بھی ہو گا اور اس میں بے برکتی شامل ہو جائے گی۔

☆……ڈاکٹر کامران مرزا کا کہنا ہے کہ غم وغصہ سے چہرے کی ہیت کو بار بار بدلنے سے انسان بدصورت بن جاتا ہے، خدوخال میں تغیر واقع ہو جاتا ہے۔ تمہارے حریف کی آنکھ تمہارے چہرے کی کھلی ہوئی کتاب ہے تمہارے دل ارادوں اور قلبی کیفیتوں کا حال بخوبی پڑھ لیتی ہے۔ لہٰذا جو آدمی ہنستا رہتا ہے وہ خوش خو بن جاتا ہے اور جو ہمیشہ غم وغصہ میں رہتا ہے وہ اپنی مسرتوں کو فنا کر بیٹھتا ہے۔

غصّہ پر کنٹرول کرنے کے دو سبق آموز واقعات

امام ابوحنیفہؒ کا عجیب واقعہ

ایک روز ظہر کی نماز کے بعد گھر تشریف لے گئے۔ بالا خانے پر آپ کا گھر تھا، جا کر آرام کرنے کے لئے بستر پر لیٹ گئے۔ اتنے میں کسی نے دروازے پر نیچے دستک دی۔ آپ اندازہ کیجئے جو شخص ساری رات کا جاگا ہوا ہو، اور سارا دن مصروف رہا ہو، اس وقت اس کی کیا کیفیت ہوگی۔ ایسے وقت میں کوئی آجائے تو انسان کو کتنا ناگوار ہوتا ہے کہ یہ شخص بے وقت آگیا، لیکن امام صاحب اٹھے۔ زینے سے نیچے اترے، دروازہ کھولا تو دیکھا کہ ایک صاحب کھڑے ہیں، امام صاحب نے اس سے پوچھا کہ کیسے آنا ہوا؟ اس نے کہا کہ ایک مسئلہ معلوم کرنا ہے۔ دیکھئے اول تو امام صاحب جب مسائل بتانے کے

لئے بیٹھے تھے۔ وہاں آکر تو مسئلہ پوچھا نہیں، اب بے وقت پریشان کرنے کے لئے یہاں آگئے۔ لیکن امام صاحب نے اس کو کچھ نہیں کہا، بلکہ فرمایا کہ اچھا بھائی کیا مسئلہ معلوم کرنا ہے؟ اس نے کہا کہ میں کیا بتاؤں۔ جب میں آرہا تھا تو مجھے یاد تھا کہ کیا مسئلہ معلوم کرنا ہے، لیکن اب میں بھول گیا۔ یاد نہیں رہا کہ کیا مسئلہ پوچھنا تھا۔ امام صاحب نے فرمایا کہ اچھا جب یاد آجائے تو پھر پوچھ لینا۔ آپ نے اس کو برا بھلا نہیں کہا، نہ اس کو ڈانٹا ڈپٹا، بلکہ خاموشی سے اوپر چلے گئے۔ ابھی جا کر بستر پر لیٹے ہی تھے کہ دوبارہ دروازے پر دستک ہوئی۔ آپ اٹھ کر نیچے تشریف لائے اور دروازہ کھولا تو دیکھا کہ وہی شخص کھڑا ہے۔ آپ نے پوچھا کیا بات ہے؟ اس نے کہا کہ حضرت وہ مسئلہ مجھے یاد آگیا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ پوچھ لو۔ اس نے کہا کہ ابھی تک تو یاد تھا مگر جب آپ آدھی سیڑھی تک پہنچے تو میں وہ مسئلہ بھول گیا۔ اب اگر ایک عام آدمی ہوتا تو اس وقت تک اس کے اشتعال کا کیا عالم ہوتا، مگر امام صاحب اپنے نفس کو مٹا چکے تھے۔ امام صاحب نے فرمایا اچھا بھائی جب یاد آجائے تو پوچھ لینا، یہ کہہ کر آپ واپس چلے گئے، اور جا کر بستر پر لیٹ گئے۔ ابھی لیٹے ہی تھے کہ دوبارہ پھر دروازے پر دستک ہوئی۔ آپ پھر نیچے تشریف لائے۔ دروازہ کھولا تو دیکھا کہ وہی شخص کھڑا ہے۔ اس نے کہا کہ حضرت! وہ مسئلہ یاد آگیا۔ امام صاحب نے پوچھا کہ کیا مسئلہ ہے؟ اس نے کہا کہ یہ مسئلہ معلوم کرنا ہے کہ انسان کی نجاست (پاخانہ) کا ذائقہ کڑوا ہوتا ہے یا میٹھا ہوتا ہے؟ (العیاذ باللہ۔ یہ بھی کوئی مسئلہ ہے)۔

اگر کوئی دوسرا آدمی ہوتا، اور وہ اب تک ضبط بھی کر رہا ہوتا، تو اب اس سوال کے بعد تو اس کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو جاتا۔ لیکن امام صاحب نے بہت اطمینان سے جواب دیا کہ انسان کی نجاست اگر تازہ ہو تو اس میں کچھ مٹھاس ہوتی ہے اگر سوکھ جائے تو کڑواہٹ پیدا ہو جاتی ہے۔ پھر وہ شخص کہنے لگا کہ کیا آپ نے چکھ کر دیکھا ہے؟ (العیاذ باللہ) حضرت امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا کہ ہر چیز کا علم چکھ کر حاصل نہیں کیا جاتا، بلکہ بعض چیزوں کا علم عقل سے حاصل کیا جاتا ہے، اور عقل سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تازہ نجاست پر مکھی بیٹھتی ہے خشک پر نہیں بیٹھتی اس سے پتہ چلا کہ دونوں میں فرق ہے ورنہ مکھی دونوں پر بیٹھتی۔

جب امام صاحب نے یہ جواب دے دیا تو اس شخص نے کہا۔ امام صاحب! میں آپ کے سامنے ہاتھ جوڑتا ہوں۔ مجھے معاف کیجئے گا میں نے آپ کو بہت ستایا۔ لیکن

آج آپ نے مجھے ہرا دیا۔امام صاحب نے پوچھا کہ میں نے کیسے ہرا دیا؟اس شخص نے کہا کہ ایک دوست سے میری بحث ہو رہی تھی۔میرا کہنا یہ تھا کہ حضرت سفیان ثوریؒ علماء کے اندر سب سے زیادہ بردبار ہیں،اور غصہ نہ کرنے والے بزرگ ہیں اور میرے دوست کا کہنا تھا کہ سب سے زیادہ بردبار اور غصہ نہ کرنے والے بزرگ امام ابوحنیفہؒ ہیں اور ہم دونوں کے درمیان بحث ہوگئی۔اور اب ہم نے جانچنے کے لئے یہ طریقہ سوچا تھا کہ میں اس وقت آپ کے گھر میں آؤں جو آپ کے آرام کا وقت ہوتا ہے اور اس طرح آپ کو دو تین مرتبہ اوپر نیچے دوڑاؤں اور پھر آپ سے ایسا بیہودہ سوال کروں،اور یہ دیکھوں کہ آپ غصہ ہوتے ہیں یا کہ نہیں؟ میں نے کہا کہ اگر غصہ ہوگئے تو میں جیت جاؤں گا اور اگر غصہ نہ ہوئے تو تم جیت گئے۔لیکن آج آپ نے مجھے ہرا دیا،اور واقعہ یہ ہے کہ میں نے اس روئے زمین پر ایسا حلیم انسان جس کو غصہ چھو کر بھی نہ گزرا ہو۔آپ کے علاوہ کوئی دوسرا نہیں دیکھا۔

(بحوالہ اصلاحی خطبات ج ۸)

سبق آموز واقعہ

حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہ اپنے وعظ میں فرماتے ہیں کہ ایک شخص تھا ایک مرتبہ اس کی بیوی نے سالن میں نمک تیز کر دیا۔ہاتھ ہی تو ہے اندازہ نہیں ہوا نمک تیز ہوگیا،ہماری بیٹیوں سے اگر غلطی ہو جائے تو ہم کیا چاہتے ہیں ؟ کہ داماد معاف کر دے،ہماری بیٹیوں کو جب داماد ستاتے ہیں تو ہم بزرگوں سے تعویذ لیتے ہیں وظیفے پوچھتے پھرتے ہیں لیکن ہمارے تحت جو بیویاں ہیں وہ بھی تو کسی کی بیٹیاں ہیں ان پر رحم نہیں آتا۔اپنی بیٹی پر جب پڑتی ہے تو ہمیں تعویذ یاد آتے ہے۔اللہ والوں کے پاس جاتے ہیں اور روتے ہیں کہ داماد بہت ظلم کر رہا ہے۔لیکن ہم اپنی بیویوں کو جو ستاتے ہیں ذرا ذرا سی بات پر ڈانٹ ڈپٹ' بے چاری گھٹ گھٹ کے روتی رہتی ہے۔سسرال میں ان کا کوئی ہوتا نہیں باپ بھائی دور ہوتے ہیں،لیکن سمجھ لیجئے ان کی آہ لگتی ہے۔

حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ جس عورت نے سالن میں نمک تیز کر دیا تھا اس کے شوہر نے اللہ تعالیٰ سے معاملہ کر لیا کہ اے خدا ہاتھ ہی تو ہے نمک تیز ہوگیا۔اگر میری بیٹی

نمک تیز کرتی تو میں یہی چاہتا کہ داماد اس کو معاف کر دے۔ لہٰذا اے خدا میں آپ کی رضا کے لئے اس کو جو میری بیوی ہے لیکن آپ کی بندی بھی ہے اس کی نسبت آپ کیساتھ بھی ہے اس کو معاف کرتا ہوں۔ حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ بے غیرت ہیں وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کی سفارش ﴿وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ﴾ کو رد کرتے ہیں۔ ابھی ایک ڈی آئی جی یا کمشنر سفارش لکھ دے کہ اپنی بیوی کا خیال رکھنا تو بتایئے کہ ہم لوگ کتنا خیال کریں گے اور اللہ تعالیٰ سفارش نازل فرما رہے ہیں کہ ان سے بھلائی کے ساتھ پیش آؤ۔ یہاں ہمارا کیا معاملہ ہے اور کیا ہونا چاہیئے ہر شخص اپنی حالت پر غور کر لے۔

لہٰذا اس شخص نے دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ سے معاملہ کر لیا اور بیوی کو معاف کر دیا اور اس کو کچھ نہیں کہا۔ حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ جب اس کا انتقال ہو گیا تو ایک بزرگ نے اس کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ تمہارے ساتھ اللہ نے کیا معاملہ کیا؟ اس نے کہا کہ میاں معاملہ تو بڑا خطرناک تھا بڑے گناہوں کا معاملہ پیش ہو گیا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میری ایک بندی نے جس دن سالن میں نمک تیز کر دیا تھا اور تم نے میری اس بندی کی خطا معاف کر دی تھی۔ جاؤ اس کے صلہ میں آج تم کو معاف کرتا ہوں۔

(بحوالہ علاج الغضب)

﴿آٹھویں فصل﴾

نوجوان......اور صفائی وپاکیزگی کا اہتمام

نظافت وپاکیزگی ہر انسان کے لئے کس قدر ضروری اور اہمیت کی حامل ہے اس کا اندازہ اس بات سے بخوبی احسن لگایا جاسکتا ہے کہ دنیا میں ہر مذہب، ہر کلچر، ہر تمدن، ہر شہر وسوسائٹی اور ہر ملک میں نظافت وپاکیزگی کے اہتمام کو زندگی کا ایک اہم حصہ قرار دیا گیا ہے۔ اور پھر ہم تو اس اسلام کے ماننے والے ہیں کہ جس نے دنیا کے تمام مذاہب سے زیادہ اور اہمیت کے ساتھ نظافت وپاکیزگی پر زور دیا ہے جیسا کہ آنے والے صفحات سے واضح ہوگا۔ چنانچہ ہر نوجوان کے لئے نظافت وپاکیزگی کی عفت کو اپنانا بھی انتہائی ضروری ہے۔

آج ہمارے معاشرے میں ظاہری بدن کی صفائی کا تو پھر بھی کسی قدر اہتمام کیا جاتا ہے لیکن باطنی صفائی کی طرف بالکل توجہ نہیں ہوتی جبکہ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم ظاہری بدن کے ساتھ ساتھ باطنی بدن کی صفائی کا بھی خوب خوب اہتمام کریں۔

چنانچہ ذیل میں ہم ظاہری اور باطنی دونوں طرح کی نظافت وپاکیزگی کی اہمیت وضرورت کو اسلامی تعلیمات کی روشنی میں پیش کررہے ہیں۔

اسلام میں صفائی اور پاکیزگی کی اہمیت

آج اس تہذیب وترقی کے دور میں جب ہم دوسری ترقی یافتہ قوموں کی صفائی، طہارت وپاکیزگی کو دیکھتے ہیں، ان کے مکانات، ان کی سڑکیں، ان کے شہر، محلے قصبے اور آبادیاں دیکھتے ہیں تو ان کی نفاست پر رشک آتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ صفائی وپاکیزگی خالص اسلامی تہذیب وتمدن کی خصوصیت وپہچان ہے۔

دنیا میں آج تک کسی مذہب اور کسی قانون نے صحت وصفائی کے احکام پر اس قدر شدت کے ساتھ زور نہیں دیا جتنا کہ اسلامی تعلیمات نے اس پر زور دیا اور تفصیل کے

ساتھ اس کے احکام بیان کیئے ہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ان لوگوں کو اپنا محبوب قرار دیا جو صفائی و پاکیزگی کا پورا پورا اہتمام کرتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ دین کی بنیاد صفائی ستھرائی پر رکھی گئی ہے، ایک اور حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ: صفائی و پاکی آدھا ایمان ہے اور آدھا ایمان یہ ہے کہ آدمی روح کو صاف رکھے اور آدھا ایمان یہ ہے کہ آدمی جسم کی صفائی اور پاکی کا خیال رکھے۔ روح کی طہارت ونظافت تو یہ ہے کہ اسکو کفر و شرک اور معصیت وضلالت کی نجاستوں سے پاک کر کے صالح عقائد اور پاکیزہ اخلاق سے آراستہ کیا جائے اور جسم کی طہارت ونظافت یہ ہے کہ اس کو ظاہری ناپاکیوں سے پاک وصاف رکھ کر نظافت اور سلیقے کے آداب سے آراستہ کیا جائے۔ بحر حال اسلام نے ہمارے لئے صفائی و پاکیزگی کے زرّیں اور روشن اصول واحکام مقرر کیئے ہیں، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تعلیمات سے اس کی حدود متعین فرمائیں، نماز کی صحت اور درستگی کے لئے ضروری قرار دیا گیا کہ انسان کا بدن اس کے کپڑے اور اس کی نماز پڑھنے کی جگہ نجاستوں اور آلودگیوں سے پاک وصاف ہوں، نجاستوں سے اپنے بدن، کپڑے اور مکان کو صاف رکھنے کی تعلیم دی۔ جو صحابہ کرامؓ طہارت اور پاکیزگی کا اہتمام فرماتے تھے اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ان کی مدح وتوصیف فرمائی ہے۔ اور ایک حدیث میں آپ ﷺ نے منہ کی صفائی کے متعلق فرمایا کہ! اپنے منہ صاف ستھرے رکھا کرو کہ یہ قرآن کی ادائیگی کا محل ہے۔ دانتوں اور منہ کی صفائی کے لئے آج ڈاکٹر کس قدر زور دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ منہ کی صفائی نہ کرنے سے پیٹ کے تمام امراض پیدا ہوتے ہیں، سینکڑوں پاؤڈر اور دوائیں اس سلسلہ میں ایجاد کی گئیں اور برش کرنے کے لئے ہر متمدن مجبور ہے۔ لیکن آج سے سینکڑوں برس پہلے اسلام نے اس کو لازمی قرار دیا اور عبادت کا جزو ٹھرایا۔ خود رسول اللہ ﷺ کے مزاج میں لطافت، نفاست اور پاکیزگی بہت زیادہ تھی۔ آپ ﷺ جگہ کو غلیظ اور آدمی کو میلا دیکھنا پسند نہیں فرماتے تھے۔ ایک دفعہ ایک شخص کو آپ ﷺ نے میلے کپڑوں میں دیکھا تو فرمایا اس سے اتنا نہیں ہوتا کہ کپڑے دھولیا کرے۔

ایک مرتبہ ایک شخص میلے پیلے کپڑے پہنے ہوئے آپ ﷺ کی مجلس میں آیا، آپ ﷺ نے دریافت کیا کہ تیرے پاس مال نہیں ہے؟ اس نے عرض کیا جی ہاں ہے آپ ﷺ نے

فرمایا کہ پھر تو اس نعمت کو چھپا کر کیوں رکھتا ہے اس نعمت کا اظہار کیوں نہیں کرتا؟۔

عرب اسلام سے پہلے تہذیب وتمدن سے کم آشنا تھے، اسلام کی ابتدائی زمانے میں لوگ مسجد میں آتے تو سامنے دیواروں پر یا زمین پر تھوک دیا کرتے تھے آپ ﷺ اس کو ناپسند فرماتے۔ ایک دفعہ تھوک کا دھبہ دیوار پر دیکھا تو اس قدر غصہ آیا کہ چہرہ مبارک سرخ ہوگیا۔ ایک انصاری عورت نے دھبہ کو دھودیا اور اس جگہ خوشبو مل دی آپ ﷺ بہت خوش ہوئے اور تعریف فرمائی۔ ایک شخص کے بال پریشان اور بکھرے ہوئے دیکھ کر فرمایا کہ اس سے اتنا نہیں ہوتا کہ بالوں کو درست کرلے۔

کبھی کبھی آپ ﷺ کی مجلس میں خوشبو کی انگیٹھیاں سلگائی جاتیں جن میں کبھی اگر، کبھی کافور ہوتا، آپ ﷺ کو صفائی کا بے حد خیال تھا، یہاں تک کہ آپ ﷺ نے گھر سے باہر چبوترے وغیرہ کی صفائی کا حکم فرمایا ہے۔ عہد قدیم کے عرب لوگ تہذیب وتمدن اور صفائی کا بہت کم خیال رکھتے تھے، اب بھی ہم گاؤں میں یا شہر کی تنگ گلیوں اور کثیر آبادی میں دیکھتے ہیں کہ لوگ سڑکوں پر درختوں کے نیچے گندگی پھیلاتے ہیں اور لوگ اسے خوشی سے برداشت کرلیتے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے اس سلسلہ میں ان لوگوں پر لعنت فرمائی جو راستہ میں یا درختوں کے نیچے پیشاب پاخانہ کرتے ہیں اور گندگی پھیلاتے ہیں۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے مسجد کی دیوار پر تھوک کے دھبوں کو دیکھا تو آپ ﷺ کے ہاتھ میں کھجور کی ٹہنی تھی جس سے کھرچ کر آپ ﷺ نے تمام دھبے مٹادیئے پھر لوگوں کی طرف خطاب کرکے غصہ سے فرمایا کہ کیا تم پسند کرتے ہو کہ کوئی شخص تمہارے سامنے آنے اور تمہارے منہ پر تھوک دے۔ ہمارے مکانات، ان کے درودیوار اور فرش، ہماری سڑکیں، ہمارے گلی کوچے، قصبے شہر، گھر اور گھروں سے باہر نکلنے والی نالیاں پاک صاف رہنی چاہئیں۔ اور ان کا اس طرح صاف رکھنا ہر مسلمان اور ہر انسان کا فرض ہے۔ کبھی کسی جگہ بھی خواہ گھر ہو یا باہر گندگی پھیلانا اور غلاظت کرنا اور میلا کچیلا رہنا اسلام کے احکام کے خلاف ہے۔

جب چپہ چپہ اور گلی گلی کو اس طرح صاف رکھنے کا حکم دیا گیا ہے تو اسلام میں کسی شخص کو میلے کپڑوں میں ناپاک اور غلیظ حالت میں کیسے برداشت کیا جاسکتا ہے۔ چنانچہ ہر شخص کا فرض ہے کہ وہ پاک صاف رہے اور اچھی حالت میں رہے، کپڑے اجلے ہوں، بدن پاک ہو۔ جو لوگ پاک نہیں رہتے ان پر خدا کی رحمت نازل نہیں ہوتی بلکہ ان کے اوپر آپ ﷺ

نے لعنت فرمائی اور ان لوگوں کو بھی سخت سست فرمایا جو پبلک مقامات پر اور عام راستوں یا آرام کی جگہ اور درختوں کے نیچے گندگی پھیلاتے ہیں۔صفائی اور پاکیزگی کے احکام کی تاکید اور اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ ناپاک آدمی قرآن پاک کو چھو بھی نہیں سکتا، جو لوگ پاکی اور صفائی کا اہتمام نہیں کرتے وہ اسلامی احکام اور مسلمانوں کی تہذیب وتمدن سے واقف نہیں ہیں۔

قرآن حکیم اور احادیث نبوی ﷺ میں صفائی اور پاکیزگی کے بارے میں واضح احکامات وارد ہوئے ہیں۔

اسلام کے ایک رکن نماز ہی کو لیجئے کہ یہ نماز انسان کو اپنے جسم اور اعضاء کو پاک رکھنے پر مجبور کرتی ہے، دن میں پانچ مرتبہ ہر نماز میں منہ کو، ہاتھ پاؤں کو جو اکثر کھلے رہتے ہیں دھونے کی ضرورت پیش آتی ہے۔آپ دیکھتے ہونگے کہ آج کل خاک، دھول، گرد وغبار، دھوئیں، گیس اور خراب ہوا کے ذریعے منہ اور ناک میں سینکڑوں جراثیم داخل ہونے کی وجہ سے ہزاروں بیماریاں پیدا ہوجاتی ہیں۔وضو کرنے سے دن میں پانچ بار اس گرد وغبار کی صفائی ہو جاتی ہے، کیونکہ نماز بغیر وضو کے ممکن نہیں ہے گویا کہ وضو بھی ایک طرح سے جزو عبادت ہوا۔اور اس طرح اسلام نے صفائی اور پاکیزگی کی اہمیت کو بڑھا دیا۔لہٰذا ان تعلیمات اور ہدایات کی روشنی میں مسلمانوں کو خاص طور پر توجہ دینی چاہئے ۔جسمانی صفائی کے ساتھ ساتھ گلیوں، بازاروں اور محلوں میں بھی اسلامی ہدایات کے پیش نظر ہمہ وقت توجہ دینے اور خیال رکھنے کی ضرورت ہے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو صفائی و پاکیزگی کا صحیح صحیح اہتمام کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

مسواک کے فضائل اور دنیوی فوائد

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ مسواک کا ضرور استعمال کرو اس میں دس باتیں ہیں (یعنی دس فوائد ہیں)

۱......منہ کو صاف کرتی ہے۔

۲......اللہ تعالیٰ کی رضا کا سبب ہے۔

۳......ملائکہ کی خوشی کا ذریعہ ہے۔

۴......آنکھوں کو جلا بخشتی ہے۔

۵..... دانتوں کو سفید کرتی ہے۔
۶..... مسوڑھوں کو مضبوط کرتی ہے اور اس کی بیماری کو ہٹاتی ہے۔
۷..... کھانے کو ہضم کرنے میں مدد دیتی ہے۔
۸..... بلغم کو ختم کرتی ہے۔
۹..... نمازوں کا اجر اس سے بڑھ جاتا ہے۔
۱۰..... منہ میں خوشبو پیدا کرتی ہے جو کہ قرآن کریم کے نکلنے کا راستہ ہے۔

حضرت حسان بن عطیہؒ رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ! وضو ایمان کا حصہ ہے اور مسواک وضو کا حصہ ہے، اگر میں اپنی امت کے لئے اس میں مشقت نہ پاتا تو انہیں ہر نماز کے ساتھ مسواک کا حکم دیتا، مسواک کر کے پڑھی ہوئی دو رکعتیں ایسی ستر رکعتوں سے افضل ہیں جن میں مسواک نہ کی گئی ہو۔

پانچ چیزیں سنت انبیاء میں سے ہیں

حضرت ابو ہریرہؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ پانچ چیزیں سنت انبیاء میں سے ہیں۔

(۱) مونچھیں کٹوانا (۲) ناخن کٹوانا (۳) زیر ناف بال مونڈنا (۴) بغل کے بال اکھاڑنا (۵) مسواک کرنا۔

حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ جبرائیلؑ کچھ عرصہ تک تشریف نہ لائے آپ ﷺ نے تاخیر کی وجہ پوچھی تو کہنے لگے کہ ہم کیسے آئیں جبکہ یہاں کے لوگ ناخن نہیں تراشتے، مونچھیں نہیں کٹاتے، اعضاء بدن کی میل نہیں اتارتے اور مسواک نہیں کرتے۔ پھر یہ بھی کہا کہ ہم تو تیرے رب کے حکم سے ہی حاضر خدمت ہوتے ہیں۔

ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ! ہر جمعہ کو غسل کرنا، مسواک کرنا اور خوشبو لگانا ضروری ہے۔ حمید بن عبدالرحمٰنؒ کا فرمان ہے کہ! جو شخص جمعہ کو اپنے ناخن تراشتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی بیماری دور کر دیتے ہیں اور شفاء عطا فرماتے ہیں۔

حضور اقدس ﷺ کا فرمان ہے کہ معراج کی شب جب آپ جنت میں داخل ہوئے تو حوروں کی ایک خاص جماعت نے آپ کا استقبال کیا، اور کہنے لگیں کہ آپ ﷺ اپنی امت سے فرمائیے کہ وہ مسواک کیا کریں کہ اس سے ہمارے حسن میں اضافہ ہوتا ہے۔

بعض روایتوں میں آیا ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ہر چالیس دن میں زیر ناف صفائی کی اور ہر جمعہ میں ناخن تراشنے کی مدت مقرر فرمائی۔

آیت مبارکہ ﴿وَاِذِ ابْتَلٰٓی اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ﴾ میں جس ابتلا اور امتحان کا ذکر ہے۔ وہ پانچ طرح کی طہارت اور صفائی سر کے حصے میں اور پانچ طرح کی باقی جسم میں مراد ہے۔ سر والی پانچ یہ ہیں موچھیں کتروانا، کلی کرنا، ناک میں پانی ڈالنا، مسواک کرنا، اور سر کی مانگ نکالنا۔ اور باقی جسم کی یہ ہیں ناخن تراشنا، ختنہ کرنا، بغل کے بال اکھاڑنا، زیر ناف بال صاف کرنا، پانی سے استنجا کرنا۔

حضرت فقیہ ابو اللیث سمرقندیؒ فرماتے ہیں کہ! مسواک کرنا تین قسم پر ہے یا تو اس سے اللہ تعالیٰ کی رضا اور سنت پر عمل مقصود ہوگا، یا ذاتی نفع، یا لوگوں کی وجہ سے۔ اگر سنت اور اللہ تعالیٰ کی رضا مقصود ہو تو اس پر اجر ملے گا، اور ہر نماز ستر نمازوں کے برابر ہوگی جیسا کہ حدیث شریف میں بھی آیا ہے اور اگر ذاتی نفع کے لئے ہو تو اس پر ثواب نہ ہوگا، اور اگر ریاکاری کی نیت ہے تو اس پر گناہ بھی ہوگا۔

(جستہ جستہ از تنبیہ الغافلین)

ظاہری صفائی و پاکیزگی

صفائی و پاکیزگی کے آداب

اب ذیل میں ہم نظافت و پاکیزگی کے مختصر مختصر اور ضروری آداب ذکر کر رہے ہیں جن پر عمل کرنا بہت ضروری ہے۔

☆......سو کر اٹھ جانے کے بعد ہاتھ دھوئے بغیر ہاتھوں کو پانی کے برتن میں نہ ڈالنا چاہیئے کیونکہ نہ معلوم سوتے میں ہاتھ کہاں کہاں لگا ہو۔

☆......غسل کرنے کی جگہ پر پیشاب کرنے سے پرہیز کرنا چاہیئے کیونکہ اس میں بہت سی قباحتیں ہیں۔

☆......ضروریات سے فارغ ہونے کے لئے نہ قبلہ کی طرف پیٹھ کرنی چاہیئے اور نہ ہی قبلہ رخ ہو کر بیٹھنا چاہیئے اور فراغت کے بعد خوب اچھے طریقے سے صفائی کے بعد

ہاتھ بھی دھو لینا چاہیئے۔

☆ ......وضو کرنے کے لئے تو دائیں ہاتھ کو استعمال کرنا چاہیئے لیکن استنجا کرنے اور ناک وغیرہ صاف کرنے کے لئے بایاں ہاتھ استعمال کرنا چاہیئے۔

☆ ......ندی، نہر کے کنارے، عام راستوں اور سایہ دار مقامات پر قضائے حاجت کے لئے بیٹھنے سے پرہیز کرنا چاہیئے، اس سے دوسرے لوگوں کو تکلیف بھی ہوتی ہے اور ادب وتہذیب کے بھی خلاف ہے۔

☆ ......ناک صاف کرنے یا بلغم تھوکنے کے لئے احتیاط کے ساتھ اگالدان استعمال کرنا چاہیئے، اگر اگالدان نہ ہو تو لوگوں کی نگاہ سے بچ کر اپنی یہ ضرورت پوری کرنی چاہیئے۔

☆ ......منہ میں پان بھر کر اس طرح باتیں نہ کرنا چاہیئے کہ آپ کے مخاطب پر چھینٹیں پڑنے لگیں اور اسے تکلیف ہو، اسی طرح اگر تمبا کو استعمال کرتے ہوں اور پان کثرت سے کھاتے ہوں تو منہ کو صاف ستھرا رکھنے کا بھی خوب خوب اہتمام کرنا چاہیئے۔

☆ ......کم از کم ہفتہ میں ایک بار تو ضرور ہی غسل کر لینا چاہیئے اور اس کے لئے جمعہ کے دن اہتمام کرنا چاہیئے، ناخن تراشنا، زائد بال کاٹنا اور صاف ستھرے کپڑے پہننے کا اس دن میں خوب اہتمام کرنا چاہیئے۔

آپ ﷺ نے فرمایا امانت کی ادائیگی آدمی کو جنت میں لے جاتی ہے صحابہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ (ﷺ) امانت سے کیا مراد ہے؟ فرمایا ناپاکی سے پاک ہونے کے لئے غسل کرنا، اس سے بڑھکر اللہ تعالیٰ نے کوئی امانت مقرر نہیں کی ہے پس جب آدمی کو نہانے کی حاجت ہو جائے تو غسل کرے۔ (نوٹ غسل سے متعلق تفصیلی مسائل آگے آرہے ہیں)

☆ ......ناپاکی کی حالت میں مسجد میں جانا اور مسجد سے گزرنا منع ہے اور اگر مجبوری ہو اور غسل کی کوئی صورت نہیں بن رہی ہو تو تیمم کر کے مسجد میں جانا چاہیئے۔

☆ ......بالوں میں تیل ڈالنے اور کنگھا کرنے کا بھی اہتمام کرتے رہنا چاہیئے۔ آنکھوں میں سرمہ لگانا بھی آپ ﷺ کی سنت ہے اور سادگی واعتدال میں رہ کر مناسب زیب وزینت کے اختیار کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

☆ ......چھینکتے وقت منہ پر رومال رکھ لینا چاہیئے تاکہ کسی پر چھینٹیں نہ پڑ جائیں، چھینکنے

کے بعد "اَلْحَمْدُ لِلّٰہ" کا کہنا اور سننے والے کو "یَرْحَمُکَ اللّٰہ" اور دوبارہ اس کے جواب میں "یَھْدِیْکَ اللّٰہ" کہنا چاہیے تا کہ ظاہر کے ساتھ ساتھ باطنی صفائی کا بھی اہتمام ہوتا رہے۔

☆ خوشبو کا استعمال کثرت سے کرنا چاہیے رسول اللہ ﷺ خوشبو بہت پسند فرماتے تھے، آپ ﷺ سو کر اٹھنے کے بعد ضروریات سے فارغ ہوتے تو خوشبو ضرور استعمال فرماتے تھے۔

باطن کی صفائی و پاکیزگی

دل کی پاکیزگی

جب ہم پاکیزگی کی بات کرتے ہیں تو ہمیں یہ تسلیم کرنے میں کوئی حجاب نہیں کہ اسلام نے سب سے زیادہ زور باطن کی صفائی اور دل و دماغ کی پاکیزگی پر دیا ہے جسے قرآن کی اصطلاح میں تزکیہ کہا گیا ہے۔

سورۃ البقرہ اور بعض دوسری سورتوں میں اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے چار مقاصد بیان فرمائے ہیں، آیات کی تلاوت، کتاب اللہ کے معانی و مفاہیم کی تعلیم، حکمت کی تعلیم اور دلوں کا تزکیہ اور صفائی۔ فرمان باری تعالیٰ ہے۔

"حقیقت میں اللہ تعالیٰ نے (بڑا) احسان مسلمانوں پر کیا جب کہ انہی میں سے پیغبران میں بھیجا جوان کو اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور انہیں پاک وصاف کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے۔ انبیاء کرام دلوں پر محنت کرتے تھے اور انہیں گندے عقائد اور خیالات سے پاک کرتے تھے کیونکہ جب دل پاک ہو جائے تو سارا جسم پاک ہو جاتا ہے اور جب دل ہی پاک نہ ہو تو سارے جسم میں اور جسم سے صادر ہونے والے اعمال میں بھی فساد ہوگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے! جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے، اگر وہ درست ہو جائے تو سارا جسم درست ہو جاتا ہے اگر وہ فاسد ہو جائے تو سارا جسم فاسد ہو جاتا ہے اور وہ دل ہے۔

دنیا کے قانون سازوں، ریفارمروں، لیڈروں اور انبیاءؑ کے درمیان ایک بنیادی

فرق یہ بھی ہے کہ یہ لوگ ظاہر کو سنوارتے ہیں ظاہر کو بنانے اور ظاہر کو قانون کے شکنجے میں جکڑنے میں لگے رہتے ہیں، نت نئے قوانین بنائے جاتے ہیں تاکہ جرائم نہ ہوں، چوری نہ ہو، ڈکیتی نہ ہو، ملاوٹ نہ ہو، اسمگلنگ نہ ہو، کسی کی عزت نہ لٹے، لیکن ہر قسم کے قوانین کے باوجود سب کچھ ہوتا ہے بلکہ تجربہ تو یہ ہے کہ قانونی بندشیں جتنی بڑھتی جاتی ہیں اسی تناسب سے جرائم بھی بڑھتے جاتے ہیں۔ دنیا کے ترقی یافتہ ممالک میں قانونی پابندیوں کا بہتات ہے، مجرموں کو پکڑنے کے لئے جدید گاڑیاں ہیں، جرائم پر نظر رکھنے کے لئے ٹی وی کیمرے ہیں پولیس کا وسیع نظام ہے، لیکن اس کے باوجود وہاں چوریاں بھی ہوتی ہیں ڈکیتیاں بھی ہوتی ہیں قتل و غارت گری بھی ہوتی ہے۔ غضب اور دھوکہ دہی کے کیس بھی ہوتے ہیں بلکہ یہ سب کچھ ہمارے ہاں سے زیادہ ہوتا ہے، آخر کیوں؟ اس لئے کہ ان کی ساری توجہ ظاہر پر ہے باطن کو وہ اتنی اہمیت نہیں دیتے جتنی اہمیت دینی چاہیئے۔ لیکن انبیاء کرام زیادہ توجہ باطن کی درستگی پر دیتے ہیں کیونکہ جب دل بدل جاتا ہے تو سب کچھ بدل جاتا ہے۔ جب کسی کا تزکیہ اور صفائی ہو جاتی ہے تو دل میں ایک الارم سا لگ جاتا ہے جو ہر معصیت پر، ہر گناہ پر خطرے کی گھنٹی بجا دیتا ہے۔ متوجہ اور ہوشیار کر دیتا ہے کہ خبردار یہ خاردار وادی ہے۔ دامن بچا کر چلو، احتیاط سے قدم اٹھاؤ، بچ کر رہو کہیں ایسا نہ ہو کہ دامن تقویٰ تار تار ہو جائے۔

رسول اکرم ﷺ سے پوچھا گیا! یا رسول اللہ (ﷺ) گناہ کیا ہوتا ہے جواب میں آپ ﷺ نے گناہ نہیں گنوائے، یہ نہیں فرمایا کہ شراب پینا گناہ ہے، زنا کرنا گناہ ہے، چوری کرنا گناہ ہے، ڈاکہ زنی کرنا گناہ ہے، بہتان تراشی کرنا گناہ ہے، کم تولنا گناہ ہے یہ نہیں فرمایا بلکہ بہت مختصر سا جواب دیا اور ایک اصول بتلا دیا فرمایا۔ جو تمہارے دل میں کھٹک پیدا کر دے جس کام کو تم بلا جھجک سر عام نہ کر سکو وہ گناہ ہے اس سے بچنے کی کوشش کرو۔

باطنی امراض

پاکیزگی اور تزکیہ کی بات کرتے ہیں تو یہ بات بھی ذہن میں رکھیئے کہ دل کی پاکیزگی کے لئے سب سے پہلے اس بات کی ضرورت ہے کہ ہمارے دل میں کوئی شرکیہ عقیدہ نہ ہو اگر ہمارے اندر ذرہ برابر بھی شرک ہو تو ہم پاک نہیں ہو سکتے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے! بے شک شرک ناپاک ہے شرک کی گندگی جس شخص کے اندر ہو گی وہ جنت میں ہرگز نہیں

جاسکتا۔شرک کے علاوہ بعض دوسرے باطنی امراض اور باطنی نجاستیں بھی ہیں جن سے پاک ہونا ضروری ہے کہیں یہ نہ سمجھ بیٹھئے گا کہ چونکہ ہم شرک نہیں کرتے اس لئے ہمارا تزکیہ ہوگیا ہے اور ہم پاک صاف دل ودماغ کے مالک ہیں' اس میں شک نہیں کہ شرک سے اپنا دامن بچانا اور شرکیہ توہمات اور عقائد سے محفوظ ہونا بہت بڑی سعادت ہے لیکن شرک کے ساتھ ساتھ دوسرے باطنی امراض سے بھی حفاظت ضروری ہے۔

خود پسندی، تکبر، بغض وحسد، خودغرضی، بخل، حرص، طمع اور بے غیرتی، یہ سب باطنی امراض ہیں اور ہم میں سے اکثر لوگ کسی نہ کسی انداز میں ان امراض میں مبتلاء ہوتے ہیں اور بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ ہم اپنے خیال میں یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے اندر مثلا تکبر یا حسد نہیں ہے حالانکہ وہ ہوتا ہے، جب کہ تزکیہ نفس کمال درجہ تک اس وقت نہیں پہنچ سکتا ہے، جب تک کہ ہم ان رذائل سے اپنے آپ کو پاک نہ کریں۔

خود پسندی اور حرص وطمع کے بارے میں ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کبھی نہیں بھولنا چاہیئے آپ ﷺ نے فرمایا! تین چیزیں انسان کو ہلاکت میں ڈالنے والی ہے(۱) ایسی خواہش جس کا انسان تابع بن کر رہ جائے

(۲) ایسی حرص جس کی اطاعت کی جائے

(۳) خود پسندی اور یہ ان تینوں میں زیادہ خطرناک ہے۔

اسی طرح شہرت پسندی کے بارے میں آپؐ نے فرمایا!

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے دنیا میں شہرت کا لباس پہنا، اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن ذلت کا لباس پہنائے گا۔

تکبر

تکبر کے بارے میں آپ کا یہ فرمان ہمیشہ پیش نظر ہونا چاہیئے۔

حضرت عبداللہؓ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوسکے گا جس کے دل میں ذرہ برابر بھی تکبر ہوگا۔ایک شخص نے سوال کیا کہ انسان پسند کرتا ہے کہ اس کے کپڑے اچھے ہوں اس کے جوتے اچھے ہوں (تو کیا یہ بھی تکبر ہے) آپ ﷺ نے فرمایا اللہ جمیل ہے اور جمال کو

پسند کرتا ہے، لہٰذا یہ تکبر نہیں ہے بلکہ تکبر یہ ہے کہ حق کے مقابلہ میں اترانا اور لوگوں کو حقیر سمجھنا۔

فائدہ! ذرا غور فرمایئے رسول اللہ ﷺ کے ان فرمودات پر اور پھر جائزہ لیجئے اپنے جذبات و خیالات کا، ہم میں سے کتنے ہیں جو خود پسندی، شہرت پسندی اور تکبر سے بچے ہوئے ہیں ہمارے اکثر تنازعات اور لڑائی جھگڑوں کی وجہ خود پسندی اور تکبر ہے۔ اگر اپنے آپ کو چھوٹا سمجھ لیا جائے اور تواضع اختیار کی جائے تو ہمارے نوے فیصد جھگڑے خود بخود ختم ہو جائیں گے۔ جس شخص کے دل میں تکبر ہوتا ہے اس کے دل پر مہر لگا دی جاتی ہے اور وہ نور ہدایت سے محروم رہتا ہے۔

فرمان باری تعالیٰ ہے !''اسی طرح اللہ تعالیٰ ہر متکبر اور جابر کے پورے دل پر مہر کر دیتے ہیں''۔ (سورۃ غافر)

متکبر شخص کو اللہ تعالیٰ سے مانگنے کی بھی توفیق نہیں ہوتی اور بالآخر یہ بدقسمت انسان ذلیل و خوار ہو کر جہنم کا ایندھن بنتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے !''اور تمہارے پروردگار نے فرمایا مجھ کو پکارو، میں تمہاری درخواست قبول کرونگا جو لوگ میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں وہ عنقریب ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہونگے''۔ (سورۃ غافر)

حسد

تکبر کے علاوہ بغض و حسد بھی ایک خطرناک باطنی بیماری ہے۔ حضرت زبیرؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! تم میں (غیر محسوس طور پر) پہلی قوموں کی بیماری سرایت کر گئی ہے یعنی کینہ و حسد جبکہ یہ بیماری مونڈنے والی ہے، میں یہ نہیں کہتا کہ بالوں کو مونڈتی ہے بلکہ دین کو مونڈتی ہے۔ (مشکوۃ شریف)

حاسد شخص حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر ناراض ہوتا ہے کیونکہ وہ کسی کی عزت دیکھ کر جلتا ہے، کسی کا عہدہ دیکھ کر جلتا ہے، کسی کے پاس مال و دولت اور اولاد دیکھ کر جلتا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ چیزیں اللہ تعالیٰ ہی دیتے ہیں۔

اور پھر کمال یہ کہ حاسد کی آرزو یہ ہوتی ہے کہ وہ نعمت جو دوسروں کو حاصل ہے وہ مجھے حاصل ہو یا نہ ہو، بس اس کے پاس نہ رہے گویا خوامخواہ اپنے دل کو گندہ اور ناپاک کرتا ہے اور

اپنی نیکیاں بھی برباد کرتا ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے! کہ حسد سے بچو اس لئے کہ حسد نیکیوں کو اس طرح ہڑپ کر جاتا ہے جس طرح آگ لکڑیوں کو نگل جاتی ہے۔ (مشکوٰۃ شریف)

یہ تو وہ نجاستیں تھیں جن کا براہ راست دل سے تعلق ہے۔ اس کے علاوہ اسلام نے ان اسباب و وسائل کو بھی حرام قرار دیا ہے جو دل کو ناپاک کرنے کا ذریعہ بنتے ہیں۔ ہم کانوں سے جو کچھ سنتے ہیں اور آنکھوں سے جو کچھ دیکھتے ہیں اس کا دل پر اچھا یا برا اثر ضرور ہوتا ہے۔ اگر پاکیزہ کلمات اور صاف ستھری باتیں سنیں گے تو دل میں پاکیزہ خیالات پیدا ہونگے اور اگر گندی باتیں سنیں گے اور ممنوعات اور محرمات کی طرف دیکھیں گے تو دل میں گندے جذبات جنم لیں گے۔

اس لئے اب ہم ذیل میں دل کو ناپاک کرنے والے اسباب کو اختصار کے ساتھ پیش کر رہے ہیں جبکہ انکا تفصیلی ذکر آگے اپنے مقام پر آئے گا۔

آنکھوں کی پاکیزگی

اسلام نے ہمیں نظروں کو پاک رکھنے کا حکم دیا ہے۔ اور نظریں تب پاک ہونگی جب نظروں کو جھکا کر رکھا جائے کسی غیر محرم کی طرف نظر نہ اٹھائی جائے۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے!" (اے پیغمبر) آپ مسلمان مردوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچے رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں، یہ ان کے لئے زیادہ پاکیزگی کی بات ہے بے شک اللہ تعالیٰ کو سب خبر ہے جو کچھ لوگ کیا کرتے ہیں"۔ (سورۃ نور)

بدنظری سے دل سیاہ ہو جاتا ہے اور عبادت کی لذت اور حلاوت ختم ہو جاتی ہے اور بدنظری زنا اور بدکاری کی پہلی سیڑھی ثابت ہوتی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے بدکاری کے انسداد کے لئے سب سے پہلے اسی سوراخ کو بند کرنے کا حکم دیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے!

"وہ آنکھوں کو جانتا ہے اور جس چیز کو سینے میں چھپاتے ہیں اسے بھی جانتا ہے"۔

فائدہ......! تمہاری نظر جو اٹھی ہے یہ راستہ دیکھنے کے لئے اٹھی ہے؟ شفقت اور محبت کے لئے اٹھی ہے؟ جذبہ ترحم کے لئے اٹھی ہے؟ یا شہوت پرستی کے جذبہ سے اٹھی ہے؟ اس کا پورا پورا علم اللہ تعالیٰ کو ہے۔

کیونکہ نظر نظر میں فرق ہوتا ہے، انداز میں بھی فرق ہوتا ہے اور نیت میں بھی فرق ہو:

ہے۔ بقول شخصے! کہ

نظر اٹھالی دعا بن گئی، نظر جھکالی حیا بن گئی، نظر ترچھی کرلی ادا بن گئی،

نظر سیدھی کرلی سزا بن گئی۔ انداز نظر میں تبدیلی کے ساتھ اصل فرق نیت سے بھی پڑتا ہے، ایک عورت کو باپ اور نظر سے دیکھتا ہے، شوہر اور نظر سے دیکھتا ہے، بیٹا اور نظر سے دیکھتا ہے، بھائی اور نظر سے دیکھتا ہے اور شہوت کا مارا ہوا نادان انسان اور نظر سے دیکھتا ہے، ایک کے دل میں شفقت ہے، دوسرے کے دل میں محبت ہے، تیسرے کے دل میں عقیدت ہے، چوتھے کے دل میں غیرت ہے اور پانچویں کے دل میں غلاظت اور نجاست ہے۔

ہوسکتا ہے کہ دنیا والوں کو ہماری گندی نیت اور بدنظری کا علم نہ ہو لیکن اللہ تعالیٰ کو تو ہر ہر چیز کی خبر ہے۔ علامہ آلوسیؒ نے ''بیشک اللہ تعالیٰ باخبر ہے اس سے جو تم کرتے ہو'' کی تفسیر میں چار باتیں لکھی ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ!

(۱)......تمہاری نظریں گھما گھما کر دیکھنے سے باخبر ہے۔

(۲)......بدنگاہی کرنے والا شخص حواس خمسہ کے ذریعے جو لذت حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے اللہ تعالیٰ کو اس کی بھی خبر ہے۔

(۳)......بدنظری کرنے والا اس سلسلہ میں ظاہری اعضاء کو جو استعمال کرتا ہے اللہ اسے بھی جانتا ہے۔

(۴)......اور بدنظری سے اس کا جو کچھ مقصود ہو، اللہ تعالیٰ کی نظر سے وہ مقصود بھی پوشیدہ نہیں۔ مختصر یہ کہ۔

جو کرتا ہے تو چھپ کے اہل جہاں سے
کوئی دیکھتا ہے تجھے آسماں سے

بہرحال نظر کی پاکیزگی بھی بہت ضروری ہے اگر نظر پاک نہیں ہوگی تو جسم کے دوسرے اعضاء کا پاک رہنا مشکل ہوگا۔

کانوں کی پاکیزگی

دین اور ایمان کو بچانے کے لئے اور دل کو پاک وصاف رکھنے کے لئے جیسے نظر کو

پاک رکھنا ضروری ہے اسی طرح کانوں کو بھی پاک رکھنا ضروری ہے۔

کانوں سے قرآن کریم کی آیات سنی جائیں، رسول اللہ ﷺ کی احادیث سنی جائیں اور دین واسلام کی باتیں سنی جائیں تو دل میں نور پیدا ہوتا ہے اور طہارت و پاکیزگی پیدا ہوتی ہے۔

کانوں کو پاک رکھنے کے لئے اسلام میں گانے بجانے کو حرام قرار دیا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ میری امت جب پندرہ چیزوں کی عادی ہوجائے گی تو اس پر بلائیں اور مصیبتیں نازل ہونگی، ان پندرہ چیزوں میں آپ ﷺ نے ایک یہ بھی بتائی جب گانے بجانے والیاں اور موسیقی کے آلات عام ہوجائیں گی۔ (ترمذی شریف)

آج ہم پر جو مصائب اور پریشانیاں تسلسل کے ساتھ آرہی ہیں ان سے کون انکار کرسکتا ہے، قتل وغارت گری ہے، بدامنی ہے، ڈاکہ زنی ہے، مہنگائی ہے، بیماریاں ہیں، عالمی طاقتوں اور کافروں کی سازشیں ہیں، شہروں میں جنگلات سے زیادہ خوف ہے، گھروں میں لڑائیاں ہیں۔

ان مصائب اور آلام کے کچھ اور اسباب بھی ہوسکتے ہیں لیکن ایک سبب تو وہی ہے جو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب گانے والیاں اور موسیقی عام ہوجائیگی تو مصیبتیں نازل ہونگی، آج گھر گھر سے موسیقی کی آوازیں آتی ہیں۔

چنانچہ کانوں کی پاکیزگی کے لئے ضروری ہے کہ گانوں سے اور تمام وہ چیزیں جن کے سننے سے اسلام نے منع کیا ہے اجتناب برتا جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دوسرے اعضاء کے ساتھ کانوں کے پاک رکھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

زبان کی پاکیزگی

آنکھ کان کے ساتھ زبان کے پاکیزگی بھی ضروری ہے۔ یہ زبان اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے، زبان کا صحیح استعمال انسان کو اللہ تعالیٰ کا محبوب اور مقرب بنادیتا ہے اور اس کا غلط استعمال انسان کو مبغوض اور مردود بنادیتا ہے۔ (اسکی تفصیل آپ آگے پڑھ لیں گے انشاءاللہ)

ہم میں سے اکثر لوگ زبان کے استعمال میں بہت زیادہ بے احتیاطی کرتے ہیں، بالخصوص غیبت اور بہتان تراشی ایسا گناہ ہے جس میں اچھے پڑھے لکھے لوگ بھی ملوث ہیں حالانکہ غیبت وہ گناہ ہے جسے آپ ﷺ نے زنا سے بھی بدتر گناہ قرار دیا ہے۔ اور جیسے

غیبت اور بہتان تراشی سے زبان ناپاک ہوتی ہے اسی طرح جھوٹ بولنے، لعن طعن کرنے، گالی گلوچ اور فحش گوئی سے بھی زبان ناپاک ہو جاتی ہے۔ آپ ﷺ سے متعلق حدیث شریف میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک فحش گوئی، لعن طعن، گالی گلوچ سے پاک تھی، ناراضگی کے وقت بس یہ فرماتے تھے، اسے کیا ہو گیا اس کی پیشانی خاک آلود ہو۔ (بخاری شریف)

اور ہم رسول اللہ ﷺ کے نام لیوا ہیں، اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں جبکہ بعضوں کا حال یہ ہے کہ فحش گوئی ان کی عادت ثانیہ بن چکی ہے۔ وہ بلا مقصد ایسے ہی گالیاں بکتے رہتے ہیں، بہت سارے ماڈرن نوجوان ایسے بھی ہیں، جن کی زبانوں پر فحش گانوں کے بول رہتے ہیں وہ چلتے پھرتے کچھ نہ کچھ گنگناتے رہتے ہیں، اس طرح بعض لوگوں کو جھوٹ بولنے کی عادت ہوتی ہے یہ ساری باتیں زبان کو ناپاک کرنے والی ہیں۔

زبان کو پاک کرنے اور پاک رکھنے کے لئے تو سب سے پہلے تو یہ ضروری ہے کہ زبان کو غیبت، چغلی سے، بہتان تراشی اور عیب جوئی سے، فحش باتوں اور جھوٹ سے بچایا جائے، اور اس کے بعد زبان کو ذکر و فکر، تلاوت اور دعا و استغفار میں مصروف رکھا جائے۔ اور کچھ نہیں تو خاموش رہنا ہی بہتر ہے، ہر وقت اناپ شناپ بغیر سٹاپ بولتے رہنا بھی انسان کو ہلاکت میں ڈال دیتا ہے، کتنے ہی لوگ ہیں جو بولتے وقت یہ سوچتے ہی نہیں کہ ان کی زبان سے کیا نکل رہا ہے، سچ نکل رہا ہے، جھوٹ نکل رہا ہے، کسی کی غیبت اور چغلی تو نہیں ہو رہی ہے، کوئی ایسی بات تو زبان سے نہیں نکل رہی ہے کہ جس کی وجہ سے میرا ایمان خطرے میں پڑ جائے۔

دماغ کی پاکیزگی

دماغ کی پاکیزگی یہ ہے کہ دماغ کو فاسد اور گندے خیالات اور وساوس سے پاک رکھا جائے۔

چنانچہ ایک تو ہیں غیر اختیاری وسوسے جو خود بخود ذہن میں آ جاتے ہیں۔ ان پر تو کوئی اختیار نہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اسی چیز کا مکلف بنایا ہے جو اس کی طاقت اور اختیار میں ہو لیکن جو چیز اس کے اختیار میں نہ ہو اس کا وہ مکلف بھی نہیں ہے۔

دوسری قسم کے وساوس وہ ہوتے ہیں جو انسان جان بوجھ کر اپنے ذہن میں لاتا ہے،

کسی گناہ کا تصور دل میں بٹھایا اور پھر مسلسل اسی کے بارے میں سوچتا رہا یا سوچتی رہی، کسی کو مجازی معشوق بنالیا پھر اسی کے بارے میں سوچنے کو اپنا شغل بنالیا، جن لوگوں کو خیالی پلاؤ پکانے اور گندی باتیں سوچنے کی عادت پڑ جاتی ہے ان کی بھی عجیب حالت ہوتی ہے، بسا اوقات تو وہ دماغی بیماریوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ جن کا اثر ظاہری صحت اور جسم پر ضرور پڑتا ہے اس لئے اپنی سوچوں کا رخ نیک اور جائز باتوں کی طرف موڑنا چاہیے اور اگر پھر بھی وساوس ستائیں تو آپ ﷺ کی بتائی ہوئی دعا پڑھنی چاہیے۔

وہ دعا یہ ہے!۔ ﴿اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ وَسَاوِسَ قَلْبِیْ خَشْیَتَکَ وَذِکْرَکَ وَاجْعَلْ ھِمَّتِیْ وَھَوَایَ فِیْمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی﴾

ترجمہ: اے اللہ میرے دل کے وسوسوں کو اپنے خوف اور ذکر سے بدل دے اور میرے خیالات اور خواہشات کا رخ اپنی مرضیات کی طرف پھیر دے، میں وہی کچھ سوچوں جو تو پسند کرتا ہے، میں ایسی چیزوں کی خواہش کروں، جن سے تو راضی ہوتا ہے۔ میرے قلب و دماغ میں وساوس کے بجائے تیری خشیت اور خوف آجائے۔

اگر لمبی دعا یاد نہ ہو سکے تو کم از کم ﴿اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ﴾ ہی پڑھ لی جائے۔

غذا کی پاکیزگی

دل اور دماغ میں گندے خیالات عام طور پر اس وقت ضرور پیدا ہوتے ہیں جب انسان کی غذا پاک نہ ہو، حرام اور ناپاک غذا کھانے سے دل میں ظلمت پیدا ہو جاتی ہے اور اس ظلمت کے نتیجے میں دوسرے گناہ کرنے کے تقاضے اور شوق پیدا ہو ہے۔

اور ناپاک اور حرام غذا کی وجہ سے نیک اعمال کی توفیق سلب ہو جاتی ہے اس کے دل میں ایسی ظلمت چھا جاتی ہے کہ پھر نہ تو اس پر قرآنی آیات اثر کرتی ہیں اور نہ ہی احادیث نبویہ کا اس پر اثر ہوتا ہے۔ جنت کے تذکرہ سے اسکے دل میں کوئی امنگ پیدا نہیں ہوتی اور جہنم کے تذکرہ سے خوف پیدا نہیں ہوتا۔ اور اسی طرح ایسے شخص کی دعائیں بھی قبول نہیں ہوتیں۔ حضور اقدس ﷺ نے ایک حدیث شریف میں ایسے شخص کا تذکرہ فرمایا ہے کہ جو لمبا سفر کر کے آتا ہے، اس کے بال پراگندہ ہیں اور جسم غبار آلود ہے، وہ آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا اٹھا کر کہتا ہے یارب! یارب! مگر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کا کھانا حرام ہے، اس

کا لیا اس حرام ہے سو ایس اس کی دعا کیسے قبول ہو سکتی ہے۔ (مسلم شریف)

دنیا میں ایسا شخص (یعنی جس کی غذا پاک نہ ہو) عبادت اور دعا کی قبولیت سے محروم ہو جاتا ہے اور آخرت میں وہ مغفرت اور بخشش سے محروم کر دیا جائے گا حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! وہ گوشت جو حرام سے پلا ہے، اس کے لئے جہنم زیادہ مناسب ہے۔ (مشکوٰۃ شریف)

غرض یہ کہ دل و دماغ کو پاک رکھنے کے لئے باطنی امراض سے بچاؤ بھی ضروری ہے۔ اختیاری وساوس سے اجتناب بھی لازمی ہے۔ نظر کان اور زبان کی حفاظت بھی ضروری ہے اور پاک غذا کا اہتمام بھی ضروری ہے۔

(جنت کے راستے ، نماز کے بعد دعائیں ، ج ۵)

غسل کے ضروری اور اہم مسائل

بالغ ہونے کے بعد ایک مسلمان نوجوان تمام احکام شریعت کا مکلف ہو جاتا ہے مگر افسوس کی بات یہ ہے کہ ہمارے اکثر نوجوان شریعت کے ضروری ضروری مسائل سے بھی ناواقف ہوتے ہیں۔ دیگر مسائل تو اپنے بڑوں کو دیکھ دیکھ کر اور ان سے معلوم کر کے سیکھ ہی لیتے جاتے ہیں مثلاً نماز روزہ اور اس طرح دیگر ارکان کے مسائل وغیرہ، کیونکہ اس طرح کے مسائل پوچھنے میں کوئی تردد نہیں ہوتا لیکن جن مسائل سے خصوصاً بہت سے نوجوان ناواقف ہوتے ہیں وہ غسل کے مسائل ہیں۔ غسل کب فرض ہو جاتا ہے اور غسل کرنے کا صحیح اسلامی طریقہ کیا ہے وغیرہ وغیرہ۔ ان مسائل کا سیکھنا جتنا ضروری اور اہم ہے اتنا ہی ان مسائل میں نوجوان غفلت برت رہے ہیں۔ شرماشرمی میں یہ مسائل پوچھنے کی کوشش ہی نہیں کی جاتی، جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ بہت سے نوجوان اکثر اوقات ناپاکی میں گزارتے ہیں۔ کئی بار تجربہ ہوا، معلوم کیا تو پتہ چلا کہ بہت سے نوجوان دوستوں کو بلوغت کے بعد سے کئی کئی سال تک غسل کا صحیح طریقہ معلوم نہیں ہوتا۔ جبکہ اس میں کوئی شک نہیں کہ اگر غسل کے مسائل معلوم نہ ہوں اور غسل صحیح نہ ہو تو ساری عبادتیں ہی ناکارہ اور نامقبول ہیں۔

اس لئے ہم نے ضروری سمجھا کہ کتاب کو آگے بڑھانے سے قبل اپنے نوجوان دوستوں کو غسل کے تمام مسائل اور غسل کا طریقہ بتاتے چلیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسلام

کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

چنانچہ غسل کے ضروری مسائل ذیل میں پیش ہیں جنہیں ہم حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کی شہرہ آفاق کتاب! آپ کے مسائل اور ان کا حل! سے کچھ ترمیم کے ساتھ نقل کر رہے ہیں اور اس کے بعد کچھ باقی مسائل فقہ کی دوسری کتابوں سے نقل اخذ کر کے پیش کیے جائیں گے، انشاءاللہ۔

کن چیزوں سے غسل واجب ہو جاتا ہے اور کن سے نہیں

سونے میں ناپاک ہو جانے کے بعد غسل

س...... اگر کوئی شخص سوتے میں ناپاک ہو جائے تو کیا اس پر غسل ضروری ہے اور کیا وہ اس حالت میں کھا پی سکتا ہے؟ اگر کسی چیز کو ہاتھ لگا دے تو کیا وہ ناپاک ہو جائے گا؟

ج...... سوتے میں آدمی ناپاک ہو جائے تو اس سے غسل فرض ہو جاتا ہے۔ مگر اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ جب غسل فرض ہو تو اس حالت میں کھانا پینا جائز ہے اور ہاتھ صاف کر کے کسی چیز کو ہاتھ لگایا جائے تو وہ ناپاک نہیں ہوتی۔

خواب میں خود کو ناپاک دیکھنا

س...... خواب میں اگر کوئی اپنے آپ کو ناپاک حالت میں دیکھے مثلاً حیض وغیرہ تو کیا غسل فرض ہو جاتا ہے یا صرف وضو سے نماز ہو جائے گی؟

ج...... محض خواب میں اپنے آپ کو ناپاک دیکھنے سے غسل واجب نہیں ہوتا جب تک جسم پر کوئی نجاست ظاہر نہ ہو۔

پیشاب کے ساتھ قطرے خارج ہونے پر غسل واجب نہیں

س...... پیشاب کے دوران اگر چند قطرے بھی خارج ہو جائیں تو کیا ایسی صورت میں غسل واجب ہوگا یا نہیں؟

ج...... پیشاب کے دوران قطرے خارج ہونے سے غسل واجب نہیں ہوتا۔ بعض لوگوں کو یہ بیماری ہوتی ہے کہ پیشاب سے پہلے یا بعد دودھ کی سی شکل کا مادہ خارج ہوتا ہے

اس کو "ودی" کہتے ہیں اور اس کے خارج ہونے سے غسل واجب نہیں ہوتا۔

وضو یا غسل کے بعد پیشاب کا قطرہ آنے پر

وضو دوبارہ کریں، غسل نہیں

س..... وضو کے بعد اگر پیشاب کا قطرہ آجائے تو کیا دوبارہ وضو کرنا چاہئے؟ غسل کے بعد اگر کبھی پیشاب کا قطرہ آجائے تو کیا دوبارہ غسل کرنا ضروری ہے؟

ج..... پیشاب کا قطرہ آنے پر وضو ٹوٹ جاتا ہے دوبارہ استنجا اور وضو کرنا چاہئے غسل دوبارہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ اگر غسل کے بعد منی خارج ہو جائے تو اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر غسل سے پہلے سولیا ہو، یا پیشاب کرلیا ہو یا چل پھر لیا ہو تو دوبارہ غسل کی ضرورت نہیں۔ اور اگر صحبت سے فارغ ہو کر فوراً غسل کرلیا نہ پیشاب کیا، نہ سویا، نہ چلا پھر بعد میں منی خارج ہوئی تو دوبارہ غسل لازم ہے۔

اگر غسل کے بعد منی یا پیشاب کا قطرہ آجائے

تو کیا غسل واجب ہوگا؟

س..... اگر غسل کے بعد یا نماز کے پڑھنے کے بعد منی یا پیشاب کا قطرہ آجائے تو غسل ہوگا یا نہیں؟

ج..... اگر غسل کرنے سے قبل سو گیا تھا یا پیشاب کرلیا تھا، یا چل پھر لیا تو دوبارہ غسل واجب نہیں اور اگر ان امور سے پہلے غسل کیا تھا اور منی کا قطرہ نکل آیا تو غسل دوبارہ کرے۔ لیکن قطرہ نکلنے سے پہلے جو نماز پڑھی وہ ہو گئی۔ اور اگر پیشاب کا قطرہ آیا تو غسل واجب نہیں صرف وضو کرلینا کافی ہے۔ اور کپڑے میں جہاں نجاست لگی ہو اس کا دھونا کافی ہے۔

مسنون وضو کے بعد غسل

س..... جیسا کہ معلوم ہے کہ غسل میں تین چیزیں فرض ہیں۔ (۱) کلی کرنا (۲) ناک میں پانی ڈالنا اور (۳) سارے بدن پر پانی ڈالنا۔ اور غسل سے پہلے وضو سنت ہے

مولانا صاحب میرا سوال آپ سے یہ ہے کہ اگر کسی آدمی نے غسل سے پہلے وضو کرلیا اور اس میں کلی بھی کی اور ناک میں پانی بھی ڈالا۔ لیکن وضو کے بعد غسل سے پہلے نہ دوبارہ کلی کی اور نہ ناک میں پانی ڈالا' جو کہ فرض ہے اور اس نے سوچا کہ یہ تو میں نے وضو میں کیا ہے اور سارے بدن پر پانی ڈالا تو کیا اس کا غسل صحیح ہے؟

ج...... جب غسل سے پہلے وضو کیا اور وضو میں کلی بھی کی اور ناک میں پانی بھی ڈالا تو وضو کے بعد دوبارہ کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے کی ضرورت نہیں۔ غسل صحیح ہو گیا۔

غسل میں کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا پاک ہونے کے لئے شرط ہے

س...... جس شخص پر غسل فرض ہو وہ غسل نہیں کرتا صرف نہانے پر اکتفا کرتا ہے کیا وہ نہانے سے پاک ہو جاتا ہے یا نہیں۔

ج...... غسل نہانے ہی کو تو کہتے ہیں۔ البتہ کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا اور پورے بدن پر پانی بہانا پاک ہونے کے لئے شرط ہے۔

غسل کے آخر میں کلی اور غرارے کرنا یاد آنا

س...... کوئی شخص حالت جنابت میں ہے اور غسل کرتا ہے، جب وہ تمام بدن پر پانی ڈالتا ہے تو بعد میں اس کو کلی اور غرارے یاد آتے ہیں اور اسی وقت وہ کلی اور غرارے کرتا ہے اس وقت اس شخص کا غسل مکمل ہو جاتا ہے یا دوبارہ پانی ڈالنا پڑے گا؟

ج...... غسل ہو گیا دوبارہ غسل کی ضرورت نہیں۔

رمضان میں غرارہ اور ناک میں پانی ڈالے بغیر غسل کرنا

س...... رمضان المبارک کے مہینے میں دن کو کسی کو احتلام ہوا۔ روزے کی وجہ سے ناک میں اوپر تک پانی نہیں ڈال سکتا اور نہ غرارہ کرسکتا ہے۔ بعد افطاری کے غرارہ کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا فرض ہے' واجب یا مستحب ہے؟ اگر کسی نے افطاری کے بعد غرارہ اور ناک میں پانی نہیں ڈالا تو کیا اس کا غسل جو دن میں کیا ہوا تھا کافی ہے؟

ج...... غسل صحیح ہو گیا۔ افطاری کے بعد غرارہ کرنے یا ناک میں پانی چڑھانے کی ضرورت نہیں۔

غسل کھڑے ہوکر یا بیٹھ کر، کھلے میدان میں غسل

س...... مردوں کو غسل کھڑے ہوکر کرنا چاہیئے یا بیٹھ کر۔ دوسری بات یہ ہے کہ برہنہ یا کچھ پہن کر کرنا چاہیئے۔ مثلاً دھوتی، پاجامہ۔ کیا مردوں کا کھلے میدان میں، صحن میں، سڑکوں پر نہانا صحیح یا جائز ہے جبکہ وہاں سے نامحرم عورتیں اور چھوٹے بڑے بچے اور دوسرے لوگ گزرتے ہوں؟

ج...... پردہ کی جگہ کپڑے اتار کر غسل کرنا جائز ہے اور اس صورت میں بیٹھ کر غسل کرنا زیادہ بہتر ہے۔ مرد اگر کھلے میدان میں ناف سے گھٹنوں تک کپڑا باندھ کر غسل کرے تو جائز ہے اور ناف سے گھٹنوں تک ستر کھولنا حرام ہے۔

جانگیہ پہن کر وضو اور غسل کرنا

س...... یہاں پھانسی وارڈ میں بلکہ پورے جیل کے اندر ہم قیدی لوگ غسل کرنے کے لئے انڈرویئر یا چڈی پہنتے ہیں۔ کیا غسل ہوجائے گا اگرچہ جنبی بھی ہو؟ اگر غسل ہوجاتا ہے تو وضو بھی ہوگیا؟

ج...... اگر نیکر، جانگیہ پہن کر کپڑے کے نیچے پانی پہنچ جائے اور بدن کا پوشیدہ حصہ دھل جائے تو غسل صحیح ہوگا۔ غسل میں وضو خود ہی ہوجاتا ہے۔ غسل کے بعد جب تک کم ازکم دو رکعت نماز نہ پڑھ لی جائے، یا کوئی دوسری ایسی عبادت ادا نہ کرلی جائے جس میں وضو شرط ہے، دوبارہ وضو کرنا مکروہ ہے۔

گہرے اور جاری پانی میں غوطہ لگانے سے پاکی

س...... میرے ایک دوست نے کہا کہ اگر پانی گہرا ہو اور جاری ہو بہتا ہو اس میں ایک مرتبہ ڈبکی لگانے سے جسم پاک ہوجاتا ہے کیا یہ صحیح ہے؟

ج...... صحیح ہے۔ مگر کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا فرض ہے۔ اگر یہ دونوں فرض ادا کرلے تو پانی میں ڈبکی لگانے سے غسل ہوجائیگا۔

حیض کے بعد پاک ہونے کیلئے کیا کرے

س...... حیض کے بعد پاک ہونے کے لئے کیا کرنا چاہیئے۔

ج......بس نجاست سے صفائی حاصل کرنا اور غسل کر لینا۔

عورت کو تمام بالوں کا دھونا ضروری ہے

س......کیا میاں بیوی والے حقوق ادا کرنے کے بعد پاک ہونے کے لئے غسل میں سر کے بال دھونا بھی شامل ہے یا بال گیلے کئے بغیر بھی غسل کرنے سے عورت پاک ہو جاتی ہے؟

ج......سر کے بال دھونا فرض ہے۔اس کے بغیر غسل نہیں ہوگا۔ بلکہ اگر ایک بال بھی سوکھا رہ گیا تو غسل ادا نہیں ہوا۔ پرانے زمانے میں عورتیں سر گوندھ لیا کرتی تھیں۔ ایسی عورتیں جس کے بال گندے ہوئے ہوں اس کے لئے یہ حکم ہے کہ اگر وہ اپنی مینڈھیاں نہ کھولے اور پانی بالوں کے جڑوں تک پہنچا لے تو غسل ہو جائے گا۔لیکن اگر سر کے بال کھلے ہوئے ہوں جیسا کہ آج کل عام طور پر عورتیں رکھتی ہیں تو پورے بالوں کا تر کرنا غسل کا فرض ہے۔اس کے بغیر عورت پاک نہیں ہوگی۔

پیتل کے دانت کے ساتھ وضو اور غسل درست ہے

س......مؤدبانہ گزارش ہے کہ چونکہ میرے سامنے ایک پیچیدہ مسئلہ زیر غور ہے وہ یہ ہے کہ میرے سامنے والے دو چوڑے دانتوں میں سے ایک دانت آدھا ٹوٹا ہوا تھا اور آدھا باقی تھا۔اس آدھے دانت کے اوپر میں نے پیتل کا کور چڑھایا ہوا ہے۔ جو دوسرے دانتوں کی طرح مضبوط ہے اور علیحدہ کرنے سے جدا نہیں ہوتا۔لیکن بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ آپ کے دانت تک پانی نہیں پہنچتا ہے لہٰذا تمہارا وضو صحیح نہیں ہوتا اور اسی لئے نماز بھی صحیح نہیں ہوتی۔

ج......آپ کا غسل اور وضو صحیح ہے۔

چاندی سے داڑھ کی بھروائی کروانے والے کا غسل

س......زید نے اپنی داڑھ کی چاندی سے بھرائی کروائی ہے کیا اس طرح اس کا غسل اور وضو ہو جاتا ہے جبکہ پانی اندر تک نہیں جاتا۔

ج......غسل اور وضو ہو جاتا ہے۔

دانت بھروانے سے صحیح غسل میں رکاوٹ نہیں

س...... میرے ایک دانت میں سوراخ ہے جس وجہ سے دانت درد کرتا ہے اور منہ سے بدبو بھی آتی ہے۔ میں اس کو ڈاکٹر سے بھروانا چاہتا ہوں لیکن بعض لوگوں کی رائے یہ ہے کہ اس سے غسل نہیں ہوتا؟

ج...... بعض لوگوں کی یہ رائے صحیح نہیں ہے۔ دانت بھروالینے کے بعد جب مسالہ دانت کے ساتھ پیوست ہو جائے تو اس کا حکم اجنبی چیز کا نہیں رہتا۔ اس لئے وہ غسل کے صحیح ہونے سے مانع نہیں۔

دانتوں پر کسی دھات کا خول ہو تو غسل کا جواز

س...... ''آپ کے مسائل اور ان کا حل'' میں مجھے آپ کے دیئے ہوئے ایک سوال کے جواب پر اعتراض ہے۔ سوال مندرجہ ذیل ہے۔

س...... دانتوں کے اوپر سونا یا اس کے ہم شکل دھات سے بنائے کور چڑھانا جائز ہے یا نہیں؟ اور ایسی حالت میں اس کا غسل ہو جاتا ہے یا نہیں۔

ج...... جائز ہے اور غسل ہو جاتا ہے۔

جہاں تک میرا تعلق ہے تو آپ کا جواب غسل جنابت کے لئے غلط ہے ہاں عام غسل ہو سکتا ہے جبکہ غسل جنابت کے لئے حکم ہے کہ ہونٹوں سے حلق تک ہر ذرے ذرے پر پانی کا پہنچانا فرض ہے اتنی حد تک کہ دانتوں میں کوئی ایسی سخت چیز پھنسی ہوئی ہے جس کی وجہ سے اس جگہ پانی نہ پہنچ سکا ہو تو غسل جنابت میں ایسی چیز کو دانتوں سے چھڑا کر پانی بہایا جائے ورنہ دیگر صورت میں غسل نہیں ہوتا۔ مگر آپ نے تو دانتوں کے اوپر پورا کور چڑھانے کی اجازت دے دی اور سونے کا کور چڑھانے کی صورت میں پانی اس دانت تک نہیں پہنچ سکتا اور پانی نہ پہنچنے کی صورت میں غسل جنابت ادا نہ ہوگا۔ اور اگر غسل ادا نہ ہوا تو نماز اکارت ہو جاتی ہے۔

ج...... آپ نے تو صحیح لکھا ہے کہ اگر دانتوں کے اندر کوئی چیز ایسی پھنسی ہوئی ہو جو پانی کے پہنچنے میں رکاوٹ ہو غسل جنابت کے لئے اس کا نکالنا ضروری ہے ورنہ غسل نہیں ہوگا۔ مگر یہ حکم اسی وقت ہے جبکہ اس کا نکالنا بغیر مشقت کے ممکن بھی ہو۔ لیکن جو چیز اس

طرح پیوست ہو جائے کہ اس کا نکالنا ممکن نہ ہو، بے حالا ہاتھوں پر سونے چاندی کا محلول اس طرح جما دیا جائے کہ وہ اتر نہ سکے تو اس کے ظاہری حصے کو دھونے کا حکم دیا جائیگا اور اس کو اتارے بغیر غسل جائز ہوگا۔

مہندی کے رنگ کے باوجود غسل ہو جاتا ہے

س...... ہماری بزرگ خواتین کا یہ فرمانا ہے کہ اگر ایام کے دوران مہندی لگائی جائے تو جب تک حنا کا رنگ مکمل طور پر اتر نہ جائے پاکی کا غسل نہیں ہوگا۔

ج...... عورتوں کا یہ مسئلہ بالکل غلط ہے، غسل ہو جائیگا، غسل کے صحیح ہونے کے لئے مہندی رنگ اتارنا کوئی شرط نہیں۔

اٹیچ باتھ روم میں غسل سے پاکی

س...... آج کل ایک فیشن ہو گیا ہے کہ مکانوں میں "اٹیچ باتھ روم" بنائے جاتے ہیں۔ یعنی یہ کہ بیت الخلاء اور غسل خانہ ایک ساتھ ہوتا ہے تو کیا ایسی جگہ غسل کرنے سے انسان پاک ہو جاتا ہے؟

ج...... جس جگہ غسل کر رہا ہے اگر وہ پاک ہے اور ناپاک جگہ سے چھینٹے بھی نہیں آتے تو پاک نہ ہونے کی کیا وجہ ہے؟ اگر وہ جگہ مشکوک ہے تو پانی بہا کر پہلے اس کو پاک کر لیا جائے، پھر غسل کیا جائے۔

ٹرین میں غسل کیسے کریں؟

س...... گزارش ہے کہ کراچی سے لاہور بذریعہ ٹرین آتے ہوئے رات غسل کی حاجت پیش آ گئی جس سے کپڑے بھی خراب ہو گئے۔ براہ کرم تحریر فرمائیں کہ بقیہ سفر میں فرض نماز کی ادائیگی کی کیا صورت ہو سکتی ہے؟ ٹرین میں پانی وضو کی حد تک تو موجود ہوتا ہے غسل کے لئے نہ تو پانی میسر ہوتا ہے اور نہ غسل کرنا ممکن ہی ہوتا ہے؟

ج...... عموماً ٹرین میں اتنا پانی موجود ہوتا ہے لیکن بالفرض وضو کے لئے پانی ہو مگر غسل کیلئے بقدر کفایت پانی نہ ہو تو غسل کے لئے تیمم کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اس کے لئے مندرجہ ذیل شرائط ہیں۔

۱۔۔۔ ٹرین کے کسی ڈبے میں بھی اتنا پانی نہ ہو جس سے غسل کے فرائض ادا ہو سکیں۔
۲۔۔۔ راستے میں ایک میل شرعی کے اندر اسٹیشن نہ ہو جہاں پانی کا موجود ہونا معلوم ہو۔
۳۔۔۔ ٹرین کے تختوں پر اتنی مٹی جمی ہوئی ہو جس سے تیمم ہو سکے۔

اگر مندرجہ بالا شرائط میں سے کوئی شرط نہ پائی جائے تو جس طرح بن پڑے اس وقت تو نماز پڑھ لے مگر بعد میں غسل کر کے نماز کا اعادہ ضروری ہے۔

ضرورت سے زیادہ پانی استعمال کرنا مکروہ ہے

س۔۔۔ پانی ضرورت سے زیادہ استعمال کرنا غلط ہے چاہے وہ وضو میں کیوں نہ ہو تو جناب آپ یہ بتائیں کہ کیا بڑے سائز کی چار بالٹی سے غسل کرنا قرآن اور حدیث کی روشنی میں درست ہے یا نہیں؟ جبکہ وہی شخص ایک بالٹی پانی سے اچھی طرح غسل کر سکتا ہے۔

ج۔۔۔ پاک ہونے کے لئے تو تقریباً چار سیر پانی کافی ہے۔ جسم کی صفائی یا ٹھنڈک حاصل کرنے کی نیت سے زیادہ پانی کے استعمال کا مضائقہ نہیں۔ بلا ضرورت زیادہ پانی استعمال کرنا مکروہ ہے۔

پانی میں سونا ڈال کر نہانا

س۔۔۔ میرے بڑے بھائی گھر میں آ کر سونے کی انگوٹھی پانی میں ڈال کر نہالئے وجہ پوچھنے پر معلوم ہوا کہ ان کے اوپر چھپکلی گر گئی تھی ان کو مشورہ دیا گیا کہ آپ جا کر سونے کی کوئی چیز پانی میں ڈال کر نہالیں، ورنہ آپ پاک نہیں ہوں گے۔ تو میں آپ سے یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ جب مرد کے لئے سونا پہننا حرام ہے تو آپ یہ وضاحت کر دیں کہ سونے کے پانی سے نہانا درست ہے یا نہیں؟

ج۔۔۔ پانی میں سونے کی کوئی چیز ڈال کر نہانے میں تو گناہ نہیں، مگر ان کو کسی نے مسئلہ غلط بتایا کہ جب تک سونے کی چیز پانی میں ڈال کر نہ نہائیں، پاک نہیں ہوں گے۔

قضائے حاجت اور غسل کے وقت کس طرف منہ کرے

س...... غسل کرتے وقت کونسی سمت ہونی چاہیئے۔ آج کل غسل خانہ اور بیت الخلاء ایک ساتھ ہی ہوتے ہیں۔ ایسے میں غسل کے لئے کس طرح سمت کا اندازہ لگایا جائے۔ نیز بیت الخلاء کے لئے کون سی سمت مقرر ہے؟

ج...... قضائے حاجت کے وقت نہ تو قبلہ کی طرف منہ ہونا چاہیئے اور نہ قبلے کی طرف پیٹھ ہونی چاہیئے۔ قضائے حاجت کے وقت قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ غسل کی حالت میں اگر غسل بالکل برہنہ ہوکر کیا جارہا ہوتو اس صورت میں قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کرنا مکروہ تنزیہی ہے بلکہ رخ شمالاً جنوباً ہونا چاہیئے۔ اور اگر ستر ڈھانک کر غسل کیا جارہا ہے تو اس صورت میں کسی بھی طرف رخ کرکے غسل کیا جاسکتا ہے۔

جنابت کی حالت میں وضو کرکے کھانا بہتر ہے

س...... جنابت کی حالت میں کھانا پینا' حلال جانور ذبح کرنا درست ہے؟

ج...... جنابت کی حالت میں کھانا پینا اور دوسرے ایسے تصرفات' جن میں طہارت شرط نہیں' جائز ہیں۔ مگر کھانے پینے سے پہلے استنجا کرنا اور وضو کرلینا اچھا ہے۔ صحیحین میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ کان النبی ﷺ اذا کان جنبا فاراد ان یأکل اوینام توضأ وضوء ہ للصلوٰۃ۔

(مشکوٰۃ ص۴۹)

"آنحضرت ﷺ جنابت کی حالت میں جب کھانے یا سونے کا اردہ فرماتے تو وضو فرمالیا کرتے تھے"۔

حالت جنابت میں کھانے پینے کی اجازت

س...... کافی دنوں سے سنتے آئے ہیں کہ احتلام کے بعد یعنی جنابت کی حالت میں غسل کرنے سے پہلے کھانا پینا حرام ہے باقی جب کوئی مجبوری ہو یعنی پانی وغیرہ غسل کے لئے نہ ہو تو اس حالت میں یا زیادہ بھوک اور پیاس کی حالت میں آدمی وضو کرے جس میں غرارے کرے اور ناک میں پانی پہنچائے پھر کچھ کھاپی سکتا ہے؟

ج..... جنابت کی حالت میں کھانے پینے کی اجازت ہے۔البتہ بغیر کلی کئے پانی پینا مکروہ تنزیہی ہے اور اس میں صرف پہلا گھونٹ مکروہ ہے کیونکہ جنابت زائل کرنے میں استعمال ہوا ہے۔اسی طرح ہاتھ دھونے سے قبل کچھ کھانا پینا مکروہ تنزیہی ہے۔

غسل کی حاجت ہو تو روزہ رکھنا اور کھانا پینا

س..... اگر آدمی کو غسل کی حاجت ہو اور اسے روزہ بھی رکھنا ہو تو کیا غسل سے پہلے روزہ رکھنا جائز ہے اور ایسی حالت میں کھانا پینا مکروہ تو نہیں؟

ج..... ہاتھ منہ دھو کر کھا پی لے اور روزہ رکھ لے۔غسل بعد میں کر لے۔ جنابت کی حالت میں کھانا پینا مکروہ نہیں۔

غسل جنابت میں تاخیر کرنا

س..... میں نے آپ کے کالم میں پڑھا تھا کہ حالت جنابت میں کھانے پینے کی اجازت ہے معلوم یہ کرنا ہے کہ حالت جنابت میں کتنی دیر تک کھانے پینے کی اجازت ہے اور حالت جنابت میں کتنی دیر تک رہ سکتے ہیں؟

ج..... جنابت کی حالت میں ہاتھ منہ دھو کر کھانا پینا جائز ہے۔لیکن غسل میں اتنی تاخیر کرنا کہ نماز فوت ہو جائے سخت گناہ ہے۔

غسل نہ کرنے میں دفتر کی مشغولیت کا عذر قابل قبول نہیں

س..... ایک شخص پر غسل فرض ہے لیکن دفتر کو بھی دیر ہو رہی ہے ایسی حالت میں اوقات کار کے دوران تیمم کر کے نمازیں پڑھنا جائز ہے یا اس وقت تک نماز ترک کرتا رہے جب تک غسل نہیں کر لیتا؟

ج.....شہر میں پانی کے موجود ہوتے ہوئے تیمم کیسے کیا جا سکتا ہے؟ اور یہ عذر کے دفتر جانے میں دیر ہو رہی ہے لائق سماعت نہیں۔جب اس شخص پر غسل فرض ہے تو اس کو نماز فجر سے پہلے اٹھ کر غسل کا اہتمام کرنا چاہئے ۔غسل میں اتنی تاخیر کرنا کہ نماز قضا ہو جائے حرام اور سخت گناہ ہے۔

غسل اور وضو میں شک کی کثرت

س...... غسل اور وضو کرتے ہوئے پانی کافی بہاتا ہوں اور غسل اور وضو سے فراغت کے بعد بے انتہا شک کرتا ہوں کہ کہیں بال برابر جگہ خشک نہ رہ گئی ہو۔ آپ کچھ اس کے بارے میں حل بتلا دیں۔

ج...... غسل اور وضو سنت کے مطابق کریں یعنی تین تین بار اعضاء پر پانی بہالیں اس کے بعد شک کرنا غلط ہے۔ خواہ کتنے ہی وسوسے آئیں کہ کوئی بال خشک رہ گیا ہوگا۔ مگر اس کو شیطانی خیال سمجھیں اور اس کی کوئی پروا نہ کریں۔

غسل جنابت کے بعد پہلے والے کپڑے پہننا

س...... یہ بتائیں کہ اگر ایک شخص کو غسل کی حاجت ہو جائے یا اس پر غسل جنابت فرض ہو جائے تو کیا وہ غسل کر کے دوبارہ وہی کپڑے پہن سکتا ہے۔ جبکہ وہ کپڑے مثلاً سوئٹر یا قمیص وغیرہ ہوں جن پر کوئی نجاست نہ لگی ہو۔

ج...... بلاشبہ پہن سکتا ہے

ناپاکی میں ناخن اور بال کاٹنا مکروہ ہے

س...... یہ بھی وضاحت فرما دیں کہ ناخن اور بال ناپاکی کی حالت میں کاٹ سکتے ہیں یا نہیں اس میں وقت، جگہ کی کوئی قید ہے۔

ج...... ناپاکی کی حالت میں ناخن اور بال کاٹنا مکروہ ہے لیکن اگر ناخن اور بال دھونے کے بعد کاٹے تو مکروہ بھی نہیں۔

ناپاکی میں استعمال کے گئے کپڑوں، برتنوں وغیرہ کا حکم

س...... اگر ایک ناپاک آدمی کسی شے کا استعمال کرے مثلاً بستروں، کپڑوں، برتنوں کا تو یہ اشیاء ناپاک ہو جاتی ہے یا نہیں؟ کیونکہ رات کو مجھے احتلام ہو گیا میں نے دوسری دوپہر کو غسل کیا مگر رات اسی وقت غلاظت صاف کر لی تھی؟

ج...... ناپاکی کی حالت میں کھانا پینا اور دیگر امور جائز ہیں اور جنبی آدمی کے استعمال کرنے سے یہ چیزیں ناپاک نہیں ہوتیں۔ لیکن غسل میں اتنی تاخیر کرنا کہ نماز کا وقت

قضا ہو جائے گناہ اور سخت حرام ہے۔

جنابت کی حالت میں ملنا جلنا اور سلام کا جواب

س...... آدمی حالت جنابت میں کسی سے مل سکتا ہے اور سلام کا جواب دے سکتا ہے یا سلام کر سکتا ہے؟

ج...... جنابت کی حالت میں کسی سے ملنا' سلام کہنا' سلام کا جواب دینا اور کھانا پینا جائز ہے۔

ننگے بدن غسل کرنیوالا بات کرلے تو غسل جائز ہے

س...... اگر ننگے بدن غسل کرتے وقت کسی سے بات چیت کرلی جائے تو غسل دوبارہ کرنا ہوگا؟

ج...... برہنگی کی حالت میں بات چیت نہیں کرنی چاہئے لیکن غسل دوبارہ کرنے کی ضرورت نہیں۔

غیر ضروری بال کتنی دیر بعد صاف کریں

س...... آپ سے معلوم یہ کرنا ہے کہ غیر ضروری بال کتنے دنوں بعد صاف کرنے چاہئیں؟

ج...... غیر ضروری بالوں کا ہر ہفتے صاف کرنا مستحب ہے چالیس دن تک صفائی مؤخر کرنے کی اجازت ہے۔اس کے بعد گناہ ہے۔نماز اس حالت میں بھی ہو جاتی ہے۔

ہر ہفتہ صفائی افضل ہے

س...... زیر ناف بالوں کا حدود اربعہ کہاں سے کہاں تک ہے؟

ج...... ناف سے لے کررانوں کی جڑ تک اور شرم گاہ (آگے پیچھے) کے اردگرد جہاں تک ممکن ہو صفائی کرنا ضروری ہے۔ ہر ہفتہ صفائی افضل ہے۔چالیس دن تک چھوڑنے کی اجازت ہے اس سے زیادہ وقفہ ممنوع ہے۔

سینے کے بال بلیڈ سے صاف کرنا

س...... سینے کے بال بلیڈ یا استرے سے صاف کئے جاسکتے ہیں؟

ج...... جی ہاں جائز ہے۔

پنڈلیوں اور رانوں کے بال خود صاف کرنا یا نائی سے صاف کروانا

س...... ٹانگوں یعنی رانوں اور پنڈلیوں کے بال بلیڈ یا استرے سے بنائے یا نائی سے بنوائے جاسکتے ہیں یا نہیں؟

ج...... صاف کرنے کا تو مضائقہ نہیں مگر رانیں ستر ہیں نائی سے صاف کرانا جائز نہیں۔

کٹے ہوئے بال پاک ہوتے ہیں

س...... سنا ہے کہ جسم کے بال جب جسم کے اوپر ہوتے ہیں تو پاک ہوتے ہیں لیکن ترشوا یعنی کٹوا دیئے جاتے ہیں تو یہ ناپاک ہوجاتے ہیں۔ اگر یہ صحیح ہے تو پھر بال کٹوا کر بغیر نہائے نماز پڑھ لے کہ جماعت کی نماز جارہی ہے تو کیا ایسی صورت میں نماز ہوجائے گی؟

ج...... بال کٹوانے سے نہ غسل واجب ہوتا ہے اور نہ وضو ٹوٹتا ہے۔ کٹے ہوئے بال بھی پاک ہوتے ہیں۔ آپ نے غلط سنا ہے۔

(جستہ جستہ از آپ کے مسائل اور ان کا حل)

ناپاک شخص کا مسجد میں داخل ہونا

مسئلہ:۔ حالت جنابت یعنی ناپاکی کی حالت میں مسجد کے اندر داخل ہونا حرام ہے' ایسے حالات میں ضرورت کا تعین حالات پر موقوف ہوگا' مثلاً یہ کہ مسجد کے سوا کہیں سے غسل کا پانی دستیاب نہ ہو' جیسا کہ بعض علاقوں میں ہوتا ہے' ایسی حالت میں مسجد کے درمیان سے گزرنا پانی کی جگہ تک پہنچنے کے لئے جائز ہے' لیکن جانے سے پہلے تیمم کرنا واجب ہے۔

مسئلہ:۔ اس میں وہ صورت داخل ہے کہ ڈول یا رسی جس سے پانی نکالنا ہے مسجد کے

اندر ہو اور کوئی دوسری صورت پانی نکالنے کیلئے ممکن نہ ہو سکے تو اس کو لانے کیلئے مسجد کے اندر جانا ہوگا۔ یہ کیفیت دیہاتوں میں اکثر پیش آتی ہے جہاں پانی کے نل وغیرہ نہیں ہیں۔ آج کل تو ہر جگہ پانی کی ٹنکیاں وغیرہ ہیں اور پانی تک پہنچنے کے مخصوص راستے ہیں۔ لہٰذا جنبی کو چاہیئے کہ اسی راستے سے جائے (بلاضرورت) مسجد کے اندر سے نہ جائے۔

مسئلہ:۔ ایک شکل مسجد میں داخل ہونے کے جواز کی یہ ہے کوئی خطرہ درپیش ہو اور مسجد کے سوا کوئی جگہ نہ ہو تو ایسی حالت میں تیمم کر کے مسجد کے اندر جانا چاہیئے یہاں تک کہ وہ خطرہ جس کا خوف تھا ٹل جائے۔

اگر کوئی مریض ہے' جنابت کی حالت میں پانی کا استعمال نہ کر سکتا ہو تو چاہیئے کہ تیمم کر کے مسجد کے اندر جائے اور اسی تیمم سے نماز پڑھے' لیکن بلاضرورت وہاں نہ ٹھہرے۔

(کتاب الفقہ ج ۱)۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ جنابت (ناپاکی) کی حالت میں مسجد کے اندر جانے کے لئے تیمم کرنا کبھی واجب ہوگا اور کبھی مستحب ہوگا۔ واجب ہونے کے لئے دو صورتیں ہیں۔ پہلی صورت یہ ہے کہ مسجد کے باہر جنابت لاحق ہوئی اور مسجد میں جانا ناگزیر ہے تو تیمم کرنا واجب ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ کوئی شخص مسجد کے اندر سو گیا' اس وقت وہ پاک تھا' احتلام ہو گیا اور کسی خطرہ کے اندیشہ سے مسجد ہی میں ٹھہرنا لازم ہو تو اس کو تیمم کر لینا واجب ہے۔

ان دونوں صورتوں کے علاوہ اور صورتوں میں تیمم مستحب ہے۔ چنانچہ اگر کسی کو مسجد کے اندر جنابت لاحق ہوئی تو باہر آنے سے پہلے تیمم کر لینا مستحب ہے۔ یا کوئی جنابت کی حالت میں ہے اور مسجد میں جانے کی مجبوری پیش آئی اور تیمم کرنے کا موقع نہ ملا ہو پھر وہ مجبوری دور ہو گئی' اور باہر آنا ہے' تو مستحب یہ ہے کہ تیمم کر لے تاکہ تیمم کی حالت میں باہر آنا ہو۔ لیکن ان حالات میں اس تیمم سے قرآن شریف پڑھنا یا نماز ادا کرنا جائز نہیں ہے۔

یاد رہے کہ ان تمام مسائل میں لفظ مسجد کے اندر مسجد کا صحن (مسجد کے اندر کا حصہ اور جہاں تک مسجد ہے یعنی وہ جگہ جو نماز کے لئے متعین کر رکھی ہے وہ) داخل ہے۔ البتہ مسجد کے میدان اور باڑہ (یا امام مؤذن وغیرہ کے کمرہ یا غسل خانہ یا وضو خانہ وغیرہ) کے اندر

حالت جنابت میں تیمم کے بغیر داخل ہونا جائز ہے۔

(کتاب الفقہ ص۱۹۹ ج۱)

مسئلہ:۔عیدگاہ میں اور مدرسے اور خانقاہ وغیرہ میں جنبی کو (ناپاکی کی حالت میں) جانا جائز ہے۔ (بہشتی زیور)

جنازہ کی نماز پڑھانے کی جگہ میں جانا جائز ہے' اور اگر مدرسہ کے کمرے کو مستقل طور پر مسجد بنادیا گیا ہے تو مسجد کے حکم میں ہے اور اگر عارضی طور پر مسجد کا کام لیا جارہا ہے تو مسجد کے حکم میں نہیں ہے۔ (کشف الاسرار جلد۱)

منی کو روک لیا جائے تو کیا حکم ہے

سوال:۔مجھ کو چند روز سے بدخوابی زیادہ ہوتی ہے اور ساتھ ہی یہ عادت بھی ہوگئی ہے کہ احتلام کو روک لیتا ہوں' بعض مرتبہ تو قطرہ وغیرہ کچھ نہیں نکلتا اور بعض اوقات ایک آدھ قطرہ نکل جاتا ہے' مجھ کو بعض وقت یہ شبہ ہوتا ہے کہ قطرہ شہوت کے ساتھ نکلا اور بعض مرتبہ بغیر شہوت کے ساتھ نکلنے کا یقین ہوتا ہے۔احتلام کو روک دینے کے بعد بلاشہوت بھی ایک دو قطرہ آجاتا ہے' ایسی حالت میں غسل فرض ہوجاتا ہے یا نہیں؟۔

جواب:۔جس صورت میں قطرہ' آدھ قطرہ نکلنے کا یقین ہو اس صورت میں غسل واجب ہوجاتا ہے اور جس صورت میں قطرہ وغیرہ نکلنے کا یقین بالکل نہ ہو' اس صورت میں غسل واجب بالکل نہیں ہوتا اور احتلام کو روک لینے کے بعد بلاشہوت اگر قطرہ نکل آئے تو امام ابو یوسفؒ اس میں غسل کو واجب نہیں فرماتے اور امام اعظم ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ غسل کو واجب فرماتے ہیں اور اس میں احتیاط زیادہ ہے (یعنی غسل کر لینے میں)۔

(فتاوی دارالعلوم ص۶۳ ج۱ بحوالہ ردالمحتار ص۱۴۹ ج۱)۔

جس کپڑے کے ایک حصہ پر منی کا اثر ہو تو بقیہ کا حکم؟

سوال:۔احتلام ہونے پر کیا جسم کے تمام کپڑے' بستر وغیرہ ناپاک تصور ہوں گے؟ یا جس پر نجاست معلوم ہو رہی ہو وہی ناپاک تصور ہوگا؟

جواب:۔احتلام ہونے پر تمام کپڑے ناپاک نہیں ہوتے' بلکہ جس کپڑے پر جتنی دور تک منی کا اثر معلوم ہو وہ کپڑا اسی قدر ناپاک ہوتا ہے باقی سب پاک ہیں۔

(امداد الاحکام ص۳۹۴ ج ۱)۔

احتیاط اسی میں ہی ہے کہ تمام وہ کپڑا جو پہن رکھا ہو تہبند وغیرہ پاک کر لے۔

(رفعت قاسمی غفرلہٗ)۔

مسئلہ:۔ ناپاک تہبند باندھ کر غسل کرنے میں اگر بدن اور تہبند پر بہت سا پانی بہادیا جائے اور پہنے پہنے اس کو نچوڑ دیا جائے تو وہ پاک ہو جائے گا بشرطیکہ ظاہراً نجاست کا اثر محسوس نہ ہو۔ (امداد الاحکام ص۳۹۴ ج اول)

مسئلہ:۔ احتلام یا صحبت کے بعد نجاست صاف کر کے جانگیہ' نیکر پہن کر اور اس پر کپڑے پہن لئے جائیں اور بعد میں غسل کر کے وہی کپڑے پہن لئے جائیں تو اگر ان کپڑوں پر نجاست نہیں لگی ہے تو ان کپڑوں سے نماز درست ہے۔ (فتاوی محمودیہ ص۲۴۳ ج ۲)۔

غسل کا مسنون و مستحب طریقہ

مسئلہ:۔ جو غسل کرنا چاہے اس کو چاہیئے کہ کوئی کپڑا مثلاً لنگی وغیرہ کو باندھ کر نہائے اور اگر برہنہ ہو کر (کپڑے اتار کر) نہائے تو کسی ایسی جگہ نہائے کہ جہاں کسی نامحرم کی نظر نہ پہنچ سکے' اور اگر کوئی ایسی جگہ نہ ملے تو زمین پر انگلی سے ایک دائرہ کھینچ کر اس کے اندر بسم اللہ الخ پڑھ کر نہائے۔

مسئلہ:۔ عورت کو اور برہنہ نہانے والے کو بیٹھ کر نہانا چاہیئے' اگر کوئی مرد کپڑے پہنے ہوئے نہائے اس کو اختیار ہے چاہے بیٹھ کر نہائے اور چاہے کھڑے ہو کر نہائے' اگر برہنہ نہائے تو نہاتے وقت قبلہ کی طرف منہ نہ کرے' اور سب سے پہلے اپنے دونوں ہاتھوں کو گٹوں تک تین مرتبہ دھوئے اس کے بعد اپنے خاص حصہ کو مع خصیتین کے دھوئے' اگر ان پر کوئی نجاست حقیقیہ نہ ہو' اسکے بعد اگر بدن پر نجاست حقیقیہ ہو تو اس کو دھو ڈالے۔ اس کے بعد اپنے دونوں ہاتھوں کو مٹی (صابن وغیرہ سے) مل کر دھوئے' اس کے بعد پورا وضو کرے' یہاں تک کہ سر کا مسح بھی اور اگر کسی ایسے مقام پر نہاتا ہو جہاں غسل کا پانی جمع رہتا ہو تو پیروں کو اس وقت نہ دھوئے بلکہ بعد فراغت غسل کے دوسری جگہ ہٹ کر پیروں کو دھوئے اگر یہ غسل فرض ہو تو اس وضو میں سوائے بسم اللہ کے اور کوئی دعا نہ پڑھے وضو کے بعد اپنے بالوں میں انگلیاں ڈال کر تین مرتبہ سر کا خلال کرے' پہلے داہنی جانب کا' پھر بائیں جانب کا اس کے بعد اپنے سر پر پانی ڈالے پھر داہنے شانے پر پھر بائیں شانے

پر اور تمام جسم کو ہاتھوں سے ملے اسی طرح دوبارہ اور تمام جسم پر اسی ترتیب سے پانی ڈالے تا کہ تین بار تمام جسم پر پانی پہنچ جائے' اس کے بعد چاہے اپنے جسم کو کسی کپڑے (تولیہ وغیرہ) سے پونچھ ڈالے اور نہاتے وقت کسی سے کوئی بات بغیر ضرورت شدیدہ کے نہ کرے۔

(علم الفقہ ص ۳ ج اول)

مسئلہ :۔ وضو اور غسل میں اتنا پانی خرچ کرو جتنی ضرورت ہو' زیادہ پانی برباد نہ کرو' اعتدال پسندیدہ چیز ہے۔

(کشف الاسرار ص ۲۹ ج اول)۔

تمام بدن کے ظاہری حصے کا سر سے لے کر پیر تک دھونا فرض ہے اس طرح کہ بال برابر جسم کا کوئی حصہ خشک نہ رہنے پائے۔ ناف کا دھونا فرض ہے۔ داڑھی مونچھ اور ان کے نیچے کی سطح کا دھونا فرض ہے' اگر چہ یہ چیزیں گھنی ہوں اور ان کے نیچے کی جگہ نظر نہ آتی ہو' سر کے بالوں کا بھگونا فرض ہے اگر چہ ان میں گوند یا حتمی لگی ہو' انگوٹھی اگر تنگ ہو اور کان کے سوراخوں میں بالیاں ہوں کہ بے حرکت دیئے ہوئے پانی جسم تک نہ پہنچے تو ان کا حرکت دینا فرض ہے اور کان کے سوراخوں میں اگر بالیاں نہ ہوں اور سوراخ اگر بند نہ ہوئے ہوں تو اگر بغیر ہاتھ سے ملے ہوئے یا کوئی تنکہ وغیرہ ڈالے ہوئے پانی ان میں نہ پہنچے تو تنکے وغیرہ کا ڈال کر ان میں پانی پہنچانا فرض ہے۔

(ہدایہ ص ۱۰ ج اول)۔

غسل ایک نظر میں

آپ ﷺ کے فرمان کے مطابق طہارت شرط ایمان ہے پس مؤمن کو لازم ہے کہ طہارت کے معنی مقصودہ و مرادات مطلوبہ کو سمجھ کر اس کی عظمت شان کا حق بجالائے' ہاتھوں سے کسی ایسی چیز کو پکڑنے اور لینے سے پاک وصاف و طاہر رکھے جس میں حکم الٰہی کی مخالفت ہو' ناحق کسی کو نہ مارے' نہ کسی کا مال چھینے' نہ کسی کو تکلیف و ضرر دینے کے لئے دست درازی کرے۔ ایک حدیث شریف میں ہے کہ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان سلامت رہیں۔

منہ کی طہارت

جب منہ کو صاف کرنے کے لیے منہ میں پانی ڈالے تو اس وقت حرام چیزوں کے کھانے پینے اور حرام باتیں منہ سے نکالنے کی طہارت کو ملحوظ رکھے یعنی ایسے اقوال کو منہ سے نکالنے اور ایسی اشیاء کے کھانے کو اپنے منہ سے نفی کرنے کے لیے مستعد رہے تا کہ ایسا نہ ہو کہ اس کا منہ روحانی نجاست سے آلودہ ہو کر مستحق لعنت بنے اور ایسی چیزوں کے کھانے پینے اور ایسے اقوال منہ سے نکالنے کے لئے تیار رہے جن سے اس کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ثواب ملے اور ملاءِ اعلیٰ میں مستحق صفت وثناء ہو۔

ناک کی طہارت

جب ناک کو پاک کرنے کے لئے ناک میں پانی ڈالے تو خیر اور بھلائی کی خوشبو سونگھنے کے لئے آمادہ ہو اور بدی وشرارت کی بو کو پھینک دے۔

چہرہ کی طہارت

اپنا چہرہ دھوتے وقت ماسوائے الٰہی سے اپنی تمام امیدیں اور توجہات ایسے اعمال بجالانے سے منقطع کردے جن کا رخ ورجوع خدا کی طرف نہ ہو اور اپنے منہ پر شرم کا پانی ڈالے اور بے شرمی سے پردہ شرم کو خدا تعالیٰ اور لوگوں کے آگے سے نہ اٹھائے اور اپنی آبرو کو غیر اللہ کے لئے صرف نہ کرے۔

گردن کی طہارت

گردن کے مسح کے وقت حرص سے اور ہوائے نفسانی سے اپنی گردن کو چھڑانے پر اور خدا تعالیٰ کے احکام کی فرماں برداری واطاعت کا حق ادا کرنے پر اور گردن کشی کا خیال چھوڑنے پر آمادہ ہو تا کہ ایسی چیز کے حلقہ اطاعت سے اپنی گردن چھڑا کر آزاد ہو جائے جو حضور الٰہی سے مانع ہو۔

پشت کی طہارت

پیٹھ دھونے کے وقت تکیہ پر ماسوئ اللہ تعالیٰ سے (یعنی اللہ کے سوا کسی پر بھروسہ)

اور کسی حق گو و عادل کی غیبت کرنے سے دست برداری کو مدنظر رکھے۔

سینہ کی طہارت

سینہ دھونے کے وقت اپنے سینہ سے مخلوق الٰہی کے ساتھ کینہ کرنے اور ان کو دھوکہ دینے کے خیالات کو نکال ڈالے۔

پیٹ کی طہارت

اپنے پیٹ کو دھونے کے وقت حرام چیزوں اور مشتبہ کھانے پینے سے طہارت شکم کو مدنظر رکھ کر ایسی نجاستوں سے اپنے پیٹ کو پاک رکھے۔

شرم گاہ کی طہارت

شرم گاہ اور رانوں کو دھونے کے وقت تمام امور ممنوعہ کے لئے بیٹھنے اور اٹھنے سے اپنے آپ کو بچائے۔

پیروں کی طہارت

پاؤں دھونے کے وقت حرص اور ہوائے نفسانی کی طرف چلنے اور ایسے امور کی طرف قدم رکھنے سے اپنے پاؤں کو بچائے جو اس کے دین میں مضر ہوں اور جن سے کسی مخلوق الٰہی کو ضرر پہنچے۔ (بحوالہ مسائل غسل)

کل عام وانتم بخیر

﴿نویں فصل﴾

نوجوان......اور صحبت صالح (صالح دوست)

ہر انسان کی زندگی میں کچھ دوست ضرور آتے ہیں کیونکہ بغیر دوست کے زندگی بے ذوق کہلاتی ہے،لہٰذا زندگی کو زندہ اور باذوق بنانے کے لئے اچھے دوستوں کا ہونا بھی بہت ضروری ہے،اور یہ دوستی کا مرحلہ نوجوانوں کی زندگی میں بارہا آتا ہے چونکہ ہماری اس کتاب کا موضوع بھی خصوصًا نوجوانوں کی رہنمائی کرنا ہے اس لئے ضروری ہے کہ دوستی کے اصول وآداب اور اچھے دوستوں کی پہچان کے طریقے بھی ذکر کر دیئے جائیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ انسان اپنے اپنے دوست کی عادات واطوار بہت جلد قبول کر لیتا ہے چنانچہ اگر دوست صالح اور اچھی عادات کا مالک ہوگا تو یقیناً ایسے دوست کی ہمنشینی سودمند ہوگی۔اور اگر خدانخواستہ دوست ایسا ملا جس میں بہت سی خرابیاں ہوں تو بقول ایک دانا کے! کہ ایسا دوست بدترین سانپ سے بھی زیادہ برتر ہے۔مشہور شعر!

صحبتِ صالح ترا صالح کند
صحبتِ طالح ترا طالح کند

ترجمہ:۔نیکوں کی صحبت تم کو نیک بنادیگی،بُرے لوگوں کی صحبت تم کو برا بنادیگی۔

اس لئے اسلام نے جابجا اچھی ہم نشینی کی تلقین کی ہے اور بُرے لوگوں سے بچنے کی تعلیم دی ہے۔بحرحال صحبت کا اثر بہت زیادہ ہوتا ہے،کامیاب اور مثالی نوجوان وہی ہے جو دوست کا چناؤ کرتے وقت اسلامی تعلیمات کو سامنے رکھے۔

چنانچہ اس سے متعلق اسلامی تعلیمات کیا ہیں؟ آیئے اب ان تعلیمات کا مطالعہ کرتے ہیں۔

اسلام میں دوستی کا تصور

حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ مومن سراپا الفت اور محبت ہے۔ اور اس شخص میں سرے سے کوئی خیر وخوبی نہیں ہے جو نہ تو دوسروں سے محبت کرے اور نہ ہی دوسرے اس سے محبت کریں۔ (مشکوۃ)

اسی طرح ایک دوسری حدیث میں فرمایا ہے کہ،،

مومن مرد و مومن عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے دوست اور معاون ہیں۔ جن لوگوں نے سیرت النبی ﷺ کا مطالعہ کیا وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ حضور ﷺ اپنے دوستوں اور ساتھیوں یعنی صحابہ کرامؓ سے انتہائی محبت فرماتے تھے اور اس حد تک شفقت فرماتے تھے کہ ہر ایک یہ محسوس کرتا تھا کہ حضور ﷺ سب سے زیادہ اسی کو چاہتے ہیں۔ چنانچہ عمرو بن العاصؓ فرماتے ہیں' آنحضرت ﷺ میرے ساتھ اتنی محبت' توجہ اور خلوص سے بات کرتے تھے کہ مجھے خیال ہونے لگا کہ میں اپنی قوم کا سب سے بہترین آدمی ہوں اسلام میں دوستی کا معیار اسلام سے محبت تقوی اور پرہیزگاری ہے کیونکہ انسان کی فطری طور پر دوستی ان لوگوں سے ہوتی ہے جو اس کے ہم خیال ہوں۔ اسی بنا پر یہ مثل مشہور ہے کہ آدمی اپنے دوستوں سے پہچانا جاتا ہے دوستوں کے ساتھ مل جل کر رہنے اور وقت گزارنے کا نام ہی زندگی ہے اگر دوستی میں ایثار و قربانی اور محبت کی آمیزش نہ ہو تو یہ ایسے ہی ہے جیسے پھول تو ہو مگر اس میں خوشبو نہ ہو۔ دوستوں سے نفرت اور بیزاری انسان کو تنہائی کے ایسے ولدل میں پھنسا دیتی ہے جس میں وہ عمر بھر مقید رہتا ہے۔ جب انسان دوستوں میں مل جل کر رہتا ہے اور ہر معاملہ میں ان کو شریک کرتا ہے تو اس کے نتیجے میں اس کو طرح طرح کی تکلیفیں پہنچتی ہیں کبھی اس کے جذبات کو ٹھیس لگتی ہے۔ کبھی اس کے وقار کو صدمہ پہنچتا ہے کبھی اس کے آرام میں خلل پڑتا ہے تو کبھی اس کے معمولات متاثر ہوتے ہیں کبھی اس کے خواہش اور رجحان کے خلاف باتیں سامنے آتی ہیں تو کبھی اس کے صبر اور برداشت کی آزمائش ہوتی ہے۔ کبھی اس کو مالی نقصان پہنچتا ہے۔ غرض یہ کہ مختلف قسم کی اذیتیں اور تکلیفیں اس کو پہنچتی ہیں لیکن جب کوئی شخص ان اذیتوں کو برداشت کرتا ہے تو اس کے قلب میں اس سے جلا پیدا ہوتی ہے۔ اچھے اخلاق نشو ونما پاتے ہیں۔ اور تربیت اور تزکیئے کی فطری منازل سے گزرتا ہوا روحانی اور اخلاقی ترقی کرتا ہے۔ اس

میں تحمل واوصاف پیدا ہوتے ہیں اور وہ انسانی معاشرے کے لئے سراپا خیر و برکت بن جاتا ہے۔ ہر دل میں اس کے لئے قدر و عظمت کے جذبات جنم لیتے ہیں اور ہر انسان اس کو اپنے حق میں رحمت کا سایہ سمجھتا ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:۔

جو مسلمان لوگوں کے ساتھ مل جل کر رہتا ہے اور ان کی طرف سے پہنچنے والی تکلیفوں کو برداشت کرتا ہے وہ کہیں بہتر ہے اس شخص سے جو لوگوں سے الگ تھلگ رہتا ہے اور ان کی طرف سے پہنچنے والی تکلیفوں پر دل برداشتہ ہوتا ہے۔(ترمذی)

اسلام میں یہودی' مشرکین اور عیسائیوں سے دوستی کی ممانعت ہے۔اس لئے اسلام اس بات پر زور دیتا ہے کہ ہمیشہ نیک اور صالح لوگوں کو ہی دوست بنایا جائے۔دوستی میں اس بات کا خیال رکھنا بے حد ضروری ہے کہ جن لوگوں سے قلبی تعلق بڑھایا جا رہا ہے وہ دین اور اخلاق کے اعتبار سے آپ کے لئے کس حد تک مفید ثابت ہو سکتے ہیں۔

نبی ﷺ کا ارشاد ہے! آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے۔اسلئے ہر آدمی کو غور کر لینا چاہیئے کہ وہ کس سے دوستی کر رہا ہے۔(مشکوٰۃ شریف)

دوست کے دین پر ہونے کے معنی یہ ہیں کہ جب وہ دوست کی صحبت میں بیٹھے گا تو وہی جذبات اور خیالات اور وہی ذوق اور رجحان اس میں بھی پیدا ہوگا جو دوست میں ہے۔اور پسند اور ناپسند کا وہی معیار اس کا بھی بنے گا جو اس کے دوست کا ہے۔اس لئے دوست کے انتخاب میں انتہائی غور اور فکر سے کام لینا چاہیے۔اور قلبی لگاؤ اس سے بڑھانا چاہیے جس کا ذوق اور رجحان افکار و خیالات' دین اور ایمان کے تقاضوں کے مطابق ہوں۔حضور ﷺ نے تاکید فرمائی کہ مومن ہی سے رشتہ محبت استوار کرو۔اور اس کے ساتھ اپنا کھانا پینا رکھو۔آپ ﷺ کا ارشاد ہے: مومن ہی کی صحبت میں رہو اور تمہارے دسترخوان پر پرہیزگار ہی کھانا کھائے۔

ایک دسترخوان پر بیٹھ کر کھانا پینا قلبی تعلق اور محبت کا فطری محرک ہے اور یہ تعلق اور محبت اسی مومن سے ہونا چاہیئے جو متقی اور پرہیزگار ہو خدا سے غافل غیر ذمہ دار بے عمل اور بد اخلاق لوگوں سے ہمیشہ دور رہنا چاہیئے، دوستی میں صرف ذاتی پسند و ناپسند کا ہی سوال نہیں ہے بلکہ سب سے اہم بات کسی انسان میں اچھے دوست کے اعلیٰ ترین اوصاف

کا ہونا ہے اور دوستی صرف اللہ کی رضا کے لئے کی جاتی ہے نہ کہ ذاتی مفادات کے حصول کے لئے۔ خدا کے محبوب بندے وہ ہیں جو خدا کے دین کی بنیاد پر باہم جڑتے ہیں اور کندھے سے کندھا اور دل سے دل ملا کر اس طرح خدا کے دین کی اقامت اور حفاظت کا فریضہ سرانجام دیتے ہیں کہ وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار معلوم ہوتے ہیں۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

حقیقت میں خدا کے محبوب وہ لوگ ہیں جو خدا کی راہ میں اس طرح پیر جما کر لڑتے ہیں گویا کہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں۔ (الصف، آیت ۴)

اور نبی ﷺ کا ارشاد ہے:۔

قیامت میں خدا تعالیٰ فرمائے گا کہ وہ لوگ کہاں ہیں جو لوگوں سے صرف میرے لئے محبت کرتے تھے۔ آج میں ان کو اپنے سائے میں جگہ دوں گا۔ (مسلم)

اور قیامت کے دن ایسے لوگوں کو جو قابل رشک شان وشوکت حاصل ہوگی اس کا ذکر نبی ﷺ نے فرمایا:۔

خدا کے بندوں میں کچھ ایسے سعادت مند بندے ہیں جو نبی اور شہید تو نہیں ہیں لیکن قیامت کے روز اللہ تعالیٰ ان کو ایسے مرتبوں پر سرفراز فرمائے گا کہ انبیاء اور شہداء بھی ان پر رشک کریں گے۔ صحابہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ کون خوش نصیب لوگ ہوں گے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو آپس میں ایک دوسرے سے محض خدا کے دین کی بنیاد پر محبت کرتے تھے۔ نہ یہ آپس میں رشتہ دار تھے اور نہ ان کے درمیان کوئی مالی لین دین کا تعلق تھا۔ خدا کی قسم قیامت کے دن ان کے چہرے سراپا نور ہوں گے۔ اور جب سارے لوگ خوف سے کانپ رہے ہوں گے تو انہیں کوئی خوف نہ ہوگا اور جب سارے لوگ غم میں مبتلا ہوں گے اس وقت انہیں کوئی غم نہ ہوگا۔ اور آپ ﷺ نے قرآن پاک کی یہ آیت تلاوت فرمائی۔

سنو! اللہ کے چاہنے والوں کے لئے نہ کسی بات کا کوئی خوف ہوگا اور نہ گزری ہوئی زندگی کے بارے میں کسی قسم کا غم"۔ یہی لوگ ہوں گے جو آپس میں خدا کی خاطر محبت کرتے تھے اور دوستی کے اٹوٹ رشتوں کو دین کی بنیاد پر استوار کرتے تھے۔ نیک لوگوں سے محبت ہی آخرت سے نجات اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا ذریعہ ہے حضرت عبداللہ بن

مسعودؓ بیان فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ۔ ایک شخص کسی نیک آدمی سے اس کی نیکی کی بنا پر محبت کرتا ہے۔ مگر خود اس شخص جیسے اعمال نہیں کرتا۔ ارشاد فرمایا۔ کوئی مضائقہ۔ آدمی قیامت کے روز اس کی معیت میں ہوگا جس سے وہ محبت کرے گا۔ (بخاری)

حضرت معاذ بن جبلؓ بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:۔

خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ! مجھ پر واجب ہے کہ میں ان لوگوں سے محبت کروں جو لوگ میری خاطر آپس میں محبت اور دوستی کرتے ہیں اور میرا ذکر کرنے کے لئے ایک جگہ جمع ہو کر بیٹھتے ہیں۔ اور میری محبت کے سبب ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں۔ اور میری خوشنودی چاہنے کے لئے ایک دوسرے کے ساتھ نیک سلوک کرتے ہیں۔ (ترمذی شریف)

ایک اور مقام پر حضور سرور کونین ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے روز جب عرش الٰہی کے سوا کہیں کوئی سایہ نہ ہوگا اس روز سات قسم کے افراد عرش الٰہی کے سامنے ہوں گے۔ ان میں ایک قسم کے افراد وہ دو آدمی ہوں گے جو محض خدا کے لئے ایک دوسرے کے دوست ہوں گے۔ خدا کی محبت نے ہی ان کو باہم جوڑا ہوگا اور اسی بنا پر وہ ایک دوسرے سے جدا ہوں گے۔ ایک مضبوط اور مستحکم دوستی اسی وقت پنپ سکتی ہے جب دونوں طرف اعتماد اور اعتبار کی فضا برقرار ہوگی۔ دوستوں سے جتنی دوستی نبھانی ضروری ہے اس سے کہیں زیادہ ان پر اعتماد کرنا ضروری ہے۔ ساتھ ہی دوستوں کی محبت میں اور خوش مزاج رہنا بھی ضروری ہے ایسا نہ ہو کہ آپ کے دوست آپ سے اکتا جائیں بلکہ انہیں آپ سے مل کر شوق اور خوشی ہونی چاہئے۔

حضرت عبداللہ بن حارثؓ فرماتے ہیں "میں نے نبی کریم ﷺ سے زیادہ کسی کو مسکراتے ہوئے نہیں دیکھا۔ (ترمذی شریف)

حضرت جابر بن سمیرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی صحبت میں سو مجلسوں سے بھی زیادہ میں بیٹھا ہوں۔ اور مجلسوں میں صحابہؓ اشعار پڑھتے تھے اور زمانہ جاہلیت کے قصے کہانیاں بھی سناتے تھے۔ حضور ﷺ خاموشی سے یہ سب سنتے رہتے تھے بلکہ کبھی کبھی خود بھی ان کے ساتھ ہنسنے میں شریک ہو جایا کرتے تھے۔ (ترمذی شریف)

حضرت بکر بن عبداللہ صحابہ کرامؓ کی بے تکلفی اور خوش طبعی کا حال بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ صحابہ کرامؓ ہنسی اور تفریح کی طور پر ایک دوسرے کی طرف تربوز کے چھلکے پھینکا

کرتے تھے۔لیکن جب لڑنے اور مدافعت کا وقت آتا تھا تو اس میں ان کے شہسوار بھی وہی ہوتے تھے۔چنانچہ خشک مزاج اور مردہ دل نہ بنیئے خوش طبع اور ہشاش بشاش رہیئے۔لیکن اس بات کی احتیاط ضرور رکھیئے کہ آپ کی خوش طبعی اور ظرافت حد سے بڑھنے نہ پائے خوش مزاج اور تفریح کے ساتھ ساتھ دینی وقار حمیت وغیرت اور توازن واعتدال کا بھی لحاظ رکھیئے۔حضرت علیؓ کا قول ہے۔دل کو آزاد بھی چھوڑ دیا کرو۔خوش کن نکتے بھی سوچا کرو کیونکہ جسم کی طرح دل بھی بیمار پڑ جاتا ہے۔مشہور محدث سفیان بن عیینہؒ سے کسی نے کہا کہ خلائق بھی ایک حرفت ہے۔ انہوں نے جواب دیا نہیں بلکہ سنت ہے۔مگر اس شخص کے لئے جو اس کے مواقع جانتا ہو۔

اور آپ جس سے محبت کریں اس سے اپنی محبت کا اظہار ضرور کیجئے۔اس کا نفسیاتی اثر یہ ہوگا کہ اس کو بھی قرب کا احساس ہوگا اور دونوں طرف کے جذبات اور احساسات کے تبادلے سے محبت وخلوص میں غیر معمولی اضافہ ہوگا۔اور محبت محض ایک قلبی کیفیت نہیں رہے گی۔ بلکہ اس کے تقاضے عملی زندگی پر اثر انداز ہوں گے۔اور اس طرح شخصی معاملات میں دلچسپی لینے اور زیادہ سے زیادہ ایک دوسرے کے قریب ہونے کا موقع ملے گا۔ حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:۔

جب کسی شخص کے دل میں اپنے بھائی کے لئے خلوص اور محبت کے جذبات ہوں تو اسے چاہیئے کو وہ اپنے دوست کو بھی ان جذبات سے آگاہ کردے اور اس سے بتادے کہ وہ اس سے محبت رکھتا ہے۔(ابوداؤد)

دوستانہ تعلقات کو زیادہ سے زیادہ استوار اور نتیجہ خیز بنانے اور دوستوں سے قریب ہونے کے لئے ضروری ہے کہ آپ دوستوں کے شخصی اور ذاتی معاملات میں زیادہ سے زیادہ دلچسپی لیں اور ان سے اپنے قریب اور خصوصی تعلق کا اظہار کریں۔نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:۔

جب آدمی دوسرے سے دوستی اور اخوت کا رشتہ جوڑے تو اس سے اس کا نام اس کے باپ کے نام اور اس کے خاندان کے حالات معلوم کرے اس سے باہمی محبت کی جڑیں مضبوط ہوتی ہیں۔(ترمذی)

محبت کے اظہار اور تعلقات کی نوعیت میں میانہ روی انتہائی ضروری ہے۔نہ تو ایسی سردمہری کا مظاہرہ ہونا چاہیئے کہ آپ کی محبت اور تعلق مشکوک نظر آئے۔اور نہ جوش محبت میں اتنا آگے بڑھنا چاہیئے کہ آپ کی محبت اور دوستی جنون کی شکل اختیار کرجائے۔اور خدانخواستہ کسی وقت آپ کو پچھتانا پڑے دوستی میں توازن اور اعتدال ناگزیر ہے۔مستقل مزاجی کے ساتھ ایسی متوازن روش

اختیار کیجئے جس کو آپ برابر نباہ سکیں۔

حضرت عبید کندیؒ فرماتے ہیں کہ "میں نے حضرت علیؓ سے سنا ہے کہ اپنے دوست سے دوستی میں نرمی اور میانہ روی اختیار کرو ہوسکتا ہے کہ وہ کسی وقت تمہارا دشمن بن جائے۔ اسی طرح دشمن سے دشمنی میں نرمی اور اعتدال کا رویہ اختیار کرو ہوسکتا ہے کہ وہ کسی وقت تمہارا دوست بن جائے۔ (الادب المفرد)

دوستوں کے ساتھ وفاداری اور خیر خواہی کا سلوک اس مقدس رشتے کو مزید مستحکم بناتا ہے۔ دوست کے ساتھ سب سے بڑی خیر خواہی یہ ہے کہ آپ اس کو اخلاقی اعتبار سے زیادہ زیادہ اونچا اٹھانے کی کوشش کریں اور اس کی دنیا بنانے سے زیادہ اس کی آخرت بنانے کی کوشش کریں۔ خیر خواہی کا اصل معیار یہ کہ آپ اپنے دوست کے لئے وہی پسند کریں جو اپنے لئے پسند کرتے ہوں۔ اس لئے کہ آدمی اپنا برا کبھی نہیں چاہتا۔ دوستوں کے دکھ درد میں شریک ہونا بھی اچھی اور معیاری دوستی کا ایک بہت بڑا وصف ہے۔ اسی طرح ان کی خوشیوں میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لینے سے یہ رشتے مزید مضبوط ہوتے ہیں۔ ہر دوست اپنے محبین سے بجا طور پر یہ توقع رکھتا ہے کہ وہ مصیبت میں اس کا ساتھ دینگے اور وقت پڑنے پر اس کا ساتھ نہ چھوڑیں گے۔ اسی طرح وہ یہ بھی توقع رکھتا ہے کہ اس کے دوست اسکی خوشیوں مین اضافہ کریں اور اس کی اجتماعی تقریبات کی زینت اور رونق بڑھائیں۔ دوستوں سے خوش دلی، نرم خوئی اور صدق اور اخلاص سے ملیئے اور نہایت توجہ اور خندہ پیشانی سے اس کا استقبال کیجیے۔ لاپرواہی، بے نیازی اور روکھے پن سے پرہیز کیجئے۔ یہ دلوں میں کدورت پیدا کرنے والی برائیاں ہیں۔ ملاقات کے وقت ہمیشہ مسرت اطمینان اور رشک وحمد کے کلمات کہیئے۔

حضور ﷺ کا ارشاد ہے! نیکوں میں کسی نیکی کو حقیر نہ جانو چاہے وہ اتنی ہی ہو کہ تم اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے ملو۔ (مسلم شریف)

اور ایک موقعہ پر فرمایا کہ اپنے بھائی کو دیکھ کر تمہارا مسکرا دینا بھی صدقہ ہے۔ یاد رکھیئے کہ! نرم خوئی، خوش اخلاقی اور نرمی سے ہی دلوں میں الفت ومحبت پیدا ہوتی ہے، اور انہی صفات کی بدولت ایک اچھا اور صحت مند معاشرہ وجود میں آتا ہے۔

اور مسلمانوں میں سے ہر ایک اپنے بھائی اور دوست کے لئے اخلاص ومحبت کا پیکر ہوتا ہے، وفادار اور خیر خواہ ہوتا ہے، ہمدرد اور غمگسار ہوتا ہے، بھائی کو مصیبت میں دیکھ کر تڑپ اٹھتا ہے اور

خوش دیکھ کر باغ باغ ہو جاتا ہے، اس لئے بھائی اور دوست جو تنقید کرے گا اس میں انتہائی دل سوزی اور غم خواری ہوگی، محبت اور خلوص ہوگا، اور لفظ لفظ جذبہ اصلاح کا آئینہ دار ہوگا، اور ایسی ہی تنقید سے دلوں کو جوڑنے اور زندگیوں کو بنانے کی توقع کی جاسکتی ہے۔

(نوٹ اس مضمون کی تیاری میں کچھ کچھ "اسوۂ حسنہ وعلم نفسیات" سے مدد لی گئی ہے)۔

دوستی کس سے کی جائے

حضرت سعید ابن المسیبؒ نے حضرت عمرؓ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ اچھے اور سچے دوست بناؤ، ان کے سائے میں زندگی کے دن گزارو، وہ عیش کے وقت زینت اور مصیبت کے وقت سراپا مدد ہیں، جب بھی تم اپنے دوست کے متعلق کوئی بری خبر سنو تو اس کی بہتر تاویل کیا کرو الّا یہ کہ تمہیں اس کی برائی کا یقین ہو جائے، اپنے دشمن سے دور رہو، اس دوست سے بھی بچو جو امین نہ ہو اور امین صرف وہی شخص ہے جو اللہ سے ڈرے، بدکار کی صحبت سے گریز کرو ورنہ تم اس کی بدکاری سیکھ جاؤ گے اسے اپنا رازدار مت بناؤ، مشورہ صرف ان لوگوں سے لو جو اللہ سے ڈرتے ہوں۔

علقمہ عطاریؒ نے موت کے وقت اپنے صاحبزادے کو وصیت کی کہ "اے بیٹے! اگر تجھے لوگوں کی صحبت کی ضرورت پیش آئے تو اس شخص کی صحبت اختیار کرنا کہ اگر تو اس کی خدمت کرے تو وہ تیری حفاظت کرے اور جب تو اس کے پاس بیٹھے تو وہ تجھے اپنی مجلس کی زینت بنائے، اگر تجھے کوئی دشواری پیش آئے تو وہ تیرا ساتھ دے، اس شخص کی صحبت اختیار کر کہ اگر تو خیر کے لئے اپنا ہاتھ پھیلانا چاہے تو وہ پھیلانے دے، اگر تیرے پاس کوئی خوبی ہو تو وہ اس کا ذکر کرے کوئی برائی دیکھے تو اس سے دور کرنے کی کوشش کرے، جب تو اس سے کچھ مانگے تو وہ اس میں بخل نہ کرے، اگر تو خاموش رہے تو وہ خود بات کی ابتدا کرے تجھ پر کوئی مصیبت پڑے تو تیری غم خواری کرے، جب تو کوئی بات کرے تو تیری تصدیق کرے، جب تو کسی کام کا ارادہ کرے تو تجھے بہترین مشورہ دے، اگر دونوں میں کوئی اختلاف رائے ہو جائے تو اپنی رائے کو تیری رائے پر ترجیح دے۔

یہ ایک بہترین وصیت ہے اس میں وہ تمام اوصاف جمع کر دیئے گئے ہیں جن کا وجود مثالی دوستی کے لئے مشروط ہے اگر یہ تمام اوصاف والا دوست نہ مل سکے تو کم از کم ان میں سے چند ضروری ضروری اوصاف تو ہونا بہت ضروری ہیں، لیکن یہ بات بھی واضح رہے کہ

جس طرح آپ اپنے دوست میں یہ تمام اوصاف دیکھنا چاہیں گے، یقیناً آپ کو دوست بنانے والا آپ میں ایسے ہی اوصاف تلاش کرے گا اس لئے آپ اپنے اندر بھی یہ چیزیں پیدا کریں تاکہ آپ بھی دوستی میں مثالی ہوں اور آپ کا دوست بھی مثالی ہو، بے شک ایسی دوستی سودمند بھی ثابت ہوتی ہے اور پائیدار بھی۔

ایک ماہر آداب کا قول ہے کہ! صرف اس شخص سے دوستی کرو جو تمہارا راز چھپائے تمھارے عیوب کی پردہ پوشی کرے، مصیبت میں تمھارا ساتھ دے، عیش و آرام میں تمہیں ترجیح دے، تمہاری خوبیوں کا ذکر کرے، تمہاری برائیوں سے اپنی زبان آلودہ نہ کرے بلکہ ان برائیوں کو دور کرنے اور اصلاح کی کوشش کرے۔ اگر ایسا شخص نہ ملے تو اپنی ہی صحبت اختیار کرو اسی میں عافیت ہے۔

حضرت علیؓ کے ذیل کے دو اشعار اسی کی تائید کرتے ہیں جن کا مفہوم ہے کہ

تیرا سچا دوست وہ ہے جو تیرے ساتھ ہو تیرے نفع کی خاطر اپنا نقصان کرے ،اگر تجھے زمانے کی مصیبت آگھیریں تو تیرا شیرازہ مجتمع کرنے کے لئے اپنا شیرازہ بکھیر دے یعنی تیرے راحت و آرام کے لئے اپنا آرام، اپنی راحت قربان کردے۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ صرف دو آدمیوں کی صحبت اختیار کرنی چاہیئے ایک وہ کہ تم اس سے دین کی باتیں سیکھو ،اور تمہیں نفع دیں اور دوسرا وہ تم اسے کچھ دین کی باتیں بتلاؤ اور وہ ان پر عمل کرے، تیسرے شخص سے دور رہو۔

ایک دانشور کا کہنا ہے کہ آدمی چار طرح کے ہیں، ایک شیریں تر ہے کہ اس سے دل نہیں بھرتا، دوسرا اتنا کڑوا ہے کہ ذرا سا کھانا بھی مشکل معلوم ہوتا ہے، تیسرا کھٹا میٹھا ہے، اس سے پہلے کہ وہ تم سے کچھ حاصل کرے تم اسے لے لو، چوتھا نمکین ہے کہ اس کی قربت ضرورت کے وقت اختیار کرنی چاہیئے۔

امام حضرت جعفر صادقؒ فرماتے ہیں کہ پانچ آدمیوں کی صحبت اختیار مت کرو،

۱......ایک اس شخص کی صحبت جو جھوٹ بولتا ہو، تم جھوٹے کے فریب میں مت آنا وہ شراب کی مانند ہے دھوکا اس کی فطرت ہے۔

۲......دوسرے احمق کی صحبت کہ تم اس سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتے ،وہ تمہیں نفع پہنچانا چاہے گا اور حماقت سے نقصان پہنچا دے گا۔

۳ تیسرے بخیل کی صحبت کہ جب تمہیں اس کی سخت ضرورت ہوگی وہ تم سے قطع تعلق کرلے گا۔

۴..... بزدل کی صحبت کہ یہ تمہیں دشمنوں کے نرغے میں دیکھ کر بھاگ جائے گا اور تمہاری مدد نہ کرنے میں اپنی عافیت سمجھے گا۔

۵..... پانچویں فاسق کی صحبت کہ یہ شخص تمہیں ایک لقمہ تر بلکہ لقمہ سے کم کے عوض میں فروخت کرنے سے بھی گریز نہیں کرے گا، لوگوں نے عرض کیا کہ ایک لقمے سے کم کیا چیز ہوسکتی ہے؟ فرمایا! لقمے کی حرص کرنا اور پھر اس کا نہ ملنا۔

حضرت ابوسلیمان کا فرمان ہے کہ!

دو کے علاوہ کسی سے دوستی مت کرنا، ایک اس شخص سے جس سے تم اپنے دنیاوی معاملات میں فائدہ اٹھاؤ، دوسرے اس شخص سے جس کے پاس بیٹھ کر تم اپنی آخرت سدھارو، ان کے علاوہ کسی شخص سے دوستی کرنا سراسر حماقت ہے۔

(بحوالہ احیاء العلوم ج ۲)

دوستی ہمیشہ اچھے لوگوں سے کیجئے

حضرت امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ اچھا دوست اپنے دوست کو نجاح دنیوی وفلاح اخروی میں لگاتا ہے اور بُرا دوست اپنے دوست کے لئے بدبخت ہوتا ہے، کتنے نادانوں نے ندامت سے دانت کاٹے کیونکہ بُرے دوستوں نے انہیں برائی کے کنارے پر ڈال دیا چنانچہ وہ نار جہنم میں جا گھسے۔

اسی سے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ!

جس دن ظالم کاٹے گا اپنا ہاتھ کہے گا کاش میں رسول کے پیچھے چلتا میں فلاں کو دوست نہ بناتا اس نے تو مجھے ذکر ہدایت کے پہنچنے کے بعد گمراہ کردیا۔ (سورۃ فرقان)

اس لئے عقلمندی کا تقاضا یہی ہے کہ دوستی اگر کرنی ہو تو صالح دوست تلاش کیا جائے ورنہ بغیر دوستی کے رہنا مناسب ہوگا، کیونکہ برا دوست ہمیشہ نقصان دہ ہی ہوتا ہے بقول ایک دانا کہ!

طبیعت طبیعت سے چوری کرتی ہے انسان بڑی جلدی اپنے دوست کی خواہشات پر چلنے لگتا ہے جس طرح چھوت اجسام میں لگتی ہے اس طرح اخلاق میں بھی لگتی ہے بلکہ

وہ روح جو پوری مجلس پر طاری رہتی ہے بسا اوقات اس کا مصدر ایک ہی آدمی ہوتا ہے جو اپنے فیض باطنی سے اپنے ماحول کو بھرتا رہتا ہے، اس امر کا مشاہدہ کیا گیا ہے کہ برائیوں کی چھوت جلدی لگتی ہے اور زیادہ مؤثر ہوتی ہے۔

اس لئے اگر دوستی ایسے شخص سے ہوگی جو معاشرے میں بدنام ہو اور برائی جس کے رگ دپے میں سرایت کر چکی ہو تو یقیناً دھیرے دھیرے اس کی برائی اس کے دوست میں منتقل ہوتی جائے گی، تو اس برائی سے بچنے کا راستہ یہی ہے کہ بُرے انسان کو دوست سے دور ہی رہا جائے۔

فارسی کا ایک شعر ہے!

اے برادر دور باش از یار بد
یار بد تر شود از مار بد

ترجمہ:۔ اے بھائی بدترین دوست سے اپنے آپ کو دور رکھا کرو،
بدترین دوست بدترین سانپ سے بدتر ہے۔

ایک قیمتی نصیحت

ایک دانا کی نصیحت ہے کہ! جب دوسرے اپنی دوستی، محبت اور اخلاص کا زبان سے اظہار کریں تو اس پر ایک دم اعتبار نہ کرو بلکہ پہلے اچھی طرح جانچ پڑتال کرلو۔ جب کوئی اجنبی تمہارے ساتھ بہت سے وعدے کرے تو اس کے قول پر کلی طور پر بھروسہ نہ کرو، کیونکہ اگر مان بھی لیا جائے کہ وہ سراسر غلط وعدے نہیں کرتا، پھر بھی یہ ہوسکتا ہے کہ وہ مبالغہ کر رہا ہو اور تم سے کوئی کام لینا چاہتا ہو۔

ہر شخص کو محض اس لئے دوست نہ سمجھو کہ وہ زبان سے کہتا ہے کہ وہ تمہارا دوست ہے نہ یونہی ہر شخص کو اپنا دشمن خیال کرنا شروع کردو۔

دوستی کرنے کا زرّیں اصول

حضرت ابو ہریرہؓ روایت نقل فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا!

اپنے دوست سے دھیرے دھیرے محبت کرو یعنی اعتدال سے کرو، کیونکہ ہوسکتا ہے کہ تمہارا وہ دوست کسی دن تمہارا دشمن بن جائے اور مبغوض بن جائے۔ اور جس شخص سے

تمہیں دشمنی اور بغض ہے اس کے ساتھ بغض اور دشمنی بھی دھیرے دھیرے کرو، کیا پتہ کہ تمہارا وہ دشمن کسی دن تمہارا محبوب اور دوست بن جائے۔

فائدہ!......اس حدیث مبارک میں رسول اللہ ﷺ نے دوستی اور دشمنی کے متعلق ایک زرّیں اصول بیان فرمایا کہ دوست سے دوستی اور محبت بھی اعتدال کے ساتھ کرو اور جس سے دشمنی ہو تو اس کے ساتھ دشمنی بھی اعتدال کے ساتھ ہو۔ یاد رکھیئے! دنیا کی دوستیاں اور محبتیں بھی پائیدار نہیں ہوتی اور دنیا کی دشمنیاں اور بغض بھی پائیدار نہیں ہوتا۔ ہوسکتا ہے کہ کسی وقت وہ دوستی دشمنی میں تبدیل ہو جائے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ کسی وقت دشمنی دوستی میں تبدیل ہو جائے اس لئے اعتدال سے آگے نہ بڑھنا چاہیئے۔ جبکہ آج کل حال یہ ہے کہ جب کسی کی دوستی ہو جاتی ہے یا کسی سے تعلق ہو جاتا ہے تو اس دوستی اور تعلق میں بے دھڑک آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں کہ پھر ان کو کسی حد کی پرواہ نہیں ہوتی، بس جن سے محبت اور تعلق ہو گیا اب ان کے اندر کوئی عیب نظر نہیں آتا اور اب دن رات کھانا پینا ان کے ساتھ ہے، اٹھنا بیٹھنا ان کے ساتھ ہے، چلنا پھرنا ان کے ساتھ ہے، ہر کام ان کے ساتھ ہے اور دن رات ان کی تعریف کے گن گائے جا رہے ہیں۔ لیکن اچانک معلوم ہوا کہ دوستی ٹوٹ گئی، اب وہ دوستی ایسی ٹوٹی کہ اب ایک دوسرے کی شکل وصورت دیکھنے کے روادار نہیں، اب ان کے اندر ایک بھی اچھائی نظر نہیں آتی بلکہ اب تو ان کی برائیاں شروع ہو گئی۔ یہ انتہا پسندی اور اعتدال سے باہر جانا شریعت کا تقاضہ نہیں، آپ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے بلکہ یہ تعلیم دی ہے کہ محبت بھی اعتدال سے کرو اور اگر بغض ہو وہ بھی اعتدال سے رکھو کسی چیز کو حد سے آگے نہ بڑھاؤ۔

(بحوالہ اصلاحی خطبات ج ۱۰)

اچھے اور بُرے دوست کی مثال

رسول اللہ ﷺ نے اچھے اور بُرے دوست سے تعلق کی کیفیت کو ایک تمثیل میں یوں بیان فرمایا کہ!

اچھے اور بُرے دوست کی مثال مشک بیچنے والے اور بھٹی دھونکنے والے لوہار کی طرح ہے۔ مشک بیچنے والے کی صحبت سے تم کو کچھ فائدہ ضرور پہنچے گا یا مشک خریدو گے یا مشک کی خوشبو پاؤ گے۔ لیکن لوہار کی بھٹی تمہارا جسم یا کپڑے جلا دیگی۔ یا تمہارے دماغ میں اس کی

بدبو پہنچے گی۔ (بخاری شریف)

اور ابوداؤد میں حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں کہ!

نیک دوست کی مثال ایسی ہے کہ جیسے مشک بیچنے والے کی دکان کہ اور کچھ فائدہ نہ بھی ہوتو خوشبو ضرور آئے گی۔ اور بُرا دوست ایسا ہے جیسے بھٹی سے آگ نہ لگے تب بھی دھوئیں سے کپڑے تو ضرور کالے ہو جائیں گے۔

فائدہ!...... حدیث مبارک میں بُرے دوست کی مثال لوہار کی بھٹی کی مانند بتائی گئی اگر آپ کی دوستی لوہار کیساتھ ہوتو آپ جا کر دیکھئے کہ کوئلوں کی سیاہی ملے گی اگر زیادہ قریب جا کر بیٹھیں گے تو دھواں ملے گا، اگر اور زیادہ قریب جا کر گے تو آگ سے کپڑے جلیں گے۔

اور نیک دوست کی مثال عطار کی مانند ہے اس کے پاس جایئے اول تو عطر کی خوشبو آئی گی اور اگر اچھا دوست ہوگا تو وہ عطر ہی دے دے گا۔ چنانچہ اگر فاسق کی دوستی ہوگی تو یقیناً زہر ہوگی، آہستہ آہستہ انسان پر اس کا اثر ہونا شروع ہو جائے گا۔ اسے کسی شاعر نے یوں کہا ہے کہ!

جہاں عطر کھنچتا ہے جاؤ وہاں گر
تو آؤ گے ایک روز کپڑے بسا کر
جہاں آگ جلتی ہے جاؤ وہاں گر
تو آؤ گے ایک روز کپڑے جلا کر
مانا کہ کپڑے بچاتے رہے تم
مگر آگ کی سینک کھاتے رہے تم

یعنی جہاں عطر بنایا جاتا ہے وہاں کپڑوں میں خوشبو رچی ہوئی ہوتی ہے۔ اور جہاں آگ جلتی ہے اگر وہاں جاؤ گے تو ایک نہ ایک دن اپنے کپڑے جلا کر آؤ گے، اور اگر کوئی یہ کہے کہ میں اپنے کپڑوں کو بچاتا رہوں گا لیکن پھر بھی آگ کی گرمی تو پہنچتی ہی رہی گی اسی طرح آدمی بُرے دوستوں کی صحبت میں گناہوں سے بچ بھی جائے تو گناہوں کے اثرات سے نہیں بچ سکتا۔

دوستی کا اثر جدید سائنس کی روشنی میں

حدیث شریف میں آیا ہے کہ!

آدمی فطرۃً اپنے دوستوں ہی کے طریقے اختیار کرتا ہے لہٰذا تم کو چاہیئے کہ خوب دیکھ بھال کر کسی کو دوست بناؤ۔ (ابوداؤد شریف)

فائدہ !......حدیث میں آپ ﷺ نے واضح کیا کہ دوستی کا اثر ہوتا ہے یعنی اگر دوست اچھا ہوگا تو اپنے دوست پر بھی اچھا اثر ڈالے گا اور اگر دوست بُرا ہوگا تو اثر بھی بُرا ڈالے گا۔

آپ ﷺ کا یہ فرمان آج سے چودہ سو سال سے بھی پہلے کا ہے جبکہ آج کی جدید سائنس بھی اس فرمان کو ماننے پر مجبور ہوگئی ہے چنانچہ!

ایک ماہر معاشرت اور ماہر نفسیات نے دوستی کے اثر کو مندرجہ ذیل طریقے پر پیش کیا ہے کہ!

بڑوں کی دوستی آدمی کو بڑا بنادیتی ہے اور بُروں کی دوستی آدمی کو بُرا بنادیتی ہے، اس کا تجربہ بذات خود مجھے بڑے خوب طریقے سے ہوا چنانچہ اس ضمن میں خود اپنا واقعہ پیش کرتا ہوں۔

ابھی بچپن ہی میں میرا ایک ایسے دوست سے ملنا ہوا جو ہمارے گھر کے قریب رہتا تھا وہ میرا ہم عمر ہی تھا رفتہ رفتہ وہ میرے قریب آتا گیا مجھے محسوس ہوا کہ اس کی عادات میرے مزاج کے برعکس ہیں۔ میری تربیت گھر میں اور کیئر ہوم میں جس انداز میں ہوئی تھی اس کی وجہ سے اس کی عادات مجھے چبھتی تھی۔ آہستہ آہستہ ہماری طبیعت میں میلان آتا گیا اور میں اپنے دوست کے قریب ہوتا گیا، میرے دوست کے کچھ اور دوست بھی تھے جنہیں میں بہت برا سمجھتا تھا چونکہ واقعی وہ بہت بُرے اور کرپٹ تھے میں نے طے کیا کہ میں صرف اپنے دوست تک دوستی محدود رکھوں گا، لیکن ایسا نہ ہوا، جب میں اپنے دوست سے ملتا تو پھر مجھے اس کے دوستوں سے بھی ضرور ملنا پڑتا تھا۔

اور یوں ہمارے روابط بڑھتے چلے گئے اور دوستی جمتی چلی گئی۔ میں نے محسوس کیا کہ اب سے قبل جن چیزوں کو میں غلط سمجھتا تھا یا کہ جو چیزیں میرے لئے قابل نفرت تھی اب وہی میری پسندیدہ ہوتی جارہی تھی لیکن ان ناقابل نفرت چیزوں کو اپناتے ہوئے مجھے

احساس نہ ہوا اور نہ میں پریشان ہوا، اس کا احساس تو مجھے اس وقت ہوا جب مجھے ایک پرانے شریف دوست نے بھا کر بتلایا کہ تو پہلے ایسے تھا اور اب ایسا ہو گیا ہے، اور یوں میرا احساس جاگا اور یوں لگا کہ میں نیند میں تھا اور اب آنکھ کھلی ہے۔

واقعی یہ بات درست ہے کہ آدمی اپنے دوست کے طریقوں کو اختیار کر لیتا ہے۔

(بحوالہ سنت نبویؐ اور جدید سائنس)

دوستی کے تقاضے

یاد رکھیے! دوستی کے بھی کچھ تقاضے ہوتے ہیں چنانچہ!

اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوستی کا تقاضہ ہے اسکے احکامات کی تعمیل کرنا، نواہی اور منکرات کو ترک کرنا، پابندی سے اس کا ذکر کرنا، قرآن کریم کی تلاوت کرنا، اپنا مراقبہ اور محاسبہ کرتے رہنا کہ کہیں اپنے اللہ کو ناراض کرنے والے اسباب تو جمع نہیں ہو رہے، قضاوقدر پر راضی رہنا، آزمائشوں پر صبر کرنا اور اس کی مخلوق پر شفقت کرنا۔

اور رسول اقدس ﷺ سے دوستی کا تقاضہ یہ ہے کہ آپ ﷺ کی سنت کا اتباع کرنا، زندگی کے تمام شب و روز میں کسی بھی چھوٹے سے لیکر بڑے تک کے تمام معاملات میں آپ ﷺ کی بتائی ہوئی تعلیمات کی مخالفت سے بچنا۔

اور صحابہ کرامؓ کے ساتھ دوستی کا تقاضہ یہ کہ! ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے درجات کی مزید بلند ہونے کی دعا کرتے رہنا، ان کے اقوال حسنہ کو پیش پیش رکھنا، ان کی سیرت کو اپنانے کی کوشش کرنا، ان کی محبت کو ہمیشہ دل میں بسائے رکھنا، اور احکام وسنن میں انکے اقوال کو قبول کرنا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنھم!

اور اپنے ساتھوں کے ساتھ دوستی کا تقاضہ یہ ہے کہ خوش اخلاقی اور خندہ پیشانی کے ساتھ پیش آنا، بات بات پر روک ٹوک اور اعتراض سے بچنا الا یہ کہ ان سے خلاف شریعت عمل سرزد ہو جائے تو پھر کوئی رعایت نہیں کرنی چاہئے، ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ عفو اختیار کرو اور نیک کام کرنے کا حکم دو۔

اور جاہل سے دوستی یہ ہے کہ انہیں قابل رحم گردانا جائے اور خدا کی نعمت کی قدر کرنی چاہئے کہ اس ذات نے تمہیں ان جیسا نہیں بنایا، اور دعا کرنا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں جہالت کی مصیبت سے بچائے رکھے۔

ویسے جہاں تک ہو سکے جہلاء کی دوستی سے بچنا چاہیئے اکثر دانشمندوں نے جاہل کی دوستی سے منع کیا ہے کیونکہ!

عقلمند کے ساتھ دشمنی نبھانا
نادان دوست سے ہے کہیں بہتر
جاہل کی دوستی سے رہنا ہمیشہ بچ کے
کہ دوست ہر انسان کی پہچان ہوتا ہے

دوستی سے متعلق اکابرین کے اقوال

☆......حضرت علی المرتضیٰؓ کا قول ہے کہ!

اگر کوئی قابل شخص دوستی کے لئے نہ ملے تو پھر کسی نااہل سے دوستی مت کرو۔

☆......حضرت ابوذرؓ کا قول ہے کہ!

بُرے دوست سے تنہائی بہتر ہے اور تنہائی سے نیک دوست اچھا ہے۔

☆......حضرت علی المرتضیٰؓ کے چند اشعار کا ترجمہ ہے!

جاہل کی صحبت اختیار مت کرو، اس سے بچو بہت سے جہلاء نے عقلمندوں سے دوستی کی اور انہیں ہلاکت میں مبتلا کر دیا، آدمی آدمی پر قیاس کیا جاتا ہے، شئی شئی پر قیاس کی جاتی ہے، دل کو دل سے راہ ملتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ تم جس طرح کے لوگوں کی صحبت اختیار کرو گے اسی طرح کے اثرات تم پر مرتب ہوں گے۔

☆......حضرت جنید بغدادیؒ کا قول ہے کہ!

اس شخص سے دوستی کرو جو نیکی کر کے بھول جائے اور جو حق اس پر ہو وہ ادا کرے۔

☆......حضرت امام غزالیؒ کا قول ہے کہ!

جو دوست تمہارے مشکل وقت میں کام نہ آئے اس سے بچو کیونکہ وہ تمہارا سب سے بڑا دشمن ہے۔

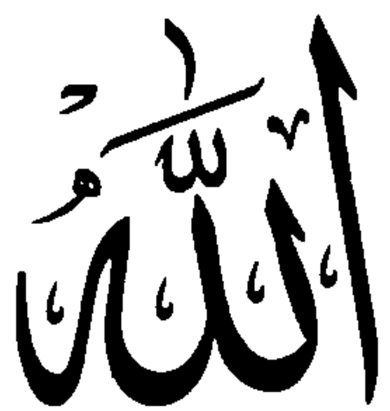
☆......حضرت سعدیؒ کا قول ہے کہ!

مجھے ایسے دوست کی دوستی پسند نہیں جو میری بری عادتوں کو اچھا کہے، میرے عیب

کو ہنر جانے اور میرے کانٹے کو گلاب اور یاسمین کا نام دے۔

☆......ایک دانا شاعر کا قول ہے کہ!

میں عقلمند دشمن سے محفوظ رہ سکتا ہوں، لیکن ایسے دوست سے ڈرتا ہوں جو احمق ہو اس لئے کہ عقل ایک حربہ ہے، میں اس کے طور طریقے سے واقف ہوں، لیکن جنون کے اتنے حربے ہیں کہ ان سے بچنا مشکل ہے۔



دسویں فصل

نوجوان......اور دردِ امت وفکری نبوی ﷺ

بحیثیت آپ ﷺ کے امتی ہونے کے ہرنوجوان پر کچھ ذمہ داریاں بھی آتی ہیں۔

چونکہ ہرنوجوان اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی طاقت اور صلاحیت سے بھرپور ہوتا ہے اسی لئے ان پر دوسروں کے بنسبت کچھ زیادہ ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ان ذمہ داریوں میں سے ایک اہم ذمہ داری ہے نبوت کے کام کو سمجھنا اور پھر اسے آگے بڑھانا اور فکرِ نبوی ﷺ کی طرح امت کے درد کو اپنے سینے میں جگہ دینا۔

ہم نے ،دردامت اور فکرِ نبوی ﷺ کا جو عنوان منتخب کیا ہے اس کے ذیل میں ہم نوجوانوں کو اسی ذمہ داری سے آگاہ کرنا چاہتے ہیں۔

امت کا درد اور فکرِ نبوی ﷺ الفاظ اگر چہ دو ہیں لیکن ان دونوں کا مفہوم اور مقصد ایک ہی ہے یعنی نبوی فکر کا خلاصہ ہی امت کا درد ہے،اگر ہر نوجوان امت کے درد کو دل میں بسالے تو وہ فکرِ نبویؐ سے سرشار ہوسکتا ہے۔

فکرِ نبوی ﷺ کیا ہے؟امت کو اللہ تعالیٰ کے غضب سے بچانا اور جہنم سے بچنے کا راستہ دکھانا،اس وقت امت کا کیا حال ہے؟امت کس راستے کی طرف گامزن ہے؟ یقیناً اس سے ہرشخص بخوبی احسن آگاہ ہے۔اگر امت میں پائے جانے والے انتشار اور بگاڑ کے تذکرے کو شروع کیا جائے تو شاید گفتگو طویل ہوجائے اس لئے ہم اس تفصیل سے قطع نظر کر کے خواجہ الطاف حسین حالی کی زبان میں صرف اتنا عرض کریں گے کہ!

اے خاصۂ خاصان رسل وقت دعا ہے
امت پہ تیری آکے عجب وقت پڑا ہے
جودین بڑی شان سے نکلا تھا وطن سے

پردیس میں وہ آج غریب الغرباء ہے
جس دین کے مدعو تھے کبھی قیصر و کسریٰ
خود آج وہ مہمان سرائے فقراء ہے
وہ دین ہوئی بزم جہاں جس سے چراغاں
اب اس کی مجالس میں بتی ہے نہ دیا ہے
جو تفرقے اقوام کے آیا تھا مٹانے
اس دین میں خود بھائی سے اب بھائی جدا ہے

ایسی صورت میں نوجوانوں کی کیا کیا ذمہ داریاں بنتی ہیں۔اس سے متعلق حضرت مولانا ابوالحسن علی ندویؒ رقم طراز ہیں کہ!

دنیا کی سعادت وکامرانی کی منزل تک پہنچنے کے لئے ضروری ہے کہ مسلمان نوجوان اپنی قربانیوں سے ایک پل تعمیر کریں ،اس پل پر سے گزر کر دنیا بہتر زندگی کی منزل تک پہنچ سکتی ہے۔ زمین کھاد کی محتاج ہوتی ہے لیکن انسانیت کی زمین کی کھاد جس سے اسلام کی کھیتی برگ وبار لاتی ہے ،وہ وہی انفرادی خواہش وہوس ہے جس کو مسلم نوجوان اسلام کا بول بالا کرنے اور اللہ کی زمین میں امن وسلامتی پھیلانے کے لئے قربان کریں آج انسانیت کی افتادہ زمین کھاد مانگتی ہے۔یہ کھاد راحت اور آرام کے مواقع ،انفرادی ترقی کے امکانات اور عیش کے اسباب ہیں جن کو اگر مسلمان نوجوان قربان کر دینے کا ارادہ کر لیں تو انسانیت کی تعمیر کا پل تیار ہو سکتا ہے۔چند انسانی جانوں کی جدوجہد اور ان کی قربانیوں سے اگر انسانی گلہ آگ کی راہ سے نکل کر جنت کی راہ پر لگ جاتا ہے تو یہ بڑا سستا سودا ہے،اس لئے کہ پھر جو نعمت حاصل ہوگی وہ بہت ہی جنس گراں مایہ ہے اور اس کے لئے جو کچھ قربان کرنا پڑے وہ اس کے مقابلے میں بہت ہی معمولی اور ارزاں ہے۔

اے دل تمام نفع ہے اس سودائے عشق میں
ایک جان کا زیاں ہے سو ایسا زیاں نہیں

حضرت علامہ ابوالحسن علی ندویؒ کی تحریر کے ان چند جملوں میں نوجوانوں کے لئے نصیحتوں کا ایک مکمل باب بند ہے۔ بے شک ہر دور میں نوجوانوں کی قربانیاں ہی کام آئی ہیں اور آج بھی

امت کی گرتی ہوئی ساکھ سنبھالنے کے لئے نوجوانوں ہی کی ضرورت ہے چنانچہ!

کھیتوں کو دے لو پانی اب بہہ رہی ہے گنگا

کچھ کرلو نوجوانو اٹھتی جوانیاں ہیں

بہرحال اب فکر نبوی ﷺ اور درد امت کو لیکر اٹھنے کی ضرورت ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ اگر یہ امت نبوی ﷺ تعلیمات کو اپنی زندگیوں میں بسالے تو موجودہ تمام بگاڑ اور انتشار خود بخود ختم ہوجائیں گے۔

واضح رہے فکر نبوی ﷺ میں وہ تمام اعمال شامل ہیں جو رسول اقدس ﷺ نے اپنی زندگی میں بجالائے چاہے وہ تبلیغ ہو یا جہاد ہو یا درس و تدریس ہو یا خانقاہی سلسلہ غرض جہاں جیسا موقع ہو اس کے مطابق ہر ہر عمل کو لیکر فکر نبوی ﷺ کو زندہ کیا جائے۔ چنانچہ اسی لئے ہم ذیل میں تبلیغ اور جہاد کے فضائل اور احکام اور انکے ضروری ضروری آداب کو بیان کریں گے بلاشبہ یہ ایسے ذریعے ہیں کہ ان ہی کو لیکر امت کی صحیح فکر کی جاسکتی ہے۔ علامہ اقبال کے ذیل کے ان اشعار میں بھی اسی جذبے یعنی درد امت و فکر نبوی کو زندہ کیا جارہا ہے۔

شراب کہن پھر پلا ساقیا وہی جام گردش میں لا ساقیا

مجھے عشق کے پر لگا کر اڑا میری خاک جگنو بنا کر اڑا

خرد کی غلامی سے آزاد کر جوانوں کو پیروں کا استاد کر

ہری شاخ ملت ترے نم سے ہے نفس اس بدن میں ترے دم سے ہے

تڑپنے پھڑکنے کی توفیق دے دل مرتضیٰؓ سوز صدیقؓ دے

جگر سے وہی تیر پھر پار کر تمنا کو سینوں میں بیدار کر

ترے آسمانوں کے تاروں کی خیر زمینوں کے شب زندہ داروں کی خیر

جوانوں کو سوز جگر بخش دے میرا عشق میری نظر بخش دے

اور

مرے دیدہ تر کی بے خوابیاں مرے دل کی پوشیدہ بے تابیاں

مرے نالۂ نیم شب کا نیاز مری خلوت و انجمن کا گداز

امنگیں مری آرزوئیں مری امیدیں مری جستجوئیں مری

یہی کچھ ہے ساقی متاعِ فقیر اس سے فقیری میں ہوں میں امیر
مرے قافلے میں لٹادے اسے لٹا دے ٹھکانے لگادے اسے

دعوت وتبلیغ کی ترغیب قرآن کریم کی روشنی میں

آیت نمبرا......ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ!

تم بہترین امت ہو کہ لوگوں کے (نفع رسانی) کے لئے نکالے گئے ہو۔ تم لوگ نیک کام کا حکم کرتے ہو اور بُرے کام سے منع کرتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھے ہو۔

(پ۴ر۳)

آیت نمبر۲......فرمان باری تعالیٰ ہے کہ!

عام لوگوں کی اکثر سرگوشیوں میں خیر (وبرکت) نہیں ہوتی مگر جولوگ ایسے ہیں کہ صدقہ خیرات کی یا اور کسی نیک کام کی یا لوگوں میں باہم اصلاح کرنے کی ترغیب دیتے ہیں (اور اس تعلیم وترغیب کے لئے خفیہ تدبیریں اور مشورے کرتے ہیں ان کے مشوروں میں البتہ خیر وبرکت ہے) اور جو شخص یہ کام (یعنی نیک اعمال کی ترغیب محض) اللہ کی رضا کے واسطے کریگا (نہ کہ لالچ یا شہرت کے غرض سے) اس کو ہم عنقریب اجر عظیم عطا فرمائیں گے۔

(پ۵ر۱۴)

آیت نمبر۳......فرمان باری تعالیٰ ہے کہ!

اور تم میں سے ایک جماعت ایسی ہونا ضروری ہے کہ خیر کی طرف بلائے اور نیک کاموں کے کرنے کو کہا کرے اور بُرے کاموں سے روکا کرے اور ایسے لوگ پورے کامیاب ہونگے۔

(پ۴ر۲)

آیت نمبر۴......اعلان باری تعالیٰ ہے کہ!

اور اس سے بہتر کس کی بات ہوسکتی ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف بلائے اور نیک عمل کرے اور کہے کہ میں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔

(پ۲۴ر۱۹)

فائدہ......!شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا نور اللہ مرقدہ اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے

فرماتے ہیں کہ جو شخص بھی اللہ تعالیٰ کی طرف کسی کو بلائے وہ اس بشارت اور تعریف کا مستحق ہے خواہ کسی بھی طریقے سے بلائے۔ مثلاً انبیاء معجزہ وغیرہ کے ذریعے بلاتے ہیں اور علماء دلائل سے، مجاہدین تلوار سے اور موذنین اذان سے، غرض جو بھی کسی شخص کو دعوت الی الخیر کرے وہ اس میں داخل ہے۔

آیت نمبر ۵..... قرآن کریم کی ایک آیت کا مفہوم ہے کہ!

بیٹا نماز پڑھا کر اور اچھے کاموں کی نصیحت کیا کر اور بُرے کاموں سے منع کیا کر اور تجھ پر جو مصیبت واقع ہو اس پر صبر کیا کر کہ یہ ہمت کے کاموں میں سے ہے۔

(پ ۲۱ ر ۱۱)

فائدہ......! مندرجہ بالا آیات قرآنی سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں کس قدر فضائل بیان فرمائے ہیں اور فکر نبوی ﷺ کو اپنانے کی کس قدر ترغیب دی ہے۔ ان آیات سے واضح طور پر ہمیں یہ بات سمجھ میں آجانی چاہیئے کہ درد امت کو اپنے قلوب میں بسانا اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کو راہ ہدایت دکھانا ہماری اہم ترین ذمہ داری ہے اور اس ذمہ داری کو پورا کرنے میں ہی مسلمانوں کی انفرادی واجتماعی بھلائی مضمر ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو درد امت وفکر نبوی ﷺ سے سرشار فرمائیں۔ آمین

اب ہم دعوت تبلیغ کے فضائل احادیث کی روشنی میں بیان کرنا چاہیں گے۔ انشاء اللہ

دعوت وتبلیغ کی ترغیب احادیث کی روشنی میں

ایمان کا آخری درجہ

حضرت ابو سعید خدریؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اقدس ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ !جو شخص کسی ناجائز امر کو ہوتے ہوئے دیکھے اگر اس پر قدرت ہو کہ اسکو ہاتھ سے بند کر دے تو اس کو بند کر دے اگر اتنی قدرت نہ ہو تو زبان سے اس پر انکار کر دے اگر اتنی بھی قدرت نہ ہو تو دل سے اس کو بُرا سمجھے اور یہ ایمان کا بہت ہی کم (یعنی آخری) درجہ ہے۔

(ترمذی شریف)

تبلیغ نہ کرنے کا انجام

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ

!بنی اسرائیل میں سب سے پہلا تنزل اس طرح شروع ہوا کہ ایک شخص کسی دوسرے سے ملتا اور کسی ناجائز بات کو کرتے ہوئے دیکھتا تو اس کو منع کرتا کہ دیکھ اللہ سے ڈر ایسا نہ کر لیکن اس کے نہ ماننے پر بھی وہ اپنے تعلقات کی وجہ سے کھانے پینے میں اور نشست و برخاست میں ویسا ہی برتاؤ کرتا جیسا کہ اس سے پہلے تھا۔ جب عام طور پر ایسا ہونے لگا تو اللہ تعالیٰ نے بعضوں کے قلوب کو بعضوں کے ساتھ خلط کر دیا (یعنی نافرمانوں کے قلوب جیسے تھے ،انکی نحوست سے فرمان برداروں کے قلوب بھی ویسے ہی کر دیئے گئے) پھر ان کی تائید میں کلام پاک کی آیتیں ﴿لُعِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا﴾ سے فَاسِقُوْن تک پڑھیں اس کے بعد حضور ﷺ نے بڑی تاکید سے یہ حکم فرمایا کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہو، ظالم کو ظلم سے روکتے رہو اور اس کو حق بات کی طرف کھینچ کر لاتے رہو۔

(ترمذی شریف)

امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرتے رہیں

حضرت عائشہؓ فرماتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک مرتبہ دولت کدہ پر تشریف لائے تو میں نے چہرہ انور پر ایک خاص اثر دیکھ کر محسوس کیا کہ کوئی اہم بات پیش آئی ہے۔ آپ ﷺ نے کسی سے کوئی بات چیت نہیں فرمائی اور وضو فرما کر مسجد میں تشریف لے گئے۔ میں حجرے کی دیوار سے لگ کر سننے کھڑی ہوگئی کہ کیا ارشاد فرماتے ہیں۔ حضور ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور حمد و ثنا کے بعد ارشاد فرمایا۔ لوگو! اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہو، مبادا کہ وہ وقت آجائے کہ تم دعا مانگو اور قبول نہ ہو۔ تم سوال کرو اور سوال پورا نہ کیا جائے تم اپنے دشمنوں کے خلاف مجھ سے مدد چاہو اور میں تمہاری مدد نہ کروں۔ یہ کلمات آپ ﷺ نے ارشاد فرمائے اور منبر سے نیچے تشریف لے آئے۔

(ابن ماجہ)

کلمہ توحید کے حقوق

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ!

(کلمہ توحید) لاالہ الااللہ (محمد رسول اللہ) کہنے والے کو ہمیشہ نفع دیتا ہے

اور اس عذاب اور بلا کو رفع کرتا ہے جب تک کہ اس کے حقوق سے بے پرواہی واستخفاف نہ کیا جائے۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ اسکے حقوق سے بے پرواہی واستخفاف کیئے جانے کا کیا مطلب ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کی نافرمانیاں کھلے طور پر کیجائیں اور ان کو بند کرنے کی کوشش نہ کی جائے۔

(فضائل اعمال بحوالہ ترغیب)

دنیا میں ہی عذاب

حضرت جریر بن عبداللہؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ!

اگر کسی جماعت اور قوم میں کوئی شخص کسی گناہ کا ارتکاب کرتا ہے اور وہ جماعت اور قوم باوجود قدرت کے اس شخص کو اس گناہ سے نہیں روکتی تو ان پر مرنے سے پہلے دنیا ہی میں اللہ تعالیٰ کا عذاب مسلط ہو جاتا ہے۔

(ابوداؤد شریف)

تبلیغ والوں کے لئے انعام

حضرت ابوذر غفاریؓ روایت نقل فرماتے ہیں کہ!

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا! یارسول اللہ(ﷺ)کیا مشرکین سے جنگ کے بغیر بھی جہاد ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہاں اے ابوبکر اللہ تعالیٰ کے ایسے مجاہدین بھی زمین پر ہیں جو کہ ان شہداء سے افضل ہیں جو زندہ ہیں انہیں روزی ملتی ہے یہ زمین پر چل رہے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ آسمان سے فرشتوں کے سامنے فخر فرماتے ہیں ان کے لئے جنت سجائی جاتی ہے حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ وہ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا نیکی کا حکم کرنے والے، برائی سے روکنے والے اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت کرنے والے۔ پھر ارشاد فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ بندہ بلند ترین مکان میں ہوگا جو شہداء کے مکانات سے بلند ہوگا ہر مکان کے تین سو دروازے ہوں گے یاقوت اور سبز زمرد کے۔ ہر دروازے پر روشنی ہوگی۔ ایسا آدمی تین لاکھ حوروں سے نکاح کرے گا جو انتہائی پاکباز اور خوبصورت ہوں گی جب بھی وہ کسی ایک کی طرف دیکھے گا تو وہ کہے گی، آپ نے فلاں دن اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا اور آپ نے اسی

طرح نیکی کا حکم دیا اور برائی سے منع کیا الغرض جب بھی کسی حور کی طرف دیکھے گا تو وہ نیکی کا حکم کرنے اور برائی سے روکنے کی وجہ سے اس کا ایک اعلیٰ مقام بتائے گی۔

(بحوالہ احیاء العلوم ج ا)

مسلمانوں کی اصلی شناخت

حضرت مولانا ابوالحسن علی ندویؒ اپنے ایک خطاب میں فرماتے ہیں کہ!

مسلمانوں کی اصلی شناخت یہی ہے کہ یا تو اسلام کی دعوت اور عملی جدوجہد میں مشغول ہوں، یا پھر اس دعوت و عملی جدوجہد میں مشغول ہونے والوں کے لئے پشت پناہ ومددگار ہوں اور اس کے ساتھ بھی عملی جدوجہد میں حصہ لینے کا عزم اور شوق رکھتے ہوں، مطمئن شہری اور محض کاروباری زندگی اسلامی زندگی نہیں، اور کسی طرح بھی یہ ایک مسلمان کا مقصود حیات نہیں ہوسکتا۔ جائز مشاغل زندگی، جائز وسائل معیشت ہرگز ممنوع نہیں بلکہ نیت اور اجر طلبی کے ساتھ عبادت وقرب الٰہی کا ذریعہ ہیں، مگر اس وقت جب یہ سب دین کے سایہ میں ہو اور صحیح مقاصد کا وسیلہ ہوں نہ خود مقصود بالذات۔

چنانچہ میں پوری صراحت کے ساتھ عرض کرتا ہوں کے اگر مسلمان دعوتِ حق سے کنارہ کش اور سبکدوش ہو گئے جو ان کے سپرد کی گئی ہے اور جس کی خاطر ان کو سرفراز کیا گیا ہے تو پھر دنیا میں ان کے حفظ وبقاء کی کوئی ضمانت نہیں لی جاسکتی، خواہ ان کے پاس فوجی طاقت ہو، عددی طاقت ہو، اقتصادی طاقت ہو، بہتر سے بہتر مواقع میسر ہوں اور جو بھی جاہ وحشمت ان کو ملی ہو سب بے کار سب بے سود و بے نفع ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کی نصرت ان کی اسی صفت کی بناپر کی تھی۔ بہرحال مسلمانوں کو سب کچھ مل سکتا ہے، حکومتیں ملتی رہیں گی، دولت پاسکتے ہیں مگر امانت خداوندی یعنی دعوت الی اللہ جس سے صرف اللہ کی پرستش ہو اور اس کا پیغام سرمدی دنیا میں باقی رہے اور غلبہ وسطوت صرف اللہ کا رہے، اس کے احکام زمین پر جاری ہوں، زندگی کے ہر موڑ پر اس کے احکام کی پیروی ہو، یہ نہیں ہوگا اور جب یہ نہ ہوگا تو اللہ تعالیٰ کی خصوصی نعمت ونوازش بے پایاں سے امت محروم ہوجائے گی۔ اس لئے وہ چیز جس کی حفاظت مسلمانوں پر فرض ہے اور جس کے لئے ان کے اندر غیرت اور حمیت ہونا چاہیئے اور جس کو وہ اپنی جان سے صحت سے اپنی دانائی وہوش مندی سے زیادہ

عزیز رکھیں اور جس کو دولت وحکومت پر ترجیح دیں، اپنی شہرت وناموری کے پروپیگنڈے اور اپنی سیاسی تگ ودو سے زیادہ اہمیت دیں اور جذبہ حکمرانی اور اپنے حدود سلطنت کو وسیع کرنے کی تمنائیں اس کے مقابلے میں ہیچ ہوں۔ وہ یہ ہے کہ اپنے آپ کو اللہ کے دین کا داعی ومبلغ سمجھیں، علم توحید کو سر بلند اور اللہ کے دین کو سرسبز وشاداب رکھنے کی آرزوں اور تمناؤں کو غالب رکھیں آخرت کو دنیا پر ترجیح دیں اللہ کی رضا اور اس کے احکام کے اجراء کو ہر مقصد اور ہر نسبت پر قربان کرنے کا جذبہ اپنے اندر بیدار کریں، مسلمانوں کے بقاء کی ضمانت اسی میں ہے کیونکہ ان کا وجود ملی اسی دھاگے سے بندھا ہوا ہے۔

دین کی دعوت لیکر اٹھیئے

یاد رکھیئے! قیامت کا دن بڑا کٹھن ہے، اس دن دل کی کیفیت چہروں پر عیاں ہوگی۔ جن کے دل نور ایمان سے منور ہیں قیامت کے دن ان کے چہرے آفتاب کی طرح روشن ہوں گے اور جن کے باطن میں دین وایمان کی دوری کے باعث گمراہی کی تاریکی جمی ہوئی ہے، اس روز ان کے چہرے سیاہ ہوں گے۔ کامیابی اسی میں ہے کہ ہم اللہ کے کلمہ کو بلند کرنے کے لئے اپنا سب کچھ قربان کر کے اللہ کی دین کی دعوت لیکر نکلیں تا کہ ہمیں بھی اللہ تعالیٰ روشن چہروں والوں کے ساتھ ملا دے۔ قیامت کے روز بعض پر انعام اور اکرام کی بارش اور بعضوں پر غضب وناراضگی کی پھٹکار ہوگی، اور یہ بلا وجہ نہیں ہوگی بلکہ ہر ایک کے اعمال کا یہ نتیجہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک اس سے بلند ہے کہ وہ کسی پر زیادتی کرے یا اس کے اعمال کو ضائع کرے۔ اللہ تعالیٰ تو کسی پر ظلم نہیں فرماتے ہاں ہم خود جان بوجھ کر اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں۔

اور اپنے اعمال بد سے اپنے نامہ اعمال کی سیاہی میں اضافہ کرتے رہتے ہیں۔

یاد رکھیئے! اللہ کی دین کی دعوت کا کام چھوڑ کر ہم خود اپنے اوپر ظلم کر رہے ہیں ہم نبی کریم کے امتی ہیں اور ہمیں اللہ تعالیٰ نے خیر الامم کے جلیل القدر لقب سے سرفراز کیا ہے۔ ہم سے پہلے جتنی بھی امتیں صفحہ ہستی پر ظاہر ہوئی ہیں ان سب سے ہمیں بہتر کہا گیا ہے کیونکہ ہماری زندگی کا مقصد بڑا پاکیزہ اور بہت بلند ہے ہمیں اس لئے زندہ رہنا ہے کہ حق کا بول بالا ہو، ہدایت کی روشنی پھیلے، گمراہی کی ظلمت کافور ہو، باطل کا طلسم ٹوٹے اور اخلاق حسنہ کو قبولیت حاصل ہو۔ اور اس کے ساتھ ساتھ سب سے بڑی صداقت (یعنی توحید) پر جب خود بھی

ایمان لا چکے ہیں تو ہمارے ذمہ یہ فرض ہے کہ ہم دوسروں کو بھی اس کے قبول کرنے کی دعوت دیں۔ یہ ہماری سب سے بڑی ذمہ داری ہے اسلئے ہمیں چاہیئے کہ ہم ہمت، خلوص اور سرفروشی کا جذبہ لے کر اللہ کے دین کی دعوت لیکر اٹھیں اور دنیا کے کونے کونے میں اللہ کے دین کو پہنچانے کے لئے کمر بستہ ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے اقوام عالم کی بھری محفل میں ہمارے سر پر فضیلت کا تاج رکھا ہے۔ دوسری قوموں کے فیضان ہدایت سے ایک محدود علاقہ، ایک مخصوص قوم، ایک مقررہ وقت تک مستفیض ہو سکتی تھی لیکن اللہ کے دین کی دعوت کا کام کرنے والے مسلمانوں کا ابر کرم بحر و بر، نشیب و فراز، سیاہ و سفید، نزدیک و دور ہر خطہ پر برستا رہا۔ اور ہر خطے کے پیاسوں کی پیاس بجھتی رہی۔ دین کے کام کرنے والے مسلمانوں کی برکتیں صرف اپنے لئے اور صرف اپنوں کے لئے نہیں بلکہ سب کے لئے ہیں۔

آیئے ہم بھی عہد کریں کہ آج کے بعد ہم نے دین کی دعوت کو اپنی زندگی کا لازمی جز بنانا ہے اور اللہ کے دین کو ساری دنیا میں پھیلانے کا جذبہ اپنے اندر پیدا کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسلام کا سچا مبلغ و داعی بنادے۔ آمین

دعوت حق اور مشکلات

یاد رکھیئے! دعوت حق میں مصائب و مشکلات کا آنا ضروری ہے، ازمائشوں کی منزل سے گزر کر ہی ایمان میں قوت آتی ہے اور اخلاق و کردار میں پختگی پیدا ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ضرور آزماتا ہے، جو ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں اور جو اپنے دین و ایمان میں جتنا زیادہ پختہ ہوتا ہے اس کی آزمائش بھی اسی لحاظ سے سخت ہوتی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ!

اور ہم ضرور تمہیں خوف اور خطرہ، فاقہ کشی، جان اور مال کے نقصانات اور آمدنیوں کے گھاٹے میں مبتلا کر کے تمہاری آزمائش کریں گے۔ ان حالات میں جو لوگ صبر کریں گے اور جب کوئی مصیبت پڑے تو کہیں کہ ہم اللہ ہی کے ہیں اور اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے، انہیں خوشخبری دیجئے! ان پر ان کے رب کی طرف سے عنایات ہوں گی۔ اس کی رحمت ان پر سایہ کریگی اور ایسے ہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔

(سورہ بقرہ آیت نمبر ۱۵۵)۔

چنانچہ دعوت و تبلیغ کی راہ میں آنے والی مشکلات، تکالیف اور آزمائشوں کو خندہ

پیشانی کے ساتھ برداشت کرنا چاہئے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ!

اور نیکی کا حکم دو اور برائی سے روکو اور اس راہ میں جو مصائب بھی آئے ان کو استقلال کے ساتھ برداشت کرتے رہو۔

(سورہ لقمان آیت نمبر ۱۷)

ایک دفعہ حضرت سعدؓ نے آپ ﷺ سے پوچھا! یارسول اللہ (ﷺ) سب سے زیادہ آزمائش کس شخص کی ہوتی ہے آپ نے فرمایا انبیاء کی، پھر دین وایمان میں ان سے زیادہ قریب ہو اور پھر جو اس سے قریب ہو۔ آدمی کی آزمائش اس کے دین کے اعتبار سے ہوتی ہے، پس جو شخص اپنے دین میں پختہ ہوتا ہے اس کی آزمائش سخت ہوتی ہے اور جو دین میں کمزور ہو اس کی آزمائش ہلکی ہوتی ہے اور یہ آزمائش برابر ہوتی رہتی ہے یہاں تک کہ وہ زمین پر اس حال میں چلتا ہے کہ اس پر گناہ کا کوئی اثر نہیں رہ جاتا۔ (مشکوٰۃ شریف)

اور رسول اللہ ﷺ نے اپنا حال بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ!

مجھے اللہ کی راہ میں اتنا ستایا گیا کہ کبھی کوئی انسان اتنا نہیں ستایا گیا اور مجھے اللہ کی راہ میں اتنا ڈرایا گیا کہ کبھی کوئی آدمی اتنا نہیں ڈرایا گیا اور ہم پر تیس شب وروز ایسے گزرے ہیں کہ میرے اور بلال کے کھانے کے لئے کوئی ایسی چیز نہ تھی جسے کوئی جاندار کھا سکے سوائے اس مختصر توشے کہ جو بلال کے بغل میں تھا۔

(ترمذی شریف)

اس میں کوئی شک وشبہ کی گنجائش نہیں کہ آزمائش تحریک کو قوت پہنچانے اور آگے بڑھانے کا ذریعہ ہیں، آزمائشوں کی منزلوں سے گزرے بغیر کوئی تحریک کبھی کامیاب نہیں ہوسکتی خصوصاً وہ تحریک جو عالم انسانی میں ہمہ گیر انقلاب کی دعوت دیتی ہو اور پوری انسانی زندگی کو نئی بنیادوں پر تعمیر کرنے کا منصوبہ رکھتی ہو۔

تاریخ کے اوراق گواہ ہیں کہ جس زمانے میں مکہ کے سنگ دل آپ ﷺ اور آپ کے ساتھیوں پر بے پناہ ظلم وستم ڈھا رہے تھے انہی دنوں کا ایک واقعہ حضرت خباب بن الارت بیان فرماتے ہیں!

رسول اللہ ﷺ بیت اللہ کے سائے میں چادر سر کے نیچے رکھے آرام فرما رہے تھے، ہم آپ ﷺ کے پاس شکایت لے کر پہنچے، یارسول اللہ ﷺ! آپ ہمارے لئے اللہ تعالیٰ سے

مدد طلب نہیں فرماتے۔ آپ اس ظلم کے خاتمے کی دعا نہیں کرتے (آخر یہ سلسلہ کب تک دراز رہے گا اور کب یہ مصائب کا دور ختم ہوگا؟) رسول اللہ ﷺ نے یہ سن کر فرمایا! تم سے پہلے ایسے لوگ گزرے ہیں کہ ان میں سے بعض کے لئے گھڑا کھودا جاتا، پھر اس کو اس گھڑے میں کھڑا کردیا جاتا، پھر آرالایا جاتا اور اس کے جسم کو چیرا جاتا یہاں تک کہ اس کے جسم کے دو ٹکڑے کردیئے جاتے۔ پھر بھی وہ اپنے دین سے نہ پھرتا اور اس کے جسم میں لوہے کے کنگھے چھبوئے جاتے جو گوشت سے گزر کر ہڈیوں اور پھٹوں تک پہنچ جاتے مگر وہ اللہ کا بندہ حق سے نہ پھرتا۔ قسم ہے خدا کی یہ دین غالب ہوکر رہے گا یہاں تک کہ سوار (یمن کے دارالخلافے) صنعاء سے حضر موت تک کا سفر کرے گا اور راستے میں اللہ کے سوا اس کو کوئی خوف نہ ہوگا۔ البتہ چرواہوں کو صرف بھیڑیوں کا خوف رہے گا کہ کہیں بکری اٹھا نہ لے جائیں۔ لیکن افسوس کہ تم جلدی مچا رہے ہو۔

(بخاری شریف)

اس حدیث سے واضح ہوا کہ راہ حق میں مشکلات ومصائب کا آنا ہمیشہ سے جاری ہے اور ہمیشہ تک جاری رہے گا۔ اس لئے دعوت حق کے سلسلہ میں آنے والی مشکلات کے سامنے حوصلہ ہار دینا ایک کامیاب مبلغ وداعی کی علامت نہیں بلکہ مشکلات کو سہہ کر آگے بڑھنا ہی ایک سچے، پکے داعی کا شیوہ ہونا چاہیئے۔ اس کے بعد ہی اللہ کی مدد ونصرت آتی ہے۔

حضرت امیر معاویہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے کہ!

میری امت میں برابر ایک گروہ ایسا موجود رہے گا جو اللہ کے دین کا محافظ رہے گا۔ جو لوگ ان کا ساتھ نہیں دیں گے اور جو لوگ ان کی مخالفت کریں گے وہ ان کو تباہ نہ کرسکیں گے یہاں تک کہ اللہ کا فیصلہ آجائے اور یہ دین کے محافظ لوگ اپنی اسی حالت پر قائم رہیں گے۔

(بخاری شریف)

اللہ تعالیٰ ہمیں دین حق کا سچا پکا مبلغ بنادے۔ آمین

تبلیغ کے فضائل کے بعد اب ہم جہاد کے فضائل بیان کررہے ہیں تاکہ دین کا یہ اہم شعبہ بھی ہماری زندگیوں میں پیدا ہوجائے۔

جہاد کی ترغیب وفضائل قرآن کریم کی روشنی میں

آیت نمبر ۱......

"برابر نہیں بیٹھ رہنے والے مسلمان جن کو کوئی عذر نہیں اور وہ مسلمان جو اللہ کی راہ میں لڑنے والے ہیں اپنے مال سے اور جان سے اللہ نے بڑھا دیا اپنے مال اور جان سے لڑنے والوں کا درجہ بیٹھے رہنے والوں پر اور ہر ایک سے وعدہ کیا اللہ نے بھلائی کا اور زیادہ کیا اللہ نے لڑنے والوں کو بیٹھے رہنے والوں سے اجر عظیم میں"۔

(سورۃ النساء آیت ۹۵)

آیت نمبر ۲......

"جو کوئی اللہ کی راہ میں لڑے پھر مارا جائے، یا غالب ہو جائے تو ہم دیں گے اسکو بڑا ثواب"۔

(سورۃ النساء آیت ۷۴)

آیت نمبر ۳......

"جو ایمان لائے اور گھر چھوڑ آئے اور لڑے اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان انکے لئے اللہ کے ہاں بڑا درجہ ہے اور وہی مراد کو پہنچنے والے ہیں ان کا پروردگار ان کو اپنی طرف سے اپنی مہربانی کی خوشخبری دیتا ہے اور اپنی رضامندی کی اور باغوں کی جن میں ان کو ہمیشہ کا آرام، رہا کریں ان میں مدام بے (یعنی ہمیشہ) شک اللہ کے پاس بڑا ثواب ہے"۔

(سورۃ التوبہ ۲۰ تا ۲۲)

آیت نمبر ۴......

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اللہ نے خرید لی مسلمانوں سے انؓ کی جان اور ان کا مال اس قیمت پر کہ ان کے لئے جنت ہے لڑتے ہیں اللہ کی راہ میں پھر مارتے ہیں اور مرتے ہیں وعدہ ہو چکا اسکے ذمہ پر سچا تورات اور انجیل اور قرآن میں اور کون ہے قول کا پورا کرنے والا اللہ سے زیادہ، سو خوشیاں کرو اس معاملہ پر جو تم نے کیا اس سے اور یہی ہے بڑی کامیابی۔

(سورۃ التوبہ ۱۱۱)

آیت نمبر۵......

''اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے ایمان والو! کیا میں تمہیں ایسی سوداگری بتلاؤں جو تم کو ایک دردناک عذاب سے بچائے گی، ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور لڑو اللہ کی راہ میں اپنے مال سے اور اپنی جان سے یہ بہتر ہے تمہارے حق میں اگر تم سمجھ رکھتے ہو وہ تمہارے گناہوں کو بخشے گا اور داخل کرے گا تم کو جنتوں میں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں اور ستھرے گھروں میں ہمیشہ رہنے کی جنتوں میں یہ بڑی کامیابی ہے''۔

(سورۃ الصف)

آیت نمبر۶......

''اللہ تعالیٰ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ محبوب رکھتا ہے ان لوگوں کو جو اس کی راہ میں لڑتے ہیں صف باندھ کر گویا وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں''۔

(سورۃ الصف)

آیت نمبر۷......

''اور اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے لڑو! جو تم سے لڑتے ہیں اور حد سے نہ بڑھو یقیناً اللہ تعالیٰ حد سے بڑھنے والوں سے محبت نہیں کرتے''۔

(سورۃ بقرہ آیت ۹)

آیت نمبر۹......

''ان (کافروں) سے لڑو! اللہ تعالیٰ انہیں تمہارے ہاتھوں سے عذاب میں مبتلا کردے گا اور انہیں ذلیل کرے گا اور ان کے خلاف تمہاری مدد کرے گا اور ایمان والے لوگوں کے سینوں کو شفا دیگا اور ان کے دلوں کا غصہ ختم کرے گا اور جس پر اللہ چاہے گا رجوع فرمائے گا اور اللہ جاننے والا اور حکمت والا ہے''۔

(سورۃ توبہ آیت ۱۴،۱۵)

فائدہ!......یوں تو جہاد سے متعلق اس قدر آیات ہیں کہ اگر سب کا تذکرہ کیا جائے کتاب بن جائے یہاں ہم نے اختصار کی نیت سے فقط اس قدر آیات پر اکتفا کیا ہے بے شک ایک عقلمند کے لئے یہی کافی ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو جذبہ جہاد سے سرشار فرمائے۔

جہاد کی ترغیب وفضائل احادیث کی روشنی میں

جہاد کا افضل ہونا

''حضرت ابوقتادہؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضور اکرم ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا، اس میں آپ ﷺ نے جہاد کی فضیلت بیان کی پس آپ ﷺ نے فرض نماز کے علاوہ ہر عمل سے جہاد کو افضل قرار دیا''۔

(ابوداؤد شریف)

سب سے افضل عمل

''حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اقدس ﷺ سے پوچھا کہ سب سے افضل عمل کونسا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وقت پر نماز پڑھنا سب سے افضل عمل ہے میں نے پوچھا کہ اس کے بعد کونسا عمل افضل ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ والدین کی اطاعت و فرماں برداری میں، نے پوچھا کہ اس کے بعد کونسا عمل افضل ہے آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنا''۔

(بخاری شریف)

میزان اعمال میں سب سے وزنی عمل

''حضرت معاذؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اس پروردگار کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ فرض نماز کے بعد درجات جنت حاصل کرنے میں جہاد سے بڑھ کر ایسا کوئی عمل نہیں جس میں بندے کا چہرہ متغیر ہو کر مرجائے یا اس کے پاؤں غبار آلود ہو جائیں اور جہاد فی سبیل اللہ میں (اگر) کسی کا گھوڑا مرجائے یا اس پر کسی کو سوار کیا جائے تو اس سے بڑھ کر میزان اعمال میں سے کسی کا کوئی وزنی عمل نہیں''۔

(کتاب الجہاد)

جہاد میں ایک صبح یا شام کا لگا دینا

''حضرت ابوامامہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ! اس ذات کی قسم کہ

جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ اللہ کے راستے جہاد میں ایک مرتبہ صبح یا شام کو نکلنا ساری دنیا اور اس کی تمام نعمتوں سے بہتر ہے۔ اور ایک شخص کا جہاد کی صف میں کھڑا ہونا گھر میں رہ کر ساٹھ برس کی نمازوں سے بہتر ہے"۔(مسند احمد)

دین ہمیشہ قائم رہے گا

"حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ! یہ دین ہمیشہ قائم رہے گا(کیونکہ) مسلمانوں میں سے ایک نہ ایک جماعت اس دین کی حفاظت کے لئے قیامت تک لڑتی رہے گی"۔

(مسلم شریف)

جنت میں درجات کا بلند ہونا

"رسول اقدس ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ ایک اور چیز ہے جس کے سبب اللہ تعالیٰ جنت میں بندے کے سو درجات تک بلند فرماتا ہے پھر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا کہ زمین وآسمان کے درمیان ہے صحابیؓ نے پوچھا یارسول اللہ(ﷺ) وہ کیا چیز ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ !وہ اللہ کے راستے میں جہاد ہے۔ وہ اللہ کے راستے میں جہاد ہے۔ وہ اللہ کے راستے میں جہاد ہے"۔

(مشکوۃ شریف)

لوگوں میں سب سے افضل کون ہے؟

"حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آکر پوچھنے لگا کہ لوگوں میں سب سے افضل کون ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ مومن جو اپنی جان اور مال سے اللہ کے راستے میں جہاد کرتا ہے۔ اس شخص نے پوچھا کہ اس کے بعد کون افضل ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ شخص جو کنارہ کش ہو کر کسی گھاٹی میں اللہ کی عبادت کرنے والا ہو اور مخلوق خدا کو اپنی شرارت سے محفوظ رکھتا ہو"۔

(بخاری ومسلم)

ترک جہاد اور ذلت کا مسلط ہونا

''حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ جب تم عینہ کا کاروبار شروع کردو گے اور بیلوں کی دموں کو پکڑ کر کھیتی باڑی پر راضی ہوجاؤ گے اور جہاد چھوڑ دو گے تو اللہ تعالیٰ تم پر ذلت مسلط کردے گا اور اس کو تم سے اس وقت تک نہیں ہٹائے گا جب تک کہ تم اپنے دین (جہاد کی طرف لوٹ کر نہیں آ ؤ گے''۔

(ابوداؤد شریف)

جنت میں سب سے پہلے جانے والی جماعت

''حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ مجھے ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! کیا تم جانتے ہو کہ میری امت میں سے جنت میں سب سے پہلے جانے والی جماعت کونسی ہوگی؟ میں نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں پھر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سب سے پہلے مہاجرین جنت میں جائیں گے یہ لوگ جنت کے دروازہ پر آئیں گے اور دروازہ کھولنے کے لئے کہیں گے تو جنت کا داروغہ کہے گا کہ کیا تمہارا حساب کتاب ہو چکا ہے؟ تو یہ لوگ کہیں گے ہمارا کیا حساب کتاب ہے بس جہاد کے لئے ہر وقت ہماری تلواریں ہمارے کندھوں پر رکھی رہتی تھیں، تب ان کے لئے دروازہ کھولا جائے گا اور یہ لوگ عام انسانوں سے چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہو کر آرام کریں گے''۔

(مسند احمد)

جہاد کے ہم پلہ کوئی عمل نہیں

حضرت ابوہریرہؓ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اقدس ﷺ کے پاس ایک شخص آیا اور اسنے کہا کہ مجھے کوئی ایسا عمل بتلا دیجئے جو جہاد کا ہم پلہ ہو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں ایسا کوئی عمل نہیں پاتا ہوں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اس شخص سے فرمایا کہ کیا تم ایسا کر سکتے ہو کہ جب مجاہد جہاد کے لئے نکل جائیں تو تم اپنی مسجد میں داخل ہو کر مسلسل نمازیں پڑھو جس میں کوئی فتور نہ ہو اور ایسے روزے رکھو کہ جس میں افطار نہ ہو؟ اس شخص نے کہا کہ اس کی طاقت کون رکھ سکتا ہے؟۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ مجاہد کا گھوڑا اگر رسی میں اچھلتا

کھودتا ہے تو اس کا بھی مجاہد کو ثواب لکھ کر دیا جاتا ہے"۔

(بخاری شریف)

فائدہ!...... یہاں تک دس احادیث مکمل ہوئیں ہم ان پر ہی اکتفا کرتے ہیں کیونکہ اس سے زیادہ کا ذکر کرنا کتاب کا حجم ہمیں اس کی اجازت لیکن محترم قارئین آپ ان ہی احادیث سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ جہاد کے کس قدر فضائل ہیں اور یہ اسلام کا کس قدر اہم ترین رکن ہے اس لئے ضروری ہے کہ ہم اس عظیم کام کو بجالانے کے لئے ہمہ وقت کمربستہ رہیں اسی میں ہماری بقاو حفاظت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسلام کا سچا سپاہی بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

مسلمانوں سے چند گزارشات

علامہ ابن نحاسؒ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب مشارع الاشواق میں ان مسلمان بھائیوں سے اپیلیں اور درخوستیں کی ہیں، جنہوں نے جہاد کو بالکل چھوڑ دیا ہے یا جو اس میں سستی کر رہے ہیں اپیلوں کے اس طویل سلسلہ کے بعد علامہ ابن نحاسؒ دنیا کی تباہی اور اس کا سریع الزوال ہونا بیان کیا ہے کہ جب دنیا اتنی جلد فانی ہونے والی چیز ہے تو اتنے بڑے عمل میں آدمی کو سستی نہیں کرنی چاہئے پھر اس کے بعد آپؒ نے جنت کے نعمتوں کا ذکر کیا ہے اور وہاں کی حوروں اور راحتوں کا تفصیلی نقشہ پیش کیا ہے تاکہ ہر مسلمان مجاہد بن کر جہاد کرے اور ان نعمتوں اور راحتوں کو حاصل کرے۔ ان میں سے چند گزارشات نقل کی جارہی ہیں کیونکہ سب کا نقل کرنا دشوار بھی ہے اور طویل بھی۔

اے فریضہ جہاد سے اعراض کرنے والے بھائی! اور اے راہ راست اور راہ توفیق سے منہ موڑنے والے ! خدا کی قسم آپ نے جہاد سے دوری اختیار کر کے کامیابی سے محرومی کا راستہ اختیار کیا ہے، کاش مجھے معلوم ہو جاتا کہ لڑائی سے پیچھے رہنے اور بہادروں کے معرکے میں داخل ہونے اور راہ خدا میں جان اور مال کی قربانی کرنے کا سبب آپ کے ہاں موت کا خوف ہے یا بقا کی طویل امیدیں ہیں یا اہل وعیال اور دوست واحباب سے فراق یا خادموں، ماتحتوں، اور بھائیوں اور رشتہ داروں یا دوستوں، بیوی بچوں سے محبت ہے یا عالیشان محلات، بڑے بڑے عہدے، عمدہ کھانے اور پینے کا سامان ہے یا نیک اعمال کمانے کا آپ کو شوق نہیں یا اس کے علاوہ کوئی

اور چیز ہے جس نے آپ کو جہاد کے اس مقدس فریضہ اور رب العالمین کے قرب سے دور کر دیا ہے اگر ایسا ہے تو خدا کی قسم یہ اچھا اور مستحسن اقدام نہیں ہے کیونکہ یہ چیزیں آپ کی موت کو مؤخر نہیں کر سکتیں بلکہ موت اپنے ہی وقت پر ضرور آ کر رہے گی کیونکہ ہر جاندار کو موت کا مزہ چکھنا لازم ہے پھر اس موت کے بعد دیکھا جائے گا کہ یہ شخص خوش قسمت تھا یا بدقسمت اگر نیک بخت تھا تو جنت کی عظیم نعمتوں کی طرف جانا ہوگا اور اگر بد بخت تھا تو جہنم کی آگ کی طرف جانا ہوگا دیکھو میرے بھائی' شہید کو موت کے وقت چیونٹی کے کاٹنے سے زیادہ تکلیف نہیں ہوتی ہے تو پھر آپ اس سنہری موقع کو کیوں ضائع کر رہے ہو؟ جس کی بدولت آپ قبر کے عذاب اور آخرت کے عتاب اور محشر کی ہولنا کیوں سے امن میں رہو گے کیونکہ شہداء تو زندہ ہوتے ہیں اور ان کو طرح طرح کی نعمتیں ملتی ہیں، عزت کی اس موت میں اور عام موت میں کتنا بڑا فرق ہے دنیا تو فانی چیز ہے بلکہ یہ تو دھوکہ کا سامان ہے اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کی قدر مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں کیا آپ کو معلوم نہیں کہ اس دنیا کی وجہ سے آپ سے قیامت کے روز سوال ہوگا کہ کہاں سے مال کمایا تھا اور کہاں خرچ کیا تھا فقراء تو پانچ سو سال پہلے جنت میں پہنچ جائیں گے اور اغنیاء حساب کتاب کی وجہ سے رکے ہوئے ہوں گے۔

اے میرے بھائی! اگر آپ اہل وعیال اور بیوی بچوں کی وجہ سے جہاد میں نہیں جا سکتے تو یاد رکھئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ﴿إِنَّمَآ أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ﴾ کہ یہ مال واولاد تو انسان کے لئے باعث فتنہ ہے۔

پھر یہ بھی دیکھئے کہ جہاد کے بغیر بھی تو موت آتی ہے اس وقت آپ قبر میں پڑے ہوں گے اور آپ کا مال تقسیم ہوگا اس وقت آپ پکاریں گا کہ اے کاش اگر میں شہید ہو جاتا، تو آپ کو آواز آئے گی کہ نہیں نہیں شہادت تو اب بہت دور ہوگئی اب صرف افسوس وارمان اور نعمتوں سے حرمان کے سوا کچھ نہیں ملے گا۔

اے میرے بھائی! اگر آپ جہاد کے لئے اس لئے نہیں جاتے کہ دوست احباب رشتہ دار رہ جائیں گے تو یاد رکھئے قیامت کے روز یہ اعلان ہوگا۔

"اَلْاَخِلَّآءُ یَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ"

یعنی اس روز دوست دوست کا دشمن ہوگا مگر پرہیزگار، اب اگر یہ دوستی اللہ کے لئے

ہواور نیک اعمال کی وجہ سے ہو تو پھر سب دوستوں کی ملاقات ''علیین'' میں ہو جائے گی ورنہ دوری ہی دوری ہوگی حدیث میں ہے زندگی جس طرح چاہو گزار لو مگر یہ یاد رکھو کہ تمہیں اس سے جدا ہونا ہے اور عمل جس طرح چاہو کرو مگر یہ ذہن میں رکھو کہ بدلہ ملے گا۔

اے میرے بھائی! اگر آپ کو منصب اور جاہ وعزت نے جہاد سے پیچھے بٹھا رکھا ہے تو یاد رکھئے آپ جیسے بہت مرتبوں والے اس دنیا سے چلے گئے اور ان ہی کا بچا ہوا منصب آپ تک پہنچا ہے اور عنقریب سایہ کی طرح یہ بھی ڈھل جائے گا اور یہ منصب ہے بھی کیا چیز یہ تو سوائے مصائب ومشکلات اور محنت ومشقت اور سوء خاتمہ وندامت اور کثرت اعداء اور بغض وحسد کے کچھ بھی نہیں۔

اس منصب کے مقابلہ میں جنت کی نعمتوں کو دیکھئے کہ وہاں ایک چابک کے برابر جگہ دنیا ومافیھا سے بہتر ہے وہاں ادنیٰ جنتی کے گرد دس ہزار خدام تیار ہوں گے اور جنتی کے سر پر اونی موتی ایسا چمکتا ہوگا کہ مشرق ومغرب کے درمیان کو روشن کر کے رکھ دے گا۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ ادنیٰ جنتی کے لئے وہاں کے اسی ہزار (۸۰۰۰۰) خادم ہوں گے اور ۷۲ بیویاں ہوں گی اور اس کا خیمہ موتی جواہرات اور یاقوت وزمرد پر مشتمل اتنا وسیع ہوگا جتنا کہ یہاں سے سرزمین شام کا فاصلہ ہے۔

اے میرے بھائی! اگر آپ کو جہاد سے آپ کے محلات روک رہے ہیں جو آرائشیں اور آسائشیں ہیں تو یاد رکھئے یہ مٹی پتھر لوہے لکڑیوں اور بانس وغیرہ سے بنا ہوا ہے اس میں اگر جھاڑو نہ دی جائے تو گندگی کا ڈھیر ہے چراغ نہ جلایا جائے تو اندھیرا ہی اندھیرا ہے اگر دیکھ بھال نہ کی گئی تو فوراً منہدم ہو جائے گا اور اگر آپ نے اس کی خوب نگرانی بھی کی پھر بھی انجام کار خراب ہونا ہی ہے اور بالآخر صفحہ وجود پر اس کا نام ونشان باقی نہیں رہے گا۔

صبح وشام اعلان ہوتا ہے۔

لَــهُ مَــلَکٌ یُــنَــادِیْ کُــلَّ یَــوْمٍ

لِــدُوْا لِــلْــمَــوْتِ وَابْــنُــوْا لِــلْــخَــرَابِ

یعنی فرشتہ اعلان کرتا ہے کہ لوگو! بچوں کو پیدا کرو انجام کار موت ہوگی اور عمارتیں بناؤ انجام کار خرابی اور ویرانی ہوگی اے دھوکہ میں پڑے ہوئے انسان! اس فانی وویرانی کے گھر سے جلدی جلدی ان محلات کی طرف دوڑ کر جاؤ جس کی نعمتیں بے شمار ہیں اس میں

نہریں جاری ہیں اوراس کی خوشیاں ہمیشہ کے لئے ہیں۔

اگر آپ اس کی عمارت کے متعلق پوچھیں توایک اینٹ سونے کی اورایک اینٹ چاندی کی ہے جس میں تھکاوٹ نام کی کوئی چیز نہیں ہوگی اس کی مٹی خالص ہے اوراس کے سنگریزے موتی وجواہرات ہیں۔

اگر آپ اس کے بستر کے متعلق پوچھیں تو عمدہ ریشم نیچے کے استر میں لگے ہوئے ہیں پس اوپر حصے کا کیا کہنا چالیس سال تک بچھانے والے نے اس کی حفاظت کی ہے جس پرسویا نہیں اگر آپ جنت کے کھانوں کے متعلق سوال کریں تو وہاں دسترخوان بچھے ہوئے ہیں کھانے دائمی ہیں پھل نہ ختم ہونے والے ہیں نہ ممنوع ہیں بلکہ ہر وقت پکے ہوئے پھل جو چاہیں گے موجود ہوں گے اور پرندوں کا ہر قسم کا گوشت تیار ملے گا پھراس کے بعد مہر شدہ مزیدار شراب ملے گی ان کھانوں سے نہ تو پاخانہ آئے گا نہ پیشاب کی ضرورت ہوگی نہ ناک کی آلائش ہوگی نہ تھوک کی ضرورت پڑے گی۔

اگر آپ جنت کے خادموں کے متعلق پوچھیں تو موتیوں کی طرح نوجوان خوبصورت لڑکے ہوں گے۔

اگر آپ سوال کریں کہ کب تک وہاں رہیں گے اوران نعمتوں اورآسائشوں سے فائدہ اٹھائیں گے تو جواب یہ کہ ﴿هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ﴾ ہمیشہ ہمیشہ وہاں ہوں گے زندگی ہے موت نہیں جوانی ہے بڑھاپا نہیں صحت ہوگی بیماری نہیں خوشی ہوگی غم نہیں امن وامان ہوں گا بدامنی نہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ یہ وہ چیزیں ہیں جس کی خبر دی گئی ہے ورنہ وہاں ایسی نعمتیں ہیں کہ کسی فرد بشر نے نہیں دیکھی نہ سنی ہیں اور نہ کسی کے دل میں اس کا خیال گزرا ہے۔

میرے مسلمان بھائیو! دیر نہ کرو جلدی اٹھو اور جہاد کی تیاری کرو، ان نعمتوں کی قیمت کی فکر کرو، اور شیطان کے تأخیری حربوں سے ڈرو، کیونکہ شیطان بڑا مکار، عیار، شطار اور دعار ہے۔

اس کی چالوں سے جان بچاؤ اور اللہ کے راستے پر چل پڑو اور چلتے چلتے آگے بڑھو کیونکہ۔

زندگی کیفی اسی حسن عمل کا نام ہے
کفر کو نابود حق کو جاوداں کرتے چلو

(بحوالہ دعوت جہاد)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو جہاد کی زندگی اور شہادت کی موت عطا فرمائے۔ آمین

اس کے بعد ہم دردِ امت وفکرِ نبویؐ سے متعلق چند ضروری ضروری اصولوں کا ذکر کر رہے ہیں جن پر عمل کرنا انتہائی ضروری ہے۔

دردِ امت وفکرِ نبویؐ سے سرشار نوجوانوں کے لئے راہنما اصول

۱......اپنے منصب کا حقیقی شعور پیدا کیجئے

دردامت اور فکر نبوی ﷺ ایک بہت بڑی ذمہ داری اور ہر مسلم نوجوان کے لئے خصوصًا، ہر مسلمان کے لئے عموما ایک اہم ترین فریضہ ہے جسے پورا کیئے بغیر کامیابی نہیں۔ اس لئے اپنے اندر اپنے اس اعلیٰ اور حقیقی منصب کا شعور پیدا کیجئے ، آپ رسول اقدس ﷺ کے جانشین ہیں کیونکہ آپ نے دعوت دین ،شہادت حق اور تبلیغ کا وہی فریضہ سرانجام دینا ہے جو اللہ کے محبوب پیغمبر ﷺ انجام دیتے رہے۔ چنانچہ وہی داعیانہ تڑپ پیدا کرنے کی کوشش کیجئے جو رسول اقدس ﷺ کا خصوصی اور امتیازی وصف ہے۔

قرآن کریم کا اعلان ہے کہ!

”اس نے تمہیں منتخب فرمالیا ہے، اور دین کے معاملے میں تم پر کوئی تنگی نہیں رکھی ہے ،پیروی کرو اس دین کی جو تمہارے باپ ابراہیم کا دین ہے، اس نے پہلے تمہیں مسلم کے نام سے نوازا تھا اور اسی سلسلے میں رسول تمہارے لئے دین حق کی شہادت دیں گے اور تم دنیا کے سارے انسانوں کے سامنے دین حق کی شہادت دو گے“۔

(سورۃ حج آیۃ ۷۸)

گویا کہ امت مسلمہ رسول اقدس ﷺ کی جانشین ہے اور اس کو وہی کام انجام دینا ہے جو رسول اقدس ﷺ نے انجام دیا۔ جس طرح آپ نے اپنے قول وعمل اور شب وروز کی تگ ودو سے اللہ تعالیٰ کے دین کو امت تک پہنچانے کا صحیح حق ادا کر دیا۔ ٹھیک اسی طرح اب امت مسلمہ کو بھی دنیا کے سارے ہی انسانوں کے سامنے اللہ کے دین کو پہنچانا ہے۔ اور اسی طرح احساس فرض کو سمجھتے ہوئے اور داعیانہ تڑپ اور فکر کے ساتھ دین حق کی تابندہ شہادت بن کر زندہ رہنا ہے۔ اس کے لئے جیسی ہی قربانی دینا پڑے اس سے قطعاً کسی قسم کا گریز نہیں کرنا ہے یہی ہمارا منصب اور یہی ہمارا مقصد ہے۔

۲......اپنے نصب العین کا حقیقی علم حاصل کیجیے

آپ کا نصب العین کیا ہے؟ اور کیا ہونا چاہئے؟ اور اللہ تعالیٰ نے کیا نصب العین دیا ہے؟ اس کا علم حاصل کرنا بھی ضروری ہے۔ چنانچہ اپنے نصب العین کا حقیقی علم حاصل کیجیے اور شرح صدر کے ساتھ اس کو اپنانے کی کوشش کیجیے، اللہ تعالیٰ کی نظر میں امت مسلمہ کا نصب العین قطعی طور پر یہ ہے کہ وہ کامل یکسوئی اور اخلاص کے ساتھ اس پورے دین کو قائم اور نافذ کرے جو رسول اللہ ﷺ لے کر آئے اور جو عقائد وعبادات، اخلاق ومعاشرت، اور معیشت وسیاست غرض انسانی زندگی سے متعلق تمام ہی آسمانی ہدایت پر مشتمل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے مبارک دور میں اس دین کو اپنی تمام تفصیلات کے ساتھ قائم فرمایا، آپ ﷺ نے عقائد واخلاق کی تعلیم بھی دی، عبادت کے طریقے بھی سکھائے، دین کی بنیادوں پر معاشرے کی تعمیر بھی فرمائی، اور انسانی زندگی کو منظم کرنے اور خیر وبرکت سے مالا مال کرنے کے لئے اپنی سیرت کے تابندہ اصول بھی چھوڑے۔

اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کے نصب العین کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ!

”مسلمانو! اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے دین کا وہی طریقہ منتخب کیا ہے جس کی وصیت اس نے نوحؑ کو کی تھی اور جس کی وحی اے رسول! ہم نے آپ کی طرف بھیجی ہے اور جس کی ہدایت ہم ابراہیمؑ اور موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو دے چکے ہیں کہ اس دین کو قائم کرو اور اس میں تفرقہ نہ ڈالو“۔

(سورۃ شوریٰ آیت ۱۳)

اور دوسری جگہ پر ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ!

”اور اسی طرح ہم نے تم کو ایک امت وسط بنایا ہے تا کہ تم سارے انسانوں کے لئے

دین حق کے گواہ بنو، اور ہمارے رسول تمہارے لئے گواہ ہیں"۔

(سورۃ بقرہ)

چنانچہ اپنی اس اصل حیثیت کو ہمیشہ نگاہ میں رکھیئے اور اسی کی شایان شان اپنی زندگی کو بنانے اور بنائے رکھنے کی کوشش پیہم جاری رکھیئے۔

یہ امت گزشتہ امتوں کی طرح ایک عام نہیں ہے بلکہ اس امت کو اللہ تعالیٰ نے ایک امتیازی شان بخشی ہے، اس امت کو دنیا کی تمام قوموں میں صدر کی طرح رہنمائی کا مقام حاصل ہے اس لئے آپ ہمیشہ افراط وتفریط سے پاک اور اللہ تعالیٰ کی سیدھی شاہراہ پر اعتدال کے ساتھ قائم رہیئے۔

۳......امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے لئے ہمہ وقت تیار رہیئے

امر بالمعروف ونہی عن المنکر دردامت وفکر نبوی کا ایک اہم ترین جزو ہے، اس لئے آپ برائیوں کو مٹانے اور بھلائیوں کو قائم کرنے کے لئے ہمہ وقت کمر بستہ رہیئے یہی آپ کے ایمان کا تقاضا ہے اور یہی آپ کے ملی وجود کا مقصد ہے، اسی مقصد کے لئے زندہ رہیئے اور اسی کے لئے جان دیجیئے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی کام کو انجام دینے کے لئے آپ کو خیر امت کے عظیم لقب سے سرفراز فرمایا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے!

"تم بہترین امت ہو جو سارے انسانوں کے لئے وجود میں لائی گئی ہے تم بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو، اور اللہ تعالیٰ پر کامل ایمان رکھتے ہو"۔

(سورۃ آل عمران آیت ۱۱۰)

اور رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے!

اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے، تم لوگ لازمًا نیکی کا حکم دیتے رہو اور برائی سے روکتے رہو، ورنہ عنقریب اللہ تم پر ایسا عذاب بھیج دے گا کہ پھر تم پکارتے رہو گے اور کوئی شنوائی نہ ہوگی۔

(ترمذی شریف)

۴......اپنے اندر مثالی تڑپ پیدا کیجئے

انسانیت کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو بچانا اور انہیں ساحل پر لاکر راہ نجات دکھانا بھی ہماری ذمہ داری ہے۔ چنانچہ امت کے ہر فرد تک راہ نجات کا پیغام پہنچانے اور بندگان خدا کو جہنم کے ہولناک عذاب سے بچانے کے لئے اپنے اندر داعیانہ تڑپ اور مثالی درد دسوز پیدا کیجئے۔ رسول اقدس ﷺ کی بے مثال تڑپ اور بے پایاں درد کا اعتراف قرآن کریم نے ان الفاظ میں کیا ہے کہ!

''شاید آپ ان لوگوں کے پیچھے اپنی جان ہلاک ہی کر ڈالیں گے اگر یہ لوگ اس کلام ہدایت پر ایمان نہ لائیں۔

(سورۃ کہف آیت ۶)

اور رسول اللہ ﷺ نے اپنی اس کیفیت کو ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے کہ!

میری مثال اس شخص کی سی ہے جس نے آگ جلائی اور جب آس پاس کا ماحول آگ کی روشنی سے چمک اٹھا تو یہ کیڑے پتنگے اس پر گرنے لگے اور وہ شخص پوری قوت سے ان کیڑے پتنگوں کو روک رہا ہے، لیکن پتنگے ہیں کہ اس کی کوشش کو ناکام بنائے دیتے ہیں اور آگ میں گھسے جا رہے ہیں۔ (اسی طرح) میں تمہیں کمر سے پکڑ پکڑ کر آگ سے روک رہا ہوں اور تم ہو کہ آگ میں گرے جا رہے ہو۔

(مشکوۃ شریف)

ایک بار حضرت عائشہؓ نے آپ ﷺ سے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ احد سے زیادہ سخت دن بھی آپ پر گزرا ہے، فرمایا ہاں عائشہ! میری زندگی میں سب سے زیادہ سخت عقبی کا دن تھا۔ یہ وہ دن تھا جب آپ ﷺ مکہ والوں سے مایوس ہو کر طائف والوں کو اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانے کے لئے تشریف لے گئے، وہاں کے سردار عبد یالیل نے شرارتی لڑکوں کو آپ ﷺ کے پیچھے لگا دیا اور انھوں نے پیغام رحمت کے جواب میں آپ ﷺ کے جسد اطہر پر پتھر برسائے، آپ ﷺ لہولہان ہو گئے اور بے ہوش ہو کر گر پڑے پھر آپ ﷺ انتہائی پریشان اور غمگین حالت میں وہاں سے چلے۔ جب قرن الثعالب پہنچے تو غم کچھ ہلکا ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے عذاب کے فرشتے کو آپ ﷺ کی خدمت میں بھیجا۔ عذاب کے فرشتے نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! اگر آپ فرمائیں تو میں جبل ابوقبیس اور جبل احمر کو آپس میں ٹکرا دوں؟

اوران دونوں پہاڑوں کے بیچ یہ بد بخت پس کر اپنے انجام کو پہنچ جائیں رحمت دوعالم ﷺ نے فرمایا! نہیں نہیں مجھے چھوڑ دوتا کہ میں اپنی قوم کو اللہ کے عذاب سے ڈراتا رہوں ،شاید کہ اللہ انہی کے دلوں کو ہدایت کے لئے کھول دے یا پھر ان کی اولاد میں ایسے لوگ پیدا ہوں جو ہدایت کو قبول کرلیں۔(بخاری شریف)

آپ ﷺ کی بے مثال تڑپ کا ایک اور واقعہ ملاحظہ کیجئے اور اپنے اندر بھی ایسی ہی تڑپ اور درد پیدا کرنے کی کوشش کریں۔

آپ ﷺ مکے میں ہیں اور یہاں کے لوگوں میں آپ ﷺ کے خلاف سازشیں ہورہی ہیں ۔کوئی کہتا ہے انہیں شہر سے نکال دو۔کوئی کہتا ہے کہ انہیں قتل کردو۔ان ہی دنوں میں مکہ کو قحط نے آگھیرا۔اور قحط بھی ایسا کہ قریش کے لوگ پتے اور چھال کھانے پر مجبور ہوگئے، بچے بھوک سے بلبلاتے اور بڑے ان کی یہ حالت زار دیکھ کر تڑپ تڑپ اٹھتے ۔رحمت دوعالم ﷺ ان لوگوں کو اس لرزہ خیز مصیبت میں مبتلا دیکھ کر بے قرار ہوگئے آپ ﷺ کے مخلص ساتھی بھی آپ ﷺ کا اضطراب دیکھ کر تڑپ اٹھے۔آپ ﷺ نے اپنے ان جانی دشمنوں کو جن کے پہنچائے ہوئے زخم ابھی بالکل تازہ تھے ،اپنی دلی ہمدردی کا پیغام بھیجا اور ابوسفیان اور صفوان کے پاس پانچ سو دینار بھیج کر کہلوایا کہ یہ دینار ان قحط کے مارے ہوئے غریبوں میں تقسیم کردیئے جائیں۔

حقیقت یہی ہے کہ گمراہ بندوں کے غم میں گھلنا،ان کی گمراہی اور مصیبت پر کڑھنا،ان کو اللہ کے غضب سے بچانے کے لئے تڑپنا،ان کی تکلیف دیکھ کر بے قرار ہونا اور ان کی ہدایت کے لئے غیر معمولی حریص ہونا،یہی ایک داعی حق کے وہ جوہر ہیں جن کے ذریعے اس کی زندگی انتہائی دل کش اور غیر معمولی اثر انگیز بن جاتی ہے۔

۵......اپنے مقصد کی عظمت کو سامنے رکھئے

جیسا کہ معلوم ہے کہ ہمارا مقصد دین اسلام کو دنیا کے کونے کونے میں پھیلانا ہے اور اپنی زندگیوں میں درد امت وفکر نبوی کے جذبے کو بسانا ہے۔یقیناً یہ انتہائی عظیم ،اعلیٰ وارفع مقصد ہے۔

چنانچہ آپ اپنے اس مقصد اور نصب العین کی عظمت واہمیت کو ہمیشہ مدنظر رکھئے اور اس بات کا خیال رہے کہ یہ وہ عظیم کام ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمیشہ

انبیاء مبعوث ہوتے رہے ہیں۔

اور اس بات کا یقین اپنے دل میں پختہ کیجیئے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دین اسلام کی جو دولت عطا فرمائی ہے یہی دونوں جہاں کی عظمت و سربلندی کا سرمایہ ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک دین تو اسلام ہی ہے، اس دین حق کو چھوڑ کر جو بھی طریق بندگی اختیار کیا جائے گا، اللہ تعالیٰ کے یہاں اس کی کوئی قدر و قیمت نہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کے یہاں تو وہی دین مقبول ہے جو قرآن پاک میں ہے اور جس کی عملی تفسیر رسول اقدس ﷺ نے اپنی مبارک زندگی سے پیش فرمائی۔ قرآن کریم میں رسول اللہ ﷺ سے فرمایا گیا ہے کہ لوگوں کو صاف صاف بتلا دیجیئے کہ میں نے جو راہ بھی اپنائی ہے، سوچ سمجھ کر پوری بصیرت کے ساتھ اپنائی ہے۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ!

”(اے رسول) آپ ان سے صاف صاف کہہ دیجیئے کہ میرا راستہ تو یہ ہے، میں اور میرے پیچھے چلنے والے پوری بصیرت کے ساتھ اللہ کی طرف دعوت دے رہے ہیں اور اللہ ہر عیب سے پاک ہے اور میرا ان سے کوئی تعلق نہیں جو شرک کرنے والے ہیں“۔

(سورۃ یوسف آیت ۱۰۸)

اور اللہ تعالیٰ کا صاف صاف ارشاد مبارک ہے!

”اور جو کوئی اسلام کے سوا کسی دوسرے دین کو اختیار کرنا چاہے گا۔ اس کا وہ دین ہرگز قبول نہ کیا جائے گا اور آخرت میں وہ ناکام و نامراد ہوگا“۔

(سورۃ آل عمران آیت ۸۵)

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامَ۔ بے شک اللہ کے نزدیک دین تو بس اسلام ہی ہے۔ چنانچہ جب آپ اپنے دین کی صحیح عظمت دل میں بٹھا کر لوگوں کو اس دین کی طرف بلائیں گے تو آپ کی بات میں بھی اثر ہوگا۔

۶...... خود اپنے گھر کی اصلاح کو بھی سامنے رکھیئے

یاد رکھیئے! اپنے بچوں کی اصلاح و تربیت اور ان کو اقامت دین کا فریضہ انجام دینے کے لئے تیار کرنا آپ کا اولین فریضہ بھی ہے اور آپ کی سرگرمیوں کا فطری میدان بھی۔ ۔ میدان کو چھوڑ کر اپنی تبلیغی اور اصلاحی کوششوں کے لئے محض باہر کے میدان تلاش

کرنا غیر حکیمانہ اور غیر فطری عمل ہے۔ یقیناً یہ بہت بڑی کوتاہی اور فرار ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ آپ قحط کے زمانے میں اپنے گھر والوں کو بھوک و پیاس سے نڈھال اور جان بلب چھوڑ کر باہر کے ضرورت مندوں کو تلاش کر کے غلہ تقسیم کرنے کی فیاضی کا مظاہرہ کریں۔ گویا نہ تو آپ کو بھوک پیاس اور قربت و محبت کا احساس ہے اور نہ غلے کی تقسیم کی حکمت ہی سے آپ کا ذہن آشنا ہے۔

قرآن پاک میں مؤمنوں کو ہدایت دی گئی ہے کہ!

''مؤمنو! بچاؤ اپنے کو اور اپنے گھر والوں کو جہنم کی آگ سے''۔

چنانچہ یہاں سب سے پہلے اپنی فکر اور پھر اپنے گھر والوں کی فکر کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ دوسرے مسلمانوں کی فکر کرنا بھی ضروری ہے لیکن اپنے گھر کی فکر چھوڑ کر نہیں۔ جب آپ کے گھر کی اصلاح ہو جائے گی تو یقیناً آپ کے لئے باہر کی اصلاح کرنا آسان ہوگی۔

اور رسول اللہ ﷺ نے آیت بالا کی تشریح ان الفاظ میں فرمائی ہے کہ!

تم میں سے ہر ایک نگران اور ذمہ دار ہے، اور تم میں سے ہر ایک سے ان لوگوں کے بارے میں باز پرس کی جائے گی جو تمہاری نگرانی میں ہوں گے۔

حاکم نگران ہے اس سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا اور شوہر اپنے گھر والوں کا نگران ہے۔ تو تم میں سے ہر ایک ذمہ دار ہے اور تم میں سے ہر ایک سے ان لوگوں کے بارے میں پوچھ گچھ ہوگی جو اس کی نگرانی میں دیئے گئے ہیں۔ (بخاری)

۷......اپنے پڑوسیوں کی بھی فکر کرتے رہیئے

اپنے پڑوسیوں اور محلے داروں کی اصلاح و تعلیم کی بھی فکر کرتے رہیئے اور اس کو بھی اپنا فریضہ سمجھیئے۔

رسول اللہ ﷺ نے ایک دن خطبہ دیا اور اس میں کچھ مسلمانوں کی تعریف فرمائی۔ پھر فرمایا! ایسا کیوں ہے کہ کچھ لوگ اپنے پڑوسیوں میں دین کی سمجھ بوجھ پیدا نہیں کرتے اور انہیں دین نہیں سکھاتے اور انہیں دین سے ناواقف رہنے کے عبرتناک نتائج نہیں بتاتے، اور انہیں بُرے کاموں سے نہیں روکتے؟ اور ایسا کیوں ہے کہ کچھ لوگ اپنے پڑوسیوں سے دین کا علم حاصل نہیں کرتے اور دین کی سمجھ بوجھ پیدا نہیں کرتے اور دین

سے جاہل رہنے کے عبرتناک نتائج معلوم نہیں کرتے۔ خدا کی قسم! لوگ اپنے پڑوسیوں کو لازماً دین کی تعلیم دیں۔ ان کے اندر دین کی سمجھ بوجھ پیدا کریں۔ انہیں نصیحت کریں۔ ان کو اچھی باتیں بتائیں اور بُری باتوں سے روکیں نیز لوگوں کو چاہئے کے لازماً اپنے پڑوسیوں سے دین سیکھیں، دین کی سمجھ پیدا کریں، اوران کی نصیحتوں کو قبول کریں ورنہ میں انہیں بہت جلد سزا دوں گا۔

پھر آپ ﷺ منبر سے اتر آئے اور تقریر ختم فرمادی۔

سننے والوں میں سے بعض لوگوں نے بعض سے پوچھا۔ یہ کون لوگ تھے جن کے خلاف رسول اللہ ﷺ نے تقریر فرمائی؟ دوسرے لوگوں نے بتایا کہ آپ ﷺ کا روئے سخن قبیلہ اشعر کے لوگوں کی طرف تھا۔ یہ لوگ دین کا علم رکھنے والے لوگ ہیں اوران کے پڑوس میں چشموں پر رہنے والے دیہاتی اجڈ لوگ ہیں۔

جب اس تقریر کی خبر اشعری لوگوں کو پہنچی تو وہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا اے اللہ کے رسول (ﷺ)! آپ نے اپنے خطبے میں کچھ لوگوں کی تعریف فرمائی اور ہمارے اوپر غصہ فرمایا تو فرمایئے ہم سے کیا قصور ہوا؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔ لوگوں کا فرض ہے کہ وہ اپنے پڑوسیوں کو دین کی تعلیم دیں، انہیں وعظ ونصیحت کریں، اچھی باتوں کی تلقین کریں اور بُری باتوں سے روکیں، اسی طرح لوگوں کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ اپنے پڑوسیوں سے دین کا علم حاصل کریں، ان کی نصیحتوں کو قبول کریں اور اپنے اندر دین کی سمجھ پیدا کریں ورنہ میں بہت جلد ان لوگوں کو سزا دوں گا۔ یہ سن کر قبیلہ اشعر کے لوگوں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ کیا ہم دوسرے لوگوں میں سمجھ پیدا کریں آپ نے فرمایا جی ہاں یہ تمہاری ذمہ داری ہے تو یہ لوگ بولے حضور ﷺ ہمیں ایک سال کی مہلت دیجئے۔ چنانچہ حضور ﷺ نے ان کو ایک سال کی مہلت دی کہ جس میں وہ اپنے پڑوسیوں کو دین سکھائیں اور دینی سمجھ پیدا کردیں۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے یہ آیتیں تلاوت فرمائیں جنکا مفہوم یہ ہے!

''بنی اسرائیل کے کفر کرنے والوں پر لعنت کی گئی داؤد کی زبان سے اور عیسیٰ بن مریم کی زبان سے اور یہ لعنت اس لئے کی گئی کہ انہوں نے نافرمانی کی راہ اختیار کی اور برابر اللہ کے احکام توڑتے چلے گئے۔ یہ آپس میں ایک دوسرے کو بری باتوں کے کرنے سے

نہیں روکتے تھے۔ بلاشبہ ان کی یہ حرکت انتہائی بُری تھی"۔

(سورۃ مائدۃ آیت ۷۸)

۸......اپنے قول وفعل میں یکسانی پیدا کیجئے

جب تک قول وفعل یکساں نہ ہو اس وقت تک بات نہ دل سے نکلتی ہے اور نہ اثر کرتی ہے اس لئے اپنے قول اور فعل میں یکسانی پیدا کیجئے اور جو کچھ دنیا کے سامنے پیش کریں اس کا مخاطب سب سے پہلے اپنی ذات کو بنائیں، دوسروں کو بتانے سے پہلے خود اپنے آپ کو مخاطب کرکے بتائیں اور جو دوسروں سے آپ چاہتے ہیں پہلے خود وہ کرکے دکھائیں۔

دین حق کے داعی کا امتیاز یہ ہے کہ وہ اپنی دعوت کا سچا نمونہ ہوتا ہے۔ جو کچھ وہ کہتا ہے اپنے عمل وکردار کو اس پر گواہ بناتا ہے، جن حقیقتوں کو قبول کرنے میں وہ دین کی بھلائی دیکھتا ہے خود اس کا سب سے زیادہ حریص ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ جب جب قوم کے سامنے دعوت دینے اٹھے آپ نے اعلان کیا "اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ" میں خود سب سے پہلا مسلمان ہوں۔

آپ کی زبان اور آپ کا قلم بھی اس بات کی گواہی دے کہ حق وہی ہے جو آپ پیش کررہے ہیں۔ اور اپنے انفرادی عمل، خانگی تعلقات، سماجی معاملات اور سیاسی اور ملکی سرگرمیوں سے بھی یہ ثابت کریں کہ اسلامی تعلیمات کو اپنا کر ہی پاکیزہ کردار وجود میں آتا ہے، مستحکم خاندان بنتا ہے، اچھا سماج تشکیل پاتا ہے اور ایک ایسا نظامِ تہذیب وتمدن بنتا ہے جس کی بنیاد عدل وانصاف پر ہو۔

یاد رکھیے! جو لوگ اپنی تربیت اور اصلاح سے غافل ہو کر دوسروں کی اصلاح وتربیت کی باتیں کرتے ہیں وہ انتہائی نادان ہیں اور اپنا گھر جلتا ہوا دیکھ کر بے فکر ہیں اور پانی کی بالٹیاں لئے تلاش کررہے ہیں کہ کسی کے گھر کو آگ لگی مل جائے تو اس کو بجھادیں، ایسے لوگ دنیا میں بھی ناکام ہیں اور آخرت میں بھی ناکام ہیں یہ انتہائی عبرت ناک عذاب بھگتیں گے۔ اللہ تعالیٰ کو یہ بات انتہائی ناگوار ہے کہ دوسروں کو نصیحت کرنے والے خود بے عمل رہیں اور ﴿لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُوْنَ﴾ یعنی وہ کہیں جو خود نہیں کرتے ہوں۔

رسول اللہ ﷺ نے ایسے بے عمل داعیوں کو انتہائی ہولناک عذاب سے ڈرایا ہے

چنانچہ ارشاد ہے!

قیامت کے روز ایک آدمی لایا جائے گا اور آگ میں پھینک دیا جائے گا، اس کی انتڑیاں اس آگ میں باہر نکل پڑیں گی پھر وہ آدمی ان انتڑیوں کو اس طرح لیئے لیئے پھرے گا جس طرح گدھا اپنی چکی میں پھرتا ہے۔ یہ دیکھ کر دوسرے جہنمی لوگ اس کے پاس جمع ہوں گے اور پوچھیں گے اے فلاں !تمہارا کیا حال ہے؟ کیا تم دنیا میں ہمیں نیکیوں کی تلقین نہیں کرتے تھے؟ اور برائیوں سے نہیں روکتے تھے؟ (ایسی نیکی کے کام کرنے کے باوجود تم یہاں کیسے آگئے؟) وہ آدمی کہے گا، میں تمہیں تو نیکیوں کا سبق دیتا تھا لیکن خود نیکی کے قریب بھی نہ جاتا تھا، تمہیں تو برائیوں سے روکتا تھا لیکن خود برائیوں پر عمل کرتا تھا۔ (بخاری شریف) اللہ تعالیٰ اپنی حفاظت میں رکھے آمین۔

۹......حق کے سچے سپاہی بنیں

ہمیشہ حق کی بات کہیئے چاہے اس کے لئے کوئی بھی قربانی دینی پڑے۔ اسلام میں کتمان حق (حق کو چھپانا) بہت بڑا جرم ہے۔ جو لوگ دنیا کے مال و متاع حاصل کرنے کے لئے کتمان حق کرتے ہیں وہ اللہ کو ناراض کرتے ہیں۔

چنانچہ ہمیشہ دنیا کی گہما گہمی، اس کی عیش پرستی اور اللہ سے غافل کر دینے والی زندگی سے دور رہئے اور حق کے پکے اور سچے ایسے سپاہی بنئے جو ہر ڈیوٹی پر چوکس ہو اور کسی وقت بھی ہتھیار نہ اتارے (یعنی کبھی بھی حق بات دوسروں تک پہنچانے کے ذرائع سے غفلت نہ برتے)

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ!

میں عیش اور سہولت کی زندگی کیسے گزاروں! جبکہ اسرافیل صور منہ میں لئے کان لگائے، سر جھکائے انتظار کر رہے ہیں کہ کب صور پھونکنے کا حکم ہوتا ہے۔

قرآن کریم میں مؤمنوں کو خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا گیا کہ!

اور تم لوگ جہاں تک تمہارا بس چلے، زیادہ سے زیادہ طاقت اور تیار بندھے رہنے والے گھوڑے ان کے مقابلے کے لئے مہیا رکھو تاکہ اس کے ذریعے اللہ کے دشمنوں اور خود اپنے دشمنوں کو اور ان دوسرے اعداء دین کو خوف زدہ کرو، جنہیں تم نہیں جانتے اللہ تعالیٰ جانتا ہے، اللہ کی راہ میں تم جو کچھ بھی خرچ کرو گے، اس کا پورا پورا بدلہ تمہاری طرف

پلٹایا جائے گا اور تمہارا حق دینے میں ذرا کمی نہ کی جائے گی۔

(سورۃ انفال آیت ۶۰)

۱۰......اپنے اندر قربانی دینے کا جذبہ پیدا کیجئے

دین اسلام کے لئے ہر طرح کی قربانی دینے اور ضرورت پڑنے پر اپنے وطن عزیز سے ہجرت کرنے کے لئے بھی خود کو آمادہ رکھئے۔ اور خود کو تولتے رہیئے کہ کس حد تک آپ کے اندر یہ جذبہ قوت پکڑ رہا ہے۔ قرآن کریم میں حضرت ابراہیم کا واقعہ ہجرت بیان کرتے ہوئے ہجرت کی ترغیب اور قربانیوں کے لئے تیار رہنے کی تلقین اس طرح کی گئی ہے کہ!

''اور اس کتاب میں ابراہیمؑ کے قصے سے نصیحت حاصل کیجئے بے شک وہ ایک سچے نبی تھے (لوگوں کو اس وقت کا ذکر سنایئے) جب انہوں نے اپنے والد سے کہا ابا جان! آپ ان چیزوں کی عبادت کیوں کر رہے ہیں؟ جو نہ سنتی ہیں اور نہ دیکھتی ہیں اور نہ آپ کے کسی کام آسکتی ہیں۔ ابا جان میرے پاس وہ علم آیا ہے جو آپ کے پاس نہیں آیا ہے آپ میرے کہے پر چلیئے، میں آپ کو سیدھی راہ پر چلاؤں گا۔ ابا جان آپ شیطان کی بندگی نہ کیجئے شیطان تو رحمٰن کا بڑا نافرمان ہے۔ ابا جان! مجھے ڈر ہے کہ (آپ اسی طرح اگر رہے تو) رحمٰن کا عذاب آپ کو آ پکڑے اور آپ شیطان کے ساتھی بن کر رہ جائیں۔
باپ نے کہا! کیا تم میرے معبودوں سے پھر گئے ہو؟ اگر تم باز نہ آئے تو میں تمہیں پتھر مار مار کر ہلاک کر دوں گا، اور جاؤ ہمیشہ کے لئے مجھ سے دور ہو جاؤ۔ ابراہیم نے کہا آپ کو میرا اسلام ہے۔ میں پروردگار سے دعا کروں گا کہ وہ آپ کی بخشش فرما دے۔ بے شک میرا رب مجھ پر بڑا ہی مہربان ہے۔ میں آپ لوگوں سے بھی کنارہ کرتا ہوں اور ان ہستیوں سے بھی جن کو تم اللہ کو چھوڑ کر پکارا کرتے ہو، میں تو اپنے رب ہی کو پکاروں گا۔ مجھے پوری امید ہے کہ میں اپنے رب کو پکار کر ہرگز نامراد نہ ہوں گا۔

(سورۃ مریم آیت ۴۱ تا ۴۸)

۱۱......اپنے اندر جہاد کی لگن اور شہادت کی آرزو پیدا کیجئے

اللہ کی راہ میں نکلنے کی تڑپ، جان اور مال سے جہاد کرنے کی لگن اور جذبہ اور اسکی راہ

میں شہادت پانے کی پاکیزہ آرزو پیدا کیجئے۔ حقیقت یہ ہے کہ جہاد ایمان کا معیار ہے اور جس دل میں اس کی آرزو نہ ہو وہ ایمان وہدایت سے محروم ایک بے رونق اور ویران کھنڈر ہے، میدان جہاد میں پہنچنے کی توفیق اور اللہ کی راہ میں جان ومال قربان کر دینے کا موقع لاشک بہت بڑی سعادت ہے۔ لیکن اگر ایسے حالات نہ ہوں کہ اس کا موقع پاسکیں یا وسائل وذرائع نہ ہوں کہ آپ میدان جہاد میں پہنچ کر ایمان کے جوہر دکھاسکیں۔ تب بھی آپ کا شمار اللہ کے ہاں ان مجاہدین میں ہوسکتا ہے جو راہ خدا میں شہید ہوئے یا غازی بن کر لوٹے (اگر چہ آپ ان کی فضیلت کو قطعاً نہیں پہنچ سکتے) ان میں شمار اس طرح ہوسکتا ہے بشرطیکہ آپ کے دل میں راہ خدا میں نکلنے کی تڑپ ہو، دین کی راہ میں قربان ہونے کا جذبہ ہو اور شہادت کی آرزو ہو اس لئے اللہ تعالیٰ کی نظر ان قلبی جذبات پر ہوتی ہے جو مجاہدانہ کارناموں کے لئے آدمی کو بے چین کرتے ہیں۔ غزوہ تبوک سے جب رسول اللہ ﷺ واپس ہو رہے تھے تو آپ ﷺ نے اپنے ساتھیوں کو خطاب فرمایا تھا کہ!

مدینہ میں کچھ لوگ ایسے ہیں کہ تم نے جو کوچ کیا اور جو وادی بھی طے کی وہ برابر تمہارے ساتھ رہے آپ ﷺ کے ساتھیوں نے تعجب سے پوچھا کیا مدینے میں رہتے ہوئے؟ فرمایا ہاں مدینے میں رہتے ہوئے، کیونکہ ان کو مجبوری نے روک لیا تھا وہ خود رکنے والے نہ تھے۔

قرآن پاک میں بھی اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کی تعریف فرمائی ہے جو جذبہ رکھنے کے باوجود شرکت جہاد سے محروم رہے، اور اپنی اس محرومی پر ان کی آنکھیں آنسوں بہاتی رہی۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے!

"اور نہ ان (بے سروسامان) پر الزام ہے جو خود آپ کے پاس آئے کہ آپؐ ان کے لئے سواریاں مہیا فرمادیں، اور جب آپ نے کہا کہ میں تمہارے لئے سواریوں کا انتظام نہیں کرسکتا تو وہ اس حال میں واپس ہوئے کہ ان کی آنکھوں سے آنسوں جاری تھے، اس غم میں کہ ان کے پاس جہاد میں شریک ہونے کے لئے خرچ کرنے کو کچھ موجود نہیں ہے"۔

(سورۃ توبہ آیت ۹۲)

اور رسول اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ!

جو شخص اللہ کی راہ میں جہاد کیئے بغیر مرگیا اور (اس حال میں کہ) اس کے دل میں اس

کی آرزو بھی نہیں تھی تو وہ نفاق کی ایک کیفیت پر مرا۔

(مسلم شریف)

حقیقت یہی ہے کہ اللہ کی راہ میں لڑنے اور جان و مال کی قربانی پیش کرنے کے جذبے سے جو سینہ خالی ہے وہ مومن کا سینہ نہیں ہوسکتا۔

(تلخیص وترمیم اور عنوانات کے اضافہ کے ساتھ از آداب زندگی)



تیسرا باب

نوجوانوں میں بعض زہر قاتل امراض

﴿پہلی فصل﴾

نوجوان......اور بدنظری کا مرض

بدنظری نفسانی خواہشات کی تکمیل کرنے کا ایک اہم ذریعہ ہے اور آج کے معاشرے کے نوجوان اس قباحت میں اس قدر آگے جا چکے ہیں کہ باید و شاید ہی کوئی بچ پایا ہو۔ میں بقائمی ہوش و حواس پورے وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ ہمارے معاشرے میں پیدا ہونے والے بگاڑ اور اخلاقی زبوں حالی میں بدنظری کا سب سے بڑا ہاتھ ہے اگر اس قبیح فعل پر کنٹرول کر لیا جائے تو معاشرے کے تمام بگاڑ کا سد باب کرنا انتہائی سہل ہوگا۔

اختر وہی اللہ کا منظور نظر ہے
جو دنیا کی حسینوں کا ناظر نہیں ہے

بدنظری کس قدر مہلک بیماری ہے اس کا اندازہ آنے والی آیات قرآنی اور احادیث مبارکہ سے بطریق احسن لگایا جا سکتا ہے اول ہم آیات قرآنی کا ذکر کریں گے بعد ازاں احادیث مبارکہ بیان کریں گے۔ انشاءاللہ

اپنی نگاہ نیچی رکھئے

قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ!

"(اے نبی) آپ مسلمان مردوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں (یعنی جس

عضو کی طرف مطلقاً دیکھنا ناجائز ہے اس کو بالکل نہ دیکھیں اور جس کو فی نفسہٖ دیکھنا جائز مگر شہوت سے جائز نہیں اس کو شہوت سے نہ دیکھیں) اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں (یعنی ناجائز محل میں شہوت رانی نہ کریں جس میں زنا لواطت سب شامل ہیں) یہ ان کے لئے صفائی کی بات ہے (اور اس کے خلاف میں آلودگی ہے زنا یا مقدمہ زنا میں) بے شک اللہ تعالیٰ کو سب خبر ہے جو لوگ کیا کرتے ہیں (پس خلاف کرنے والے سزا یابی کے مستحق ہوں گے"۔

(ترجمہ بیان القرآن ج ۲)

آنکھوں کی خیانت

آیت نمبر ۲......ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ!

"اللہ تعالیٰ آنکھوں کی خیانت کو جانتے ہیں اور جس شئے کو سینے میں چھپاتے ہیں اس کو بھی جانتے ہیں"۔

(سورۃ مؤمن)

اس آیت میں خداوند قدس نے دو گناہوں کا ذکر فرمایا ہے۔ آنکھوں کے گناہ کو اور دل کے گناہ کو یوں تو آنکھوں کے بہت سے گناہ ہیں لیکن یہاں ایک خاص گناہ کا ذکر ہے وہ کیا ہے بدنگاہی اس طرح دل کے بہت سے گناہ ہیں لیکن یہاں پر بقرینہ سباق خاص گناہ کا ذکر ہے یعنی نیت بری ہونا۔

ان دونوں گناہوں کو لوگ گناہ سمجھتے ہیں لیکن اس میں شک نہیں ہے کہ جس درجہ تک ان کی مضرت ہے اس قدر سمجھتے نہیں چنانچہ گناہ کا ادنیٰ اثر یہ ہونا چاہیئے کہ دل میلا ہو جائے مگر اس گناہ کے بعد دل بھی میلا نہیں ہوتا لوگ بہت خفیف سمجھتے ہیں، کسی عورت کو دیکھ لیا یا کسی لڑکے کو گھور لیا اس کو ایسا سمجھتے ہیں جیسے کسی اچھے مکان کو دیکھ لیا یا کسی پھول کو دیکھ لیا۔

(بدنظری کا علاج بحوالہ غض البصر)

بدنظری سے آنکھوں کا نور ختم ہو جاتا ہے

بدنگاہی ایسا موذی مرض ہے کہ اس سے آنکھوں کا نور جاتا رہتا ہے اور ظلمت سی چھا جاتی ہے۔ بڑوں کو اس کا احساس بھی ہو جاتا ہے چنانچہ حضرت عثمان غنیؓ کی خدمت

میں ایک شخص آیا اور وہ بری نگاہ سے دیکھ کر آیا تھا۔ حضرت عثمان غنیؓ نے خطاب خاص سے تو کچھ نہ فرمایا لیکن بطور عموم فرمایا کہ لوگوں کا کیا حال ہے کہ ان کی آنکھوں سے زنا ٹپکتا ہے۔ یہ انداز ایسا ہے کہ اس میں رسوائی کچھ نہیں ہے لیکن جو کرنے والا ہے وہ سمجھ جائے گا کہ مجھے فرمارہے ہیں۔

اور اہل کشف نے لکھا ہے کہ بدنگاہی سے آنکھوں میں ایک ایسی ظلمت پیدا ہو جاتی ہے کہ جس کو تھوڑی سی بصیرت ہوگی پہچان لے گا کہ اس شخص کی نگاہ پاک نہیں اگر دو شخص ایسے لئے جاویں کہ عمر میں حسن و جمال میں اور ہر امر میں وہ برابر ہوں فرق ان میں صرف اس قدر ہو کہ ایک فاجر ہو اور دوسرا متقی ہو جب چاہے دیکھ لیں متقی کی آنکھ میں رونق اور نور ہوگا اور فاسق کے آنکھ میں ظلمت اور بے رونقی ہوگی۔

(حوالہ بالا)

بدنظری پر وعیدات احادیث میں

قرآن کریم کی احکامات سے ہمیں معلوم ہوا کہ بدنظری سے بچنا انتہائی ضروری ہے ورنہ ہماری زندگی میں ظلمت ہی ظلمت کا بسیرا ہوگا۔ اسی طرح احادیث مبارک میں بدنظری سے متعلق بڑی سخت وعیدات آئی ہیں، کچھ کا خلاصہ پیش خدمت ہے۔

نگاہِ ابلیس کا زہریلا تیر ہے

رسول اقدس ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ!

نگاہ ابلیس کے زہریلے تیروں میں سے ایک تیر ہے جو شخص اس سے اللہ تعالیٰ کے خوف کی وجہ سے بچ رہے خداوند قدوس اس کو ایسا نور ایمانی نصیب فرماتے ہیں جسکی حلاوت اور لذت قلب میں محسوس کرتا ہے۔

فائدہ...... نظر بھی ابلیس کے تیروں میں سے ایک تیر ہے یعنی انسان کو دھوکہ دینے اور خلاف راہ اختیار کرانے کے لئے شیطان جو حربے اختیار کرتا ہے ان میں سے ایک کامیاب حربہ نگاہ کا تیر ہے کہ آدمی پہلے دیکھتا ہے پھر دیکھنے کے بعد وساوس پیدا ہوتے ہیں پھر بُرے کام کے لئے راہ ہموار کرتا ہے یہاں تک کے اس میں مبتلا ہو جاتا ہے پس زنا سے بچنا بھی ضروری ہے اور نگاہ نیچی رکھنا بھی ضروری ہے۔ (بحوالہ بدنظری کا علاج)

بدنظری پر سخت وعید

رسول اقدس ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ!

یا تم اپنی نگاہیں نیچی رکھو گے اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرو گے یا اللہ تعالیٰ تمہاری صورتیں بدل دے گا۔

فائدہ.....اس حدیث میں رسول اقدس ﷺ نے کس قدر سخت وعید ارشاد فرمائی ہے حالانکہ ہم اس گناہ کو بہت ہی حقیر سمجھتے ہیں اس کی کوئی پروانہیں ہوتی۔ یہ ایک ایسا مہلک مرض ہے کہ جس سے انسان بچتانہیں بخلاف دوسرے معاصی کے کہ ان سے سیری ہو جاتی ہے اور آدمی چھوڑ دیتا ہے اور بدنگاہی ایسا مرض ہے کہ اس سے سیری نہیں ہوتی جب جب صادر ہوتا ہے اور زیادہ تقاضا بڑھتا جاتا ہے۔

اور دیکھئے آدمی کھانا کھاتا ہے سیر ہو جاتا ہے پانی پیتا ہے پیاس بجھ جاتی ہے مگر بدنظری ایسی بلا ہے کہ اس سے سیری نہیں ہوتی اس خاص حیثیت سے یہ تمام گناہوں سے بڑھکر ہے۔

(حوالہ بالا)

بدنظری کے نقصانات

بدنظری کے نقصانات کی فہرست بڑی طویل ہے علماء کرام نے اس موضوع پر تفصیل سے کلام کیا ہے ہم اختصار کے ساتھ پہلے پہلے بدنظری کا روحانی نقصان ذکر کرتے ہیں پھر انشاء اللہ طبی نقصان کا ذکر ہوگا۔

بدنظری کا روحانی نقصان

بدنظری سے ایک روحانی نقصان یہ ہوتا ہے کہ اس مرض کے بعد عبادت کی حلاوت ختم ہو جاتی ہے عبادت بے لذت بن جاتی ہے۔ حدیث پاک میں بھی یہ مضمون وارد ہوا ہے۔ رسول اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ جسکی نظر کسی عورت کے حسن و جمال پر پڑ جائے پھر وہ اپنی نگاہ ہٹالے۔ اللہ تعالیٰ اس کے بدلے ایک ایسی عبادت اسے عطا فرما دیتے ہیں جس کی لذت وہ اپنے دل میں پاتا ہے۔ معلوم ہوا کہ نگاہ ہٹانے سے میں عبادت کی لذت

محسوس ہوتی ہے اور اس کے برعکس کرنے میں عبادت کی حلاوت اور لذت ختم ہو جاتی ہے۔

(بحوالہ بدنظری کا علاج)

بدنظری کے طبی نقصانات

مثانہ کمزور ہو جاتا ہے جس سے پیشاب کے قطرے یا مذی کے قطرے آتے رہتے ہیں اور وضو میں مشکل پیدا ہو جاتی ہے نیز بدنگاہی کے مریضوں کو اکثر جریان کی شکایت ہو جاتی ہے کیونکہ خیالات کی گندگی اور بدنگاہی سے منی پتلی ہو کر پیشاب کے ساتھ یا کثرت احتلام کی صورت میں ضائع ہونے لگتی ہے جس سے دماغ کی کمزوری، دل کا کمزور ہونا اور گھبرانا اور کمر میں درد، پنڈلی میں درد، سر میں چکر، آنکھ کے سامنے اندھیرا آنے لگنا، سبق یاد نہ ہونا، یاد ہو کر جلد بھول جانا، کسی کام میں دل نہ لگنا، غصہ کا بڑھ جانا، نیند کا کم آنا، ہمت اور ارادہ کا پست ہو جانا۔ چونکہ منی ایک قیمتی سرمایہ ہے اس کے ضائع ہونے سے ان علامات مذکورہ کا ظاہر ہونا ایک فطری ضروری امر ہے لہٰذا طالب علموں کو نوجوانی میں بہت ہی اہتمام سے بری صحبت اور بدنگاہی سے بچنا چاہیئے۔

(بحوالہ روحانی بیماریاں)

نگاہوں کی حفاظت اور جدید سائنس

اللہ تعالیٰ نے آنکھیں دیکھنے کے لئے دی ہیں، ان کے اندر بند کرنے اور کھولنے کی صلاحیت انسان کے اختیار میں ہے اور یہ اختیار اس لئے دیا کہ جب رب کا حکم ہو آنکھیں کھولو۔ اور جب اس کا حکم ہو آنکھیں بند کر لو۔ رسول اقدس کا فرمان ہے جو نظروں کی حفاظت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو ایسا ایمان عطا فرمائیں گے جس کی حلاوت وہ دل میں محسوس کرے گا۔ جدید فرنگی ذہنیت کی سوچ یہی ہے کہ دیکھنے سے کیا ہوتا ہے، صرف دیکھا ہی تو ہے یہ کوئی غلط کام تو نہیں، کسی کو محض دیکھ لینے سے کیا بگڑ جاتا ہے؟۔ ایسی ذہنیت رکھنے والے احباب سے پوچھا جائے کہ کیا کبھی آپ نے یہ بھی سوچا کہ!

☆...... شیر اگر سامنے آجائے اور انسان اسے صرف دیکھ لے تو صرف دیکھنے سے جسم اور جان پر کیا بنتی ہے۔ سوچیں...... آپ کہتے ہیں دیکھنے سے کچھ نہیں ہوتا۔

☆...... بچہ ماں کو صرف دیکھتا ہی تو ہے، اس کی محبت اور چاہت کے جذبات

کیا ہوتے ہیں؟

☆......سبزہ اور پھول صرف دیکھے جاتے ہیں تو پھر ان کے دیکھنے سے دل مسرور اور مطمئن کیوں ہوتا ہے؟

☆...... کسی کو مصیبت میں صرف دیکھتے ہی تو ہیں دل بے چین اور بے قرار ہو جاتا ہے۔ آخر کیوں؟

☆......زخمی اور لہولہان کو صرف دیکھتے ہی تو ہیں پریشان، غمگین اور بعض بے ہوش ہو جاتے ہیں۔ آخر کیوں؟

☆...... کسی کی بڑی دکان، مکان، بلڈنگ، کوٹھی یا کار دیکھتے ہی تو ہیں۔ فوراً دل کے اندر حسرت، امید، حسد، رشک، بے چینی اور طمع جیسی مختلف کیفیات پیدا ہو جاتی ہیں آخر کیوں؟ صرف دیکھا ہی تو تھا۔

☆......نوٹ اور کاغذ کا فرق نا سمجھ بچے سے پوچھئے، کہ نوٹ دیکھتے ہی اس کی کیفیت کیا ہوتی ہے اور کاغذ کو دیکھنے سے کیا، تو نوٹ صرف دیکھا ہی تو تھا۔

☆...... کسی حسین کو دیکھا جاتا ہے اور بعض اوقات انسان بے بس ہو کر اسے اپنا دل دے بیٹھتا ہے، آخر یہ کیوں ہوتا ہے؟ صرف دیکھا ہی تو جاتا ہے۔

چنانچہ جہانگیر نے شہزادگی کے عالم میں مینا بازار میں نواب زین خان بہادر کی بیٹی (جس کا نام صاحبہ جمال تھا) کو اپنا دل دے دیا۔ واقعہ یوں ہوا کہ جہانگیر مینا بازار کے انگوری پارک سے گزر رہا تھا کہ ایک خادمہ نے عرض کیا کہ جناب شہزادہ صاحب آپ کو بادشاہ سلامت یاد فرماتے ہیں شہزادہ جہانگیر کے ہاتھ میں کبوتروں کا جوڑا تھا اور اسی وقت صاحبہ جمال سامنے سے آ رہی تھی شہزادے نے کہا لو ذرا ہمارے کبوتر تھامنا ہم ابھی واپس آتے ہیں۔ واپس آئے تو صاحبہ جمال کے ہاتھ میں ایک ہی کبوتر تھا پوچھا دوسرا کبوتر کیا ہوا؟ جواب دیا کہ وہ تو اڑ گیا۔

پوچھا کیسے؟

صاحبہ جمال نے دوسرا کبوتر بھی چھوڑ دیا اور کہا یوں!!!!۔

اس یوں پر جہانگیر لٹو ہو گیا اور آخر کار اس سے عقد کر لیا۔ کیا یہ منظر دیکھنے سے ہوا یا نہیں؟ سوچیں، آنکھیں کھولیں، دیکھیں پھر دیکھیں کہ شاید دیدہ عبرت مل جائے۔

الغرض معلوم ہوا کہ آنکھیں بھی چوری کرتی ہیں ہاتھ بڑھتے ہیں اور گناہ ہو جاتا ہے۔اسلام نے اسی کیفیت کے پیش نظر چہرے کو ڈھانپنے کے لئے پردے کا حکم دیا ہے اور مردوں کو بار بار نظروں کے حفاظت کی تلقین کی ہے۔مخلوط تعلیم سے متعلق ایک صاحب فرمایا کرتے تھے کہ! ننگا گوشت ہو اور بھوکا بلا ہو۔تو کیا وہ بھوکا بلا گوشت" سے منہ موڑ کر چلا جائے گا۔ہرگز نہیں اور بالکل نہیں اس لئے خدارا اپنے بچوں اور بچیوں کو تباہ ہونے سے بچایئے۔بہر حال ماہرین کی تحقیق کے مطابق نگاہوں کا اثر بلواسطہ دماغ اور ہارمونیم سسٹم پر پڑتا ہے۔اس نظام کے متاثر ہونے کی وجہ سے جسم کا تمام نظام متاثر ہو جاتا ہے اور بے شمار امراض وعلل میں آدمی مبتلا ہو جاتا ہے۔

ڈاکٹر نکلسن ڈیوز کا تجربہ

ڈاکٹر نکلسن ڈیوز مشہور روحانیات اور نفسانیات کا ماہر ہے یہ اپنے تجربات بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ!

نگاہیں جس جگہ جاتی ہے وہیں جمتی ہیں پھر ان کا اچھا اور برا اثر اعصاب دماغ اور ہارمونز پر پڑتا ہے۔

بیوی ،بہن اور ماں کے علاوہ کسی عورت کو دیکھنے سے اور خاص طور پر شہوت کی نگاہ سے دیکھنے سے ہارمونزی سسٹم کے اندر خرابی میں نے دیکھی ہے۔شاید کوئی دیکھ سکے کیونکہ ان نگاہوں کا اثر زہریلی رطوبت کا باعث بن جاتا ہے اور ہارمونزری گلینڈز ایسی تیز، خلاف جسم زہریلی رطوبتیں خارج کرتے ہیں جس سے تمام جسم درہم برہم ہو جاتا ہے۔

کوئی انتہائی غریب شخص انتہائی امیر کو دیکھتا ہے تو اس کے اندر حسد سے ہارمونز کی ایسی رطوبت پیدا ہوتی ہے ،جس سے اس کا دل اور اعصاب متاثر ہوتے ہیں۔میرا تجربہ ہے کہ ایسی خطرناک پوزیشن سے بچنے کے لئے صرف اور صرف اسلامی تعلیمات کا سہارا لینا پڑے گا۔

(اسلام اور مستشرقین)

واقعۃً تجربات کے لحاظ سے ،یہ بات واضح ہے کہ نگاہوں کی حفاظت نہ کرنے سے انسان ایسے ڈپریشن، بے چینی اور مایوسی کا شکار ہوتا ہے ،جس کا علاج ناممکن ہے کیونکہ نگاہیں انسان کے خیالات اور جذبات کو منتشر کرتی ہیں اور یہ انتشار اس کی گھریلو زندگی

پر زیادہ اثر کرتا ہے۔ایک صاحب فرمانے لگے کہ میں صرف تین دن نگاہوں کو غیر محرمات اورخوبصورت عمارتوں اورموٹروں میں لگائے رکھتا ہوں(آج ہمارادن رات یہی مشغلہ ہے)تو صرف تین دن کے بعد میں اپنے جسم میں درد،تھکان اور بے چینی محسوس کرتا ہوں ،میرے جسم کے عضلات کھنچ جاتے ہیں،دماغ بوجھل اور ہاتھ پاؤں میں کمزوری آجاتی ہے ۔ اگراس کیفیت کودورکرنے کے لئے میں سکون آوراادویات استعمال کروں (جیساعام معالجین کاطریقہ علاج ہے)تو کچھ وقت کے لئے تو سکون محسوس ہوتا ہے لیکن پھروہی کیفیت لوٹ آتی ہے۔آخرکارعلاج یہی ہوتا ہے کہ میں !اپنی نگاہوں کی حفاظت کروں،اور ہرنگاہ پر یہی الفاظ کہوں کہ!۔

"ایک پڑی مٹی ہے اوریہ کھڑی مٹی ہے"

کچھ عرصہ سے مستقل یہی مشق کرتا ہوں تو میں خودبخود تندرست ہو جاتا ہوں۔

(تلخیص وترمیم از سنت نبوی اور جدید سائنس)

بدنظری کے علاج

بدنظری کے مرض سے چھٹکاراپانے کے لئے کتاب"بدنظری کاعلاج"میں چندمفید تجاویز نظر سے گزریں مناسب معلوم ہوا کہ بدنظری سے بچنے والوں کی خدمت میں پیش کردی جائیں ،ان تجاویز پراگرعمل ہوجائے توانشاء اللہ اس موذی مرض سے چھٹکارامل سکتا ہے۔

۱......راستہ چلتے وقت آنکھ سے صرف اس قدرکام لیاجائے جتناراستہ دیکھنے کے لئے ضروری ہوورنہ نگاہ کونیچے رکھاجائے ،راستہ چلنے سے پہلے اس بات کاارادہ کیاجائے اور راستہ چلتے وقت اس پرعمل کیاجائے اورراستہ ختم ہوجانے پراس کاجائزہ لیاجائے کہ آیا نظرنیچے رکھنا نصیب ہوایانہیں؟

۲......اگرنظرنیچے رکھنانصیب نہ ہواتوباوضوہوکردورکعت نفل توبہ پڑھی جائے اورازسرنو پھرعہدکیاجائے حتی کے آہستہ آہستہ چندروز میں یہ بات پیداہوجائے کہ راستہ چلتے وقت آنکھ نہ بہکے۔

۳......راستہ چلتے وقت ہاتھ میں تسبیح رکھی جائے اورراستہ ہی کے لئے کوئی معمول

مقرر کیا جائے مثلاً راستہ چلنا ہو تو اَسْتَغْفِرُ اللّٰه کا ورد رکھیں گے یا لَااِلٰهَ اِلَّااللّٰه کا ورد رہے گا۔

۴..... اگر اجنبی یعنی غیر محرم پر نظر پڑ جائے تو فوراً نظر نیچی کر کے اپنی ماں کی صورت کا تصور کرنا شروع کیا جائے اور جب تک دل اور نظر پاک نہ ہو جائے ماں کا تصور باقی رکھا جائے۔

۵..... اگر عمداً اشرارت نفس یا اغوائے شیطانی سے غیر محرم کو دیکھنے کے لئے نظر اٹھائی جائے تو فوراً نظر نیچے کر کے جہنم کا تصور کیا جائے اور سوچا جائے کہ اس کی سزا میں آنکھوں میں سیسہ بھرا جا رہا ہے۔

۶..... جہنم کے تصور کے علاوہ جتنی مرتبہ غیر محرم پر نظر پڑے اتنے ہی تازیانے اپنے ہاتھ سے تنہائی میں اپنی ننگی پیٹھ پر لگائے جائیں، ایک سوت کی دو گز کی رسی کو دوہری کر کے جیب میں رکھیں اور اس کا نام تازیانہ شریعت رکھیں اور جب بدنگاہی ہو جائے کسی قریب کی مسجد یا کسی تنہائی کی جگہ میں جا کر اپنی برہنہ پیٹھ پر تازیانے لگائیں اور اگر کوئی تنہائی کی جگہ راستے میں میسر نہ آئے تو یہ عمل واپسی پر گھر میں کریں۔

۷..... جب بدنگاہی ہو جائے تو ہر بدنگاہی پر اتنی رکعتیں نفل بطور جرمانہ پڑھیں کہ نفس کو شاق ہو مثلاً بیس (۲۰) رکعت۔

۸..... جب بدنگاہی ہو جائے تو بطور جرمانہ کے اتنی رقم صدقہ کریں کہ نفس پر شاق ہو مثلاً ایک روپیہ یا اس سے بھی زیادہ۔

۹..... جب بدنگاہی ہو جائے تو ذیل کی عبارت اپنے آپ کو اپنے نام سے مخاطب کر کے سنائیں کہ اے فلاں تیرا نام اتنا بلند اور تیری حرکتیں ایسی پست، اے فلاں تو مخلوق کے سامنے بڑا باعزت بنا پھرتا ہے اور مخلوق سے نظریں چرا کر زانیوں کی سی حرکتیں کرتا ہے جو مخلوق سے تو پوشیدہ ہوتی ہیں لیکن خالق پر آشکارہ ہوتی ہیں، اے فلاں تو تصوف اور سلوک پر مخلوق کے نزدیک گامزن ہے اور بزرگوں سے تعلق رکھتا ہے جبکہ تیرا اصل تعلق ان حرکتوں سے ہے جو جہنم تک پہنچانے والی ہیں۔ اے فلاں تو ہوش و حواس رکھتا ہے لیکن ایسی حماقت میں مبتلا ہے جو سراسر خطرے کا موجب ہے اور نفع کچھ بھی تو نہیں، اے فلاں تیری کیا اچھی تجارت ہے کہ ان حرکتوں کے سبب دنیا کے عذاب کما رہا ہے اور آخرت

کا عذاب تیرا منتظر ہے کہ تو اس وقت تک توبہ نہ کرے گا جب تک تو اس کام سے مجبور نہ ہو جائے بس اب توبہ کر۔

میں امید کرتا ہوں کہ انشاء اللہ اس قدر تحریر آپ غور سے پڑھیں گے اور اس پر عمل کریں گے تو یہ خبیث مرض باقی نہ رہے گا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو طہارت و پاکیزگی ظاہری و باطنی عطا فرمائے اور گندگیوں سے بچائے۔ آمین

صلی اللہ علیہ وسلم

﴿دوسری فصل﴾

نوجوان......اور فلم بینی کا مرض

آج کے نوجوانوں کی اکثریت میں فلم بینی کی لت اس قدر بڑھ گئی ہے کہ اب تو بغیر اس کے انہیں چین نہیں آتا اور یہ بہت ہی نقصان کی بات ہے فلم بینی کی عادت ایک انتہائی بری عادت ہے جو نوجوانوں کے اخلاق مسخ کرنے کا ایک اہم ذریعہ ہے۔

چنانچہ نوجوان کی اصلاح کے لئے ہم ذیل میں فلم بینی کے اخلاقی، جسمانی اور روحانی نقصانات کا ذکر کر رہے ہیں کہ شاید ہمارا آج کا نوجوان دوست اس کو پڑھکر فلم بینی کو چھوڑ دے اور معاشرے کا ایک مثالی رکن بن جائے۔

فلم بینی کا اخلاقیات پر بُرا اثر

جس انداز میں آج کل فلموں میں جنسی بے راہ روی، برہنگی، اور اخلاق سوز سین پیش کئے جا رہے ہیں۔ ان سے اخلاقی اور معاشرتی زندگیوں پر نہایت ہی مہلک اور تباہ کن اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔ اور اس فلم بینی کے نشے میں نوجوان پیش پیش نظر آتے ہیں، رسائل اور اخبارات کے تجربے کے مطابق نوجوان نسل کی بڑی تعداد اس لعنت میں ملوث ہے اور جب یہ نوجوان فلموں میں کمسن لڑکیاں، نیم عریاں تصویریں، جنسی تعلقات، چست لباس کی دلکشی، بوس کنار، چھیڑ چھاڑ جیسے فحش امور عشق اور محبت کی بری ادائیں دیکھتے ہیں تو یقیناً پھر ان کے شہوانی خیالات بھی بھڑکتے ہیں۔ اس خطرناک بھنور میں پھنس کر نوجوان اپنے اخلاق تباہ کر رہے ہیں، اور اپنی زندگیوں کا قیمتی وقت تباہ کر رہے ہیں، اور بعض نادان نوجوان اس فلم بینی کی وجہ سے اپنی صحت تک سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔ اور سب سے بڑھ کر نقصان اخلاقی نقصان ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ اخلاق ہر قوم کا قیمتی سرمایہ ہوتا ہے اور جو قوم اخلاق جیسی دولت سے تہی دست و تہی دامن ہو جاتی ہے وہ قعر مذلت میں گرتی چلی جاتی ہے اور آج کا وہ نوجوان جسے معاشرے کا ایک طاقتور ستون

ہونا چاہیئے تھا مگر ہائے رے افسوس وہ فلم بینی سے اپنے اخلاق تباہ کررہا ہے یقیناً یہ قوم کا زبردست نقصان ہے۔

یاد رکھیئے فلم بینی کا نشہ ایک خطرناک نشہ ہے اس نشے کی لت جسے لگ جاتی ہے وہ اخلاقی ،سماجی وتہذیبی اعتبار سے مکمل ہی کھوکھلا ہوکر رہ جاتا ہے۔

اس کے علاوہ گھر کے بچوں کی تربیت پر بھی اس کا اثر پڑھتا ہے بچے گھر کے بڑے لوگوں کی تقلید کرتے ہیں ۔بچے نادان ہوتے ہیں لیکن جب عقل اور شعور کو پہنچ جاتے ہیں۔وہ والدین کے ہر کام پر نظر رکھتے ہیں اگر والدین بااخلاق ہوں اور فلم بینی سے پاک ہوں تو بچے بڑے ہوکر بہت قابل اور نیک سیرت، والدین کے اطاعت گزار جذبہ ہمدردی سے سرشار۔معاشرے کے خدمت گزار بن کر ابھرتے ہیں ۔لیکن اگر والدین خود ہی اخلاق سے دور ہوں اور فلم بینی کی لعنت میں گرفتار ہوں تو ظاہر ہے کہ پھر بچے کی اخلاقی کیفیت انتہائی گر جاتی ہے۔

بچوں کے ذہن پر فلم بینی کے اثرات دوطرح سے مرتب ہوتے ہیں ایک تو بچے جو کچھ دیکھتے ہیں اس پر عمل کرنے کی کوشش بھی کرتے ہیں ۔اس سلسلے میں فلموں میں دکھایا جانے والا تشدد بھی بچوں کے لئے نقصان دہ ہے پردہ اسکرین پر بار بار تشددانہ واقعات بار بار دیکھنے سے بچے تشدد کی طرف مائل ہوجاتے ہیں اور اس لئے جرائم میں بھی اضافہ ہوتا ہے ۔یہی وجہ ہے کہ آج کل کھاتے پیتے گھرانوں کے بچے بھی جرائم اور ڈکیتیوں میں ملوث ہورہے ہیں۔

اور فلموں میں دیکھے جانے والے تشدد اور مار پیٹ سے بھرپور پروگرام نوجوانوں کی حقیقی زندگی میں ایسا طلاطم برپا کردیتے ہیں جو انہیں کچھ کرگزرنے پر مجبور کرتا ہے وہ نوجوان جو کثرت سے تشدد آمیز اور مار دھاڑ والے پروگرام دیکھتے ہیں ۔زیادہ جارح پائے گئے ہیں اور طویل مدت کی تحقیق سے معلوم ہوا ہے کہ تشدد آمیز پروگرام دیکھنے سے آئندہ زندگی میں بھی انکے مزاج میں تشدد اور لڑائی جھگڑے کا رجحان فروغ پاتا ہے۔

امریکن انٹر پرائز پر اسٹیٹیوٹ کی سرپرستی میں ہونے والی ۱۰ مارچ ۱۹۹۶ کی کانفرنس ڈاکٹر برنس والٹر پروفیسر جارج یونیورسٹی نے اپنی رائے پیش کی انہوں نے کہا۔راک میوزک ہالی وڈ کی فلمیں اور دوسرے تفریحی پروگرام جو امریکہ باہر کی دنیا کو پہنچا تا ہے وہ وہاں کے

معاشرے پر بہت سے اثرات چھوڑتے ہیں بلکہ امریکی معاشرے کے تصور کو بھی داغدار کرتے ہیں۔

بلدم ریاذر کے نظریئے کے مطابق ۴۹ فیصد مجرم فلموں سے متاثر ہو کر اپنے ساتھ اسلحہ رکھتے ہیں ۲۸ فیصد چوری کرنے اور ۲۱ فیصد قانون کی گرفت سے بھاگنے اور پولیس کے چکر دینے کے طریقے انہی فلموں سے سیکھے جاتے ہیں تحقیق سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ ۲۵ فیصد عورتیں بری فلموں کے زیر اثر برائی اور بدکاری کی راہ پر چل پڑی ہیں ۵۴ فیصد عورتیں لاپرواہ فلمی پرستاروں کی تقلید میں قحبہ خانوں اور برائی کی محفلوں کی زینت بنی ہیں۔

فلم بینی کا صحت پر اثر

جس طرح فلم بینی اخلاقی اعتبار سے نہایت ہی مہلک اور تباہ کن ہے اسی طرح جسمانی صحت کے اعتبار سے بھی انتہائی نقصان دہ ہے لیکن فلم بینی کے دلدادہ نوجوانوں کو اپنی صحت کی بربادی کا احساس نہیں ہوتا۔ جبکہ صحت اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں میں سے ایک عظیم ترین نعمت ہے۔ صحت قائم رہے تو انسان اپنی زندگی کے تمام افعال اور ذمہ داریوں کو بخوبی احسن سرانجام دے سکتا ہے اور اگر صحت کی نعمت نہ رہے تو نہ صرف یہ کہ انسان عاجز ہو کر رہ جاتا ہے بلکہ جان کا خطرہ بھی درپیش ہو جاتا ہے اور جیسا کہ عرض کیا کہ اس نعمت خداوندی یعنی صحت کو تباہ کرنے کا ایک ذریعہ فلم بینی بھی ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ سحر خیزی بچوں، جوانوں اور بوڑھوں کے لئے یکساں مفید ہے اور انتہائی ضروری ہے لیکن فلم چونکہ رات کو دیکھی جاتی ہیں اس لئے فلم بینی کے شوقین رات دیر تک اپنے شوق کو پورا کرتے ہیں اور پھر رات کے آخری پہر بستر پر پہنچتے ہیں اور اٹھتے کب ہیں جب گھڑی دن کے بارہ بجا رہی ہوتی ہے چنانچہ اس طرح سحر خیزی کی توفیق نہ ملنے کی وجہ سے صحت دن بدن گرتی جاتی ہے اور نئی نئی بیماریاں آئے دن پریشان کرتی ہیں، اس طرح ماہرین صحت کے مطابق فلم بینی کے نتیجے میں جسم کی پھرتی اور حرکت کرنے کی صلاحیت میں نمایاں کمی واقع ہوتی ہے جسم ست اور تھکا تھکا لگتا ہے۔ نتیجتاً وقت سے پہلے ہی کمزوری اور بڑھاپا طاری ہونے لگتا ہے ریڑھ کی ہڈی، پیٹھ اور پٹھوں میں درد کی شکایت کا ہونا بھی فلم بینی کی وجہ سے ہے۔ اسی طرح ایک ماہر محقق

کا کہنا ہے کہ پردہ اسکرین (چاہے ٹی وی کی اسکرین ہو یا سینما کی) کی شعاعیں انسان میں طرح طرح کی بیماریاں پیدا کرتی ہیں بینائی بھی کمزور ہوتی ہے سوچنے کی دماغی صلاحیت بھی کم ہو جاتی ہے۔ یہ شعاعیں اعصاب پر، پٹھوں پر بھی بُرا اثر ڈالتی ہیں اور انسان کی قوت مردانگی دھیرے دھیرے ختم ہونی شروع ہو جاتی ہے۔

فلم بینی اور آنکھ کا زنا

فلم بینی سے انسان آنکھ کے زنا میں ملوث ہوتا ہے چونکہ فلموں میں لڑکیاں انتہائی بے ہودہ انداز میں (یعنی ننگے سر، بازو و پیٹھ اور پنڈلیاں کھلیں تقریبا برہنہ اور ناچتی گاتی باہوں میں باہیں ملاتی اور دیگر مخرب اخلاق حرکات کرتی) دکھائی جاتی ہیں اور شریعت کے حکم کے مطابق تو نامحرم کو دیکھنا ہی آنکھ کا زنا ہے اور یہاں تو نامحرم نیم برہنہ حالت میں سامنے آتی ہے تو بدرجہ اولیٰ زنا شمار ہوگا۔ چنانچہ حدیث مبارک ہے!

حضرت ابن مسعودؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ!

آنکھیں بھی زنا کرتی ہیں، اسی طرح کی روایت حضرت ابو ہریرۃؓ سے بھی ہے مروی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ آنکھیں زنا کرتی ہیں ان کا زنا (نامحرم) عورتوں کو دیکھنا ہے۔

(الترغیب والترہیب ج ۳)

غرض فلموں میں چونکہ عورتوں کو انتہائی انہماک کے ساتھ دیکھا جاتا ہے جو کہ حرام کام ہے اور آنکھوں کا زنا ہے اس لئے جو فلم بینی کرتا ہے وہ آنکھوں کا زنا کرتا ہے زنا کا انجام کیا ہوگا کل قیامت کے دن معلوم ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی امان میں رکھے۔ آمین۔

فلم بینی اور کان کا زنا

فلم بینی کے سبب انسان کان کے زنا میں برابر شریک رہتا ہے۔ فلموں میں نامحرم عورتوں کی آوازیں سنی جاتی ہیں اور باتیں بھی جو انتہائی اخلاق سوز ہوتی ہیں چنانچہ شرعی حکم کے مطابق نامحرم کی آواز سننا کان کا زنا ہے جب صرف آواز کا سننا ہی زنا کے حکم میں ہے تو یہاں تو آواز ہی ایسی سنائی جاتی ہے (گانوں کی شکل میں فاحشانہ محبت وعشق کی گفتگو کی شکل میں) جو انسان کو زنا کرنے پر مجبور کر دیتی ہے۔

حدیث مبارک ہے کہ! حضرت ابو ہریرۃؓ فرماتے ہیں کہ رسول اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا!

کان زنا کرتا ہےاوراس کا زنا نامحرم کی آواز سننا ہے۔

(ابوداؤدشریف)

معلوم ہوا کہ فلم بینی کی وجہ سے انسان کان کے زنا میں ملوث ہوکر اپنی دنیا اور آخرت تباہ و برباد کرتا ہے۔

فلم بینی اور دل کا زنا

فلم دیکھنے کے بعد انسان فلم میں دیکھی گئی تمام حرکات کو سوچ کر تلذذ و لطف حاصل کرتا ہے مثلاً نیم برہنہ، دلکش چست لباس میں نامحرم کو دیکھنا۔ دل لبھانے والی آوازوں (گانوں) کا سننا چنانچہ اپنے دل کا ان مناظر کی طرف شوق ورغبت سے مائل کرنا یہ دل کا زنا ہے اور دل کا زنا آنکھ اور کان کے زنا سے زیادہ خطرناک ہے چونکہ آنکھ تو صرف دیکھتے وقت زنا کرتی ہے، کان صرف سنتے وقت زنا کرتا ہے لیکن دل کا زنا تو اس وقت بھی ہوتا ہے جب وہ فلم دیکھ رہا ہوتا ہے اور فلم کے بعد بھی۔ جب تک قلوب واذہان میں اس فلم کا تصور قائم رہتا ہے انسان دل کے زنا میں برابر کا شریک رہتا ہے۔

حدیث مبارک ہے۔

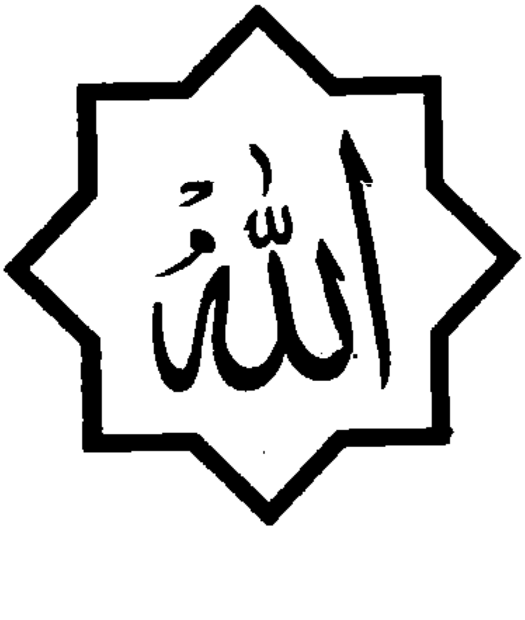
کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! تمنا اور تصور ولطف اندوزی دل کا زنا ہے۔

چنانچہ معلوم ہوا کہ چونکہ فلم دیکھنے کے بعد انسان اپنے دل میں لطف اندوزی میں ملوث رہتا ہے اس لئے دل کے اس زنا کا سبب بھی یہی فلم بنتی ہے۔

آج کے بعد فلم بینی پر لعنت بھیجئے

عزیز نوجوان دوستو! آپ مسلم قوم کا عظیم سرمایہ ہیں آپ کے سامنے بڑے بڑے مقاصد ہیں۔ ان مقاصد کو پورا کرنا آپ کے فرائض میں شامل ہے اگر آپ اپنی زندگی کا قیمتی اثاثہ فلم بینی میں ضائع کردیں گے تو ان اعلیٰ مقاصد کو کون پورا کرے گا؟ فلم بینی کی عادت انتہائی بری اور نقصان دہ ہے یہ عادت تو ان نوجوانوں میں ہوتی ہے جن کے سامنے اپنی زندگی کا کوئی خاص مقصد نہ ہو آپ کا وقت تو انتہائی قیمتی ہے آپ نے اس بگڑے معاشرے کو صراط مستقیم دکھانا ہے۔ مسلم قوم کی گم گشتہ عزت وعظمت کو ایک بار پھر زندہ کرنا ہے اس لئے خدارا آج کے بعد فلم بینی پر لعنت بھیج دیجئے بلکہ معاشرے سے اس

برائی کو ختم کرنے کی کوشش کیجیے ۔تا کہ مسلم قوم جسمانی اور روحانی نقصان سے بچ سکے۔ اور آج کے بعد سوچنا شروع کیجیے کہ کل بروز قیامت جب خداوند قدوس پوچھیں گے کہ بتاؤ تمہیں میں نے جوانی کی عظیم نعمت سے نوازا تھا اس جوانی کے لمحات کہاں کہاں صرف کیئے سوچیے بار بار سوچیے کہ کیا اس وقت کوئی جواب بن پائے گا؟؟



﴿تیسری فصل﴾

نوجوان......اور گانے بجانے کا مرض

آج کے اس پُرآشوب دور میں گانا بجانا، سننا، میوزک وغیرہ کس قدر عام ہوتا جارہا ہے یہ کسی سے پوشیدہ نہیں غیر مسلم تو اپنی جگہ لیکن یہ برائی اب تو مسلمان گھرانوں میں بھی اتنی تیزی سے پھیل رہی ہے کہ اب تو ڈر لگنے لگا ہے کہ نہ جانے خداوند قدوس کا کوڑا کب برس پڑے۔ خصوصاً ہمارے نوجوان دوست تو گانا سننے کو اپنی زندگی کا ایک حصہ بنا چکے ہیں اور جذبہ یہ رکھتے ہیں کہ ہم معاشرے میں نام کمانا چاہتے ہیں اور مثالی نوجوان بننا چاہتے ہیں۔ یاد رکھئے جب تک منکرات کو نہیں چھوڑا جائے گا اس وقت تک اللہ تعالیٰ کی مدد متوجہ نہیں ہوگی اور بحیثیت مسلمان کے ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر ہم کچھ بھی نہیں کرسکتے۔ گانے کی برائی تو ایسی برائی ہے جو اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے کا ایک زبردست سبب ہے قرآن وحدیث میں اس کی سخت ممانعت آئی ہے۔

ذیل میں گانے بجانے کی حرمت کو قرآن وحدیث کی روشنی میں پیش کیا جارہا ہے کہ شاید میرا کوئی نوجوان دوست اسے پڑھکر اس برائی سے توبہ تائب ہوکر اپنے اللہ کو راضی کرلے۔

گانے بجانے کی مذمت قرآن کریم کی روشنی میں

ارشاد ربانی ہے!

”اور لوگوں میں سے وہ شخص جو خریدتا ہے گمراہ کرنے والی بات کو تاکہ وہ گمراہ کرے (لوگوں کو) بے سوچے سمجھے اور اس (دین) کی ہنسی اڑائے ایسے لوگوں کے لئے ذلت کا عذاب ہے“۔

(سورۃ لقمان)

شان نزول!

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے منقول ہے کہ نظر بن حارث نے ناچنے اور گانے والی دولونڈیاں خرید رکھی تھیں۔ جس آدمی کو وہ دیکھتا کہ وہ اسلام کی طرف مائل ہو رہا ہے۔ تو اس پر اپنی ناچنے گانے والی ایک لونڈی کو مسلط کر دیتا وہ لونڈی اسے ناچنے گانے سے خوب مست رکھتی اور پھر نظر بن حارث اس آدمی سے کہتا کہ جس نماز و روزے کی طرف محمد (ﷺ) دعوت دیتا ہے وہ بہتر ہے یا یہ ناچنا گانا۔ فرمایا اس لعنتی کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔

آیت کی وضاحت

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے لھوالحدیث کا لفظ فرمایا ہے، تمام صحابہ کرامؓ اور تابعین، مفسرین حضرات نے اس لھوالحدیث کی تفسیر گانا بجانا ہی بیان کی ہے۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے پوچھا گیا کہ اس آیت میں لھوالحدیث سے کیا مراد ہے تو آپؓ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی بھی معبود نہیں اس سے مراد گانا ہے۔ (بحوالہ تفسیر ابن کثیر)

امام حسن بصریؒ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ لھوالحدیث سے مراد وہ تمام باتیں ہیں کہ جو آدمی کو یاد الٰہی سے غافل کر دیتی ہیں مثلاً جھوٹے افسانے وغیرہ اور خصوصاً ناچ گانا۔

(بحوالہ روح المعانی)

چنانچہ خلاصہ یہ نکلا کہ! جو گانا تحریک اصوات اور تحسین نغمات کے ساتھ برعایت قواعد موسیقی ہو وہ بالاتفاق حرام ہے۔ غرض یہ کہ اس آیت میں لھوالحدیث سے فرضی قصے کہانیاں اور گانے بجانے کا سامان مراد ہے جیسے باجا بانسری موسیقی ستار، سارنگی، خرافات اور مضحکہ خیز ناول و افسانے اور گانے بجانے والی لڑکیاں یہ سب چیزیں لہوالحدیث کے عموم میں داخل ہیں جن کے حرام ہونے میں ذرہ برشبہ نہیں اور گانا بجانا تو تمام ادیان و ملتوں میں حرام رہا ہے۔ یہ نفسانی و شہوانی چیزیں کسی دین میں کبھی بھی جائز نہیں ہوئیں۔

(از معارف القرآن)

اور جو ایسا کریں گے یعنی لہوالحدیث پر چلیں گے ان سے متعلق اللہ تعالیٰ نے فیصلہ

سنا دیا کہ ان کے لئے قیامت کے دن ذلیل ورسوا کرنے والا عذاب ہے۔

آیت نمبر۲......ارشاد باری تعالیٰ ہے!

واستفزز من استطعت بصوتک۔

ترجمہ!۔اور تو (شیطان) گمراہ کر جتنی تیری طاقت ہے ان کو اپنی آواز کے ساتھ۔

امام ابن کثیرؒ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اس آیت میں شیطانی آواز سے گانا بجانا مراد ہے۔امام مجاہدؒ فرماتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ (اے ابلیس) تو انھیں کھیل تماشوں اور گانے بجانے کے ساتھ مغلوب کر۔اور حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں اس آیت میں ہر وہ آواز مراد ہے جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی طرف دعوت دے۔

(تفسیر ابن کثیر ج ۳)

گانا بجانے کی مذمت احادیث کی روشنی میں

گانا سننا گناہ ہے

حضرت ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ گانا سننا گناہ ہے اور اسکے پاس بیٹھنا فسق اور اس سے لذت حاصل کرنا کفر ہے۔

(بحوالہ موسیقی اور اسلام نیل الاوطار)

گانا نفاق پیدا کرتا ہے

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ رسول اقدس ﷺ نے ارشا فرمایا کہ گانا نفاق کو یوں اگاتا ہے جس طرح پانی کھیتی کو اگاتا ہے۔

(ابوداؤد شریف)

گانا بجانے والے کی نماز قبول نہیں ہوگی

حضرت ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ!میری امت کے کچھ لوگوں کی صورتیں مسخ کر کے بندر اور سور بنا دیا جائے گا۔صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ کیا وہ مسلمان ہی ہوں گے؟ تو ارشاد فرمایا کہ ہاں وہ اس بات کی

گواہی دینے والے ہوں گے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں (یعنی مسلمان ہوں گے) اور روزہ بھی رکھتے ہوں گے۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ پھر ان کا قصور کیا ہوگا؟ تو ارشاد فرمایا کہ وہ گانے بجانے کے آلات (ٹیپ ریڈیو وغیرہ) اور گانے بجانے والی عورتوں اور ڈھول بجانے میں مشغول ہوں گے۔ اور شراب پیا کریں گے وہ رات اس طرح شراب پینے اور دوسرے کھیل کود میں (زنا، گانا، فلم دیکھنے وغیرہ) میں گزاریں گے جب صبح کو اٹھیں گے تو ان کے چہرے مسخ ہو چکے ہونگے۔

(ابن حبان)

گانے کا اہتمام کرنے والے ملعون ہیں

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ جو آدمی گانا بجانے کا کام کرے اور دوسرا وہ جو اپنے گھر میں گانے بجانے کا اہتمام کرے دونوں پر اللہ کی لعنت ہو۔

(سنن بیہقی)

گانے سننے والوں کے کان میں سیسہ ڈالا جائے گا

حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا! کہ جو شخص گانے والی عورت کے پاس گانا سننے کے غرض سے بیٹھتا ہے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے کانوں میں سیسہ پگلا کر ڈالیں گا۔

(ابن عساکر)

آپؐ کی بعثت کا مقصد گانے کے آلات کو توڑنا تھا

رسول اقدس ﷺ کا ارشاد مبارک ہے بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مجھے مسلمانوں کے لئے ہدایت اور رحمت بنا کر بھیجا اور مجھے حکم دیا ہے کہ میں بانسری، طنبور، صلیب اور امور جاہلیت کو مٹادوں۔

(ابوداؤد شریف)

اور حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ میں

(دنیا میں) بانسریاں (یعنی آلات موسیقی) توڑنے کے لئے بھیجا گیا ہوں۔
(موسیقی اور اسلام نیل الاوطار)

آپ کا گانے کی آواز سن کر کانوں میں انگلی ڈال لینا

حضرت نافعؒ بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ نے ایک چرواہے سے بانسری (یعنی موسیقی) کی آواز سنی تو فوراً اپنے دونوں کانوں کے اندر انگلی ڈال لی اور سواری راستے سے ایک طرف ڈال دی اور مجھ سے پوچھتے جاتے اے نافع! گانے کی آواز سنائی دے رہی ہے؟ میں ہاں کہتا تو وہ اور چلتے جاتے یہاں تک کہ میں نے کہا! اب آواز سنائی نہیں دے رہی تب انہوں نے انگلیاں نکالی اور سواری کو دوبارہ راستے پر ڈالدیا۔ اور پھر فرمایا کہ میں نے رسول اقدس ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے ایک چرواہے سے بانسری کی آواز سنی تو اسی طرح کیا جیسے میں نے کیا۔ (یعنی کانوں میں انگلیاں ڈال لی)۔
(ابوداؤد شریف)

خدارا اب تو گانا سننا چھوڑ دیجئے

عزیز نوجوان دوستو! آپ نے قرآنی آیات اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں پڑھا کہ اسلام میں اس کی کس قدر ممانعت آئی ہے اور اس کے کس قدر نقصانات وارد ہوئے ہیں۔

یاد رکھئے! گانے سننے سے آپ اپنے اللہ کو ناراض کر کے غضب خداوندی کو دعوت دے رہے ہیں۔

گانے سن کر آپ کا دل عظمت خداوندی، اس کی نعمتیں اور اس کے احسانات میں تدبر کرنے سے دن بدن غافل ہوتا جا رہا ہے اور یہ آپ کے حق میں اچھی بات نہیں ہے اگر آپ گانا سننا نہیں چھوڑیں گے تو آپ کی طبیعت میں خوامخواہ ایسی مستی پیدا ہو جائے گی کہ جس سے آپ بے ہودہ حرکتیں کریں گے۔ معاشرہ میں، خاندان میں آپکی بدنامی ہوگی آپ کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہیں گے۔ دوستو! آج تو آپ دنیا میں لذتوں کے خوگر بن کر زندگی گزار رہے ہیں ہاں شاید دنیا کی چندروزہ زندگی میں کچھ پتہ نہ چلے لیکن اسکا انجام قیامت کے دن حدیث کے مطابق یہ ہوگا کہ جہنم کی آگ میں پگلا ہوا سیسہ اس

کے کانوں میں ڈالا جائے گا۔ اس لئے خدارااس قدر وعیدات ،نقصانات پڑھکر اب تو گانے کی لعنت پرلعنت بھیج دیجئے ۔بس آج کے بعد عہد کرلیجئے کہ آئندہ نہ صرف یہ کہ گانانہیں سننا بلکہ دوسرے دوستوں اورعزیز واقارب کوبھی اس لعنت سے بچانے کی کوشش کریں گے انشاء اللہ اگرگانا سننے سے پرہیز کرلیں گےتو آپ کوکیاانعام ملے گااس سے متعلق ایک حدیث لکھ کراس موضوع کوختم کرتا ہوں ۔اللہ تعالیٰ ہم سب کواس گناہ سمیت تمام گناہوں سے بچنے کی توفیق عطافرمائے۔

گانے سے بچنے پرعظیم بشارت

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اقدس ﷺ نے ارشادفرمایا کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ خوداعلان فرمائیں گے ۔کہاں ہیں وہ لوگ جواپنے کانوں کومزامیر شیطان (یعنی گانے کے تمام ذرائع اورگانے والی عورتوں) سے بچاکر رکھتے تھےفرشتوں کوحکم ہوگاان کومجمع سے ممتاز کرو۔فرشتے ان کومجمع سے الگ کرکے مشک وعنبرکی وادیوں میں بٹھائیں گے ۔پھراللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کوحکم دیں گے کہ ان کومیری تسبیح وتحمید سناؤ فرشتے ایسی خوبصورت لحن کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتحمید سنائیں گے کہ سننے والوں نے ایسی آواز کبھی نہیں سنی ہوگی۔

(موسیقی اوراسلام بحوالہ نیل الاوطار)

﴿چوتھی فصل﴾

نوجوان......اور منشیات کا مرض

نوجوانوں میں ایک بُری عادت منشیات کی عادت ہے جو یقیناً زہر قاتل ہے اکثر نوجوانوں کی زندگیاں اسی منشیات نے تباہ کردی ہیں، اس لعنت نے نہ جانے کتنے ہنستے بستے گھروں کو اجاڑ کر رکھ دیا ہے۔

اس لعنت سے خود بھی بچنا اور دوسروں کو بھی بچانا بہت ضروری ہے۔ اس لئے ذیل میں ہم اس کے نقصانات، شریعت میں اس کی حیثیت وغیرہ ذکر کر رہے ہیں۔

قابل صد احترام ہونگے وہ نوجوان جو آج کے بعد اس لعنت سے توبہ تائب ہوکر دوسرے اپنے مسلمان بھائیوں کو بھی اس سے بچانے کی کوشش کریں گے۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو ہر طرح کی منشیات سے مکمل طور پر بچنے کی کو توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین۔

منشیات کے اخلاقی ومعاشرتی نقصانات

منشیات کے عام ہونے سے جو اخلاقی ومعاشرتی نقصانات سامنے آرہے ہیں انتہائی مضر اور تکلیف دہ ہیں۔ آج کل اخبارات میں ہم جو جرائم یعنی چوریاں، ڈکیتیاں، قتل وغارت گری کی خبریں پڑھتے ہیں ان سب کے محرک تقریباً یہی منشیات ہیں۔ یہ ایسی تباہ کن چیز ہے جو انسان کو ہوش وحواس سے تہی دست وتہی دامن کردیتی ہے۔ نشے کا عادی انسان حقیقی دنیا کو بھول کر محض خیالات کی وادیوں میں بھٹکنے لگتا ہے اور پھر اس نشے کی وجہ سے بعض دفعہ انسان سے ایسی ایسی اخلاق سوز اور بے ہودہ سرزد ہوتی ہیں کہ الامان والحفیظ۔

یہی لعنت ہے جو انسان سے ماں باپ، بہن بھائی اور برادری کے تمام اقدار واحترام کو سلب کر کے رکھ دیتی ہے جو یقیناً انتہائی ناکامی ونامرادی کے مترادف ہے۔

غرض منشیات کا عادی اخلاقی اقدار اور معاشرتی آداب سے ناواقف ہوکر

پستیوں میں گرتا چلا جاتا ہے اور سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ نہ صرف وہ اپنی دنیا تباہ کرتا ہے بلکہ اپنی آخرت بھی کھولیتا ہے۔

منشیات کے جسمانی نقصانات

نشہ کرنے والوں کی اکثریت امراض تنفس کا شکار ہو جاتی ہے سگریٹ کے ساتھ ہیروئن کے کش لگانا سونے پر سہاگہ کا کام کرتے ہیں۔ پھیپھڑوں میں زخم اور سانس کی نالیاں تنگ ہو جاتی ہیں افیون چرس اور بھنگ کے عادی افراد کے پھیپھڑوں میں بلغم جم جاتی ہے، نالیاں اور پھیپھڑے خشک ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے پھیپھڑوں کی حرکات سست ہو جاتی ہیں اور لمبے لمبے سانس لینے پڑتے ہیں، جسم کو آکسیجن کم ملتی ہے، ان منشیات کا استعمال کرنے والے تپ دق، دمہ، برنکائی ٹس اور سانس لینے میں دقت کا سامنا کرتے ہیں ان اعضاء تنفس میں زخم، ورم اور سوراخ ہو سکتے ہیں جن کی وجہ سے خون منہ یا ناک کے ذریعے جاری ہو سکتا ہے اور موت چند قدم دور رہ جاتی ہے۔

منشیات اور دماغی امراض

ان منشیات کی وجہ سے سب سے زیادہ مضر اثرات دماغ پر ظاہر ہوتے ہیں بلکہ شروع میں سب سے پہلے نشہ کرنے والا دماغی امراض میں مبتلا ہوتا ہے، دماغ کی کارکردگی سب سے پہلے سست ہوتی ہے جس کے نتیجے میں جسم کے ہر نظام کا فعل سست پڑ جاتا ہے۔ وہ دماغی امراض جو نشہ سے لاحق ہوتے ہیں ان میں نسیان، مرگی، سر چکرانا، نیند میں کمی، پاگل پن سوچنے اور قوت فیصلہ میں کمی قابل ذکر ہیں۔

منشیات اور معدہ کے امراض

تمام منشیات معدہ کے گیسٹرک جوس پر اثر ڈالتی ہیں اور کچھ منشیات جوس کی پیداوار کم کرتی ہیں۔ کچھ منشیات ایسی ہیں جن سے گیسٹرک جوس کی پیداوار بڑھ جاتی ہے پھر بدہضمی، سوزش معدہ، زخم معدہ، معدہ کا سرطان، بھوک میں کمی، متلی اور خونی قے کی شکایات پیدا ہو جاتی ہیں، بعض نشے قبض اور بعض پیچس لگا دیتے ہیں، ہر نشہ کرنے والا معدہ کے ان امراض میں ضرور مبتلا ہوتا ہے۔ وہ لوگ احمقوں کی سوچ رکھتے ہیں جو نشہ

کرتے ہیں اور اس خوش فہمی میں مبتلا رہتے ہیں کہ ہم آج ان امراض کا شکار نہیں ہوئے تو کل بھی بچے رہیں گے ایسے لوگوں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ اگر کسی درخت کے تنے پر روزانہ آری چلائی جائے تو وہ ضرور ٹوٹ کر گرے گا۔ بالکل اسی طرح کچھ دیر میں سہی لیکن نشے کا عادی ان امراض کا شکار ضرور ہوتا ہے۔

منشیات اور گردوں پر اثر

منشیات کے استعمال کی وجہ سے گردے خون سے گندے مادے یعنی جراثیم صاف کرنا کم کر دیتے ہیں اور بعض اوقات گردوں کے مسام بند ہونے کا عمل شروع ہو جاتا ہے، پیشاب میں خون آتا ہے، گردے فیل ہو جاتے ہیں، کبھی پیشاب بہت زیادہ آتا ہے لیکن زیادہ تر پیشاب بننا بند ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے موت واقع ہو جاتی ہے۔

منشیات اور جلدی امراض

منشیات کے عادی لوگ اکثر وبیشتر خارش کا شکار ہو جاتے ہیں اسی طرح چہرے پر جھریاں، اور جلد کی خشکی میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

منشیات اور اعصابی امراض

نشے کی وجہ سے جسم میں خشکی اور زہریلے مادوں کی کثرت کی وجہ سے رعشہ، فالج، لڑکھڑاتی چال، حرکت میں سستی اور اعصابی تناؤ پیدا ہو جاتا ہے۔

منشیات اور بینائی میں کمزوری

منشیات کی بدولت جسم میں یبوست (یعنی خشکی) جو بڑھ جاتی ہے اس کا اثر آنکھوں پر بھی پڑتا ہے اور نظر دن بدن کمزور ہوتی جاتی ہے، آنکھوں کی حفاظت کرنے والی ضروری رطوبات کا اخراج رک جاتا ہے اور آنکھوں کے مسلز سکڑ جاتے ہیں۔

منشیات اور جسمانی کمزوری

منشیات کا عادی مریض دن بدن سوکھتا چلا جاتا ہے، سردی گرمی برداشت نہیں ہوتی۔ کیونکہ جس آدمی کے پھیپھڑے، دماغ، معدہ اور جگر تباہ ہو چکے ہونگے وہ سوکھ کر کانٹا

نہیں بنے گا تو کیا ہوگا؟"

منشیات اور طاقت کی کمزوری

اسی منشیات کی وجہ سے جسم اتنا ناتواں ہو جاتا ہے کہ پھر جسم میں بیماریوں کا مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں رہتی۔ ایسا مریض بیماریوں کا بہت جلد شکار ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اگر کوئی وبائی مرض پھیلے تو سب سے پہلے نشہ کرنے والے اس کا شکار ہو کر لقمہ اجل بن جاتے ہیں۔

منشیات اور جوانی کی موت

عام طور پر نشہ کے عادی نوجوانوں کو مرتے دیکھا گیا ہے، شاذ و نادر ہی کسی بیماری کے باعث یا حادثہ کی وجہ سے نوجوان مرتے ہیں لیکن نشہ ایسی بری بلا ہے کہ وہ انسان کو جوانی میں ہی موت کی نیند سلا دینے کا سبب بن جاتا ہے، اکثر نوجوانوں کی اسی سبب سے موت واقع ہوئی کیونکہ نشہ دل، دماغ، جگر، معدہ اور گردوں کو ناکارہ کر دیتا ہے اور ان کے بغیر انسانی زندگی کی گاڑی کا چلنا محال ہے جس کی وجہ سے نشہ کرنے والے جوانی کی عمر میں مر جاتے ہیں۔

ہیروئن کی تباہی و بربادی

آج کے معاشرے کے نوجوانوں میں ہیروئن نے سخت ترین تباہی پھیلائی ہوئی ہے، ایک بار تو کوئی اور کش لگوا دیتا ہے اور پھر ہمیشہ ہمیشہ کی عمر کے لئے یہ تباہی گلے پڑ جاتی ہے۔ آج کل ہیروئن میں بیرم سلفائیڈ کی ملاوٹ کی جاتی ہے۔ اور یہ کیمیکل اتنا زہریلا اور خراش ڈالنے والا ہے کہ جہاں جہاں اس کا اثر پڑتا ہے یہ خراش ڈالتا ہے۔ یہ بالوں تک کو صاف کر دیتا ہے، ہیروئن کے عادی افراد کے پھیپھڑوں میں زخم ہو جاتے ہیں جو کسی وقت بھی پھٹ سکتے ہیں معدہ کی جلد گلنے لگتی ہے، خون کی نالیاں پھٹنے سے بعض اوقات نکسیر پھوٹنے لگتی ہے، تھوک کے ساتھ خون آنے لگ جاتا ہے، دل دن بدن کمزور ہونے لگتا ہے، جو کسی وقت بھی اپنی دھڑکن بند کر سکتا ہے، جنسی کمزوری لاحق ہو جاتی ہے، بلڈ پریشر بھی نارمل نہیں رہتا، جسم ٹوٹا رہتا ہے، ہر وقت تھکاوٹ سی رہتی ہے، بہت سی

بیماریاں جسم کے اندر موجود ہوتی ہیں لیکن بے حسی کی وجہ سے ظاہر نہیں ہوتیں، مقدار میں زیادتی کی وجہ سے بعض لوگوں کے سپرم ڈیڈ یا سست رو ہو جاتے ہیں اور یہ لوگ اولاد کے قابل نہیں رہتے، معدہ میں زخم ہو جانے کی وجہ سے جلن محسوس ہوتی ہے، ہضم کا عمل ٹھیک طور سے نہیں ہوتا، پیٹ میں درد رہنے لگ جاتا ہے کھانے پینے کی رغبت کم ہو جاتی ہے، پھیپھڑوں کے زخموں کی وجہ سے پھیپھڑوں میں پیپ پڑ جاتی ہے اور سخت کام کرنے یا چلّانے سے پھیپھڑے پھٹ سکتے ہیں، وہ ہاتھ جو ایک من چیز اٹھاتے تھے دس کلو بوجھ اٹھانے سے قاصر ہو جاتے ہیں۔

منشیات کے مزید نقصانات

منشیات اور خانہ بربادی

نشہ کرنے والوں کی بیویاں بالآخر ان سے طلاق لے لیتی ہیں، بھائی بہن ساتھ چھوڑ دیتے ہیں اولاد بھی آنکھیں پھیر لیتی ہے، نشہ پر جو رقم خرچ ہوتی ہے اس سے آدمی محلوں سے نکل کر در بدر کا محتاج ہو جاتا ہے کوئی اس سے بات کرنا گوارا نہیں کرتا اس ڈر سے کہ کہیں لوگ مجھے بھی نشئی نہ سمجھنے لگ جائیں۔

منشیات اور چوری

ہر نشہ کرنے والا عموماً چور ضرور ہوتا ہے کیونکہ کسی کے پاس قارون کا خزانہ نہیں ہوتا کہ بغیر کمائے ہاتھ پر ہاتھ دھرا بیٹھا رہے اور دولت کو نشہ میں لٹاتا جائے، اس نشہ کی طلب میں رقم نہ ملنے کی صورت میں پہلے یہ گھر میں چوری کرتا ہے اور پھر لوگوں کی دکانوں سے چوری کرنے لگ جاتا ہے۔ یہاں تک کہ نشہ کے عادی نوجوانوں کو مسجد سے جوتیاں چراتے دیکھا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر انسان کو اس لعنت سے بچائے رکھے۔ آمین

(تلخیص از منشیات کے نقصانات، رہبر نوجوان، تربیت اولاد اور اسلام، امراض عامہ)

عرض معاشرے میں پھیلی ہوئی اکثر بیماریاں یعنی نظام تنفس کی تباہی پھیپھڑے کا کینسر، نمونیا، ضیق دم، دل کا انجماد، اچانک موت، خون کی نالیوں کا جماؤ اور اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والی معذوری، دوران خون کی خرابی اور اس کا انجماد، نظام ہضم کا تعطل

،ہونٹ ،نرخرہ آنت اور انقراس کا کینسر وغیرہ اور حاملہ عورت کے بچے میں پیدا ہونے والی تمام خرابیاں اسی منشیات کا سیاہ نتیجہ ہے۔

غور کریں وہ نوجوان جو اس لعنت میں گرفتار ہیں ،یا جو ایسے لوگوں کے پاس اٹھنا بیٹھنا رکھتے ہیں ،اور سوچیں وہ احباب جن کے عزیز و اقارب اس لعنت کو اپنا اوڑنا بچھونا بنا چکے ہیں کہ یہ منشیات کس قدر بربادی کا ذریعہ ہے۔اس لئے خدارا اس لعنت سے خود بھی کوسوں دور رہیے اور دوسروں کو بھی اس سے دور رکھنے کی کوشش کرتے رہیے۔

(فاعتبروایااولی الابصار)

منشیات کے بارے میں شریعت کا حکم

حدیث نمبر ا......

حضرت نافع ابن عمرؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا! کہ ہر نشہ آور چیز خمر ہے اور نشہ آور چیز حرام ہے۔

(ابوداؤد شریف)

حدیث نمبر ۲......

حضرت جابر بن عبداللہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا! کہ جو چیز زیادہ مقدار میں نشہ آور ہے (یعنی حرام ہے) وہ تھوڑی مقدار میں بھی حرام ہے۔

(سنن نسائی)

حدیث نمبر ۳......

حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ رسول اقدس ﷺ نے ہر مسکر (نشہ آور) اور ہر مفتر (یعنی عقل میں فتور پیدا کرنے والی) شے کو استعمال کرنے سے منع فرمایا ہے۔(ابوداؤد)

فائدہ!......مندرجہ بالا احادیث سے یہ بات سامنے آئی کہ جتنی بھی نشہ آور چیزیں ہیں سب کا استعمال حرام ہے خواہ اسے شراب کا نام دیا جائے یا چرس وہیروئن کہا جائے یا افیون کہا جائے۔

غرض اس قسم کی تمام وہ منشیات جو انسانی اعضاء میں افسردگی واضمحلال اور عقل وحواس میں فتور پیدا کرنے والی ہوں سب کی سب قطعی حرام ہیں۔ان کا استعمال کرنے

والا اور اس کی خرید وفروخت کرنے والا آخرت میں سخت عذاب کا مستحق ہوگا۔

نشے کے عادی ایک شخص کی دردناک داستان

کوئی مجھے اس لعنت سے چھٹکا دلا دے، خدا دشمن کو بھی اس لعنت سے محفوظ رکھے۔ یہ تو انسانوں کو کہیں کا بھی نہیں چھوڑتی۔ ان خیالات کا اظہار چنیسر گوٹھ کے رہنے والے ایک شخص ابراہیم نے کیا جو ہیرون کی لت میں پڑ کر سارا دن اِدھر اُدھر مارا مارا پھرتا ہے ابراہیم کے بارے میں پتہ چلا ہے کہ وہ اچھا خاصا ویلڈر تھا۔ یہ خوبصورت نوجوان دن بھر محنت کر کے اپنے بیوی بچوں کے ساتھ سکون کی زندگی بسر کر رہا تھا۔ ابراہیم کے مطابق ہیرون کا چرچا سن کر دوستوں کی ترغیب پر وہ اس کی طرف مائل ہوا لیکن رفتہ رفتہ گھر کا سکون برباد ہوتا گیا، فاقہ کشی کے باعث چند رشتہ داروں نے بچوں کو تو سہارا دیدیا لیکن وہ خود کوڑے اور غلاظت کے ڈھیر پر سارا دن کاغذ وغیرہ جمع کر کے فروخت کرتا ہے لیکن اس آمدنی سے صرف وہ نشہ ہی پورا کر سکتا ہے۔

ابراہیم سے پوچھا گیا کہ تم ایک اچھے کاریگر ہو پھر کیوں گندگی کے ڈھیر پر گھومتے ہو جس کا جواب دیتے ہوئے ابراہیم نے کہا:

''صاحب! اب اگر میں یہ بھی نہ کروں تو کون مجھے نشے کے لئے چالیس روپے دے گا؟ بیوی بچے تو پہلے ہی میری وجہ سے دوسروں کے سہارے زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ٹھیک ہے کوئی مجھے روٹی تو دے دے گا لیکن نشہ کہاں سے کروں گا۔ اگر نہیں کروں گا تو میری عالت غیر ہونے لگتی ہے۔ روٹی چاہے ملے نہ ملے ہیرون ضرور ملنی چاہئے۔''

اس نے بتایا کہ!

''میں نے اس سے چھٹکارا حاصل کرنے کی بہت کوشش کی لیکن میرے پاس اتنے وسائل نہیں کہ اپنا علاج کرا سکوں، حالانکہ ایک دو مرتبہ میں نے دوا استعمال کی بھی لیکن مہنگی دوا نہیں خرید سکتا، سرکاری ہسپتال والے تو ویسے ہی ہماری شکل دیکھ کر بھگا دیتے ہیں یعنی وہاں کے چوکیدار ہمیں گیٹ۔ سے اندر بھی نہیں جانے دیتے آخر مجبور ہو کر نشہ کرنا پڑتا ہے۔''

ابراہیم نے کہا کہ!

''ہاں اگر میرے علاج کا بندوبست ہو جائے تو میں خدا کا شکر ادا کروں گا کہ میری

جان کو لگنے والے اس روگ سے نجات مل گئی۔"

چنیسر گھوٹ کے دوسرے لوگوں نے بتایا کہ ابراہیم نہایت محنتی شخص تھا۔لیکن منشیات نے اس کی زندگی تباہ کر کے رکھ دی ہے، یہ تو اچھا ہوا کہ اس کے رشتہ دار اس کے بچوں کی دیکھ بھال کر رہے ہیں ورنہ اس زمانے میں کون کسی کی پرواہ کرتا ہے۔ان ہی لوگوں کے مطابق یہ شخص رات کو گندگی کے ڈھیر پر ہی سو جاتا ہے۔ابراہیم نے کہا کہ!

سرکاری طور پر ہم جیسے ناکارہ لوگوں کا علاج ہو جائے تو بہت سے بھٹکے ہوئے نوجوان راہ راست پر آسکتے ہیں۔

کاش!! میں اس دلدل میں نہ پھنستا جس نے آج میرے گھر کو تباہ و برباد کر دیا ہے۔میری بیوی نہ جانے کس حال میں بچوں کی پرورش کر رہی ہوگی۔بچے مجھے دیکھ کر کیا محسوس کرتے ہوں گے کہ یہ کیسا باپ ہے؟ گندہ منہ بال بکھرے ہوئے، کپڑے بھی صاف نہیں رکھتا اور پتہ نہیں میرے بچے کیا کیا سوچتے ہوں گے وہ معصوم چہرے بھی مجھے دیکھ کر ضرور پریشان ہو جاتے ہوں گے۔"

یہ باتیں کرتے ہوئے ابراہیم کی آنکھوں سے زاروقطار آنسو جاری تھے اور وہ سامنے میدان میں لگے ہوئے ایک گندگی کے ڈھیر پر ردی کاغذ اٹھا کر اپنے تھیلے میں ڈالنے لگا۔

(بحوالہ نوجوان تباہی کے دھانے پر)

﴿پانچویں فصل﴾

نوجوان......اور سگریٹ کا مرض

سگریٹ نوشی کی عادت میں تو تقریبا سب کے سب نوجوان ہی ملوث ہیں۔ پہلے پہلے تو صرف شوق میں سگریٹ پی جاتی ہے پھر دھیرے دھیرے انجانے میں سگریٹ کی ایسی لت لگ جاتی ہے کہ پھر اس مضر چیز سے جان چھڑانا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہو جاتا ہے جبکہ اس کے طبعی نقصانات انتہائی زیادہ ہیں۔

چنانچہ ذیل میں ہم سگریٹ نوشی کے نقصانات ذکر کر رہے ہیں تاکہ اس کی قباحت آج کے نوجوانوں کو بخوبی احسن سمجھ میں آسکے اور آئندہ سگریٹ سے جان چھڑا کر اپنے آپ کو بہت سی بیماریوں سے بچا سکیں۔

سگریٹ نوشی اور اس کے مضر اثرات

سولہویں صدی عیسوی میں تمباکو جنوبی امریکہ سے یورپ میں لایا گیا جہاں پر اس کے استعمال کا رواج ہوا۔ یورپین قومیں جب استعماری پروگرام کے لئے مشرق میں پھیلنا شروع ہوئیں تو تمباکو نے بھی ان کے سفر میں ساتھ دیا۔ اور جہاں کہیں بھی یہ لوگ پہنچے وہاں تمباکو نوشی بھی رواج پا گئی، ابتدا میں تمباکو نوشی فیشن کے طور پر کی گئی لیکن بعد میں یہ عادت بن گئی۔

ابتدا میں چونکہ اس کے بُرے اثرات کا ابھی کوئی خاص اندازہ نہ تھا، اس لئے طبی نقطہ نگاہ سے بھی اس کے خلاف کوئی آواز نہیں اٹھائی گئی، وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس کے صحت پر بُرے اثرات زیادہ سے زیادہ عیاں ہوتے چلے گئے اور رفتہ رفتہ ڈاکٹروں کو اس کے مضر اثرات نے چونکا دیا یہی وجہ ہے کہ مغرب اور دوسرے ترقی یافتہ ممالک میں تمباکو نوشی کے خلاف ایک بڑی مہم شروع کی گئی اور وہاں ہر سطح پر لوگوں کو زیادہ سے زیادہ احساس دلایا جارہا ہے کہ وہ اس کے مضر اثرات کو مدنظر رکھتے ہوئے اول تو تمباکو نوشی

بالکل ترک کر دیں اور اگر ایسا نہیں ہوسکتا تو سگریٹوں کی روزانہ کی تعداد کو کم ضرور کر دیں۔

یہ کتنی ستم ظریفی ہے کہ جس برائی سے مغربی اقوام چھٹکارا حاصل کرنا چاہتی ہیں ہم اس کی ترویج اور حوصلہ افزائی کر رہے ہیں۔ تمباکو نوشی انسانی صحت پر جس طرح اثر انداز ہوتی ہے۔ اس کا ذیل میں مختصر سا جائزہ پیش کیا جا رہا ہے۔

تمباکو نوشی اور اعضائے تنفس

تمباکو نوشی سے اعضائے تنفس سب سے زیادہ متاثر ہوتے ہیں، کیونکہ سگریٹ سے جو دھواں ہم اندر کھینچتے ہیں وہ پھیپھڑوں میں پہنچتا ہے۔ اس طرح ہوا کی نالیوں میں کہنہ سوزش پیدا ہو جاتی ہے جس کو کرونک برونکائٹس بھی کہتے ہیں۔ ایسے لوگوں میں کھانسی کی دائمی شکایت ہوتی ہے اور بلغم بھی خارج ہوتی رہتی ہے اس کے علاوہ نفاخ اور دمے کے امراض بھی پیدا ہو جاتے ہیں یہ امراض اگر پہلے ہی سے موجود ہوں تو پھر ان میں شدت آجاتی ہے۔ سگریٹ پینے والوں میں کہنہ کھانسی کی شکایت تیس سال تک کی عمر میں اڑتیس فیصد اور ستر (۷۰) سال کی عمر میں ستر (۷۰) فیصد ہوتی ہے جب کہ اسی عمر کے سگریٹ نہ پینے والوں میں شرح دو اور ایک سے چار اور تین فیصد ہوتی ہے۔

تمباکو نوشی اور پھیپھڑوں کا سرطان

تمباکو نوشی سے پھیپھڑوں میں جو سب سے خطرناک مرض پیدا ہوتا ہے، وہ ہے پھیپھڑوں کا سرطان۔

سرطان ایک ایسا مرض ہے جو جسم کے کسی بھی حصے میں پیدا ہوسکتا ہے۔ یہ جسم کے جس حصے میں پیدا ہوتا ہے صرف وہاں تک محدود نہیں رہتا بلکہ اپنے اردگرد کے حصے میں بھی پھیل جاتا ہے، ان حصوں تک بھی پہنچ جاتا ہے جو کہ ماخوذ سے بہت دور ہوتے ہیں۔

امریکہ کی انجمن سرطان سے وابستہ حیمونڈ اور ہارن کی تحقیق و تجزیہ سے تمباکو نوشی اور سرطان کے تعلق کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

انہوں نے پچاس (۵۰) سے ستر (۷۰) سال کی عمر کے (۱۸۸۰۰۰) سگریٹ پینے والوں میں سے (۱۱۸۷۰) مرجانے والوں کا تجزیہ کیا تو دیکھا کہ ان مرنے والوں میں شرح اموات!! سگریٹ کی آدھی ڈبیہ سے کم روزانہ پینے والوں کی چونتیس (۳۴) فی صد

سے زیادہ۔! سگریٹ کی آدھی ڈبیہ سے ایک ڈبیہ تک روزانہ پینے والوں میں (۱۲۳) فیصد سے زیادہ تھی،

باقاعدگی سے سگریٹ پینے والوں میں سگریٹ نہ پینے والوں کے مقابلے میں سرطان کے سبب موت کے واقعات دس گناہ زیادہ تھے۔

تمباکونوشی اور جلد کے سرطان

جلد کے دو سرطان یعنی سیاہ سلعہ یارسولی والا سرطان اور فلس یا کھپرے والا سرطان عام ہوتے ہیں۔ دوسری قسم کے سرطان میں جلد کی پرتیں اترتی رہتی ہیں ڈاکٹر اسمتھ کے مطابق سرطان جلد کی ان دونوں قسموں کا تمباکو سے بڑا گہرا تعلق ہوتا ہے۔ تمباکونوشوں کو پہلی قسم کے سرطان سے ہلاک ہونے کے خطرات بہت زیادہ ہوتے ہیں عام طور پر ایسے مریضوں کی تشخیص کے وقت پتہ چلتا ہے کہ تمباکونوش دوسرے افراد کے مقابلے میں دوگنا اس مرض کا شکار رہتے ہیں اوران میں سرطان کی یہ قسم دوسال کے اندر اندر پوری شدت کے ساتھ جڑ پکڑ لیتی ہے۔ اس کی ایک کھلی وجہ جلد میں آکسیجن کی کمی اور مریض میں مرض کے مقابلہ کرنے کی صلاحیت کی کمزوری ہوتی ہے۔ فلس دار سرطان کی بڑی وجہ سورج کی کرنوں کو قرار دیا جاتا ہے لیکن مشاہدات اور تجربات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ایسے مریض اگر تمباکونوش ہوں تو سرطان سے ہلاکت کے خطرات بڑھ جاتے ہیں۔ گویا تمباکو کی وجہ سے سرطان جلد کی اس قسم کے لاحق ہونے کا خطرہ زیادہ ہوتا ہے۔ ایک لاکھ سے زیادہ نرسوں کے مطالعہ سے ثابت ہوا کہ ان میں جو نرسیں تمباکونوش تھیں، ان کے سرطان کی اس قسم میں مبتلا ہونے کے خطرات پچاس گناہ تھے۔

تمباکونوشی اور جلد کی شکایات

جلد کی بہت سی تکالیف کا تعلق ذیابطیس سے ہوتا ہے اس مرض کی وجہ سے جسم کی بیرونی حصوں میں خون کا دوران سست پڑ جاتا ہے۔ ایک لاکھ بارہ ہزار نرسوں کے مطالعے سے انکشاف ہوا ہے کہ تمباکو کو استعمال کرنے والوں کے غیر انسولینی ذیابطیس میں مبتلا ہونے کا خطرہ بڑھ جاتا ہے، تمباکونوشی کے رفتار میں اضافے کے ساتھ یہ خطرہ اور بھی بڑھ جاتا ہے۔ صحت کے شعبے سے تعلق رکھنے والے ترالیس ہزار (۴۳۰۰۰) مردوں کے

مطالعے سے انکشاف ہوا کہ روزانہ پچیس یا اس سے زیادہ سگریٹ پینے والوں کے ذیابطیس میں مبتلا ہونے کے خطرات میں دوگنا اضافہ ہو جاتا ہے۔

تمباکونوشی اور بَرجَر کا مرض

اس مرض میں تمباکونوشی کی وجہ سے ٹانگوں کے نچلے حصے میں خون کا دوران ست پڑ جاتا ہے جس کے نتیجے میں جلن، سنسناہٹ ہوتی ہے اور زخم ہو جاتے ہیں۔ یہ مرض پہلے تیس سال کی عمر کے تمباکونوش مردوں میں عام تھا، لیکن اب تمباکو استعمال کرنے والی خواتین بھی اس میں مبتلا ہو رہی ہیں۔

تمباکونوشی اور قلب وشریان

سگریٹ پینے والوں میں قلب وشریان کے امراض کے واقعات سگریٹ نہ پینے والوں کے مقابلے میں ڈیڑھ گنا زیادہ ہیں۔ اس لئے دل کے مریضوں کے لئے بہتری اسی میں ہے کہ اول تو وہ سگریٹ پینا ترک کر دیں اگر ایسا نہ کر سکتے ہوں تو پھر ان کی تعداد کم کر دیں، زیادہ تعداد میں سگریٹ پینے والوں کے دل میں بعض دفعہ فالتو دھڑکن پیدا ہو جاتی ہے جو سگریٹ نوشی چھوڑ دینے پر از خود غائب ہو جاتی ہے۔

تمباکونوشی سے شریانوں اور وریدوں میں وقتی سکڑاؤ پیدا ہو جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے ٹانگوں میں درد محسوس ہونے لگتا ہے، وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ تبدیلیاں دائمی بن جاتی ہیں جن کے سبب اور بہت سی پیچیدگیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ بعض لوگوں میں شریانوں اور وریدوں کا مرض پہلے سے موجود ہوتا ہے تمباکونوشی سے یہ مرض اور زیادہ شدت اختیار کر جاتا ہے۔ ایسے مریضوں کی جان کے لئے سگریٹ نوشی خطرناک ثابت ہو سکتی ہے۔

تمباکونوشی اور منہ کے امراض

تمباکو میں شامل ٹار اور اس کے دھوئیں کی گرمی سے تمباکو پینے والے کے منہ، زبان اور تالو پر پھنسیاں بن جاتی ہیں۔ جن کی وجہ سے سوجن ہو کر تھوک پیدا کرنے والے غدود کے منہ بند ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح اکثر تمباکونوشوں کی زبان پر گھڑے پڑ جاتے

ہیں جو بعض اوقات بہت تکلیف دہ ثابت ہوتے ہیں، اسی طرح منہ کے اندر سفید دھبے بھی پڑ جاتے ہیں جو سرطان کی صورت اختیار کر سکتے ہیں۔

تمباکونوشی اور جھریاں

ڈاکٹر اسمتھ کے مطابق وقت پہلے سے چہرے اور جسم پر تیزی سے پھیلتا جھریوں کا جال تمباکو کی ہلاکت خیزیوں کی ایک کھلی علامت ہوتا ہے۔ سورج کی تیز کرنوں کی طرح تمباکو بھی جلد کے ریشوں کی لچک ختم کر کے اسے دبیز اور سخت کر دیتا ہے۔ تمباکو کی وجہ سے چونکہ دوران خون سست ہو جاتا ہے، جلد میں آکسیجن کی فراہمی بھی کم ہو جاتی ہے اور تمباکو کی وجہ سے جلد کے ایک اہم جزو ''کولاجین'' کی تیاری اور اس میں پانی کی جمع رہنے کی رفتار بھی گھٹ جاتی ہے۔ یاد رہے کہ کولاجین اور پانی کی مقدار صحیح ہو تو جلد تازہ اور جوان رہتی ہے۔

تمباکو کی وجہ سے جلد مضر اجزاء فری ریڈیکلز کے نقصانات سے بھی محفوظ نہیں رہتی۔ فری ریڈیکلز جسم میں تمباکو کی وجہ سے خوب تیار ہوتے ہیں۔

خواتین میں تمباکو کے استعمال کی وجہ سے خون میں زنانہ ہارمون ایسٹروجین کی سطح گھٹ جاتی ہے اس کمی کے نتیجے میں جلد کے ریشے خشکی اور ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جاتے ہیں۔

تمباکونوشی اور اعضائے ہضم

اگرچہ تھوڑی مقدار میں تمباکونوشی سے معدے کا زخم پیدا نہیں ہوتا لیکن پہلے سے موجود زخم پر اس کے مضر اثرات ہوتے ہیں۔ اس لئے ایسے مریضوں کو تمباکونوشی سے پرہیز کرنا چاہئے۔

تمباکونوشی اور چہرے کے نقصانات

اگر کوئی حسین چہرہ پینتالیس (۴۵) یا پچاس (۵۰) کی عمر میں پھیکا اور بے رونق ہو جائے، جھریوں کا جال رخ روشن پر پھیل جائے اور تیکھے نقوش دھندلا جائیں تو یقین کر لیجئے کہ حسن کے اس عمدہ نمونے کا حلیہ تمباکو نے بگاڑ دیا ہے۔ چہرے پر سرخ و سیاہ دھبے، دھندلی میلی آنکھیں، سیاہ ہونٹ، یہ سب کی سب تمباکو کی عطا ہیں۔ معالجین ایسے چہروں کو

تمباکونوش کا چہرہ کہتے ہیں۔تمباکو کی وجہ سے تباہی حسن کی یہ علامات بڑے طویل مطالعے اورمشاہدات کے بعد طبی لغت میں شامل ہوئی ہیں۔انگلستان کے شہرایسٹ بورن کے ڈاکٹر ڈگلس نے ۱۹۸۵ء میں ۱۱۶ تمباکو نوشوں کا مطالعہ کرنے کے بعدان سب کا تعلق تمباکو سے قائم کیا۔اپنے اس مطالعے کے بعد وہ چہرہ دیکھتے ہی تمباکونوش کا کھوج لگانے لگے۔مریض کا چہرہ خوداس کو بتادیتا تھا کہ تمباکو کے زہر نے اپنا کام کردکھایا ہے اور وہ اس کی وجہ سے پیدا ہونے والے مختلف عوارض کا یقینی شکار ہے انہوں نے ثبوت کے طور پر ایسے افراد کی با قاعدہ تصویریں بنا کرانی اس دریافت کوصحیح ثابت کردکھایا۔ بعد میں ایک امریکی معالج نے بھی ۳۱۱ تمباکونوش افراد کا مطالعہ کر کے ان کے اس دعوے کی توثیق کی۔اس معالج نے بھی ڈاکٹر ڈگلس کے اس خیال کی تائید کی کہ تمباکو کی وجہ سے نہ صرف یہ کہ چہرہ مسخ ہوجاتا ہے بلکہ اس کا عادی جلد کے مختلف عوارض کا شکار بھی رہتا ہے، جو اکثر صورتوں میں سرطان جیسے موذی اور مہلک مرض کی صورت اختیار کر لیتے ہیں۔

امریکی ڈاکٹر جیفری بی اسمتھ کی یہ رپورٹ ڈرمیٹولوجی نامی طبی رسالے میں شائع ہوئی ہے جس میں انہوں نے تمباکو نوشوں کو یہ مشورہ بھی دیا ہے کہ وہ خود ان علامات کا بغور مشاہدہ کر کے خود کو جلد کی مختلف شکایات اور سرطان کی بلاؤں سے،تمباکونوشی ترک کر کے بچا سکتے ہیں۔ان کے مطابق تمباکونوشی اگر بیرونی جسم کے اعضاء کے ریشے تباہ کرسکتی ہے تو سوچنا چاہئے کہ وہ اندرونی اعضاء کو کتنا نقصان پہنچا سکتی ہے۔

تمباکونوشی کے دیگر نقصانات

یاد رکھئے !انسان سگریٹ کا دھواں کھینچتا ہے اور سگریٹ دھیرے دھیرے انسان کی روں کو کھینچتی ہے۔

☆......تمباکونوشی کی کثرت قوت بینائی پر بھی بُرے اثرات ڈال سکتی ہے۔

☆......تمباکونوشی معدے میں پہلے سے موجود زخم کواور زیادہ کردیتی ہے۔

☆......تمباکونوش مردوخواتین کے زخم نہ صرف یہ کہ دیر سے مندمل ہوتے ہیں بلکہ زیادہ بگڑ بھی جاتے ہیں.

☆......تمباکونوشی سے دل وشریان کے امراض نہ صرف پیدا ہوتے ہیں بلکہ پہلے سے موجود امراض اور پیچیدہ ہوجاتے ہیں۔

☆ ...... تمباکونوشی سے صحت کے ‏‏ وہ پیسے کا بھی ضیاع ہوتا ہے جو کہ اسراف میں داخل ہے اور اسلام نے اسراف سے منع کیا ہے۔

☆ ...... تمباکونوشی ماحول میں آلودگی پیدا کرتی ہے۔

☆ ...... سگریٹ کا دھواں پاس بیٹھے ہوئے لوگوں کو بھی نقصان پہنچاتا ہے۔

سگریٹ چھوڑنے کا طریقہ

سگریٹ نوشی کو چھوڑنے کا طریقہ یہ ہے کہ اسے یکلخت چھوڑ دیں کیونکہ جو ایک ایک کر کے چھوڑنے کا کہتے ہیں اس پر بہت کم مدت عمل رہتا ہے اور پھر اسی طرح سگریٹ کی مقدار بڑھانا شروع کر دیتے ہیں لہٰذا پختہ نیت اور عزم محکم کر کے یکلخت چھوڑ دیں اور اپنے دوست احباب میں تشہیر کر دیں کہ میں نے سگریٹ پینا چھوڑ دیئے ہیں، تا کہ دوبارہ پینے کا حوصلہ نہ رہے کہ دوست واحباب بھی کیا سوچیں گے کہ کل تو سگریٹ چھوڑنے کے بڑے بلند بانگ دعوے کر رہا تھا اور آج صاحب نے پھر پینا شروع کر دیا ہے۔

اور سگریٹ چھوڑتے ہی آپ دوسرے سگریٹ نوشوں کو سمجھائیں، ان کے سامنے اس کی قباحتیں بیان کریں تا کہ آپ کے جذبات کی تسکین ہو اور سگریٹ کے خلاف مزید نفرت ذہن میں آئے۔

سگریٹ چھوڑنے کے بعد خدانخواستہ اس کی طلب محسوس ہو تو مکئی بھنی ہوئی چبائیں یا خوشبودار سونف استعمال کریں، سونف چبانے سے ایک فائدہ یہ بھی ہوگا کہ گیس پیدا نہیں ہوگی۔ نیز سگریٹ چھوڑنے کے بعد ذہن میں یہ خوش کن خیالات رکھیں کہ سگریٹ سے نجات پا کر میں نے فلاں فلاں موذی امراض سے نجات پائی ہے، اب میں صحت مند ہوں اور دوسرے لوگوں کی طرح نارمل ہوں۔ اللہ وحدہ لاشریک کا صد شکر ہے کہ بہت بڑی بلا سر سے اتر گئی ہے۔

اور یاد رکھئے کہ سگریٹ چھوڑنے کے بعد کبھی بھی کسی اہم ترین دوست کے کہنے سے بھی، صرف اور صرف ایک سگریٹ پینے تک کی بھی کوشش مت کیجئے کیونکہ ایک سگریٹ کے کش لینے سے ہی آپ دوبارہ نئے سرے سے اس کے عادی ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ساری امت مسلمہ کو اس مرض سے بچا کر رکھے۔ آمین

(ماخوذ از رہبر نوجوان، تربیت اولاد اور اسلام، منشیات کے نقصانات)

﴿چھٹی فصل﴾

نوجوان......اور فیشن پرستی کا مرض

نوجوانوں کی زندگیوں میں رچ بس جانے والی بُری عادات میں سے ایک بُری عادت فیشن پرستی کا بڑھتا ہوا رجحان ہے اور یہ ہمارے معاشرے کے لئے بڑے نقصان کی بات ہے۔ اسلامی طور وطریقوں کو چھوڑ کر دوسروں کے طریقوں کے پیچھے چلنا اپنے ہاتھ سے خود اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارنے کے مترادف ہے۔

چنانچہ ذیل میں ہم فیشن پرستی کے نقصانات کو واضح کریں گے اور اسی طرح سنت نبویؐ اور فیشن پرستی کا موازنہ بھی کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ ساری مسلم قوم کو سنت نبویؐ اپنانے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

فیشن پرستی کسے کہتے ہیں؟

فیشن انگریزی لفظ ہے جس کے معنی ہیں وضع تراش، صورت، مروجہ، رسم ورواج۔ اور پرستی کا لفظ عام استعمال ہوتا ہے خدا پرست، بت پرست، آتش پرست وغیرہ وغیرہ چنانچہ پرستی کا معنی بندگی اور غلامی کے ہیں۔ خدا پرست خدا تعالیٰ کی بندگی کرے گا اور اسی کو اپنا معبود مانے گا اور خود اپنے آپ کو غلام جان کر صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت واطاعت کرے گا۔

اسی طرح ایک بت پرست، بت ہی کو اپنا معبود سمجھے گا اور اسی کی بندگی اور اطاعت کرے گا۔ لہٰذا دونوں لفظ فیشن اور پرستی کے مفہوم سے پتہ چلا کہ جو شخص فیشن پرست ہوگا وہ فیشن ہی کو سب کچھ سمجھے گا، سب کچھ نہیں تو بہت کچھ ضرور سمجھے گا اسے ایک معبود کا درجہ دے گا اور فیشن کے مطابق اپنی زندگی کو ڈھالنا ضروری سمجھے گا۔ بہر حال عقل مند شخص صرف فیشن پرستی کے مطلب کو بیان کر ہی سمجھ سکتا ہے کہ اس میں کس قدر قباحت ہے اور اسلام سے اس کا کس قدر ٹکراؤ ہے۔

سنت اور فیشن کا موازنہ

یاد رکھیئے! صحیح اور کامل مسلمان کی شان یہ ہے کہ وہ اپنی زندگی کے معیار کو عین سنت نبوی ﷺ کے مطابق تشکیل دے۔ زندگی کا چاہے کوئی بھی معاملہ ہو اٹھنے بیٹھنے سے لیکر سونے جاگنے تک، کھانے پینے سے لیکر اوڑھنے بچھونے تک، ظاہری وضع قطع سے لیکر لباس کی صفائی ستھرائی تک، غرض ہر معاملہ سنت نبوی ﷺ کے مطابق ہونا ضروری اور لازمی ہے اس کے بغیر ایک مسلمان صحیح مسلمان نہیں ہو سکتا۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ فیشن مکمل طور پر سنت نبوی ﷺ کے خلاف ہوتے ہیں، بعض فیشن تو سنت نبوی ﷺ کے مقابلے میں سراسر لغو اور حماقت پر مبنی ہوتے ہیں، بعض فیشن سخت مکروہ ہوتے ہیں تو بعض فیشن مطلقا حرام قطعی ہوتے ہیں۔

ذیل میں ہم سنت نبوی ﷺ اور فیشن کا موازنہ پیش کر رہے ہیں جس میں معلوم ہوگا کہ سنت کیا ہے اور اسکے مقابلے میں فیشن کیا ہے۔

۱ ...... داڑھی ایک اہم سنت ہے اور شعائر اسلام میں سے ہے، لیکن داڑھی منڈھانا اور کلین شیو ہو جانا فیشن ہے۔

یاد رکھیئے! کہ ایک مشت داڑھی رکھنا عین سنت نبوی ﷺ ہے لیکن ایک مشت سے پہلے داڑھی کو کٹوا دینا یہ فیشن بھی ہے اور مغربی تہذیب کے دلدادہ لوگوں کی فیشن پرست ذہنیت سے مرغوبیت کی دلیل بھی۔

۲ ...... مونچھیں کتروانا سنت ہے لیکن خوامخواہ بڑی مونچھیں رکھنا فیشن ہے۔

۳ ...... سر کو ڈھکے رکھنا (ٹوپی کے ذریعے یا پگڑی کے ذریعے) سنت ہے اور ننگے سر رہنا فیشن ہے۔

۴ ...... ٹخنوں تک کپڑا رکھنا سنت ہے لیکن ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانا (چاہے وہ پتلون ہو یا کوئی اور لباس) فیشن ہے جو گناہ ہے۔

۵ ...... رسول اقدس ﷺ کے بتائے ہوئے طریقے پر بال رکھنا یہ سنت ہے لیکن اداکاروں اور بے دین لوگوں کی طرح بڑے بڑے بال رکھنا فیشن ہے۔ جو سراسر مکروہ اور حماقت ہے۔

۶ ...... عورتوں کے لئے پردہ کرنا یعنی برقعہ استعمال کرنا جس سے چہرہ بھی ڈھنک

جائے سنت ہے بلکہ فرض ہے جس کا صریح حکم قرآن میں موجود ہے، لیکن بے پردہ عورتوں کا باہر، بازاروں میں اسکولوں اور کالجوں میں بلکہ دوسرے گھروں میں بھی خواہ مخواہ گھومنا پھرنا فیشن ہے۔ گویا بے پردگی فیشن ہے جو کہ حرام ہے۔

۷..... غیر محرم سے پردہ کرنا فرض ہے جس کے بارے میں قرآن وحدیث میں واضح احکام موجود ہیں، لیکن غیر محرم کے سامنے بے پردہ بلا جھجک آجانا اور بے پردہ اور آزادی کے ساتھ بات چیت کرنا اور ان کو دیکھنا یہ فیشن ہے اور گناہ ہے۔

۸..... لڑکوں کا غیر محرم لڑکیوں کی طرف دیکھنا اور لڑکیوں کا غیر محرم لڑکوں کی طرف دیکھنا یہ سخت گناہ ہے لیکن افسوس کہ یہ فیشن ہے۔ لڑکے اور لڑکیاں بڑی آزادی سے اور بلا جھجک نہ صرف ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں بلکہ ایک دوسرے سے دوستی رکھتے ہیں ،ایک ساتھ سنیما دیکھتے ہیں بعض تو کالج کے طلبہ اور طالبات ایک ساتھ مل کر اسٹڈی کرتے ہیں جبکہ لڑکوں اور لڑکیوں کا اختلاط سخت گناہ ہے اور اس میں دین ودنیا کا سخت نقصان ہے۔

۹..... عورتوں کے لئے مہندی لگانا سنت ہے لیکن وہ نیل پالش لگاتی ہیں جو فیشن ہے اور اس فیشن کی نحوست سے وضو نہیں ہوتا تو نماز نہیں ہوسکتی (جب تک کہ ناخن پر سے اس پینٹ کو نکال نہ دیا جائے اور دوبارہ وضو نہ کیا جائے نماز نہیں ہوسکتی)

۱۰..... سیدھے ہاتھ سے کھانا پینا سنت ہے۔ لیکن بائیں ہاتھ سے کھانا پینا فیشن ہے جو گناہ ہے۔

۱۱..... بیٹھ کر کھانا پینا سنت ہے لیکن کھڑے ہو کر کھانا پینا فیشن ہے۔

۱۲..... عورتوں کے لئے باریک لباس پہننا حرام مطلق ہے لیکن افسوس کہ یہ فیشن ہے۔

۱۳..... عورتوں کا اپنے بالوں میں مصنوعی بال لگوانا فیشن ہے جو ناجائز اور گناہ ہے۔

۱۴..... اوڑھنی اوڑھنا بلکہ سارے ستر کا ڈھنکا رہنا عورتوں کے لئے فرض ہے لیکن فیشن پرست گھرانوں کی لڑکیاں اپنے گردن کے اطراف اوڑھنیوں کو لپیٹ لیتی ہیں۔ جو فیشن تو ہے ہی لیکن سخت نقصان کا باعث اور حرام ہے۔

۱۵ سنیما دیکھنا حرام ہے لیکن افسوس کہ یہ فیشن ہے، سنیما بینی ایک عام فیشن ہوگیا ہے۔ جس سے لاکھوں اور کروڑوں گھر اجڑ رہے ہیں۔ لیکن کسی کو پرواہ نہیں۔

۱۶...... ناخن کاٹنا اور انہیں بڑھنے نہ دینا سنت ہے لیکن لمبے لمبے ناخن رکھنا فیشن ہے جو جانوروں کی مشابہت بھی ہے۔ افسوس کہ فیشن پرستی نے ہمیں جانوروں کے صف میں لا کر کھڑا کر دیا ہے۔

۱۷...... بات چیت سے پہلے السلام علیکم اور وعلیکم السلام کہنا سنت ہے اور اسلامی شعائر میں سے ہے لیکن ہلو اور ہائے کہنا فیشن ہے۔

۱۸...... بچوں کو رخصت کرتے وقت بھی السلام علیکم اور وعلیکم السلام کہنا اور ان سے کہلوانا سنت ہے لیکن ٹاٹا اور بائے بائے کہنا فیشن ہے۔

۱۹...... صبح سویرے اٹھنا اور فجر کی نماز پڑھنا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے لیکن فیشن یہ ہے کہ صبح آٹھ، نو بجے تک بستر پر کروٹیں بدلتے رہو۔

۲۰...... صبح نیند سے بیدار ہوتے ہی منہ ہاتھ دھونا چاہیے لیکن فیشن یہ ہے کہ دیر سے اٹھو اور اسی باسی بدبودار منہ سے چائے پیو جسے فیشن کی اصلاح میں (بیڈ ٹی) کہتے ہیں، پتہ نہیں اس مکروہ حرکت سے کیا مزہ آتا ہے یہ سراسر حماقت ہے اور گندگی اور غلاظت ہے۔

۲۱...... دینی کتب کا مطالعہ دینی احکام سے واقفیت کے لئے ضروری ہے لیکن فیشن یہ ہے کہ ناول اور فلمی رسالے اور جنسی میگزین پڑھے جائیں۔ اور دینی کتب کو دقیانوسی اور آؤٹ آف ڈیٹ کہا جائے۔

۲۲ سنت یہ ہے کہ بیٹھ کر پیشاب کریں لیکن فیشن یہ ہے کہ گدھوں اور کتوں کی طرح کھڑے ہو کر پیشاب کریں۔

۲۳ شراب پینا حرام ہے لیکن افسوس کے شراب پینا فیشن بن چکا ہے۔

۲۴ ... قرآن وحدیث کے مطالعہ میں اپنا وقت صرف کرنا کتنی بڑی فضیلت اور عظمت والا عمل ہے۔ لیکن فیشن یہ ہے کہ موسیقی میں اور گانے باجوں میں اپنا وقت صرف کیا جائے۔ جس سے دین اور دنیا کا سراسر نقصان ہے۔

۲۵ تمباکو نوشی ایک لغو عمل ہے اور مکروہ بھی ہے اور سخت نقصان کا باعث بھی جیسا کہ ماقبل میں گزرا لیکن سگریٹ سگار پینا فیشن ہے۔

۲۶ مرد کے لئے سونا پہننا حرام ہے لیکن فیشن یہ ہے کہ شادیوں میں دولہا صاحب سونے کی انگوٹھی پہن کر لوگوں کو اس بات کا ثبوت دیتے ہیں کہ ان کی شادی ہو چکی

ہے چنانچہ مرد کے لئے سونا پہننا حرام ہے لیکن فیشن یہ ہے کہ مرد لوگ سونا پہنیں۔

۲۷..... والدین کی اطاعت اولاد پر فرض ہے لیکن فیشن ہے کہ والدین کی مرضی کے خلاف کام کرو، ان کوستاؤ اوران کو بے وقوف سمجھو وغیرہ۔

۲۸..... لڑکوں اور لڑکیوں کو علیحدہ علیحدہ تعلیم حاصل کرنا چاہئے لیکن فیشن یہ ہے کہ لڑکے اور لڑکیاں مل جل کر تعلیم پائیں۔اسے مخلوط تعلیم کہتے ہیں جس کے مہلک اثرات سارے معاشرہ پر مرتب ہوتے جارہے ہیں۔

۲۹..... فوٹو کھینچنا (یعنی فوٹو لینا) حرام ہے اور فوٹو کھینچوانا (بغیر سخت مجبوری کے) حرام ہے۔لیکن فیشن یہ ہے کہ شادیوں میں مختلف تقاریب میں کالجوں میں، اسکولوں میں، گھروں وغیرہ میں گویا ہر جگہ فوٹو لینا فیشن ہے۔

۳۰..... گھروں میں تصاویر رکھنا اور دیواروں پر لٹکانا گناہ ہے حدیث میں آتا ہے کہ اس گھر میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے جس گھر میں کتا اور تصویر ہو۔لیکن فیشن یہ ہے کہ ڈرائنگ روم طرح طرح کے فوٹوز اور جانداروں کی تصاویر کی پینٹنگ آویزاں رہیں یہ گناہ ہے لیکن آج کا یہ فیشن ہے۔

۳۱..... صحابہ کرامؓ اور صحابیاتؓ کی تقلید کرنا سنت ہے کیونکہ یہ حضور ﷺ ہی کی پیروی ہے۔لیکن افسوس یہ ہے کہ فلمی اداکاروں اور اداکاراؤں کے فیشن کے مطابق اپنا حلیہ بنالیں۔

۳۲..... صبح سویرے بعد نماز فجر قرآن کریم کی تلاوت کرنا کتنی بڑی فضیلت رکھتا ہے پھر کلام اللہ شریف کے ترجمہ کو پڑھنا، مستند تفاسیر کا مطالعہ کرنا کس قدر عظیم اور نورانی عمل ہے۔لیکن فیشن یہ ہے کہ صبح نیند سے بیدار ہوتے ہی ''اخبار'' کی تلاش کی جائے اور اخبار بینی کی جائے چاہے قرآن کریم کی تلاوت مہینوں بلکہ برسوں نہ ہو لیکن فیشن یہ ہے کہ روزانہ اخبار کا مطالعہ ضرور کیا جائے۔

۳۳..... مسواک کرنا آپ کی ایک پسندیدہ سنت ہے اور آپ ﷺ کی خواہش تھی کہ ہر امتی مسواک کیا کرے گویا مسواک کرنا سنت ہے لیکن فیشن یہ ہے کہ مسواک کا اور مسواک کرنے والوں کا مضحکہ اڑایا جائے۔

۳۴..... اپنی بیوی بچوں کی دینی تعلیم اور ان کی دینی تربیت کتنا ضروری کام ہے بلکہ

فرض ہے اس کی فکر کرنا ہر مسلمان کے لئے ایک اہم فریضہ ہے لیکن فیشن یہ ہے کہ اپنی بیوی بچوں کے ساتھ سنیما دیکھیں یا سب مل کر ٹی وی پر فلم دیکھیں۔ جی ہاں یہ فیشن ہے جس سے معاشرے میں بے حیائی، بداخلاقی والدین اور بڑوں اور استادوں کی بے قدری اور بے عزتی عام ہوتی جارہی ہے جس کا ہمیں بالکل احساس نہیں۔

۳۵...... مسجد میں نکاح کرنا سنت ہے اور ایک بابرکت عمل ہے لیکن فیشن یہ ہے کہ شادی خانوں (یعنی حال میں) نکاح کیا جائے۔

۳۶...... فرش پر دسترخوان بچھا کر کھانا سنت لیکن میز کرسیوں پر کھانا فیشن ہے۔

۳۷...... کھانا کھانے کے بعد انگلیوں پر لگے ہوئے چاول وغیرہ کے دانوں کو زبان سے چاٹ لینا (یعنی صاف کر لینا) سنت ہے لیکن اس قسم کی باتوں پر ہنسنا اور عمل نہ کرنا فیشن ہے۔

۳۸...... چائے یا شربت یا کوئی اور چیز گلاس یا پیالہ یا کٹورے وغیرہ میں پی کر تھوڑا سا بچادینا فیشن ہے لیکن سنت یہ ہے کہ تمام کا تمام پی لیا جائے۔ گلاس یا پیالہ میں کچھ نہ چھوڑا جائے۔

فائدہ!...... محترم قارئین یہ تو چند فیشن نمونۃً درج کیئے گئے ہیں ورنہ ہمارے موجودہ معاشرہ میں ہزاروں فیشن آپ کو نظر آئیں گے جن پر اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ اسلامی تعلیمات کے سراسر خلاف اور ضد ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو فیشن پرستی کی لعنت سے بچنے اور سنت نبوی کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(تفصیل کے لئے دیکھیں فیشن پرستی اور اس کا علاج)

فیشن پرستی کے نقصانات

۱...... فیشن پرستی سے ہیجان انگیز جذبات پیدا ہوتے ہیں فکری اور ذہنی کشمکش ہمیشہ برپا رہتی ہے۔ چین کی نگری اور سکون کی بستی سے فاصلہ بہت دور کا ہو جاتا ہے۔

۲...... حرص وہوس کی آگ ہمیشہ سلگتی رہتی ہے کسی مقام پر بھی پہنچ کر انسان کی خواہش دم نہیں توڑتی۔ قناعت جو سب سے بڑی دولت ہے اس سے محرومی رہتی ہے۔

۳...... اسراف اور فضول خرچی کی عادت ہوتی ہے اور یہ عادت انسان کو محتاجی،

غربت اور قرض کی چوکھٹ تک لے آتی ہے اور مختلف مالی جرائم کا ارتکاب بھی کراتی ہے۔ اس کی تازہ مثال وہ واقعہ ہے جس میں حقیقی ماموں نے اپنے چھ ماہ کے بھانجے کو اغوا کرایا تھا تا کہ اسے ایک وقت معین پر چالیس ہزار روپے یا اسکے مساوی آسٹریلیائی ڈالر حاصل ہوسکیں بصورت دیگر بچے کو ہلاک کرنے کی دھمکی دی گئی تھی۔ پولیس نے سراغ لگا کر بچہ صحیح سالم برآمد کرلیا اس سلسلہ میں پولیس نے جو رپورٹ دی ہے اس کا ایک حصہ یہ ہے کہ اغوا کنندہ ٹولی چونکہ عالیشان ہوٹلوں میں بیٹھنے، کیبرے ڈانس دیکھنے اور خوش لباسی کی شوقین ہے اور رنگ رلیوں پر بے دریغ روپے اڑاتی ہے، اغوا میں بھی یہی جذبہ کارفرما تھا کہ موج اڑائی جائے اور آسٹریلیا کے سیر سپاٹے کئے جائیں۔

۴......فخر و غرور ریا و نمود اور تصنع و تکلف کا جذبہ پروان چڑھتا ہے اور جھوٹی نمائش کی لعنت گلے پڑ جاتی ہے۔

۵......واقعی اور حقیقی ضرورتوں پر زیبائش اور آرائش کے حسین و نازک سامانوں کو ترجیح دیا جانے لگتا ہے، اس صورت میں اگر آمدنی کم ہوئی تو انسان قرض در قرض کے چکر میں گرفتار اور معاشی پریشانی کا شکار بن جاتا ہے آپ اپنی کھلی آنکھوں سے اپنے محلہ، پڑوس بلکہ خود اپنے گھر میں اس کا مشاہدہ کر سکتے ہیں۔

۶......ہر وہ چیز جو اپنے اندر عارضی چمک دمک رکھتی ہے اور نظر کو خیرہ کرتی ہے وہ مرکز توجہ بن جاتی ہے۔ جوہری خصوصیات، اعلیٰ مقاصد اور دائمی طور پر نفع رساں چیزوں سے نظر ہٹ جاتی ہے۔ دنیا سے تعلق اور آخرت سے بے تعلقی بڑھ جاتی ہے۔

۷......وقت جو انسان کے پاس سب سے بڑا سرمایا ہے وہ بے دردی کے ساتھ ضائع ہوتا رہتا ہے۔ اور دانا انسان کی اس دانائی پر کہا جاسکتا ہے کہ وہ اشرفیاں لٹاتا ہے اور کوئلوں پر مہر کرتا ہے، جواہرات دیتا ہے اور سنگریزے خریدتا ہے، پھولوں کو پھینکتا ہے اور کانٹوں کو چنتا ہے۔

۸......مردانگی، شجاعت، محنت اور جفاکشی کا جوہر انسان کی زندگی سے نکل جاتا ہے، ناز و انداز اور عیش و عشرت کی زندگی اپنی بندگی پر انسان کو مجبور کرتی ہے۔

۹......مرد اور عورت کا مخصوص حلیہ بگڑ جاتا ہے، دونوں کا جو امتیازی شان ہے وہ ختم ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے لئے گھر اور باہر کے اعتبار سے الگ الگ جو

فرائض متعین کیئے ہیں، اس کا نظام درہم برہم ہوجاتا ہے جس کے نتیجے میں نت نئی برائیاں معاشرے میں گھس آتی ہیں۔ بے حیائی، عریانی، فحاشی، زناکاری آخر کس کس کا ذکر کیا جائے۔

آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے لب پہ آسکتا نہیں
محو حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی

۱۰...... ملی تشخص وامتیاز نظر سے اوجھل ہوجاتا ہے۔ دیگر قوموں کی وضع قطع، رہن سہن، زبان اور بیان اور تہذیب ومعاشرت کو شعوری یا غیر شعوری طور پر اپنالیا جاتا ہے۔

آخری گزارش

آخر میں تمام مسلمانوں سے اور خصوصاً نوجوانوں سے بڑی دلسوزی کے ساتھ گزارش کی جاتی ہے کہ وہ اس حقیقت کو اپنے دل ودماغ میں بسالیں کہ اسلام ایک ایسا مکمل نظام ہے، جو انسانی زندگی کے اعتقادی، فکری، اخلاقی، اور عملی پہلوؤں کو پوری طرح گھیرے ہوئے ہے۔ بالکل اسی طرح سے کہ جیسے ہوا کا کرہ اس زمین کو چاروں طرف سے اپنی آغوش میں لیئے ہوئے ہے۔ دوسرے مختصر لفظوں میں اسلام ایک مکمل دین اور مستقل تہذیب ہے دنیا کا کوئی دین اور کوئی مذھب اس کی ہمسری کا دعویٰ نہیں کرسکتا،

پھر یہ بڑی بے غیرتی اور سفلہ پنی کی بات ہوگی کہ ہم ایسے مکمل دین اور اس مستقل تہذیب کو چھوڑ کر دوسرے ناقص دین اور غیر مستقل تہذیب کی کاسہ لیسی کریں۔

آخر اے مسلم نوجوانوں۔

سرِ تسلیم خم ہے ہر نئے فیشن پہ کیوں تیرا
کہاں جاتی رہی مسلم وہ تیری وضع خود داری
زمانہ نقل کرتا تھا تیری ہر وضع و ہیئت
مسلّم تھی جہاں میں تیری دانائی و ہوشیاری
ترے قانون فطرت میں گدا و شاہ یکساں تھے
نرالا تھا جہاں سے تیرا آئین جہانداری

تری ہمت کے آگے کوہ و دریا سب برابر تھے
ترا عزم اور استقلال کل عالم پہ تھا بھاری
ستم ہے نام لیتے ہیں نصاریٰ کی عداوت کا
مگر نصرانیت اور مغربیت دل سے ہے پیاری

(بحوالہ فیشن پرستی اور اس کا علاج)



﴿ساتویں فصل﴾

نوجوان......اور وقت کے ضیاع کا مرض

نوجوانوں میں آج کل وقت کے ضیاع کا مرض بھی وبائے عام کی طرح پھیلتا جارہا ہے زندگی کے قیمتی شب و روز فضولیات میں ضائع ہو رہے ہیں لیکن اس کی قطعاً کوئی پراہ نہیں ہوتی، وقت جو ماضی حال اور مستقبل کا نام ہے۔ ماضی جو وقت گزر گیا، حال جو وقت گزر رہا ہے اور مستقبل آنے والے وقت کو کہا جاتا ہے۔ عقلمند اس وقت کی قدر و قیمت کو جانتے اور اسے کام میں لاکر قیمتی بنانا انتہائی ضروری سمجھتے ہیں۔ بے شک وقت انسان کی بہترین پونجی اور گراں قدر سرمایہ ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ دنیا میں جن لوگوں نے ذاتی یا قومی اعتبار سے کوئی کارنامہ سرانجام دینا چاہا تو انہوں نے اگر وقت کی قیمت کو سمجھا تو کامیاب بھی رہے ورنہ وقت کی ناقدری کرنے والوں کے دامن میں کامیابی کا ثمر نہ کبھی کھلا ہے اور نہ کبھی کھل سکتا ہے۔ آج ہم جن شخصیات کا نام بطور مثال استعمال کرتے ہیں ان کی صفات حسنہ میں سب سے اہم وصف وقت کی قدر دانی تھا اور حقیقت یہ ہے کہ یہی وصف ترقیوں کی طرف لے جانے والا زینہ اور تمام تر بلندیوں کی اساس ہے۔

آج کا ملنے والا وقت ایک بے بدل نعمت ہے۔ آخرت میں آج کی بوئی ہوئی فصل کاٹی جائیگی اگر آج وقت کا صحیح استعمال کرلیا تو کل فصل بھی شیریں اور مزیدار حاصل ہوگی اور اگر وقت یوں ہی فضولیات میں کٹتا رہا تو فصل بھی تلخ اور بدمزہ ہوگی۔

چنانچہ ایک حدیث میں رسول اقدس ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ!

ہر روز جب صبح کو آفتاب طلوع ہوتا ہے تو اس وقت دن یہ اعلان کرتا ہے کہ! آج اگر کوئی بھلائی کر سکتا ہے تو کرلے، آج کے بعد میں پھر کبھی واپس نہیں لوٹوں گا۔ اسی طرح ایک دوسری حدیث میں رسول اقدس ﷺ کا فرمان مبارک ہے! کہ دو نعمتیں ایسی ہیں جن کے بارے میں بہت سے لوگ دھوکے کا شکار ہیں ایک صحت دوسری فراغت۔

یقیناً صحت کی قدر اس وقت آتی ہے جب بیماری کی تکلیف ستانے لگتی ہے اور دوسری

نعمت یعنی فراغت کی قدر و قیمت ان لوگوں سے معلوم کی جائے جو فراغت کے لمحات کو ترستے نظر آتے ہیں۔

لہٰذا سوچنے کی بات ہے کہ وقت نے تو ہر حال میں گزرنا ہی ہے چاہے ہم اسے کام میں لائیں یا نہ لائیں۔ جب وقت نے گزرنا ہی ہے تو کیوں نہ اس سے کچھ استفادہ کرلیا جائے۔ حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ میں ایک مدت تک صوفیاء کرام کے پاس رہا۔ ان کی صحبت سے مجھے دو باتیں معلوم ہوئی ایک یہ کہ وقت تلوار کی مانند ہے آپ اس کو کسی عمل میں کاٹئے ورنہ حسرتوں میں مشغول کر کے وہ آپ کو کاٹ ڈالے گا۔ اور دوسری بات یہ کہ اپنی نفس کی حفاظت کریں کیونکہ اگر آپ نے اسے اچھے کاموں میں مشغول نہ رکھا تو وہ آپ کو کسی بُرے کام میں مشغول کر دے گا۔

اس لئے عزیز نوجوان دوستوں کو دعوت فکر ہے کہ وقت کی قدر و قیمت کو سمجھئے اور اسے کام میں لایئے۔

آنے والے مضامین میں آپ کو اندازہ ہوگا کہ وقت کی قدر و قیمت کیا ہے؟

ان مضامین کو ہم مخزن اخلاق سے تلخیص و ترمیم اور عنوانات کے اضافے کے ساتھ آپکی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔ ان کے مطالعہ سے قبل وقت کی قدر و قیمت سے متعلق چند اشعار ملاحظہ فرمایئے۔

کل آج کا دن ہاتھ نہ آئے گا ہمارے
مل سکتی ہے ہر گمشدہ شے ہم کو مگر وقت
ہر لمحہ غنیمت ہے ہر اک پل ہمیں نعمت
ہم مفلسوں کے ہاتھ میں ہے سلک گہر وقت
آسائش دارین کا لیتے نہیں کیوں کام
ہر وقت ہے باندھے ہوے خدمت کو کمر وقت
بے فائدہ گزرے نہ کوئی ساعت ہماری
اک یہی دے گی پڑا ہم پہ اگر وقت
فرصت کی جو ساعت ہو غنیمت اسے سمجھو
کل آج سے لائے گا بری شام و سحر وقت

وقت کی قدر کیجئے

حکماء کا قول ہے کہ زمانہ سیال ہے۔ اسے کسی آن سکون نہیں ۔خدا ڈراتا ہے کہ تم کہیں رہو موت تمہیں نہیں چھوڑے گی۔ وہ یہ بھی فرماتا ہے کہ ہر ایک کام کا وقت ہے مگر انسان موت کا وقت نہیں جانتا۔ انبیاء کرام بھی نصیحت کرتے ہیں کہ وقت سے ہوشیار رہو۔ وقت کی خبر رکھو وقت کو برباد نہ کرو۔ وقت کو غیر مفید باتوں میں صرف نہ کرو۔ گھڑی گھڑی لحظہ لحظہ کا تمہیں حساب دینا پڑے گا حکماو علماء اور دانشور بھی نصیحت کرتے ہیں کہ وقت کی قدر کرو۔ اسے ضائع نہ ہونے دو تاریخ بھی ہم کو یہی سبق دیتی ہے۔ صدیوں کا تجربہ بھی ہم کو یہی سکھاتا ہے کہ دنیا میں جس قدر کامران و کامیاب ہستیاں گزر چکی ہیں۔ ان کی کامیابی و ناموری کا راز صرف وقت کی قدر اور صحیح استعمال تھا۔

وقت گزرتے ہوئے واقعات کا ایک دریا ہے۔ اس کا بھاؤ تیز اور زبردست ہے۔ جونہی کوئی چیز اس کی زد میں آتی ہے۔ اس کی لہریں اسے اپنے ساتھ بہالے جاتی ہیں۔ پھر اور کوئی چیز اس کی جگہ لے لیتی ہے لیکن وہ بھی اسی طرح بہ جاتی ہے۔ خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے صدیاں ریت کے ذروں کی طرح گرتی ہیں۔

وقت ایک انمول زندگی ہے

جو لوگ پاکیزہ خیالات و نظریات اور اچھے افکار کے حامل ہوتے ہیں۔ ان کے ہاں تو وقت کی قیمت بہت گراں ہے۔ ان کے نزدیک وقت کا مقام بہت بلند اور ارفع ہے۔ وہ کہتے ہیں الوقت ھو الحیات یعنی وقت ہی زندگی ہے۔ اے انسان! ذرا سوچ تو سہی کہ اس دنیا میں تیری زندگی کیا ہے؟ کیا تجھے معلوم نہیں کہ تیری زندگی اس دنیا میں تو صرف پیدائش اور موت کے درمیان کا تھوڑا سا غیر یقینی اور بے انداز وقفہ ہے۔

اے انسان! تیری عقل اس بارے میں تیری کچھ بھی رہنمائی نہیں کرتی کہ تو ''وقت اور'' سونے'' کی حقیقت اور ان کے امتیازی فرق کو پہچان سکے۔ سونا تو آنے جانے والی چیز ہے۔ وہ تیرے ہاتھ سے نکل بھی جاتا ہے اسے تو کھو بھی بیٹھتا ہے، یہ دوبارہ بھی حاصل ہوسکتا ہے، اور پہلے سے کئی گنا زیادہ بھی ہوسکتا ہے۔ لیکن جو وقت کہ گزر چکا ہے اور جو زمانہ بھی کہ چلا گیا ہے وہ کسی صورت اور کسی قیمت پر بھی نہیں آسکتا تو ذرا انصاف سے سوچئے کہ کیا وقت سونے سے زیادہ مہنگا نہیں؟ کیا وقت الماس سے زیادہ مہنگا نہیں

کیا یہ ہر چیز سے گراں نہیں؟ یاد رکھئے کہ دنیا کے تمام اعراض و جواہرات وقت کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ وقت کے مقابلے میں ان کی کوئی قدر و قیمت نہیں۔ کیونکہ وقت نہیں تو سونا اور جواہرات نہیں، بیشک وقت ایک انمول زندگی ہے۔

نہ کھو عمر کی ایک بھی ضائع گھڑی
کہ ٹوٹی لڑی جب کہ چھوٹی کڑی
گنوائے گا عاقل نہ بے کار دن
کہ انسان کی ہے زندگی چار دن

وقت عظیم دولت ہے

وقت ایک عظیم دولت ہے جس طرح ہم کوئی روپیہ یا اشرفی فضول نہیں پھینکتے اسی طرح ہمیں وقت کا بھی کوئی حصہ بے سود نہ خرچ کرنا چاہیئے۔ کیونکہ وقت کی بربادی نہ صرف دولت ہی کی بلکہ طاقت کی بھی بربادی ہے سستی نسوں کو اس طرح کھا جاتی ہے، جس طرح لوہے کو زنگ۔ آدمی کے لئے بے کاری زندہ در گور ہونا ہے۔ ہمیشہ اپنے آپ کو کسی نہ کسی کام میں مصروف رکھئے ورنہ تمہارا ضمیر آزاد ہو کر کسی ایسی خرابی کے گڑھے میں گرائے گا جس سے تمہیں سنبھلنا دشوار ہو جائے گا اور تم نے کبھی اس گراوٹ کی خرابی کا اندازہ کبھی نہ کیا ہوگا۔ کیونکہ مشغولیت ہی انسانی زندگی کی محافظ اور بے کاری برائی کی مترادف ہے۔ کیونکہ بدی بڑی آسانی سے اس روح میں اتر آتی ہے جو شغل سے خالی ہو۔ ؎

نہ ہو کام کچھ اور دن ہو تمام
تو ڈوبا وہ دن اجڑی وہ شام
نہ تو کل کے افسوس میں آج رو
کہ کل رونے بیٹھے گا آج کو

الغرض وقت وہ قیمتی سرمایہ ہے جو ہر شخص کو قدرت کی طرف سے یکساں عطا ہوا ہے جو لوگ اس سرمائے کو معقول طور سے اور مناسب موقع پر کام میں لاتے ہیں۔ وہی جسمانی راحت اور روحانی مسرت حاصل کرتے ہیں۔ اسی دولت کے صحیح استعمال سے ایک وحشی

مہذب بن جاتا ہے اور ایک مہذب فرشتہ سیرت اسی کی برکت سے جاہل عالم، مفلس تونگر، نادان دانا و تجربہ کار بنتے ہیں۔ گویا وقت ہی ایک ایسی دولت ہے، جو شاہ و گدا، امیر و غریب، طاقت ور اور کمزور کو یکساں ملتی ہے۔

وقت کے ضائع کرنے کا نقصان

اگر چہ وقت کا بے کار کھونا عمر کا کم کرنا ہے۔ لیکن اگر یہی ایک نقصان ہوتا تو چنداں غم نہ تھا۔ کیونکہ دنیا میں سب کو عمر طویل نصیب نہیں ہوتی لیکن بہت بڑا نقصان اور خسارا جو بے کاری اور تضیع اوقات سے ہوتا ہے وہ ہے کہ بے کار آدمی کے خیالات ناپاک اور زبوں ہو جاتے ہیں اور طرح طرح کے عوارض جسمانی و روحانی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔، حرص و طمع، ظلم و ستم، حق تلفی و نافرمانی، زنا کاری و شراب خوری عموماً وہی اشخاص کرتے ہیں جو معطل و بے کار رہتے ہیں۔ انسان کچھ نہ کچھ کرنے کے واسطے بنایا گیا ہے۔ جب تک اس کی طبیعت اور دل و دماغ نیک اور مفید کام میں مشغول نہ ہوگا، اس کا میلان ضرور بدی و معصیت کی طرف رہے گا۔ پس انسان اگر انسان بننا چاہتا ہے اور زندگی کو بآرام بسر کرنے کی خواہش رکھتا ہے تو سب کاموں سے مقدم کام اس کے واسطے یہ ہے کہ وہ اپنے وقت پر نگران رہے۔ ایک لمحہ بھر بھی فضول نہ کھوئے اور ہر کام کے لئے ایک وقت اور وقت کے لئے ایک کام مقرر کردے۔ ورنہ جو شخص وقت کو برباد کرے گا، وقت اس کو برباد کردے گا اگر آپ غور کریں گے تو نوے فیصد لوگ صحیح طور پر یہ نہیں جانتے کہ وہ اپنے وقت کا زیادہ حصہ کہاں اور کیوں خرچ کر رہے ہیں۔

وقت کا نام ہی زندگی ہے

نوجوان دوستو! کیا آپ کو اپنی زندگی سے محبت ہے؟ اگر ہے تو وقت کو برباد نہ کیجئے۔ کیونکہ اسی کا نام زندگی ہے اور ایک ساعت کی بربادی سے جو نقصان ہوتا ہے، بقائے دوام بھی اس کی تلافی نہیں کر سکتی۔ اور یہ کمی کبھی پوری نہیں ہوتی، سچ یہ ہے کہ وقت کو ضائع کرنا ایک طرح کی خودکشی ہے فرق صرف اتنا ہے کہ خودکشی ہمیشہ کے لئے زندگی سے محروم کر دیتی ہے اور وقت کو ضائع کرنا ایک محدود زمانے تک زندہ کو مردہ بنا دیتا ہے۔ یہی گھنٹے اور دن جو غفلت اور بے کاری میں گزر جاتے ہیں۔ اگر انسان حساب کرے تو ان

کی مجموعی تعداد مہینوں بلکہ برسوں تک پہنچتی ہے اگر کسی سے کہا جائے کہ آپ کی عمر سے پانچ ،دس سال کم کردیئے گئے ہیں تو یقیناً اس کو سخت صدمہ ہوگا لیکن وہ معطل بیٹھا ہوا خود اپنی عمر عزیز کو برباد کررہا ہے۔مگر اس زوال وفنا پر کچھ افسوس نہیں کرتا اور دائمی سوزوگداز میں مبتلا رہتا ہے۔

کسی دانا کا قول ہے کہ وقت کے گزرجانے کے بعد افسوس بے نتیجہ ہے۔

''پھر پچھتائے کیا ہوت ☆ جب چڑیاں چگ گئیں کھیت''

موت پر اتنا افسوس نہیں ہوتا جتنا کہ وقت کے ضائع ہوجانے پر۔دوزخی یہی کہیں گے اے خدا تعالیٰ ہمیں ایک بار پھر دنیا میں بھیج دے۔

آج کا کام کل پر نہ ٹالیئے

داناؤں کے رجسٹروں میں کل کا لفظ کہیں نہیں ملتا البتہ بیوقوفوں کی جنتریوں میں یہ بکثرت مل جاتا ہے۔عقلمندی اس لفظ کو قبول نہیں کرتی اور نہ سوسائٹی اس کو منظور کرتی ہے یہ تو محض بچوں کا بہلاوہ ہے کہ فلاں کھلونا تم کو کل دے دیا جائے گا۔یہ ایسے لوگوں کے استعمال میں آنے والی چیز ہے جو صبح سے شام تک خیالی پلاؤ پکاتے رہتے ہیں اور صبح سے شام تک خواب دیکھتے رہتے ہیں۔کامیابی کی شاہراہ پر بے شمار ایا ہج سسکتے ہوئے کہہ رہے ہیں کہ ہم نے اپنی تمام عمر کل کے تعاقب کرتے ہوئے کھودی اور اپنی قبر اپنے ہاتھوں سے کھودی۔ہم اسی دھوکے میں ہاتھ دھوے بیٹھے رہے کہ کل ہمارے لئے اچھی اچھی نعمتیں اور فائدہ منداشیاء لائے گا۔لیکن سچ بات یہ ہے کہ یہ محض دھوکہ کی بات اور نقصان کی بات ہے۔وہ آدمی جو دونوں ہاتھ اپنی جیبوں میں ڈال کر قیمتی وقت ضائع کرتا ہے جب کہ دوسرے کام کررہے ہوں تو وہ بہت جلد اپنے ہاتھ دوسروں کے جیبوں میں ڈالے گا۔ یادرکھئے! کل شیطان کا مقولہ ہے تواریخ کے تمام اوراق کل کے شاندار شکاروں سے پر ہیں حیف ان بدنصیب انسانوں پر جن کی تجاویز صرف اس کل کے لفظ نے پوری نہ ہونے دیں۔کل کا لفظ ست الوجود ،نالائقوں اور کم ہمت لوگوں کی جاہ پناہ ہے۔اگر آپ کچھ کرنا چاہتے ہیں تو کبھی بھی آج کا کام کل پر مت ٹالیئے گا کیونکہ اکثر یہ کل آتی ہی نہیں ہے.

ہر کام اپنے وقت پر کریں

کامیابی کسی تھوڑے سے وقت یا پے در پے کام کرنے پر ہی موقوف نہیں ہے۔ بلکہ وقت کی مناسب تقسیم پر ہی منحصر ہے۔ ہر کام اپنے وقت پر پورا ہو۔ کام میں بے جا تقدیم وتاخیر بھی غفلت کے مترادف ہے۔ اس لئے اہل عقل کے نزدیک قبل از وقت کوئی کام کرنا، یا بے جا تاخیر کرنا محذور و متروک ہے۔ عمل اپنے وقت مقررہ اور مناسب انداز کے مطابق ہونا چاہئے ﴿وَاللّٰهُ يُقَدِّرُ اللَّيلَ وَالنَّهَارَ﴾ دن اور رات کا وقت اللہ نے مقرر کر دیا ہے۔ اس لئے غافلین کو اللہ تعالیٰ نے زبردست زجر و توبیخ فرمائی ہے اور ان کے عاقبتِ بد اور خسارے کو پُرزور الفاظ میں ادا کیا ہے۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے ''ہم نے اس قسم کے بہت سے انسان دوزخ کے لئے پیدا کیئے ہیں۔ جن کے دل ایسے ہیں جن سے وہ نہیں سمجھتے، ان کی آنکھیں ایسی ہیں جو نہیں دیکھ سکتیں۔ اور جن کے کان ایسے ہیں جن سے وہ سن نہیں سکتے، وہ لوگ چوپاؤں کی طرح ہیں، بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ ہیں، اور لوگ غافل ہیں''۔

حضرت فاروق اعظمؓ فرماتے تھے ''یا اللہ! اوقات زندگی میں برکت دے اور انہیں صحیح مصرف پر لگانے کی توفیق عطا فرما'' حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارک کا ترجمہ ہے! کوئی دن ایسا نہیں جب وہ شروع ہوتا ہے مگر یہ کہ وہ پکار پکار کر کہتا ہے کہ اے انسان میں ایک نو پیدا اخلوق ہوں۔ میں تیرے عمل پر شاہد ہوں مجھ سے کچھ حاصل کرنا ہے تو کر لے۔ میں تو اب قیامت تک لوٹ کر نہیں آؤنگا''۔ نیز رسول کائنات کا فرمان بھی ہے کہ مومن کے لئے دو خوف ہیں ایک عاجل جو گزر چکا ہے معلوم نہیں خدا اس کا کیا کرے گا۔ ایک اجل' جو ابھی باقی ہے معلوم نہیں اللہ تعالیٰ اس میں کیا فیصلہ صادر فرمائے؟ تو انسان کو لازم ہے کہ اپنی طاقت سے اپنے نفس کے لئے اور دنیا سے آخرت کے لئے ، جوانی سے بڑھاپے کے لئے اور زندگی سے قبل از موت کچھ نفع حاصل کرلے وقت کی۔

وقت رفتار ہو محسوس یہ دشوار ہے
یہ زمین چلتی ہے تیزی سے مگر ہلتی نہیں

پس اے عزیز! وقت کی قدر کر اور عمر کو غنیمت شمار کر۔ خواب غفلت سے بیدار ہو

اور ہوشیاری سے میدان عمل میں کود جا۔عمل کر اور بے عمل نہ بن، بے عملی قوتوں کو موت کی نیند سلا دیتی ہے۔چنانچہ وقت کو ہاتھ سے نہ جانے دے۔

دو دن کے اس قیام میں کیا کرے کوئی

وقت کو رائگاں کھونے والے کہہ دیا کرتے ہیں۔ ؎

ذکرِ خدا و کارِ جہاں ، یادِ رفتگان
دو دن کے اس قیام میں کیا کرے کوئی

لیکن انہیں یاد رہے کہ وقت سے کام لینے والے اس تھوڑی سی زندگی میں مُوجد بن گئے ،فلاسفر بن گئے ،بزرگان دین ،اور اولیاء بن گئے ۔دین اور دنیا کے مالک بن گئے ۔ برخلاف اس کے جتنے ننگے ،بھوکے اور فاقہ کش آپ دنیا میں دیکھ رہے ہیں، یہ سب وہی لوگ ہیں جنہوں نے بچپن میں اپنے وقت کو رائگاں کھویا ہے ۔اُن کی ایک بنیادی ٹیڑھی اینٹ نے ان کی تمام زندگی کی عمارت کو ٹیڑھا کر دیا۔بیکار کھویا ہوا ایک لمحہ عمر بھر کے تھے سے پودے کی کئی شاخوں کو کاٹ ڈالتا ہے۔

موت کیا ہے ؟جسم کا بے حس وحرکت اور ٹھنڈا ہو جانا ،جو لوگ ہاتھ پاؤں ڈھیلے چھوڑ کر، بے کار بیٹھ کر یا سو سو کر وقت گزارتے ہیں ،ان مَردوں اور مُردوں میں فرق ہی کیا ہے ۔یاد رکھئے ایک وقت میں ایک ہی کام مکمل طور پر کرنا کئی نامکمل کاموں کا خون کر دینے سے بہتر ہے۔

وقت ہمارے پاس اس طرح آتا ہے جیسے کوئی دوست بھیس بدل کر آتا ہے اور چپ چاپ بیش قیمت تحفہ جات اپنے ساتھ لاتا ہے۔لیکن اگر ہم ان سے فائدہ نہیں اٹھاتے تو وہ چپکے سے مع اپنے تحائف کے واپس چلا جاتا ہے اور پھر کبھی واپس نہیں آتا ۔ ہر صبح کو ہمارے لئے نئی نئی نعمتیں آتی ہیں ۔لیکن اگر ہم کل اور پرسوں کی چیزیں منظور نہیں کر سکتے تو ہم ان سے فائدہ اٹھانے سے روز بروز ناقابل ہو جاتے ہیں ۔یہاں تک کہ ان کی خوبیوں کو سمجھنے اور ان کو کام میں لانے کی طاقت جو ہم میں ہے ،رفتہ رفتہ زائل ہو جاتی ہے۔کھوئی ہوئی دولت محنت اور کفایت شعاری سے پھر حاصل ہو سکتی ہے ۔کھویا ہوا علم مطالعہ سے پھر مل سکتا ہے کھوئی ہوئی تندرستی ذائقہ اور دوا کی مدد سے واپس آ سکتی ہے ۔لیکن

کھویا ہوا وقت لاکھ کوشش کرنے پر دوبارہ حاصل نہیں ہوسکتا اور ہمیشہ کے لئے ہاتھ سے نکل جاتا ہے۔

فضول کاموں سے ایک گھنٹہ روزانہ بچا کر معمولی آدمی بھی کسی سائنس کو پوری طرح اپنے قابو میں کرسکتا ہے۔ دن میں ایک گھنٹہ ہر روز خرچ کر کے جاہل سے جاہل انسان بھی دس سال میں ایک درجے کا باخبر اور عالم وفاضل بن سکتا ہے۔ ایک گھنٹے میں معمولی لڑکا خوب اچھی طرح سمجھ کر ایک کتاب کے بڑے بیس صفحے اور اس حساب سے سال بھر میں سات ہزار صفحات پڑھ سکتا ہے۔ غرض ایک گھنٹہ روزانہ کی بدولت ایک حیوانی زندگی کارآمد اور مسرت بھری انسانی زندگی میں تبدیل ہوسکتی ہے۔ اور ایک گھنٹہ روزانہ کام کر کے ایک گمنام شخص ایک مشہور آدمی اور ایک ناکارہ آدمی قوم کا محسن بن سکتا ہے۔

وقت زندگی کا تانا بانا ہے

وقت زندگی کا تانا بانا ہے۔ اگر آپ بچپن کی بھاگ دوڑ میں اسے توڑ ڈالیں گے تو پھر یاد رکھیۓ عمر بھر بھی اسے نہ جوڑ سکو گے۔ جتنے ننگے، بھوکے، مفلس آپ دنیا میں دیکھ رہے ہیں۔ یہ سب وہی لوگ ہیں جنہوں نے بچپن میں اپنا وقت ضائع کیا ہے۔ لہٰذا اگر آپ کامیابی چاہتے ہیں وقت کی ہر ایک منزل کو ہمت وہوشیاری سے طے کرو۔ بقول شخصے وقت ضائع کرتے وقت یہ یاد رکھنا چاہیۓ کہ وقت بھی آپ کو ضائع کر رہا ہے۔

وقت روئی کے گالوں کی مانند ہے۔ عقل وحکمت کے چرخے میں کات کر اس کے قیمتی پارچات بنالیجیۓ۔ ورنہ جہالت کی آندھیاں اسے اڑا کر کہیں کا کہیں پھینک دیں گی

جو کام جتنی محنت اور جتنا وقت لیتا ہے اتنا ہی عمدہ، مفید اور دیرپا ہوتا ہے۔ وقت پا کر شہتوت کی پتیاں بھی ریشم بن جاتی ہیں۔

فیثا غورث سے پوچھا گیا کہ وقت کیا ہے اس نے جواب دیا کہ یہ اس دنیا کی روح ہے۔

یاد رکھیۓ! وقت ایک ایسی زمین ہے جس میں محنت کے بغیر کچھ پیدا ہی نہیں ہوتا۔ سعی کامل کی جائے تو یہ ضرور پھل دیتی ہے۔ بے کار چھوڑ دی جائے تو خاردار جھاڑیاں اگاتی ہے

اور یہ بھی واضح رہے کہ تفریح یا ورزش تضیع اوقات نہیں، بلکہ ممد حیات ہے۔ لہٰذا وقت کا صحیح استعمال کرتے ہوئے اپنی صحت کا بھی پورا خیال رکھیۓ۔ کیونکہ روح ایک سوار ہے

اور بدن اسکا گھوڑا۔ سوار خواہ کیسا ہی پوار ہو، بیمار گھوڑے سے کیا کام لے سکتا ہے۔ لہٰذا جولوگ جسمانی قوت میں پیچھے ہیں۔وہ دماغی وروحانی طاقت میں بھی آگے نہیں ہوسکتے۔

(تلخیص ترمیم از مخزن اخلاق)

وقت بچانے کے چند اہم اصول

وقت کو ٹھیک ٹھیک استعمال کرنے، اس کو ضیاع سے بچانے، اور اس سے بھرپور فائدہ اٹھانے کے سلسلے میں وقت کے موضوع پر بحث کرنے والوں نے کچھ تدابیر اور اصول مقرر کیئے ہیں ذیل میں ہم ان میں سے تین بڑے اصولوں کا ذکر کرتے ہیں۔

۱......نظام الاوقات

شب وروز کے اوقات کے لئے ایک نظام الاوقات متعین کرنے، آنے والے وقت کے لئے ایک مخصوص عمل کا پروگرام بنانے اور زندگی کے تمام اوقات کے لئے کاموں کی ترتیب وتشکیل کے عمل کو نظام الاوقات کہا جاتا ہے، ہر انسان کے ذمے مختلف کاموں اور امور کی ادائیگی ہوتی ہے، ان کاموں کی ادائیگی سے عہدبرا ہونے کی آسان، سہل اور بہترین صورت یہی ہے کہ انسان پہلے سے ایک نظام عمل تشکیل دے اور اس پر پابندی سے عمل پیرا ہو۔

اوقات کا یہ نظام بناتے ہوئے کاموں کی تقدیم وتاخیر کی ترتیب میں وقت اور کام دونوں کی نوعیت اور کیفیت کو پیش نظر رکھنا چاہیئے کہ کون سا عمل کس وقت زیادہ بہتر طریقے سے ادا ہوسکتا ہے اور کونسا وقت کس عمل کے لئے سازگار ماحول پیدا کرتا ہے۔ جو زیادہ نشاط، طبیعت کی تازگی اور ذہن ودماغ کی توجہ کا تقاضہ کرتا ہو، اس کی ادائیگی کے لئے وقت کا انتخاب بھی ایسا ہونا چاہیئے جب انسان کی طبیعت میں تازگی ونشاط ہو، مثلاً صبح کے وقت انسان کی قوتوں اور صلاحیتوں کی فضا پر تازگی اور رعنائی چھائی ہوتی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے اپنی امت کے لئے اوقات صبح میں برکت کی دعا فرمائی ہے امام ترمذیؒ نے آپ ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے۔

"اللّٰھم بارک لامتی بکورھا" "اے اللہ میری امت کے لئے صبح کے اوقات

میں برکت عطا فرما۔

حضور اقدس ﷺ ایک دن حضرت فاطمہؓ کے پاس صبح کے اوقات میں تشریف لے گئے آپؓ لیٹی آرام فرما رہی تھیں، نبی کریم ﷺ نے آپ کو جگاتے ہوئے فرمایا، بیٹی! اپنے رب کے رزق کی تقسیم کے وقت حاضر رہئے، اور غفلت والوں میں سے مت بنئے، کیونکہ اللہ جل شانہ طلوع فجر اور طلوع شمس کے درمیان لوگوں کا رزق تقسیم کرتا ہے۔

چونکہ صبح کا وقت انسان کی طبعی نشاط کا بابرکت وقت ہوتا ہے اس لئے اس میں تقرر بھی ایسے کام کا ہونا چاہیئے جو اس نوعیت کا مقتضی ہو، اسی طرح شب و روز کے دیگر اوقات کے لئے بھی کاموں کے انتخاب میں وقت اور کام دونوں کی کیفیت، نوعیت اور فطری ماحول و مزاج کو پیش نظر رکھنا چاہیئے۔

زندگی کو نظام الاوقات کے پابند بنانے سے جہاں اور بہت سے فوائد حاصل ہوتے ہیں وہاں ایک بڑا فائدہ یہ ہے کہ جب پہلے سے ایک پروگرام طے ہوگا اور آنے والے وقت کے لئے ایک نظام عمل مقرر ہوگا تو اس وقت کی آمد پر انسان کی توجہ از خود اس کام کی ادائیگی کی طرف مبذول ہوگی اور یوں وقت تردد اور سوچنے میں ضیاع کا شکار نہیں ہوگا۔

کہا جاتا ہے وقت ایک ظالم خونریز کی مانند ہے، دانا وہی ہے جو اس کو پکڑ کر قابو میں کرلے چونکہ اس کی چوٹی پیچھے کے بجائے آگے کی جانب ہے اس لئے اس کو قابو کرنے میں وہی شخص کامیاب ہوسکتا ہے جو پیش بین ہو اور آنے والے وقت کے بچاؤ کے لئے اس نے پیشگی تدبیر کر رکھی ہو، مولانا حسین آزاد اپنی مشہور کتاب ''نیرنگ خیال'' میں ''وقت'' کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں۔

وقت ایک پیر کہن سال کی تصویر ہے، اس کے بازوؤں میں پریوں کی طرح پر لگے ہیں گویا ہوا میں اڑتا چلا جاتا ہے، ایک ہاتھ میں شیشہ ساعت ہے کہ جس سے اہل عالم کو اپنے گزرنے کا اندازہ دکھاتا جاتا ہے اور ایک میں درانتی ہے کہ لوگوں کی کشت امید یا رشتہ عمر کو کاٹتا جاتا ہے یہ وقت ظالم خونریز ہے کہ جو دانا ہیں! اسے پکڑ کر قابو کر لیتے ہیں لیکن اوروں کی چوٹیاں پیچھے ہوتی ہیں اور اس چوٹی آگے رکھی ہے، اس میں نکتہ یہ ہے کہ جو وقت گزر گیا وہ گیا وہ قابو میں نہیں آسکتا! ہاں جو پیش بین ہو وہ پہلے ہی سے روک لے۔''

اس پیش بینی کا تقاضا یہ ہے کہ پہلے سے ایک نظام الاوقات ترتیب دیا جائے

اور زندگی کو اس کا پابند بنالیا جائے۔

نظام الاوقات کا دوسرا بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس کے سبب ہر کام اپنے مقررہ وقت میں پوری دل جمعی کے ساتھ کیا جاسکتا ہے ورنہ عموماً یہ ہوتا ہے کہ جب انسان کے ذمہ بہت سے کام ہوں اور ان کے لئے اوقات کا نظام مقرر نہ ہو تو ایک کام کی ادائیگی کے وقت دل دوسرے کاموں میں اٹکا رہتا ہے اور یوں انسان کی طبیعت ایک انجانی سی الجھن کا شکار رہتی ہے۔تاریخ میں جتنی عملی شخصیات گزری ہیں، جنہوں نے عظیم تصنیفی کارنامے انجام دیئے ہیں ان کی پابندی نظام الاوقات ضرب المثل ہے۔اور یہی ان کے کارناموں کا بنیادی راز ہے۔

۲......صحت

انسانی جسم کی صحت اللہ جل شانہ کی عظیم بیش بہا نعمت ہے، ذہن و دماغ کی صحت اسی وقت برقرار رہتی ہے جب جسم صحت کی نعمت سے مالا مال ہو اور وقت کی رفتار سے بھر پور فائدہ زندگی کی صحت مند ہونے ہی کی صورت میں ممکن ہے۔انسان اگر امراض اور بیماریوں کا شکار ہو جائے، جسم افسردگی کی آفت میں مبتلا ہو، دل کا چمن مرجھایا ہو تو زندگی کا لطف جاتا رہتا ہے اور حیات کا ہر منظر خزاں کا شکنجہ محسوس ہوتا ہے کہ زندگی دل کے جینے سے عبارت ہے اور دل افسردہ کو بلبل کی شریں نوائی بھی غم کے نالے اور قمریوں کی خوش الحانی حزن والم کا فغاں معلوم ہوتی ہے۔جسم و دل اداس ہو تو پھولوں کی نکہت اور باغ و بہار کی زینت بھی اداسی کا نشان وعلامت دکھائی دیتی ہے۔

یہ جو جان و دل عطا کیئے گئے ہیں، امانت ہیں ہر امانت حفاظت کا حق رکھتی اور اس کی ادائیگی کا جائز مطالبہ کرتی ہے۔رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ! بے شک تجھ پر تیرے رب کا حق ہے اور تیرے نفس اور اہل وعیال کا حق ہے، پس ہر حق والے کو اس کا حق دیا کر۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ آرام فرمارہے تھے، ان کے صاحبزادے خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے ابا جی! آپ سو رہے ہیں اور لوگ دروازے پر آکر کھڑے ہیں حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے فرمایا کہ بیٹے! میری جان میری سواری ہے، مجھے اندیشہ ہے کہ حد سے زیادہ اس پر بار ڈالوں گا تو وہ چل نہ سکے گا۔

اس لئے وقت اور زندگی سے تعمیری کام لینے کے لئے جسمانی صحت کی حفاظت

اور اس کا خیال رکھنا ایک فطری اور ضروری امر ہے۔
وہ کام جو غلو اور صحت کو متاثر کرنے والے انہماک کی حد تک ہو، پسندیدہ نہیں۔ تیز رفتار چل کر راہ میں غفلت کی نیند سونے والے خرگوش سے دھیمی چال چلنے والا وہ کچھوا جو منزل پر پہنچے بہر حال بہتر ہے کہ دھیمی دھیمی چال ہی سے زندگی کی رہ گزر بآسانی طے ہو سکتی ہے۔ جنہیں تیز روی پر ناز ہوتا ہے وہ عموماً منزل پر کم ہی پہنچ پاتے ہیں۔ پانی کا وہ قطرہ جو ہمیشہ ٹپکتا ہے پتھر کے سخت سینے میں بھی شادابی کا اثر پیدا کر لیتا ہے۔ یہ اس پُر شور برساتی ندی سے بہتر ہے جو چند لمحوں کے ہنگامے کے بعد ختم ہو جائے۔
رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا!

احب الاعمال الی اللّٰہ مادام وان قل .

ترجمہ اللہ تعالیٰ کو وہ عمل محبوب ہے جو دائمی ہو اگرچہ مقدار میں کم ہو۔

۳......احتساب

کیا کھویا اور کیا پایا؟ کتنا فائدہ ہوا اور کتنا نقصان ہوا؟ اس کے پرکھنے کی کسوٹی احتساب کا عمل ہے، چاہے وہ انفرادی سطح پر ہو یا اجتماعی اسٹیج پر۔
وقت سے متعلق احتسابی عمل سے گزرنے کے بعد دل میں اگر زندگی کی کچھ اہمیت ہے تو شب و روز ضائع جانے والے اوقات پر ایک حسرت پیدا ہوتی ہے اور حسرت کے داغ اکثر نشان منزل ہوتے ہیں۔ یوں کے اس سے آئندہ وقت کو ضیاع سے بچانے کے لئے ایک عملی جذبہ بیدار ہو جاتا ہے۔ یہ جو بات کہی جاتی ہے اور وہ اپنی جگہ درست بھی ہے کہ ماضی پر حسرت اور مافات پر ندامت وقت کو مزید ضائع کرنا ہے یہ اس وقت ہے کہ جب ندامت و حسرت کی وہ کیفیت مستقبل میں کسی نئے عزم اور جذبے کا سبب نہ بنے، اگر مافات پر ندامت تلافی کا جذبہ اور عملی ولولہ پیدا کرتی ہے تو یہ احساس ضیاع وقت کے زمرے میں نہیں آتا اور وقت کے سلسلے میں احتساب کے اصول سے یہی جذبہ تلافیٔ مافات اور عمل کا عزم جواں پیدا کرنا مقصود ہوتا ہے۔

(بحوالہ متاع وقت و کاروان علم)

﴿آٹھویں فصل﴾

نوجوان......اور زبان کے بے جا استعمال کا مرض

زبان اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمتوں میں ایک نعمت ہے، اس کا حجم اگرچہ مختصر ہے لیکن اس کی اطاعت بھی زیادہ ہے اور گناہ بھی بڑا ہے، ایمان اور کفر دونوں حقیقتوں کا اظہار زبان ہی کے ذریعے ہوتا ہے، حق وباطل میں تمیز زبان کے بتلانے سے ہوتی ہے یہ ایک ایسی خصوصیت ہے جو زبان کو دوسرے تمام اعضاء سے ممتاز کرتی ہے، آنکھ کی رسائی صرف رنگوں اور شکلوں تک ہے، کانوں کے دائرہ اختیار میں صرف آوازیں ہیں، ہاتھ صرف ان چیزوں تک دراز ہوسکتے ہیں جن کا جسمانی وجود ہو یہی حال تمام اعضاء کا ہے، ان میں صرف زبان ہی ایسا عضو ہے جس کا دائرۂ اختیار بہت وسیع ہے جس طرح زبان خیر کے میدان میں دوڑ سکتی ہے اسی طرح شر کے میدان میں بھی اس کو کوئی شکست دینے والا نہیں اس لئے زبان پر قابو رکھنا بہت ضروری ہے، جو شخص زبان پر قابو نہیں رکھتا شیطان اس سے نہ جانے کیا کچھ کہلواتا ہے اور اسے بُرے انجام کی طرف لے جاتا ہے۔ اس کے باوجود دوسرے امراض کی طرح زبان کے بے جا استعمال کا مرض بھی ہم میں خوب خوب بھرا ہے کیونکہ اسے حرکت دینے میں نہ کوئی دقت ہے اور نہ کسی قسم کی کوئی تھکاوٹ ہم اس کے آفات اور اس کے نقصانات سے بچنے کے بجائے بے سوچے سمجھے بولتے چلے جاتے ہیں یقیناً یہ انتہائی نقصان دہ ہے جیسا کہ آنے والے صفحات میں واضح ہوگا۔

چنانچہ ذیل میں ہم اسلامی تعلیمات کی روشنی میں زبان کے بے جا استعمال کے نقصان اور زبان پر کنٹرول رکھنے کے فوائد وغیرہ بیان کررہے ہیں۔

پہلے ایک شاعر کی نصیحت ملاحظہ فرمایئے۔

خاموش رہنا جوان کا ہے لاکھ درجہ بہتر
اس بات سے جو بے موقع و بے محل ہو

بولنے میں زیادہ بھلائی نہیں کوئی
بولو فقط اتنا ہی جتنے کے تم اہل ہو

زبان کا استعمال احادیث کی روشنی میں

اچھی بات کہیے یا خاموش رہیے

صحیح بخاری شریف میں روایت ہے جسے حضرت ابو ہریرہؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اقدس ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اس کو چاہیے یا تو اچھی اور نیک بات کہے یا خاموش رہے۔

(بخاری شریف)

زبان کو ذکر سے تر رکھیے

ایک صحابی نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ(ﷺ)! کونسا عمل افضل ہے؟ حضور کائنات ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ تمہاری زبان اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تر رہے، چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے اللہ کا ذکر کرتے رہو۔

(ترمذی شریف)

فائدہ!...... زبان ایسی چیز ہے کہ اگر اس کا رخ صحیح کر دیا جائے اور اس کا استعمال شریعت کو مدنظر رکھ کر ہو تو پھر یہ انسان کے نامہ اعمال میں گراں قدر اضافہ کرتی ہے مثلاً ایک دفعہ زبان سے سبحان اللہ کہہ دیا تو حدیث کے مطابق اس سبحان اللہ کے ذریعے میزان عمل کا آدھا پلڑا ابھر جاتا ہے اسی طرح ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ ''سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم'' یہ دو کلمے زبان پر تو ہلکے پھلکے ہیں کہ ذرا سی دیر میں ادا ہو گئے لیکن میزان عمل میں بہت بھاری ہیں اور رحمٰن کو بہت محبوب ہیں۔ چنانچہ زبان کو زیادہ تر ذکر الٰہی میں مشغول رکھنا چاہیے۔

نجات کا ایک طریقہ زبان کو قابو میں رکھیے

حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اقدس ﷺ سے سوال کیا کہ

یارسول اللہ ﷺ نجات کا کیا طریقہ ہے؟ یعنی آخرت میں عذاب جہنم سے نجات ہو جائے، اور اللہ تعالیٰ اپنی رضامندی عطا فرمادیں اور جنت میں داخل فرمادیں اس کا کیا طریقہ ہے؟ تو آپ ﷺ نے اس سوال کے جواب میں تین جملے ارشاد فرمائے، پہلا جملہ ارشاد فرمایا کہ تم اپنی زبان کو اپنے قابو میں رکھو، زبان بے قابو نہ ہونے پائے (یعنی اگر نجات چاہتے ہو تو اس کا سب سے پہلا طریقہ یہی ہے کہ تمہاری زبان تمہارے قابو میں رہے) اور دوسرا جملہ ارشاد فرمایا کہ تمہارا گھر تمہارے لئے کافی ہو جائے یعنی بلاضرورت فضول گھر سے باہر نہ نکلو تاکہ باہر جو فتنے ہیں ان کے اندر مبتلا نہ ہو جاؤ۔

اور تیسرا جملہ یہ ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی گناہ یا خطا تم سے سرزد ہو جائے تو اس غلطی پر رو یعنی توبہ کرو اور اس پر ندامت کا اظہار کر کے استغفار کرو۔

(ترمذی شریف)

مومن کی زبان

حضرت رسول اقدس ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ مومن کی زبان اس کے دل کے پیچھے ہوتی ہے جب وہ بولنے کا ارادہ کرتا ہے تو پہلے اپنے دل سے سوچتا ہے پھر زبان سے ادا کرتا ہے، اور منافق کی زبان دل کے سامنے ہوتی ہے جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اسے زبان سے کہہ دیتا ہے دل میں نہیں سوچتا۔

(احیاء العلوم ج ۳)

زبان کے نقصانات احادیث کی روشنی میں

زبان جہنم میں گرادیتی ہے

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایک انسان سوچے سمجھے بغیر کوئی کلمہ زبان سے کہہ دیتا ہے تو وہ کلمہ اس شخص کو جہنم کے اندر اتنی گہرائی تک گرادیتا ہے، جتنا مشرق و مغرب کے درمیان فاصلہ ہے۔

(صحیح بخاری)

اے زبان اللہ سے ڈرنا

حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب صبح ہوتی ہے تو انسان کے جسم کے اندر جتنے اعضا ہیں، وہ سب زبان سے مخاطب ہوکر یہ کہتے ہیں کہ اے زبان! تو اللہ سے ڈرنا ہم تو تیرے تابع ہیں اگر سیدھی رہی تو ہم بھی سیدھے رہیں گے اگر تو تیڑھی رہی تو ہم بھی تیڑھے ہوجائیں گے۔

(ترمذی شریف)

فائدہ!...... مطلب یہ ہے کہ انسان کا سارا جسم زبان کے تابع ہوتا ہے اگر زبان نے غلط کام کرنا شروع کردیا تو اس کے نتیجے میں سارا کا سارا جسم گناہ میں مبتلا ہوجاتا ہے، اس لئے تمام اعضاء زبان سے کہتے ہیں کہ تو سیدھی رہنا ورنہ تیرے کرتوت کی وجہ سے ہم بھی مصیبت میں پھنس جائیں گے۔

زبان صحیح نہیں تو دل بھی صحیح نہیں

حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بندے کا ایمان اس وقت تک صحیح نہیں ہوتا جب تک اس کا قلب درست نہ ہو اور اس کا قلب اس وقت تک درست نہیں ہوتا جب تک اس کی زبان صحیح نہ ہو اور وہ شخص جنت میں نہ جائے گا جس کا پڑوسی اسکے شر (یعنی زبان کے شر وغیرہ) سے مامون نہ ہو۔

(احیاء العلوم ج ۳)

زبان سے نکلا ایک کلمہ اللہ کو ناراض کردیتا ہے

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بعض اوقات ایک انسان اللہ کی رضامندی کا کوئی کلمہ کہتا ہے یعنی ایسا کلمہ زبان سے ادا کرتا ہے جو اللہ کو خوش کرنے والا ہے۔ اس وقت اس کو اس کلمہ کی اہمیت کا اندازہ نہیں ہوتا، اور لاپرواہی سے وہ کلمہ زبان سے نکال دیتا ہے مگر اللہ تعالیٰ اس کلمہ کے بدولت جنت میں اس کے درجات بلند فرما دیتے ہیں اور اس کے برعکس بعض اوقات ایک انسان زبان سے ایسا کلمہ نکالتا ہے جو اللہ کو ناراض کرنے والا ہوتا ہے اور وہ شخص لاپرواہی میں اس کلمہ کو نکال

دیتا ہے لیکن وہ کلمہ اس کو جہنم میں لا کر گرا دیتا ہے۔

(بخاری شریف)

زبان کی حفاظت پر جنت کی ضمانت

حضرت سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! جو شخص مجھے دو چیزوں کی ضمانت اور گارنٹی دے دے تو میں اس کو جنت کی ضمانت اور گارنٹی دیتا ہوں، ایک اس چیز کی ضمانت دے دے جو اس کے دو جبڑوں کے درمیان ہے (یعنی زبان کہ یہ غلط استعمال نہ ہوگی اس زبان سے جھوٹ نہیں نکلے گا، غیبت نہیں ہوگی، دل آزاری کسی کی نہیں ہوگی وغیرہ وغیرہ) اور ایک اس چیز کی ضمانت دے دے جو اس کے دو ٹانگوں کے درمیان ہے (یعنی شرمگاہ کہ اس کو غلط جگہ پر استعمال نہیں کروں گا) تو میں اس کو جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔

(بخاری شریف)

خاموشی افضل ہے

بے شک زبان کا خطرہ عظیم ہے۔ اس کے نقصانات کثیر ہیں اور اس سے بچنے کا واحد راستہ خاموشی ہے اس لئے اسلامی تعلیمات میں خاموشی کی تلقین اور فضیلت بیان کی گئی ہے چنانچہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا! **مَنْ صَمَتَ نَجَا** ۔ جو خاموش رہا اس نے نجات پائی۔ **الصمت حکم فاعلہ قلیل** ۔ خاموشی حکمت ہے (لیکن) اس کے کرنے والے (یعنی خاموش رہنے والے) کم ہیں۔

عبداللہ بن سفیان اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے اسلام کے متعلق کوئی ایسی بات بتلایئے کہ آپ کے بعد کسی سے کچھ پوچھنے کی ضرورت نہ پڑے آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا۔ ﴿قل امنت با اللہ ثم استقم﴾ یہ کہہ کہ میں اللہ پر ایمان لایا اس کے بعد اس ایمان پر ثابت قدم رہ۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں کس چیز سے اجتناب کروں آپ ﷺ نے زبان کی طرف اشارہ فرمایا۔

(مسلم و ترمذی)

ایک صحابیؓ نے عرض کیا یارسول اللہ(ﷺ) آپ میرے متعلق سب سے زیادہ کس چیز سے خائف ہیں؟ آپ ﷺ نے زبان مبارک پکڑ کر فرمایا اس سے۔ (نسائی)

حضرت معاذ بن جبلؓ نے افضل ترین عمل کے متعلق پوچھا تو آپ ﷺ نے جواب میں اپنی زبان مبارک باہر نکالی اور اس پر انگلی رکھ کر اس امر کی طرف اشارہ کیا کہ خاموشی افضل ہے۔

(طبرانی)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جسے سلامتی پسند ہو اسے خاموشی اختیار کرنی چاہیئے۔

(بیہقی)

حضرت صفوان بن مسلم فرماتے ہیں کہ رسول اقدس ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا کہ کیا میں تمہیں ایسی عبادت نہ بتلاؤں جو بہت سہل اور بدن کے لئے بہت آسان ہے (اور وہ عبادت ہے) خاموشی اور خوش خلقی۔

(احیاء العلوم ج ۳)

حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ ہم سے حضور اقدس ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بندے پر رحم کرے جو بولے تو نفع اٹھائے اور خاموش رہے تو سلامتی پائے۔

حضرت عیسیٰؑ سے عرض کیا گیا کہ کوئی ایسا عمل بتلائیں جس سے جنت حاصل ہو فرمایا کبھی بولنا مت، سائل نے عرض کیا یہ تو ممکن نہیں ہے تو فرمایا اگر بولنا ہی ضروری ہو تو خیر کے علاوہ کچھ مت بولنا۔

حضرت سلیمانؑ فرماتے ہیں کہ اگر بولنا چاندی ہے تو چپ رہنا سونا ہے۔

ایک اعرابی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ مجھے کوئی ایسا عمل بتلائیں جس سے جنت ملے آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ بھوکے کو کھانا کھلا، پیاسے کو پانی پلا، اچھی بات کا حکم کر، بری بات سے منع کر، اگر تو ایسا نہ کر سکے تو زبان کو خیر کے علاوہ کوئی بات کہنے سے روک۔

ایک حدیث کے الفاظ یہ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اپنی زبان کو خیر کے علاوہ

ہر بات سے روک تو اس کے باعث شیطان پر غالب رہے گا۔

ایک اور موقع پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہر بولنے والے کے پاس ہے، اس لئے ہر شخص کو اپنی بات پر اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیئے ایک اور روایت میں منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! کہ جب تم مسلمان کو خاموش اور باوقار دیکھو تو اس کے قریب ہو جاؤ اس لئے کہ وہ حکمت کی تلقین کرتا ہے۔

اسی طرح ایک اور حدیث میں آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ جس کا کلام زیادہ ہوتا ہے اس کی لغزشیں زیادہ ہوتی ہے اور جس کی لغزشیں زیادہ ہوتی ہیں اس کے گناہ زیادہ ہوتے ہیں اور جس کے گناہ زیادہ ہوتے ہیں وہ عذاب کا زیادہ مستحق ہوتا ہے۔

(حوالہ بالا)

خاموشی افضل ہونے کی وجہ

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ خاموشی اس قدر افضل کیوں ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ بولنے میں بے شمار آفات ہیں غلطی، جھوٹ، غیبت، چغلخوری، ریا، فحش گوئی، ایزادہی اور پردہ دری جیسے عیوب کا تعلق زبان ہی سے ہے، زبان کو حرکت دینے میں نہ کوئی تکلیف ہے نہ تھکن، بلکہ بولنے میں لذت ملتی ہے، خود طبیعت بھی بولنے پر اکساتی ہے، جو لوگ زیادہ بولنے کے عادی ہیں، وہ بہت کم موقع بے موقع بولنے سے اپنی زبان کو روک سکتے ہیں ورنہ عموماً یہ نہیں دیکھتے کہ ہمیں کہاں بولنا ہے اور کہاں خاموش رہنا ہے بلکہ ہر قسم کے نتائج سے بے پرواہ ہو کر بولے چلے جاتے ہیں۔ چنانچہ معلوم ہوا کہ بولنے میں خطرات ہیں اور خاموشی میں ہر خطرے سے حفاظت ہے اسی لئے اس کی فضیلت زیادہ ہے۔

خاموشی کے بے شمار فوائد ہیں ہمت مجتمع رہتی ہے خیالات میں انتشار نہیں ہوتا، وقار بنا رہتا، فکر، ذکر اور عبادت کے لئے فراغت رہتی ہے، دنیا میں بولنے کے غلط نتائج اور آخرت میں اس کے محاسبے سے نجات ملتی ہے۔

خاموش رہنے کی فضیلت پر ایک بہترین دلیل یہ ہے کہ کلام کی چار قسمیں ہیں۔ ایک وہ جس میں صرف ضرر ہے، دوسری وہ جس میں صرف نفع ہے، تیسری وہ جس میں نفع بھی ہے اور ضرر بھی ہے اور چوتھی وہ جس میں نہ نفع ہو اور نہ ضرر ہو۔ جہاں تک کلام کی اس قسم کا تعلق ہے جس میں صرف ضرر ہے اس سے بچنا اور خاموش رہنا ضروری ہے یہی حکم اس

کلام کا ہے جس میں نفع اور ضرر دونوں ہوں، بشرطیکہ ضرر نفع سے زیادہ ہو۔ تیسری قسم جس میں نہ نفع ہو اور نہ ضرر لغو و بے کار ہے اس کلام سے بھی سکوت ضروری ہے، کیونکہ اس طرح کلام میں مشغول ہونا محض اپنا وقت ضائع کرنا ہے اور وقت کی اضاعت سب سے بڑا نقصان ہے۔ اب صرف چوتھی قسم رہ جاتی ہے، اس طرح کلام کے تین حصے ختم ہو جاتے ہیں صرف ایک حصہ باقی رہتا ہے اور اس میں بھی خطرات اور اندیشے موجود ہیں۔ بعض دفعہ ریا، تصنع، غیبت، خودستائی اور دوسرے عیوب کلام میں اس طرح گھس آتے ہیں کہ بولنے والے کو احساس بھی نہیں ہوتا، اس لئے مفید کلام کرنے والا بھی گویا خطرات سے کھیلنے والا ہے۔ جو شخص زبان سے تعلق رکھنے والی آفتوں کی باریکیاں سمجھ لے گا وہ اس اعتراف پر مجبور ہوگا کہ اس سلسلے میں سرکار دوعالم ﷺ کا یہ ارشاد حرف آخر کی حیثیت رکھتا ہے۔ ''من صمت نجا'' یعنی جو خاموش رہا اس نے نجات پائی۔

(جستہ جستہ از احیاء العلوم)

پہلے تو لئے پھر بو لئے

اکثر داناؤں کا قول مشہور ہے کہ پہلے تو لو پھر بولو، یہ عقلمند کی پہچان ہے کہ وہ پہلے تولے گا پھر بولے گا اور جو شخص بیوقوف ہوگا وہ فوراً بول دے گا اور پھر بعد میں اسے تولے گا اور پریشان ہوگا۔ چنانچہ رسول اللہ کا ارشاد ہے کہ جتنے لوگ جہنم میں جائیں گے، ان میں اکثریت ان لوگوں کی ہوگی، جو اپنی زبان کے کرتوت کی وجہ سے جہنم میں جائیں گے مثلاً جھوٹ بول دیا، غیبت کردی، کسی کا دل دکھایا، کسی کی دل آزاری کی، کسی کی تکلیف پر خوشی کا اظہار کیا وغیرہ جب یہ گناہ کے کام ہیں تو اس کے نتیجے میں وہ جہنم میں چلا گیا۔

اسی لئے کثرت کلام سے منع کیا گیا ہے چونکہ اگر انسان زیادہ بولے گا تو زبان قابو میں نہیں رہے گی۔ کچھ نہ کچھ گڑبڑ ضرور ہو ہی جائیگی اور اس کے نتیجے میں انسان مبتلا ہو جائے گا، اس لئے ضرورت کے مطابق بولنا چاہیئے ورنہ خاموشی ہی بہتر ہے کیونکہ خاموشی اس سے ہزار درجہ بہتر ہے کہ آدمی غلط بات زبان سے نکالے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں زبان کی آفات سے محفوظ رکھے۔ آمین

زبان اللہ کی امانت ہے

اللہ تعالیٰ نے زبان اور دماغ کے درمیان ایسا کنکشن رکھا ہے کہ جیسے ہی دماغ نے یہ ارادہ کیا کہ فلاں کلمہ زبان سے نکالا جائے، اسی لمحے زبان وہ کلمات ادا کر دیتی ہے اور اگر انسان کے اوپر چھوڑ دیا جاتا کہ تم خود اس کو استعمال کرو، تو اس کے لئے پہلے یہ علم سیکھنا پڑتا کہ زبان کی کس حرکت سے ''الف'' نکالیں زبان کو کہاں لے جا کر ''ب'' نکالیں تو پھر انسان ایک مصیبت میں مبتلا ہو جاتا لیکن اللہ تعالیٰ نے فطری طور پر انسان کے اندر یہ بات رکھ دی کہ جو لفظ وہ زبان سے ادا کرنا چاہ رہا ہے یہ تو بس ارادہ کرتے ہی وہ لفظ زبان سے نکل جاتا ہے لیکن اب ذرا اسکو استعمال کرتے ہوئے یہ تو سوچئے کہ کیا آپ خود یہ مشین خرید کر لائے تھے؟ یا نہیں یہ اللہ تعالیٰ کی عطا ہے اس نے آپ کو یہ عطا کی ہے، یہ ہماری اپنی ملکیت نہیں بلکہ یہ ہمارے پاس امانت ہے، اور جب یہ اللہ تعالیٰ کی امانت ہے تو پھر یہ بھی ضروری ہے کہ اس کو اسی کی رضا کے مطابق استعمال کیا جائے یہ نہ ہو کہ جو دل میں آیا بے سوچے زبان سے نکال دیا۔ بلکہ جو بات اللہ کے حکم کے خلاف ہو اس سے اجتناب کیا جائے، بہر حال یہ سرکاری مشین ہے اس کو اسی کی مرضی کے مطابق استعمال کیجئے۔

(بحوالہ اصلاحی خطبات ج ۴)

خواتین اور زبان کا استعمال

یوں تو سارا معاشرہ ہی اس زبان کے گناہوں میں مبتلا ہے لیکن احادیث میں رسول اقدس نے خواتین کے اندر جن بیماریوں کے پائے جانے کی نشاندہی فرمائی ہے، ان میں سے ایک بیماری یہ بھی ہے کہ زبان ان کے قابو میں نہیں ہوتی۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ حضور اقدس نے خواتین سے خطاب فرمایا کہ! اے خواتین میں نے اہل جہنم میں سب سے زیادہ تعداد میں تم کو پایا، یعنی جہنم میں مردوں کے مقابلے میں خواتین کی تعداد زیادہ ہے۔ خواتین نے پوچھا یا رسول اللہ اس کی کیا وجہ ہے؟ تو حضور اقدس نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ ''**تکثرن اللعن وتکفرن العشیر**''۔ (بخاری) یعنی تم لعن طعن بہت کرتی ہو اور شوہروں کی ناشکری بہت کرتی ہو اس وجہ سے جہنم میں تمہاری تعداد زیادہ ہے۔

فائدہ! دیکھیے اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے جو دو باتیں بیان فرمائیں، ان دونوں کا تعلق زبان سے ہے لعنت کی کثرت اور زبان کی ناشکری۔ معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے خواتین کے اندر جن بیماریوں کی تشخیص فرمائی، اس میں زبان کے بے جا استعمال کو بیان فرمایا کہ خواتین زبان کو غلط استعمال کرتی ہیں۔ مثلاً کسی کو طعنہ دے دیا، کسی کو برا کہہ دیا، کسی کی غیبت کردی، کسی کی چغلی کھالی، یہ سب اس کے اندر داخل ہے۔ چنانچہ خواتین کے لئے ضروری ہے کہ خصوصًا زبان کو قابو میں رکھیں تاکہ اس کی آفات سے محفوظ رہا جا سکے۔

(حوالہ بالا)

زبان کی تباہ کاریوں میں زبان کے کرشمے

زبان باری تعالیٰ کی قدرتوں کی ایک واضح نشانی ہے اس کے فوائد میں اگر صحیح غور کیا جائے تو اس کی اہمیت، مقام اور قدر و قیمت کا اندازہ لگانا اگرچہ مشکل ہے لیکن اتنا ضرور معلوم ہو جاتا ہے کہ اس کا درجہ دوسرے اعضاء سے بڑھکر ہے یہ اپنی نظیر نہیں رکھتی کہ دیگر اعضاء کا فائدہ صرف ایک ہی مقصد میں منحصر ہوتا ہے مگر زبان اپنے صغر جسم کے باوجود بہت ساری حکمتوں کا مرکز ہے یہ نہ صرف بولنے کا ایک آلہ ہے بلکہ یہ غذا کے عمل میں غیر معمولی کردار ادا کرتی ہے اگر زبان نہ ہو تو خوراکی مواد کا ذائقہ کیونکر معلوم ہو سکتا ہے، لقمہ کو دانتوں سے پیسنے اور نرم کرنے کا کام تاکہ وہ حلق سے نیچے بآسانی اتر جائے کس سے لیا جائے بچے کے منہ میں پستان دینے کے بعد اس کے پیٹ میں ماں کا دودھ کس طرح پہنچایا جائے پانی کو اس احتیاط سے پینا کہ وہ سانس کی نالی میں پھیپھڑوں تک نہ پہنچے زبان کی بدولت نصیب ہوتا ہے اور اس طرح ساری حکمتیں جن کا ہمیں علم نہیں اور نہ انکا تفصیلاً یہاں ذکر کرنا ضروری ہے اس میں رکھی گئی ہیں۔

مگر اس کا سب سے اہم کرشمہ اس کے اپنے مدار میں مخصوص حرکت نطق ہے جس سے ایسے حروف اور الفاظ بنتے ہیں جو اظہار مافی الضمیر اور بیان خیالات و تصورات کے لئے کافی ہیں اسی سے تعلیم و تعلم کا سلسلہ بنتا ہے جو نوع انسانی کے باہمی رابطے کا سب سے بڑا اور مؤثر ذریعہ ہے بلکہ عالم بالا اور عالم سفلی کے درمیان مضبوط تعلق بھی کلمات کی بناء پر ہے حتی کے زبان وحی کی ترجمانی و تشریح بھی کرتی ہے زبان نہ ہو تو قلم بے کار ہو جاتا

ہے اور انسان زندگی کی بنیادی ضرورتوں سے محروم ہو جاتا ہے گویا دین و دنیا کی بقاء اور ترقی میں زبان کا کردار اور مقام سب سے اونچا ہے۔ ان خوبیوں اور حکمتوں اور کمالات کے باوجود اس میں ایک کمزوری موجود ہے کہ یہ ادائے معنی مراد میں خود نہیں بلکہ محتاج قلب ہے اس کا اپنا کوئی ارادہ نہیں ہوتا یہ محض دل کی ترجمانی کرتی ہے اور اس کے اشارہ پر اپنے کرشمے ظاہر کرتی ہے وہ اس سے جو کچھ چاہے اس کو تعمیل کرنی پڑتی ہے گویا بات دل سے نکل کر زبان سے ظاہر ہوتی ہے۔

انما الکلام لفی الفؤاد

و انما جعل اللسان علی الفؤاد دلیلا

ترجمہ...... اصل کلام (نفسی) تو دل میں ہوتا ہے زبان تو محض سفیر ہے جو اس کو مخاطب تک پہنچاتی ہے۔

اب یہ انسان پر ہے کہ وہ اس سے کیا کام لیتا ہے اگر اس کو کار خیر میں لگائے تو یہ اپنا جوہر دکھاتی ہے اور اگر اس سے بُرے ارادے کی تکمیل میں مدد لی جائے تو اس کے لئے بھی امادہ ہو جاتی ہے۔ لیکن جس طرح اول الذکر کی طرح اس کی خیر کی حد اور منتہی مقرر نہیں تو اسی طرح ثانی الذکر حالت میں اسکی تباہ کاریوں کی منزل بھی متعین نہیں ہے۔ لہٰذا اگر اس کو قابو میں نہ رکھا جائے تو یہ شر و فساد کو جنم دیتی ہے۔

اس لئے اس کے ضرر سے بچنے کی دو ہی صورتیں ممکن ہیں۔

نمبر ا۔ کہ یا تو اس کو اچھی باتوں میں اتنا مشغول رکھا جائے کہ اسے بری بات کہنے کا موقع نہ ملے۔

نمبر ۲۔ یا پھر اس کو بند رکھا جائے تاکہ اس کو بولنے کی جسارت نہ ہو جس کی طرف قرآن کی اس آیت میں اشارہ ہوا ہے۔

﴿ولسانا وشفتین﴾ یعنی اللہ نے زبان کے ساتھ ہونٹ بھی پیدا کئے ہیں لہٰذا اگر زبان سرکشی اختیار کرے تو اسے بند رکھو اور بولنے کا موقع نہ دو یعنی ہونٹ بند کر دو تاکہ زبان بول نہ سکے۔

(بحوالہ نقش [illegible])

زبان کے ذریعے دین سکھائیے

بدقسمتی سے ہمارے ہاں جو زبان کے غلط استعمال کی وبا چل پڑی ہے یہ بڑی خطرناک بات ہے، دوستوں کو بلایا جاتا ہے کہ ذرا گپ شپ ہی کر لی جائے، اب گپ شپ کے اندر جھوٹ بولا جا رہا ہے، غیبت اس کے اندر ہو رہی ہے دوسروں کی برائی اس میں بیان کی جا رہی ہے، دوسروں کی نقل اتاری جا رہی ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہماری ایک مجلس کتنے گناہوں کا مجموعہ بن جاتی ہے۔ اس لئے سب سے پہلا کام یہ ہے کہ اس زبان کو قابو میں کرنے کی اہمیت دل میں پیدا کی جائے اور اس زبان کے ذریعے دین بیان کیا جائے۔ دوسروں کو دین کی باتیں سکھلائیں، لوگوں کو خیر کی طرف بلائیں غرض زبان کو وہاں استعمال کریں جہاں خیر ہو۔

اگر اس زبان کے ذریعے سے آپ نے کسی کو چھوٹی سی دین کی بات سکھا دی مثلاً ایک شخص غلط طریقے سے نماز پڑھ رہا ہے، چنانچہ آپ نے چپکے سے تنہائی میں نرمی کے ساتھ ،محبت اور شفقت کے ساتھ اس کو سمجھا دیا کہ بھائی آپ کی نماز میں یہ غلطی تھی اس لئے اس کو اس طرح کر لیا کرو۔ آپ کی زبان کی ذرا سی حرکت سے اس کی اصلاح ہو گئی، اور اس نے نماز ٹھیک پڑھنا شروع کر دی تو اب ساری عمر جتنی نمازیں وہ ٹھیک پڑھے گا تو اس سب کا ثواب آپ کے نامہ اعمال میں بھی لکھا جائے گا۔ اسی طرح ایک شخص تکلیف اور پریشانی میں مبتلا تھا آپ نے اس کی پریشانی دور کرنے کے لئے اس سے کوئی تسلی کی بات، کوئی تسلی کا کلمہ کہہ دیا۔ جس کے نتیجے میں اس کو کچھ حوصلہ ہو گیا، اسکی کچھ ہمت بندھ گئی اور اس کو کچھ تسلی حاصل ہو گئی، تو یہ کلمہ کہنا آپ کے لئے عظیم اجر و ثواب لایا۔

چنانچہ ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ!

من عزی ثکلی کسی بردا في الجنة۔ (ترمذی) یعنی اگر کوئی شخص ایسی عورت کے لئے تسلی کے کلمات کہے جس کا بیٹا گم ہو گیا ہو یا مر گیا ہو، تو اللہ تعالیٰ اس تسلی دینے والے کو جنت میں بیش بہا قیمتی جوڑے پہنائیں گے۔

غرض یہ کہ اس زبان کو نیک کاموں میں استعمال کرنے کے جو راستے اللہ تعالیٰ نے رکھے ہیں ان میں اگر زبان کو ٹھیک طریقے سے استعمال کر لیا جائے تو پھر دیکھیں کہ آپ کے نامہ اعمال میں کس طرح ثواب کے ڈھیر لگ جائیں گے، مثلاً کوئی شخص جا رہا تھا آپ

نے اس کی رہنمائی کی اس کو صحیح راستہ بتا دیا اب بظاہر یہ چھوٹا سا کام ہوا لیکن نیکی کا باعث بن گیا۔

بہر حال اگر ایک انسان اس زبان کو صحیح استعمال کرے تو یقین کیجئے کہ اس کے لئے جنت کے دروازے کھل جائیں، اور اس کے بے شمار گناہوں کی معافی کا ذریعہ بن جائے لیکن خدانہ کرے اگر اس زبان کا ناجائز اور غلط استعمال ہو تو پھر یہی زبان انسان کو جہنم میں کھینچ کر لے جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں زبان کی حفاظت کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

(بحوالہ اصلاحی خطبات ج ۴)



چوتھا باب......متفرق مضامین

مضمون نمبرا......جوانی کی قدر کیجئے

یوں تو انسانی زندگی ہی انتہائی مختصر ہے لیکن جوانی کی عمر اور بھی مختصر ہے پوری زندگی میں سے پندرہ سال تو بچپن پھر لڑکپن وغیرہ میں گزر جاتے ہیں ۔اسکے بعد جوانی کی عمر شروع ہوتی ہے جس کی مدت چالیس سال تک رہتی ہے، چالیس سال کے بعد انسان ڈھلنا شروع ہو جاتا ہے اور بڑھاپا اپنے قدم جمانا شروع کر دیتا ہے گویا انسان کی عمر میں جوانی کی مدت صرف اور صرف پچیس (۲۵) سال ہوتی ہے۔ چنانچہ عقلمند انسان وہ ہے جو اس جوانی کی عمر کی قدر کرے اور اسے ضائع ہونے سے بچائے رکھے ۔اسی بات کو اکبر الہ آبادی نے اپنے رنگ میں یوں کہا ہے ۔

وقت پیری آ گیا اکبرؔ جوانی ہو چکی
سانس لینا رہ گیا زندگانی ہو چکی

جوانی کی غنیمت جانیئے

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ایک شخص سے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جانو۔(۱) اپنی جوانی کو بڑھاپے سے پہلے ۔(۲) اپنی صحت و تندرستی کو بیماری سے پہلے ۔(۳) اپنی مالداری کو فقر و فاقہ سے پہلے ۔(۴) اپنے خالی اوقات کو مشغولیت سے پہلے ۔(۵) اپنی زندگی کو موت سے پہلے ۔

آپ ﷺ کی امت کو پانچ نصیحتیں

رسول اللہ ﷺ نے اس حدیث شریف میں پوری امت کو پانچ باتوں کی نصیحت فرمائی

اگر کوئی شخص صرف اس حدیث شریف پر پوری طرح عمل کر لے تو یقیناً اس کی دنیا وآخرت دونوں سنور جائیں۔ کہ ان پانچ باتوں کو پانچ قسم کی رکاوٹوں سے پہلے غنیمت جان کر ان سے فائدہ اٹھالو بعد میں موقع ہاتھ سے نکل جائے گا تو افسوس ہی کرتے رہو گے؟ ان پانچ نصیحتوں کی وضاحت علی الترتیب ذیل میں پیش کی جاتی ہے۔

پہلی نصیحت

آپ ﷺ نے پہلی نصیحت یہ فرمائی کہ بڑھاپا آنے سے پہلے اپنی جوانی کی قیمت اور طاقت سے فائدہ اٹھالو، انسان جوانی میں سب کچھ کرسکتا ہے، بڑھاپا آنے کے بعد کسی کام کے لائق نہیں رہتا۔ بلکہ دوسروں کی خدمت کا محتاج ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ جوانی کی عبادت کو بہت زیادہ پسند کرتا ہے، اور عبادت گزار نوجوان سے بہت زیادہ خوش ہوتا ہے۔ اور قیامت کی شدید گرمی اور کٹھن حالات میں عبادت گزار جوان کو عرش الٰہی کا سایہ نصیب فرمائیگا طب۔

دوسری نصیحت

دوسری نصیحت آپ ﷺ نے یہ فرمائی کہ بیماری سے پہلے اپنی صحت وتندرستی کو غنیمت جان کر اس سے فائدہ اٹھالو۔ صحت کی حالت میں انسان ہر کام آسانی سے انجام دے سکتا ہے اور جب بیمار پڑ جاتا ہے تو کوئی کام نہیں کر پاتا بلکہ بیماری تو ہر کام کے لئے رکاوٹ ہے۔ صحت کتنی بڑی نعمت ہے بیماری کے بعد پتہ چلتا ہے۔ ہمارا حال تو یہ ہے کہ جوانی اور صحت دونوں کو ہر گناہ اور ہر برائی میں گنوا دیتے ہیں۔ جب بڑھاپا آجاتا ہے اور بیمار پڑ جاتے ہیں تب کچھ احساس پیدا ہوتا ہے۔ یاد رکھئے بعد کا احساس کوئی فائدہ دینے والا نہیں ہے جو کرنا ہے پہلے کرلو۔

تیسری نصیحت

تیسری نصیحت آپ ﷺ نے یہ فرمائی کہ فقر وفاقہ اور تنگدستی سے پہلے اپنی دولت اور سرمایہ سے فائدہ اٹھالو۔ مال ودولت کا حال سب کے سامنے ہے۔ "المال غادٍ ورائح" کہ مال صبح کو آیا اور شام کو ختم ہوگیا، آج کوئی شخص بڑا مالدار اور عیش وعشرت میں

ہے۔کل دیکھا تو بالکل خالی ہاتھ پھر رہا ہے۔اسی طرح آج کسی کو فقرہ وفاقہ میں دیکھا اور وہی شخص کل بڑا مالدار اور علاقے کا بڑا رئیس بن گیا۔اس لئے جناب رسالت مآب ﷺ نے فرمایا جو مالداری اور خوش حالی کا زمانہ نصیب ہوا اس کو غنیمت جان کر جو کچھ کرنا ہے اسی میں کرلو۔ یہ مالی عبادت کے لئے نہایت سنہرہ موقع ہے کچھ خبر نہیں کب ہاتھ سے نکل جائے۔

چوتھی نصیحت

چوتھی نصیحت آپ ﷺ نے یہ فرمائی کہ جو اوقات خالی مل جائیں ان کو خدا کی عبادت کے لئے غنیمت سمجھو کچھ خبر نہیں کہ اچانک ایسی مشغولیت میں پھنس جاؤ گے کہ پھر کچھ نہ کرسکو گے۔اور افسوس کرتے رہ جاؤ گے ،خالی اوقات کو لاپرواہی سے مفت میں نہ اڑادو اسمیں ضرور کچھ کرلو اس لئے آپ ﷺ نے فرمایا مشغولیت سے پہلے فائدہ اٹھالو عورتیں بچے پیدا ہونے سے پہلے بہت کچھ کرسکتی ہیں مگر بچوں کی پیدائش کے بعد ان کی خدمت میں اس قدر مشغول ہوجاتی ہیں کہ پھر کچھ نہیں کر پاتیں اگر بچوں سے پہلے رمضان المبارک میں پانچ ختم قرآن تلاوت کرلیتی تھیں تو بچوں کے بعد ایک ختم بھی مشکل سے کر پاتی ہیں

پانچویں نصیحت

پانچویں نصیحت آپ ﷺ نے یہ فرمائی کہ موت آنے سے پہلے اپنی زندگی سے فائدہ اٹھالو۔ کچھ خبر نہیں کہ کس وقت موت آجائے گی۔ پھر افسوس کرتے رہو گے۔اور اللہ تعالیٰ سے کہو گے کہ دوبارہ موقع دیجئے ،صرف تیری عبادت ہی کرتا رہوں گا۔اللہ تعالیٰ کے ہاں یہاں حاضری کے بعد اس کہنے کا کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

زندگانی صرف در بازار طفلگی
ہیچ حاصل من نہ کردم در حیات زندگی

میں نے تو اپنی زندگی کو لڑکپن میں گنوادیا اور اپنی عمر عزیز میں آخرت کے لئے کچھ بھی نہ کیا۔

جوانی کی غفلت باعث نقصان ہے

جوانی کا زمانہ اکثر غفلت کا زمانہ ہوتا ہے اور عاقبت کی فکر بہت کم لوگوں کو ہوتی ہے۔ جب جوانی کے بعد اعصاب کمزور ہونے لگتے ہیں، دل و دماغ میں ضعف پیدا ہو جاتا ہے طاقت و ہمت جواب دے جاتی ہے، اس وقت اکثر ہوش آتا ہے کہ ہماری پچھلی عمر بڑی کوتاہیوں اور خامیوں میں بسر ہوئی اب کیا کریں؟ اور اگر کرنا بھی چاہیں تو اس کے لئے کوئی سامان نہیں ہے۔ نہ دل و دماغ ہے نہ ہمت و طاقت ہے یہ بڑی مایوسی اور بیچارگی کا عالم ہوتا ہے اسی مفہوم کو کسی عربی شاعر نے یوں بیان کیا۔

اترجو ان تکون و انت شیخ
کما قد کنت ایام الشباب
لقد کذبتک نفسک لیس بثوب
دریس کالجریر من الثیاب

ترجمہ! کیا بڑھاپے میں بھی تو عہد و شباب کی سی صحت کی امید رکھتا ہے۔ یہ اپنے آپ کو غلط فہمی میں مبتلا رکھنا ہے کہ پرانا اور نیا کپڑا برابر نہیں ہوتا۔ نادان لوگ غفلت کا شکار ہوتے ہیں عقلمند انسان ہمیشہ ہوش و حواس میں رہا کرتا ہے۔

غافل یہ گھڑیال دیتا ہے منادی
گردوں نے گھڑی عمر کی ایک اور گھٹادی

بے شک غفلت کا اختتام تباہی کے خطرناک دھانے پر جا کر ہوتا ہے اور جوانی کی غفلت تو اور بھی زیادہ باعث نقصان ہے۔

جو نوجوان اپنی جوانی غفلت میں گزارتے ہیں ان کا بڑھاپا انہیں بہت تڑپاتا ہے۔ اس لئے شاعر بھی حسرت کر رہا ہے کہ۔

موت سے غفلت جوانی میں تو لذت دے گئی
ہاں مگر پیری میں اس نے مجھ کو رسوا کر دیا

خلیفہ اول حضرت ابوبکرؓ کی سیرت میں لکھا ہے کہ آپ اکثر یہ دعا کیا کرتے تھے!

اللھم لاتدعنافی غمرہ، ولاتاخذناعلیٰ غرہ، ولاتجعلنا من الغافلین۔

ترجمہ:۔اے اللہ! ہمیں شدت میں نہ چھوڑیئے اور ہمیں غفلت کی حالت میں نہ پکڑیئے اور ہم کوغفلت والوں میں نہ بنایئے۔

آپؐ کا فرمان ہے کہ زمانہ کی گردش اگرچہ عجیب امر ہے لیکن انسان کی غفلت اس سے زیادہ عجیب ہے، انسان کوتو اپنی عمر کے اس دن پرآنسو بہانے چاہئیں جوگزر جائے اوراس میں اس نے کوئی نیکی نہ کی ہو بے شک قابل قدر جوانی وہی ہے جس کے اکثر لمحات خدا کی بندگی اس کی یاداوراس کوراضی کرنے میں صرف ہوں۔

وہی لمحات جو گزرے خدا کی یاد میں
بس وہی میری زیست کا حاصل رہے

اللہ تعالیٰ ہمیں غفلت کی زندگی سے بچائے رکھے۔آمین

زندگی کی مہلت

زندگی کی مہلت ایک مختصر سی مدت میں بند ہے اس مہلت میں انسان جوکچھ بوئے گا۔زندگی کے بعداس کی ہی فصل کاٹے گا۔یہی مہلت ہے جس میں انسان تیاری کر کے آگے آنے والے امتحان میں سرخرو ہوسکتا ہے وگرنہ اس مہلت کے بعد آنے والی زندگی انتہائی مشکل اورتکلیف دہ ہے۔خواجہ مجذوب نے اپنے انداز میں مجھے اورآپ کو یہی سمجھانا چاہا ہے کہ۔

تجھے بچپن نے برسوں کھلایا
جوانی نے پھر تجھ کو مجنوں بنایا
بڑھاپے نے پھر آکے کیا کیا ستایا
اجل تیرا کردے گی بالکل صفایا
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جاہ ہے تماشا نہیں ہے

یقیناًیہ زندگی اس میں رونما ہونے والے واقعات اپنے اندر کتنے عبرت کے سامان

پوشیدہ رکھتے ہیں۔ ہر انسان کو اس کا تلخ تجربہ ہوتا رہتا ہے یہ دنیا اور اس کا حسن ، اسکی رعنائیاں ، دلچسپیاں اور خرمستیاں آخر کب تک بالآخر اس پل نے آ ہی جانا ہے جب قبر کے چوکھٹے میں جا سونا ہوگا اسی کو کسی شاعر نے خوب کہا۔

عشرت و عیش و کامرانی کب تک
عشرت بھی ہوئی تو جوانی کب تک
ہو یہ بھی اگر قیام دولت ہے محال
دولت بھی ہوئی تو زندگی کب تک

کسی اور نے دنیا کی جھلمل جھلمل کرتی ہوئی اس دنیا اور اس کے زمانے کی اصلیت کو واضح کرتے ہوئے کہا۔

رنگ رلیوں پہ زمانے کی نہ جانا اے دل
یہ خزاں ہے جو بہ انداز بہار آئی ہے

اور کسی نے انسان کو یوں ہوش دلایا۔

اپنے جمال ومال پرمت کر غرور تو
کھوئے گا اِک شبِ و تب میں ضرور تو

اور دنیا کس قدر بے وفا ہے کسی نے اچھی حقیقت کھولی۔

دنیا ابھارتی ہے آج اپنے عاشقوں کو
مرجائیں گے تو کل انکا نام بھی نہ لے گی

غرض آج انسان زندگی کی مہلت پر اس قدر اکڑ رہا ہے اور اپنے مقصد حیات کو بھلا بیٹھا ہے جبکہ۔

موجِ ہوا سے ٹوٹ کے کہتے ہیں بلبلے
اتنی سی زندگی میں نہ پھولا کرے کوئی

آہ.... اے انسان تو کس قدر نادان ہے۔ خداوند قدوس نے تجھے زندگی کی مہلت

اپنی آخرت بنانے کے لئے عطا کی ہے اور تو آنکھیں بند کر کے اس مہلت سے ناجائز فائدہ اٹھا رہا ہے۔ کل جب نفسانفسی کا عالم ہوگا۔ ساری دنیا کے سامنے دنیا میں دی گئی اس مہلت کے بارے میں سوال ہوگا تو کیا اس سوال کے جواب کی تیاری کر لی ہے؟ سوچ رے انسان خدارا سوچ۔

یاد رکھئے آنے والی منزل سخت سے سخت تر ہے اس لئے عقلمندی یہ ہے کہ اس منزل پر پہنچنے کے لئے ابھی سے کچھ زادِ سفر ہمراہ، لے لیا جائے۔

پچھتائے گا منزل ہے کڑی دیکھ کہا مان
کچھ زاد سفر باندھ لے دامانِ کفن میں

مہلت زندگی کا سبق آموز واقعہ

مہلت زندگی کو سمجھنے کے لئے ایک واقعہ کتابوں میں لکھا ہے کہ ایک بادشاہ کا باغ تھا اور اس کے کئی حصے تھے اور ہر حصہ میں پھل لگے ہوئے تھے چنانچہ بادشاہ نے ایک آدمی کو بھیجا کہ اس باغ سے پھل توڑ کر لاؤ۔ کوشش کرنا کہ تم اچھے پھل توڑ کر لانا۔ میں تم سے خوش ہوں گا اور تمہیں انعام دوں گا لیکن میری ایک شرط ہے کہ جس حصے سے ایک دفعہ تم گزر جاؤ گے اس میں تمہیں دوبارہ واپس آنے کی اجازت نہیں ہوگی چنانچہ اس آدمی نے ٹوکری ہاتھ میں لی اور باغ میں داخل ہوا اس نے دیکھا کہ پہلے حصے میں بہت اچھے پھل لگے ہوئے تھے دل میں آیا کہ یہاں سے پھل توڑ لوں۔ پھر سوچا کہ اگلے حصے میں دیکھ لیتا ہوں جب اگلے حصے میں داخل ہوا تو دیکھا کہ وہاں بہت اچھے پھل لگے ہوئے ہیں دل میں خیال آیا یہاں سے پھل توڑ لوں۔ پھر سوچا کہ اگلے حصے میں جا کر توڑ لوں گا۔ ہوسکتا ہے کہ وہاں اور بہتر ہوں جب وہاں جا کر دیکھا تو اور بہتر پھل لگے ہوئے تھے دل میں خیال آیا کہ یہاں سے پھل توڑ لوں۔ پھر سوچنے لگا کہ نہیں میں اپنی ٹوکری میں سب سے بہتر پھل لے کر جاؤں گا اس لئے اگلے حصے میں دیکھتا ہوں جب اگلے حصے میں گیا تو دیکھتا ہے کہ وہاں پر بہت ہی پھل لگے ہوئے ہیں دل میں خیال آیا کہ یہاں سے پھل توڑ لوں۔ پھر سوچا کہ اگلے حصے سے توڑ لوں گا جب آخری حصے میں داخل ہوا تو دیکھا کہ اس حصے کے درختوں میں پھل نہیں لگے ہوئے تھے وہاں رونے کھڑا ہوگیا کہ کاش مجھے پتہ

ہوتا تو میں پہلے حصوں سے پھل توڑ لیتا۔آج میری ٹوکری خالی تو نہ ہوتی۔

اے انسان تیری زندگی کی مثال ایسی ہی ہے تیرا ہر دن تیرے لئے باغ کا حصہ ہے تو اس میں پھلوں کو توڑ سکتا ہے یعنی نیکی کر سکتا ہے لیکن یہی سوچتا ہے کہ میں آج نہیں کل نیکی کرلوں گا اور یہی آج کل کرتے کرتے بالآخر انسان کو موت آجاتی ہے پھر اتنی مہلت بھی نہیں ملتی کہ گھر والوں کو وصیت کرے۔﴿اذا جاء اجلھم فلا یستاخرون ساعة ولا یستقدمون﴾ موت جب آجاتی ہے تو نہ ایک لمحہ آگے اور نہ ایک لمحہ پیچھے ہوتی ہے بس انسان کو اپنے وقت پر مرجانا ہوتا ہے اگر پانی کا پیالہ ہاتھ میں ہو تو اتنی بھی توفیق نہیں ہوتی کہ وہ پانی کا پیالہ پی لے حتی کہ آدھا سانس اندر ہوتا ہے آدھا سانس باہر ہوتا ہے اور وہیں اس کی روح کو قبض کرلیا جاتا ہے۔

(بحوالہ خطبات فقیر)

جوانی کا حسن چند روزہ ہے

کائنات میں خالق کائنات نے حسن کو پیدا کیا ہے لیکن ہمیشہ کے لئے نہیں، کائنات کی ہر شئی میں پایا جانے والا حسن چند روز کے لئے ہوتا ہے۔ ہر حسن کو بالآخر زوال پذیر ہونا ہے۔موسم بہار اپنے دامن میں حسن و جمال کے ہزاروں جلوے لاتا ہے اس کی آمد پر شادیانے بجائے جاتے ہیں زندگیاں شاداں و فرحاں نظر آنے لگتی ہیں لیکن کب تک بالآخر یہ موسم بہار بھی چمن سے روتا ہوا گزر جاتا ہے، کلی بڑی تمناؤں سے کھلتی ہے لیکن بہت جلد ہی مرجھا جاتی ہے۔کسی شاعر نے اسے اپنے رنگ میں یوں کہا کہ۔

پھول بننے کی خوشی میں مسکرائی تھی کلی
یہ نہ سوچا تھا کہ تبسم موت کا پیغام ہوگا

بالکل اسی طرح شباب بھی بڑے حسن کے جلوں کے ساتھ ظہور پذیر ہوتا ہے۔آہ اے انسان تو کتنا نادان ہے اس چند روزہ حسن پر اتراتا ہے اس کی زندگی ہی آخر کیا ہے موسم بہار کی طرح یہ بھی وقت کے ساتھ ساتھ ڈھلتا چلا جاتا ہے۔

چمن سے روتا ہوا موسم بہار گیا
شباب سیر کو آیا تھا سوگوار گیا

غرض جوانی کا حسن چند روزہ ہے ایک دفعہ گزر جاتا ہے تو اس کا واپس آنا ناممکن ہے بلکہ ایک مرتبہ ڈھل جانے کے بعد دوبارہ جوانی کا وہی حسن ایسا نایاب ہوتا ہے کہ اپنی زندگی میں ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتا دیکھئے جناب علامہ اقبال صاحب بھی اسی گم گشتہ حسن پر کس طرح ماتم کناں ہیں۔

جلوہ حسن کہ ہے جس سے تمنا بیتاب
پالتا ہے جسے آغوش تخیل میں شباب
ابدی بنتا ہے یہ عالم فانی حسن سے
ایک افسانہ رنگین ہے جوانی جس سے
جو سکھاتا ہے ہمیں سربہ گریباں ہونا
منظر عالم حاضر سے گریزاں ہونا
دور ہوجاتی ہے ادراک کی خامی جس سے
عقل کرتی ہے تاثر کی غلامی جس سے
آہ ! موجود بھی وہ حسن کہیں ہے کہ نہیں ؟
خاتم دہر میں یا رب وہ نگیں ہے کہ نہیں ؟

عہد شباب اپنا یوں جلدی گزر گیا

جیسا کہ عرض کیا کہ جوانی کے لمحات مختصر ہیں اگر ان لمحات کو قیمتی بنالیا گیا تو جوانی بھی قیمتی اور اس کے بعد آنے والا بڑھاپے کا زمانہ بھی کارآمد و کارگر۔ اور اگر جوانی غفلت کی نظر کر دی تو یقیناً آنے والا بڑھاپے کا دور بھی اس سے متاثر ہوگا ایک ایسے ہی بڑھاپے کے شکار شخص سے کسی نے کہا! جناب آپ کا کیا حال ہے؟ اس نے جواب میں کہا کہ میرے ساتھ والا مجھ سے سبقت لے جاتا ہے اور جو میرے پیچھے ہوتا ہے وہ مجھ سے آن ملتا ہے۔ جو نیک بات سنتا ہوں اسے بھول جاتا ہوں۔ جب میں کھڑا ہوتا ہوں تو زمین مجھ سے قریب قریب لگتی ہے اور جب میں بیٹھتا ہوں تو دور ہو جاتی ہے۔ ایک چیز دو نظر آتی ہیں

جو مجھے سفید معلوم ہوتی تھی وہ سیاہ رنگ ہوگئی ہے۔ اور جسے میں سیاہ چاہتا تھا وہ سفید ہوجاتا ہے۔ جس چیز کو میں نرم پسند کرتا تھا وہ سخت اور جسے سخت چاہتا تھا وہ نرم ہوگئی ہے۔

عہد شباب اپنا یوں گزر گیا
جیسے چڑھا ہوا دریا اتر گیا

اندازہ کیجئے جوانی گزرنے کے بعد آنے والا بڑھاپا کس قدر عاجزی و درماندگی کا شکار ہوتا ہے۔ اس میں عبرت ہے ان نوجوانوں کے لئے جن کی پالیسی ہے کہ اب تو جوانی کا دور ہے، عیش وعشرت کا دور ہے۔ بڑھاپا آئے گا تو عبادت بھی ہوجائے گی اور اپنے بنانے والے کی بندگی اور اس کو راضی کرنے کا سامان بھی ہو ہی جائے گا۔ سوچئے کہ کیا یقین سے کہا جاسکتا ہے کہ جوانی کے بعد بڑھاپے کا زمانہ بھی ضرور آئے گا نا معلوم کب حکم باری تعالیٰ آجائے اور موت اپنی آغوش میں لے جائے۔ اور اگر بڑھاپے تک زندگی مل بھی گئی تو نا معلوم بڑھاپے میں کیفیت کیا ہوگی جبکہ اکثر بڑھاپے کی کیفیت وہی ہوتی ہے جو اوپر گزری۔ اور جس کیفیت پر آنے والے اشعار میں شاعر ماتم کر رہا ہے۔

شام غم بلاخیز نہ دیکھی تھی کبھی
آسمان پر نہ رہا کوئی بھی تارا باقی
اب کہیں جمتی نہیں محفل ارباب چمن
میں ہی میں رہ گیا اس بزم میں تنہا باقی
چیخ کر کہتا ہے ہر ایک نیا ویرانہ
اور کچھ روز ہے میری دنیا کا یہ نقشہ باقی
میرے لب پر تھے ابھی گیت بہاروں کے مگر
مڑ کے دیکھا تو وہ موسم ہی نہیں تھا باقی
ہُو کا عالم ہے جدھر آنکھ اٹھا کر دیکھو
اب وہ گلشن نہ وہ بستی نہ وہ دریا باقی

اللہ تعالی ہم سب کو جوانی کی عمر غنیمت جان کر اپنی عبادت کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔آمین

دنیا کے متلاشی نوجوان کے لئے عبرت

دنیا کے پیچھے دوڑ لگانے والے وہ نوجوان جو اس دنیا کو حاصل کرنا ہی اپنا منتہائے مقصد سمجھ بیٹھے ہیں یاد رکھنا چاہیئے یہ دنیا اچھوں اچھوں کو نگل گئی ہے، بے وفائی اسکی گھٹی میں پڑی ہے، جس نے اسکے پیچھے دوڑ لگائی خسارے میں رہا، بے شک یہ دنیا اور اسکی رعنائیاں بے ثبات ہیں، اسکی ثروت وعظمت اور جاہ وجلال انتہائی عارضی، اس میں قیام آخرت کے مقابلے میں بہت ہی مختصر، اسکے پیچھے دوڑنے والوں کا انجام بہت ہی برا، حسرت ناک، عبرت انگیز، تاسف خیز اور یاس وحرماں سے لبریز ہے، کامیاب انسان وہی ہے جو اس دنیا کی محبت چھوڑ کر، دنیا بنانے والے کی محبت میں زندگی گزارے۔

دنیا کی مذمت میں ایک عمدہ تحریر شہرہ آفاق کتاب مخزن اخلاق میں نظر سے گزری استفادہ کے لیئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں نقل کردوں۔چنانچہ صاحب مخزن اخلاق رقم طراز ہیں کہ۔

اے عزیز! یہ دنیا بھی کتے کی دُم ہے۔کوئی ہزار کوشش کرے یہ کبھی سیدھی نہیں ہوسکتی۔حضرت انسان نے بہت کچھ تدبیریں اس کے سیدھا کرنے میں کیں۔شفاخانے بنائے۔لیکن مریض اسی طرح مرتے ہی رہے۔مکتب اور مدرسے لوگوں کی تعلیم واصلاحِ اخلاق کے لئے جاری کیئے۔لیکن گنہگاریاں اور بدکاریاں اسی طرح جاری رہیں عدالت اور کچہریاں جاری کی گئیں۔لیکن پھر بھی جرائم ظلم وستم قتل وغارت لوٹ مار اور جبر وتشدد اپنی سابقہ رفتار سے روز افزوں ترقی پذیر ہے۔قومیں بنتی ہیں اور بگڑتی ہیں۔ملک آباد ہوکر ویران ہوتے ہیں۔کبھی سمندر کے عمق میں ہمالیہ کی چوٹیاں نمودار ہوکر آسمان سے باتیں کرنے لگ جاتی ہیں۔کبھی ہمالیہ کی جگہ سمندر لہرانے لگتا ہے دنیا میں کیسے کیسے طلسم وایجادات ہوئے۔آج وہ کہاں ہیں غرضیکہ یہ خیال کرنا کہ ہم دنیا کو فائدہ پہنچا سکتے ہیں اور اچھا بنا سکتے ہیں بالکل فضول خیال اور بے معنی بات ہے۔البتہ ان تغیرات گوناگوں اور نیرنگی زمانہ سے عبرت ونصیحت حاصل کرکے اپنی زندگی کو سدھارنے کی کوشش کرو۔اس کو سیدھا کرنے کی فقط یہی ایک تدبیر ہے۔باقی سب ہیچ ہے۔

ایک جمتا ہے اک پگھلتا ہے
کام دنیا کا یونہی چلتا ہے
دل تعلق بڑھا کے پچھتایا
پاؤں پھیلا کے ہاتھ ملتا ہے
جنت بنا سکے گا ہر گز نہ اسکو کوئی
دنیایونہی چلی ہے اے دل یونہی چلے گی

دنیا کی مثال ایسی ہے کہ ایک شخص جنگل میں چلا جاتا تھا۔اس نے دیکھا کہ میرے پیچھے ایک شیر آرہا ہے۔یہ بھاگا۔جب تھک گیا تو دیکھا کہ آگے ایک گڑھا ہے۔چاہا کہ گڑھے میں گرکر جان بچائے۔لیکن اس میں اژدھا نظر آیا اب آگے اژدھے کا خوف اور پیچھے شیر کا ڈر کہ ایک درخت کی ٹہنی نظر پڑی اوراس کو ہاتھ ڈال دیا۔مگر ہاتھ ڈالنے کے بعد معلوم ہوا کہ اس درخت کی جڑ کو دوسیاہ وسفید چوہے کاٹ رہے ہیں بہت خائف ہوا کہ اب تھوڑی دیر میں درخت کی جڑ کٹ جائے گی تو میں گرجاؤنگا اور شیرو اژدھا کا شکار بن جاؤں گا۔اتفاقاً اس کو اوپر کی طرف ایک چھتہ شہد کا نظر پڑ گیا۔اس شیریں شہد کے حاصل کرنے اور پینے میں مصروف ہوگیا کہ نہ خوف شیر رہا نہ اندیشہ اژدھا اور نہ فکرموت کہ دفعتہً جڑ کٹ گئی اور یہ گر پڑا۔شیر نے پھاڑ کر گڑھے میں گرادیا اوراژدھے کے منہ میں جا پھنسا۔اے عزیزمن !جنگل سے مراد دنیا ہے اور شیر موت ہے پیچھے لگی ہوئی ہے اور گھڑا قبر ہے جو اس کے آگے ہے اور اژدھا اعمال بد ہیں کہ قبر میں ڈسیں گے اور دو چوہے دن اور رات ہیں اور درخت گویا عمر ہے اور شہد کا چھتہ دنیائے فانی کی غافل کردینے والی لذات وخواہشات ہیں کہ انسان دنیا کی فکر میں موت ،قبر،اعمال بد، اور جواب دہی وغیرہ سب کو بھول جاتا ہے اور پھراچانک موت آجانے پرحسرت وندامت کے سوا کچھ ساتھ نہیں لے جاتا ہے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی امان میں رکھے۔آمین

(بحوالہ مخزن اخلاق)

لمحہ فکریہ

انسان کو پیدا کرنے کے بعد یوں ہی کھلا شتر بے مہار کی طرح نہیں چھوڑ دیا گیا بلکہ بعد الموت قبر کی پاتال میں اتر جانے کے بعد انسان سے ہر چیز کے بارے میں باز پرس ہوگی اور دنیا میں کہے ہوئے ہر قول اور گزارے ہوئے ہر پل اور کیئے ہوئے ہر فعل کا جواب دینا ہوگا۔ خالق قدوس کی جانب سے متعین ﴿کراما کاتبین﴾ ہر انسان کے ہر پل اور ہر قول وفعل کو صفحہ قرطاس میں منتقل کررہے ہیں پھر قیامت کے دن سارے کا سارا نامہ اعمال کھول کر رکھ دیا جائے گا۔ آج تو انسان غفلت کا شکار ہے اور جوانی کے قیمتی لمحات شب و روز دنیا کی خرمستیوں میں ضائع ہورہے ہیں اس کی کوئی فکر و پرواہ نہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ آج تو ہم خواب غفلت کے مزہ میں مگن ہیں اور کل جب موقع ہاتھ سے نکل جائے تو کف افسوس ملتے رہ جائیں کہ عمر کب گزر گئی خبر ہی نہ ہوئی۔

اے نوجوان دوست یاد رکھ آج موقع ہے جس قدر ہوسکتا ہے اپنی توانائیاں صرف کر اور موقع سے فائدہ اٹھالے! آج اگر فراغت ہے تو کل اپنے ساتھ بے شمار مشغولیتیں سمیٹے ہوگی۔ آج اگر صحت ہے تو کل نہ جانے کیسی کیسی بیماریاں جنم لینا شروع کردیں۔ آج اگر زندگی ہے تو کل منوں مٹی تلے قبر کے چوکھٹے میں جا سونا پڑے۔ آج مال کی بہتات ہے کل ہوسکتا ہے سارا مال غائب ہوجائے اور آج کڑیل، صحت مند اور خوبصورت نوجوان ہو کل کیا معلوم سٹھیا دینے والا بڑھاپا دستک دینے لگے اور پھر حالت ایسی ہوجائے اکبر الہ آبادی کی زبان میں کہ!

بہار عمر جب آخر ہوئی واپس نہیں آتی
درخت اچھے کہ پھلتے ہیں نئے سرے سے جواں ہوکر
ضعیفی زور پر آئی ہوئے بے دست و پا اکبر
کیا بچوں سے بدتر ہم کو پیری نے جوان ہوکر

ابن جوزی کی نصیحت

چھٹی صدی کے مشہور عالم علامہ ابن الجوزیؒ نے اپنے صاحبزادے کے لئے ایک

نصیحت نامہ ''لفتہ الکبدفی نصیحۃالولد '' کے نام سے لکھا، وقت کی اہمیت اور عمر عزیز کی قدر ومنزلت کے سلسلے میں وہ اس میں لکھتے ہیں۔

'' بیٹے زندگی کے دن چند گھنٹوں، اور گھنٹے چند گھڑیوں سے عبارت ہیں، زندگی کا سانس گنجینہ ایزدی ہے ایک ایک سانس کی قدر کیجئے کہ کہیں بغیر فائدہ کے نہ گزرے تا کہ کل قیامت میں زندگی کا دفینہ خالی پا کر اشک ندامت نہ بہانے پڑیں، ایک ایک لمحہ کا حساب کریں کہ کہاں صرف ہو رہا ہے اور اس کوشش میں رہیں کہ گھڑی کسی مفید کام میں صرف ہو، بیکار زندگی گزارنے سے بچیں اور کام کرنے کی عادت ڈالیں تا کہ آگے چل کر آپ وہ کچھ پاسکیں جو آپ کے لئے باعث مسرت ہو''۔ (بحوالہ متاع وقت وکاروان علم)

جوانی خام مال کی مانند ہے

جوانی تو خام مال کی مانند ہے اگر اس سے کچھ بنالیا جائے یعنی کچھ فائدہ حاصل کرلیا جائے تو جوانی کام کی ہے اور اگر اس سے کچھ مفاد حاصل نہ کیا گیا تو بالآخر یہ جوانی ڈھل جائے گی۔

اور عقلمندی یہی ہے کہ اس سے استفادہ کرنے میں غفلت نہ برتی جائے اور اگر ایسا ہوا تو یقیناً یہ جوانی انتہائی نقصان دہ بھی ہے۔

کسی نے کیا ہی عمدہ نصیحت کی۔ کہ! گزری جوانی کے متعلق افسوس اور حسرت نہیں کرنی چاہیئے کہ یہ بے سود ہے۔ آئندہ عیش وعشرت کے خواب نہیں دیکھنے چاہئیں کہ یہ موہوم ہیں کہ جانے زندگی وفا بھی کرے یا نہیں۔ جوانی کو پیچھے سے پکڑنا حماقت ہے کیونکہ ایک دفعہ گزرنے کے بعد واپس ہاتھ نہیں آتی بلکہ خرد اندیش وہ ہے جو جوانی کو آگے سے روک کر اپنے قابو میں لے آئے اور اس سے کچھ کام لے سکے۔

جوانی کی حفاظت کیجئے

جوانی کا دور ایک نازک دور ہے اس میں اسکی حفاظت انتہائی ناگزیر ہے جس نے جوانی کی صحیح حفاظت کرلی وہ آنے والی زندگی میں فٹ رہتا ہے بقول ہمارے ایک استاد محترم کہ پندرہ سے بیس سال کی عمر میں اپنی جوانی کی حفاظت کی مجھے ذمہ داری دے دو تو باقی عمر کی حفاظت کی ذمہ داری میں تمہیں دیتا ہوں گویا کہ پندرہ سے بیس سال کا زمانہ

انتہائی خطرناک زمانہ ہوتا ہے اس زمانے میں برائیوں اور جوانی کو تباہ کرنے والی عادات سے بچنا ضروری ہے ورنہ اگر خدانخواستہ انسان جوانی کی ابتداء میں بگاڑ کی طرف چل پڑے تو پھر بقول داناؤں کے اسکا صحیح رخ کی طرف پلٹنا پہاڑ سے زیادہ بھاری ہے اور عزت کے ختم ہونے کے ساتھ ساتھ صحت وقوت کے ضائع ہونے کا بھی سخت خطرہ ہے۔ یہی جوانی کا وہ نازک مرحلہ ہے جس میں پیدا ہونے والا بگاڑ مستقبل کی پوری زندگی کو برباد کرنے والا ہے۔ اس مرحلے میں انسان اگر اپنی صحت وجوانی سنبھال لے تو آئندہ کی پوری زندگی عافیت اور سکون کے ساتھ گزرے گی۔

اور ابتدائی جوانی میں بدن کی صفائی خصوصًا عضوِمخصوص کی صفائی بہت ہی زیادہ ضروری ہے ورنہ میل کچیل جمع ہوگا، کھجلی پیدا ہوگی اور جلدی بیماری پیدا ہوگی۔ نیز کھجانے سے شہوت ولذت پیدا ہوکر نقصاندہ اثرات ظاہر ہوں گے اور اسی طرح زیرناف بالوں کو صاف کرتے رہنا بھی ضروری ہے۔

غرض خلاصہ کلام یہ ہے کہ جوانی کی حفاظت کرنا ضروری ہے۔ ہر وہ کام جس میں نفسانی خواہشات شامل ہوں اس سے اجتناب کرنا چاہئے اور نیک صحبت کا ہونا بھی ضروری ہے اللہ تعالیٰ جوانی کی نعمت کی قدر کرنے اور اس کی حفاظت کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

''مزہ کرلے میری جان پھر نہ ہونگے جوان'' ایک بے ہودہ مقولہ

آج کے بہت سے نادان نوجوانوں کے منہ سے یہ مقولہ سننے میں آتا ہے جو انتہائی بے ہودہ اور قبیح مقولہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جب انسان کا ضمیر اسے ملامت کرتا ہے تو اس وقت شیطان ذھن میں یہ مقولہ ڈال دیتا ہے اور ضمیر کے اطمینان کے لئے انسان اس مقولہ کا استعمال کرتا ہے۔ یقیناً یہ احمقانہ حرکت ہے اور اپنی جوانی کو تباہ وبرباد کرنے کے مترادف ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ مقولہ انسان دشمن طاقتوں کی سازشوں کا ایک حصہ ہے۔ جو ظالم لوگ مسلمان نوجوانوں کے دلوں سے اسلام کی محبت نکال کر اور دنیا کی خرمستیوں میں پھنسا کر تباہ وبرباد کردینا چاہتے ہیں۔ ان لوگوں نے نوجوان طبقے میں اس قسم کے جملے جاری کرواکر انہیں باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ یہ جوانی اور اس کا حسن چندروزہ ہے ان چندروز میں دنیا کی جتنی اسائش اور جتنے مزے حاصل کرسکتے ہو کرلو کہ

آخر دھیرے دھیرے اس جوانی نے ڈھل ہی جانا ہے پھر بڑھاپے میں کہاں کی چاہتیں اور کہاں کی آسائش و مزے ۔آہ افسوس! آج کا مسلمان نوجوان بھی ان انسان دشمن لوگوں کی باتوں میں آکر اپنی اس اہم عمر کے قیمتی حصے کو فضول ضائع کر رہا ہے ۔

خدارا سوچیئے! اگر آپ جوانی کو اس طرح فضول ضائع کر دیں گے تو آپ کی آنے والی بڑھاپے کی عمر کس طرح کٹ پائے گی؟ آپ اپنے گھر، اپنے خاندان اور اپنے معاشرے کے لئے کیا کر سکیں گے؟ یہی تو آپ کی زندگی کا وہ قیمتی مرحلہ ہے جس میں آپ کوئی کارنامہ سرانجام دے سکتے ہیں اور آنے والی عمر کے لئے کوئی فصل بو سکتے ہیں ۔اگر آپ اپنی جوانی کے یہ لمحات یوں ہی دنیا کے خرمستیوں، رعنائیوں اور دلچسپیوں میں گم کر دیں گے تو روز قیامت میں رب قدوس کے اس سوال ''تمہیں جوانی دی تھی کہاں ضائع کی'' کا کیا جواب دیں گے؟؟؟

سوچیئے! وہ لمحات کس قدر کٹھن ہوں گے، وہاں کی شدت کس قدر تکلیف دہ ہوگی ۔

اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مر جائیں گے

مر کے بھی چین نہ آیا تو کدھر جائیں گے

خدارا! اسلام دشمن قوتوں کی سازش کو سمجھیئے وہ کہاں چاہتے ہیں کہ آپکی زندگی اچھے کاموں میں صرف ہو، ان کی سب سے بڑی کوشش ہی یہی ہے کہ مسلمانوں کے نوجوان خواہشات نفسانی کے پیچھے پڑ کر اپنی زندگی کے اس قیمتی دور کو فضول ضائع کر دیں ۔اس لئے آج کے بعد دشمنان اسلام کی سازشوں کو ناکام کرنے کے لئے اپنی زندگی میں اسلام کی سربلندی کے لئے کسی اعلیٰ مقصد کو جگہ دیں اس میں ہم سب کی نجات اور کامیابی ہے ۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین کی سمجھ اور اس کے لئے سعی و کوشش کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین ۔

مضمون نمبر۲ قیامت کے پانچ سوال

ترمذی شریف میں عدی ابن حاتمؓ سے ایک حدیث شریف مروی ہے کہ رسول اقدس ﷺ نے ارشادفرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ہر شخص سے براہ راست بات کرینگے، درمیان میں کوئی ترجمان اور واسطہ نہ ہوگا اس وقت جب آدمی اپنی دائیں طرف دیکھے گا تو اپنی ان نیکیوں کو دیکھے گا جواس نے دنیا میں کی ہیں اور جب بائیں طرف مڑکر دیکھے گا تو ان گناہوں کو دیکھے گا جواس نے دنیا میں کرر کھے ہیں۔اور سامنے کی طرف جب نگاہ اٹھا کر دیکھے گا تو جہنم کی آگ نظر آئیگی۔

ایسی کشمکش کی حالت میں جب تک پانچ سوالات کے جوابات نہ دیں گے اس وقت تک اللہ کے دربار میں اپنے قدموں کو ہلا بھی نہیں سکتے اور یہ سوالات بھی نہایت سنگین ہوں گے، جنہیں حدیث شریف میں رسول اللہ ﷺ نے ترتیب وار بیان فرمایا ہے۔

پہلا سوال: عمر کہاں گزاری؟

سب سے پہلا سوال عمر کے بارے میں کیا جائے گا کہ تم نے اپنی عمر عزیز کس طریقے سے گزاری؟ پوری زندگی میں عمر کا کتنا حصہ نیکیوں میں گزارا ہے اور کتنا معصیت میں گنوایا ہے؟۔اس لئے کہ انسان کی عمر اللہ تعالیٰ کی طرف سے امتحان کے لئے ایک متعین وقت ہے۔جیسا کہ مدارس، اسکولوں، کالجوں، یونیورسٹیوں میں امتحان کے سوالات کے جوابات لکھنے کے لئے تین، چار گھنٹے کا وقت دیا جاتا ہے، اگر اس وقت کو کام میں لا کر تمام سوالات کے جوابات بہترین انداز سے لکھ دیئے جائیں گے تو امتحان دینے والے کو اعلیٰ درجے کی کامیابی ہوگی، تو اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ہم کو بھی کچھ سوالات کے جوابات لکھنے کے لئے عمر عزیز کا وقت دیا ہے۔کسی کو پچاس سال کسی کو ساٹھ سال اور کسی کو ستر سال۔یہ وقت اللہ تعالیٰ کے یہاں سے کئے گئے سوالات کے جوابات کی تیاری کے لئے دیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے ذریعے سے جتنے بھی احکام ہمارے اوپر لازم کئے ہیں گویا وہ سب کے سب سوالات ہیں اور ان کے تمام احکام کو عملی جامہ پہنانا سوالات کے جوابات ہیں۔جس طرح ایک طالب علم امتحان گاہ میں سوالات کے جوابات لکھنے کا اہتمام

کرتا ہے اور وقت ضائع کرنے سے اجتناب کرتا ہے اسی طرح تمام انسانوں کو اپنی عمر عزیز میں سے کوئی وقت ضائع نہیں کرنا چاہیئے اور ایک ایک گھڑی کو قیمتی سمجھ کر اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کا اہتمام کرنا لازم ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سب سے پہلا سوال یہ ہوگا کہ اپنی عمر عزیز کو تم نے کہاں گنوایا ہے؟۔

دوسرا سوال: جوانی کو کہاں صرف کیا؟

دوسرا سوال جوانی سے متعلق ہوگا کہ تم نے اپنی جوانی کو کہاں صرف کیا؟۔ جوانی سے متعلق خاص طور پر اس لئے سوال کیا جائے گا کہ انسان جوانی کی حالت میں ہر کام صحیح طریقے سے کرسکتا ہے اس لئے کہ جوانی، تندرستی اور قوت کا زمانہ ہوتا ہے اور قوت اور تندرستی دونوں چیزیں اس دنیا کے اندر ایسی نعمت ہیں جن کا کوئی بدل نہیں ہے، بڑے بڑے ہسپتالوں میں جا کر دیکھ لیا جائے تو اندازہ ہوگا کہ دنیا میں سب سے قیمتی چیز تندرستی ہی نظر آئیگی، آدمی صحت وتندرستی کے لئے اپنی حسب گنجائش دور دراز شہروں کا اور ملکوں کا سفر کرتے ہیں، ہزاروں لاکھوں روپیہ خرچ کر ڈالتے ہیں۔ صرف ایک چیز یعنی تندرستی اور صحت کو حاصل کرنے کے لئے اسی طرح جوانی کی قوت کتنی بڑی قیمتی چیز ہے، ہر بوڑھے اور کمزور کو معلوم ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ اتنی بڑی نعمت عطا فرمائی ہے۔ اس زمانے میں ہر طریقہ سے عبادت کرنا آسان ہوتا ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ قیامت جوانی کی قیمتی نعمت کے بارے میں سوال کرے گا کہ تم نے اس کو کہاں صرف کیا؟ حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے حدیث کے اس ٹکڑے کے متعلق لکھتے ہیں کہ!

مطالبہ کی دوسری چیز حدیث بالا میں یہ ارشاد فرمائی گئی کہ جوانی کی قوت کس چیز میں خرچ کی گئی۔ کیا اللہ کی رضا اور خوشنودی کے کاموں میں؟ اس کی عبادت میں؟ مظلوموں کی حمایت میں؟ ضعیفوں اور اپاہجوں کی اعانت میں؟ یا فسق وفجور میں، عیاشی اور آوارگی میں؟ بے بسوں پر ظلم کرنے میں؟ ناحق کی مدد کرنے میں؟ ناپاک دنیا کے کمانے؟ اور یا دین ودنیا دونوں جگہ کام نہ آنے والے فضول مشغلوں میں؟

اس کا جواب ایسی عدالت میں دینا ہوگا جہاں نہ تو کوئی وکالت چل سکتی ہے، نہ جھوٹ، فریب اور لسّانی کام آسکتی ہے۔ جہاں کی خفیہ پولیس ہر وقت، ہر آن آدمی کے

ساتھ رہتی ہے اور یہی نہیں بلکہ خود آدمی کے وہ اعضاء جن سے یہ حرکات کی ہیں وہ خود اپنے خلاف گواہی دیں گے اور جرائم کا اقرار کریں گے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے!

''ہم ان کے مونہوں پر مہر لگا دیں گے (تا کہ لغو اعذار نہ گھڑیں) اور ان کے ہاتھ ہم سے کلام کریں گے اور ان کے پاؤں گواہی دیں گے اس چیز کی جو کچھ یہ کیا کرتے تھے (سورۃ یٰسین)

یعنی ہاتھ خود بول اٹھے گا کہ مجھ سے کس کس پر ظلم کیا گیا، کیا کیا ناجائز حرکات مجھ سے صادر کرائی گئیں ۔ پاؤں خود گواہی دے گا کہ مجھے کیسی کیسی ناجائز مجلسوں میں لے جایا گیا۔دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

''اور جس دن اللہ کے دشمن دوزخ کی طرف جمع کیئے جائیں گے پھر ان کو (ایک جگہ چلتے چلتے) روک دیا جائے گا (تا کہ سب ایک جگہ اکھٹے ہو جائیں) یہاں تک کہ جب سب دوزخ کے قریب آجائیں گے (اور حساب شروع ہوگا) تو ان کے کان اور آنکھیں اور کھال ان کے اوپر ان کے اعمال کی گواہی دیں گی، اور وہ لوگ اپنے ان اعضاء سے کہیں گے کہ تم نے ہمارے خلاف گواہی کیوں دی ۔وہ اعضا کہیں گے ہم کو اس (قادر) نے بولنے کی طاقت دی جس نے ہر چیز کو گویائی عطا فرمائی ،اور اسی نے تم کو اول مرتبہ پیدا کیا تھا اور اسی کے پاس اب (دوبارہ زندہ کر کے) لائے گئے ہو (آگے حق تعالیٰ شانہ تنبیہ فرماتے ہیں) اور تم اس بات سے تو اپنے آپ کو چھپا ہی نہ سکتے تھے کہ تم پر تمہارے کان اور آنکھیں اور کھالیں گواہی دیں گے (اور ظاہر ہے کہ آدمی جو جو حرکتیں کرتا ہے اس کے آنکھ کان وغیرہ تو اس کو دیکھتے ہی ہیں ،ان سے کیسے چھپا کر کوئی شخص کوئی کام کر سکتا ہے) لیکن تم اس گمان میں رہے کہ اللہ تعالیٰ کو تمہارے بہت سے اعمال کی خبر بھی نہیں (کہ جو چاہو کر گزرو کون روک سکتا ہے؟) اور تمہارے اس گمان نے جو تم نے اپنے رب کے ساتھ کر رکھا تھا (کہ اس کو خبر بھی نہیں ہے) تم کو برباد کر دیا پس تم خسارہ میں پڑ گئے''

(سورۃ حم سجدہ)

اور احادیث میں بہت سی روایات ان گواہیوں کے بارے میں آئی ہیں۔

ایک حدیث میں ہے کہ!

حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ ہم حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے حضور نے تبسم فرمایا

جس سے دندان مبارک ظاہر ہو گئے پھر حضور ﷺ نے فرمایا۔ جانتے ہو میں کیوں ہنسا؟ صحابہؓ نے لاعلمی ظاہر کی ۔حضور ﷺ نے فرمایا کہ بندہ قیامت کے دن اپنے مولیٰ سے یوں کہے گا یا اللہ تو نے مجھ پر ظلم سے امان دے رکھی ہے ارشاد ہو گا بالکل تو بندہ کہے گا یا اللہ میں اپنے خلاف کسی دوسرے کی گواہی معتبر نہیں مانتا ارشاد ہو گا۔ کہ اچھا تجھی کو تیرے نفس پر گواہ بناتے ہیں ۔اس کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی اور اس کے بدن کے اعضاء سے پوچھا جائے گا، اور جب وہ اپنے سارے اعمال گنوا دیں گے تو منہ کی مہر ہٹا دی جائے گی۔ تو وہ اپنے اعضاء سے کہے گا کم بختو! تمہارا ناس ہو، تمہارے ہی لئے تو میں یہ چیزیں کرتا تھا (یعنی ان حرکتوں کی لذتیں تم کو ہی تو ملتی تھیں، تم ہی اپنے خلاف گواہی دینے لگے، مگر اعضاء بھی مجبور ہیں کہ اس دن کوئی چیز خلاف حق بات نہ کہہ سکے گی)۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ!

آدمی کے اعضاء میں سب سے پہلے بائیں ران بولے گی کہ اس سے کیا کیا حرکتیں ہوئی اور اس کے بعد دوسرے اعضاء بولیں گے۔ غرض ہر عضو اپنے کئے ہوئے نیک اور بد اعمال گنوا دے گا۔ اسی وجہ سے ایک اور حدیث میں حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ سبحان اللہ، الحمد للہ وغیرہ کو انگلیوں پر گنا کرو، اس لئے کہ قیامت کے دن ان اعضاء کو گویائی عطا ہو گی اور ان سے باز پرس ہو گی ۔یعنی جہاں یہ اعضاء اپنے گناہ گنوائیں گے وہاں بہت سے نیک کام بھی تو گنوائیں گے، جہاں ہاتھ بری حرکات، ظلم وستم اور ناجائز افعال بتائیں گے وہاں اللہ تعالیٰ کا پاک نام اس سے گننا، صدقات کا دینا، نیک اعمال میں ہاتھ کو مشغول رکھنا بھی تو بتائیں گے۔ غرض یہ مضمون اپنی تفصیل کے اعتبار سے بہت طویل ہے۔ لیکن مختصر یہ ہے کہ ان اعضاء کو جوانی کے زور میں ظلم وستم اور ناجائز حرکات سے بچانے کی بہت ضرورت ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ!

جوانی جنون کا ایک شعبہ ہے اور عورتیں شیطان کا جال ہیں یعنی آدمی اپنے جنون کی وجہ سے اس جال میں پھنس جاتا ہے، ہر جمعہ کو خطبہ میں یہ الفاظ سنے جاتے ہیں، اس وقت جوانی کے نشے میں ذرا بھی اس کا خیال ہم لوگوں کو نہیں ہوتا کہ اس کی جواب دہی کرنی پڑی گی ہم اس کی قوت کو گناہوں میں اور دنیا کمانے میں ضائع کر رہے ہیں۔ حالانکہ جوانی اس لئے ہے کہ اس کی قوت کو ایسے کام میں خرچ کیا جائے جو مرنے کے بعد کام آئے۔

خوش قسمت ہیں وہ نوجوان جو اللہ کے کام میں ہر وقت منہمک رہتے ہیں اور گناہوں سے دور رہتے ہیں۔

(بحوالہ فضائل صدقات)

تیسرا سوال: مال کہاں سے حاصل کیا؟

تیسرا سوال مال کے بارے میں ہوگا کہ مال تم نے کہاں سے حاصل کیا؟ ہم نے جو رسول (ﷺ) کے ذریعے حلال کا راستہ بتلایا اس سے مال حاصل کیا ہے یا حرام کے راستے سے حاصل کیا ہے؟۔

چوتھا سوال: مال کہاں خرچ کیا؟

چوتھا سوال بھی مال کے بارے میں ہوگا کہ جو مال اور دولت ہم نے تم کو دی تھی تم نے اس کو کہاں خرچ کیا؟ جائز کاموں میں خرچ کیا یا ناجائز امور میں خرچ کیا ہے؟ اور یہ بھی سوال ہوگا کہ تم نے اس مال کو ناجائز چیزوں میں کیوں خرچ کیا؟ فضول خرچی کیوں کی؟ اس طرح ہر انداز سے سوال ہوگا۔

پانچواں سوال: علم پر کتنا عمل کیا؟

ہر مسلمان مرد و عورت پر ضرورت کے مطابق علم سیکھنا فرض ہے اس کے بارے میں سوال ہوگا کہ ہم نے جو علم تم کو عطا کیا ہے اس کے مطابق تم نے کتنا عمل کیا ہے؟ یہ پانچ سوالات ہیں جب تک ان تمام کے جوابات نہ دے گا اپنی جگہ سے ہلنے کی بھی اجازت نہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان سوالات کے جوابات کی تیاری کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

مضمون نمبر۳: صالح نوجوان بروز قیامت

سایۂ رحمت میں ہوگا

حضرت ابو ہریرہؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ! سات آدمی ایسے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اس روز اپنے خصوصی سایۂ رحمت میں رکھے گا جس روز اس کے سائے کے علاوہ اور کوئی سایہ نہ ہوگا۔

۱۔ عادل امام

۲۔ اور وہ نوجوان جو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں بڑھا پلا ہو۔

۳۔ اور وہ شخص جس کا دل مسجدوں سے معلق و وابستہ ہو۔

۴۔ اور وہ دو آدمی جنہوں نے اللہ کے لئے ایک دوسرے سے محبت کی ہو اسی کی وجہ سے ایک جگہ جمع ہوئے ہوں اور اسی کی وجہ سے جدا و منتشر ہوئے ہوں۔

۵۔ اور ایک وہ شخص جس کو کسی عہدہ و منصب اور حسن و جمال والی عورت نے اپنی طرف دعوت دی ہو اور وہ اس عورت سے یہ کہہ دے کہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں (یہ گناہ نہیں کرسکتا)

۶۔ اور ایک وہ شخص جس نے کوئی صدقہ کیا ہو اور اس طرح مخفی اور چپکے سے صدقہ کیا ہو کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی یہ نہ معلوم ہوا ہو کہ اس کے دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا۔

۷۔ اور ایک وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کو تنہائی میں یاد کرے اور اس (کے خوف کی وجہ سے اس) کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جائیں۔ (بخاری شریف)

فائدہ!...... اللہ تعالیٰ کا کرم بہت وسیع اور اس کا فضل بہت عظیم ہے اور آخرت کی نعمتیں ان لوگوں کے لئے ہیں جو روئے زمین پر فساد اور برتری نہیں چاہتے اور حقیقت یہ ہے کہ حسنِ انجام نیکوکاروں ہی کے لئے ہے چنانچہ اللہ کے محبوب رسول ﷺ سات آدمیوں کو قیامت کے اس دن عرش کے سایہ تلے ہونے کی بشارت دے رہے ہیں جس دن دھوپ کی تمازت سے لوگوں کے چہرے جھلس رہے ہوں گے، پسینہ میں منہ تک غرق ہوں گے اور انہیں یہ معلوم نہیں ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ حساب کے وقت کیا کرے

گا؟اوراس کے بعدانہیں کہاں لے جایاجائے گا؟جنت میں یادوزخ کی آگ میں؟کسی کوکچھ معلوم نہ ہوگا۔ان سات خوش نصیبوں میں سے ایک خوش نصیب وہ نوجوان ہوگا جواللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے اوراس کوراضی کرنے کی کوشش کرتے پلا بڑھا ہو،جس کے شب وروزعین سنت نبوی ﷺ کے مطابق گزرے ہوں۔

حدیث کی وضاحت

حدیث شریف میں سات اشخاص کے لئےعظیم بشارت آئی ہےان میں سے ایک شخص نیک اورصالح نوجوان ہے،مکمل حدیث کی وضاحت چونکہ زیادہ طویل ہوجائے گی اس لئے ہم موضوع کی مناسبت سےفقط صالح نوجوان سے متعلق بات کریں گے۔

صالح نوجوان

جب طاقتور،تندرست اورتواناجسم کامالک اپنے نفس پرقابویافتہ نوجوان اللہ کی اطاعت وفرمانبرداری میں نشوونماپائے گااوراپنی روح وجسم مال ودولت اوراللہ تعالیٰ نے اس پرجوانعام فرمایاہےاسکواللہ کی خوشنودی تک پہنچانے والے کاموں میں صرف کرے گا تووہ اللہ تعالیٰ سےبہترین صلہ کامستحق بنے گااوراپنی قوم اوروطن کے رہنے والوں اورتمام اہل وعیال میں محبوب بنے گا،اس لئے کہ وہ خیروبھلائی کاخواہاں ہوگا،اوراگر بالفرض وہ خوداس کونہ کرسکے گاتودوسروں کواس کی طرف دعوت دے گااوراس کی رغبت دلائے گا، اوراس کےکرنے والوں کی مدح سرائی کرے گا،اوراگرکوئی معصیت اورنافرمانی اس کے سامنے آجائے گی اورشیطان اسے اس کے لئے آراستہ ومزین کردے گاتواس برائی ومعصیت سےاسےاس کادین اورخوف خدااوروہ داعیہ روک دے گاجواس میں فطری اور پیدائشی طورپراللہ کی اطاعت وفرماں برداری اوراس کی عبادت میں لگے رہنے کی شکل میں موجود ہے۔

درحقیقت ایسانوجوان ہی اللہ کے راستے میں جہادکرسکتاہے،اورحلال راستے سے مال کماسکتاہے،اورایسانوجوان ہی والدین کے ساتھ حسن سلوک کرسکتاہے،اوراپنے بچوں اورچھوٹے بھائیوں کی صحیح تربیت کرتاہے،اوراپنے ملک ووطن کی خدمت کرتاہے،اوراپنی قوم اورامت کوفائدہ پہنچاتاہے،چنانچہ وہ میدان جنگ کاسپاہی ہوتاہے

،اور بازار کا تاجر،اور کھیتی کا کاشتکار،اور ہسپتال کا طبیب ،اور کارخانے کا مزدور ،اور جمعیت واداروں کا صحیح رکن وممبر ہوتا ہے،اس کی حالت یہ ہوتی ہے کہ اگر اسے خیر کی طرف دعوت دی جائے تو فورا لبیک کہتا ہے،اور اگر وہ شر یا برائی سنتا یا دیکھتا ہے تو اسے دور کر دیتا ہے اور اس کے کرنے والوں سے جنگ کرتا ہے،اور اس سلسلہ میں اگر وہ اپنا کوئی معاون اور مدد گار نہیں پاتا تو خود اس برائی سے دور رہتا ہے اور اپنے دل وزبان سے اس پر نکیر کرتا ہے ،اور حقیقت یہ ہے کہ دین کو غلبہ اور لوگوں کو شریعتوں اور انبیاء کی تعلیمات کا علم ان ہی صالح نوجوانوں کی محنتوں اور جد وجہد کے طفیل حاصل ہوا ہے،وہ جوان جن کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿الذین استجابو اللّٰہ والرسول﴾ جن لوگوں نے اللہ اور رسول کے کہنے کو مان لیا۔

(آل عمران آیت ۱۷۲)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قالوا ربنا افرغ علینا صبرا وثبت اقدامنا وانصرنا علی القوم کافرین﴾
بولے اے ہمارے رب ہمارے اوپر صبر ڈال دے اور ہمارے قدم جمائے رکھ اور ہمیں غالب کر کافر لوگوں پر

(البقرہ ۲۵۰)

چنانچہ یہی نقیب وحواری بنے ،اور یہی انصار ومہاجرین،اور یہی علماء واساتذہ ،اور بے مثال شاعر اور فصیح وبلیغ خطباء اور واعظ ،اور تاریخ عالم اللہ کی اطاعت وفرمانبرداری میں نشونما پانے والے نوجواں کے فضل وکمال پر دلالت کرنے والی سچی شاہد وگواہ ہے،اور اللہ تعالیٰ اصحاب کہف کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:

''ہم ہی ان کا قصہ آپ سے ٹھیک ٹھیک بیان کرتے ہیں یہ لوگ چند نوجوان تھے جو اپنے پروردگار پر ایمان لائے تھے اور ہم نے انہیں ہدایت میں ترقی دی تھی۔''

(سورۃ کہف آیت نمبر ۱۳)

اور جو شخص بوڑھا اور بیماریوں میں جکڑا ہوا ہو اس کے لئے اللہ کی عبادت عام طور سے آسان ہوتی ہے لیکن تندرست وتوانا نوجوان پر عبادت عام طور سے اس لئے شاق ومشکل ہوتی ہے کہ اس کے دل میں لمبی چوڑی آرزوئیں ہوتی ہیں اور وہ موت کو دور سمجھتا

ہے،اس لئے ایسا کم ہوتا ہے کہ آپ کسی تندرست وتوانا جوان کواللہ کی اطاعت میں منہمک اوراچھی طرح سے عبادت میں لگا دیکھیں،اور شاعر پہلے ہی کہہ چکا ہے۔ ے

ان الشباب والفراغ والجده

مفسدة للمرء ای مفسدة

ترجمہ!......بے شک جوانی وفارغ البالی اور مال ودولت انسان کو بہت ہی زیادہ خراب کرنے والی چیز ہیں۔

اس لئے ایسا نوجوان قابل ستائش ومبارک باد ہے جس کا دل مسجداور خیر کی مجالس اور نیک کاموں کے کرنے میں اٹکا ہوا ہو جس نے بڑھاپے سے قبل اپنی جوانی کوغنیمت جانا ہو،اوراپنی صحت کو بیماری سے پہلے اوراپنی تونگری اور مالداری کوفقر سے قبل ،اور فارغ البالی کومشغولیت سے پہلے،اور زندگی کوموت سے پہلے ہی قبل غنیمت جان لیا ہو۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے: ے

شیئان لو بکت الدماء علیهما

عیناک حتی یأذنا بذهاب

دوچیزیں ایسی ہیں کہ اگران پرتمہاری آنکھیں خون کے آنسو بہا بہا کر بے نور ہونے کے بھی قریب ہوجائیں۔ ے

لم یبلغا المعشار من حقیهما

فقد الشباب وفرقة الاحباب

تب بھی ان کا دسواں حصہ حق بھی ادانہ کرسکیں ایک ہے جوانی کا چلا جانا اور دوسرے دوستوں واحباب کی جدائی۔

جوشخص یہ بات جان لے گا کہ جوانی دوبارہ واپس نہ لوٹنے والا مہمان اورایسا غنیمت موقع ہے جو ہاتھ سے جانے کے بعد دوبارہ نہیں حاصل ہوتا وہ یقینی طور سے اس جوانی کو اللہ کی اطاعت میں مشغول کردے گا اوراس نوجوانی کے ذریعے دین ودنیا کے فائدے کے کام کرے گا،اور جوشخص اپنےنفس کواپنے خواہشات کا تابع بنادے گا اور جس کی جوانی

کی اگام شیطان اپنے ہاتھ میں لیکر اس کو ہلاکتوں اور گناہوں کی طرف لیجائے گا تو وہ بڑھاپے میں نادم ہوگا حالانکہ اس وقت ندامت وپچھتاوے کا کوئی فائدہ نہ ہوگا، اور اس کے لئے شاعر کے درج ذیل کلام سے استشہاد کرنا بالکل درست ہوگا۔

تبسم الشیب بوجہ الفتی

یوجب سح الدمع من جفنہ

نوجوان کے چہرے پر بڑھاپے کا مسکرانا آنکھ سے آنسو جاری کرنے کا ذریعہ ہوتا ہے۔

وکیف لایبکی علی نفسہ

من ضحک الشیب علی ذقنہ

اور اپنے کئے پر ایسا شخص آنسو کیوں نہ بہائے جس کی ٹھوڑی پر بڑھاپا ہنس چکا ہو۔

اور نفس کے اعتبار سے سب سے زیادہ مکرم، اور ہاتھ کے اعتبار سے سب سے زیادہ سخی، اور دل کے اعتبار سے سب سے زیادہ بہتر وعمدہ، اور جذبات کے لحاظ سے سب سے زیادہ رقیق، اور عزم کے اعتبار سے سب سے سچا وہ نیک پاکباز نوجوان ہے جو بڑے کی عزت واحترام کرے اور چھوٹے پر شفقت ومحبت کرے، ایسا صالح آپ کو یا تو کسی کو مبارک باد دیتا ہوا نظر آئے گا یا تعزیت کرتا ہوا، یا کسی کی ڈھارس بندھاتا ہوا، یا کسی کو خوش آمدید کہتا ہوا، اور سلام کرتا ہوا، اور آپ اسے ہشاش بشاش مسکراتا ہوا خندہ پیشانی والا شخص دیکھیں گے جسے اس کے ایمان نے مکارم اخلاق سے آراستہ کیا ہوا ہوگا، اور اس کے دین نے اسے بچپن ونوعمری کے طیش اور عمر رسیدہ ہونے کے جھکی پن سے دور کر رکھا ہوگا دور کیا ہوا ہوگا، اور واقعی ایسا نوجوان اس لائق ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پر اپنے عرش کا سایہ کریں اور جب سب لوگ گھبرائے ہوئے ہوں تو اس دن یہ پرسکون اور مطمئن ہو۔

(اضافہ وترمیم از اصلاح معاشرہ اور اسلام)

مضمون نمبر۴ مثالی نوجوان کی پہچان

مثالی نوجوان وہ ہے

☆ جو ہر پھول سے اس کا حسن و جمال اور ہر گل سے اس کی لطافت و بانکپن لیکر ایسا شہد تیار کرے جس میں تمام انسانوں کے لئے شفاء کا سامان موجود ہو۔

☆ جو جہالت کے گھپ اندھیروں میں علم کی شمع روشن کر کے اپنی تہذیب کو نکھار کر روشن کردے۔

☆ جو ۔

رہے تو دنیا میں لیکن بے تعلق ہو کر
پھر دریاؤں میں اور ہرگز نہ لگے کپڑوں کو پانی
اگر خلوت میں بیٹھے تو جلوت کا مزہ آئے
اور آئے اپنی جلوت میں تو ساکت ہو سخندانی

☆ جو منافقت، شک، شبہوں، جھوٹی وفا، اور کھوکھلی شہرت کو لات مار کر نفرت کے گھپ اندھیروں میں بھی اپنی قوم اور اپنی ملت کے لئے پیار کا امرت بن جائے۔

☆ جس میں انفرادی، اجتماعی اور بین الاقوامی سطح پر قرآن وسنت کے مطابق زندگی گزارنے کا جذبہ موجزن ہو۔

☆ جو ۔

قبائے نور سے سج کر لہو سے باوضو ہو کر
پہنچے بارگاہ حق میں سرخرو ہو کر

☆ جو دوسروں کے لئے بھی وہی پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہو۔

☆ جو لایعنی امور سے بچنے کا خوب خوب اہتمام کرتا ہو۔

☆ جس میں مصالح امت، غلبہ اسلام اور عالم انسانیت کی خیر خواہی کا جذبہ پنہاں ہو۔

☆ جو دین کے مطالبات کو دنیاوی مفاد پر غالب رکھے۔

☆ جو ـ

اللہ کی یاد میں سب بھلادے
سوائے اس کے کوئی نہ اس کو یاد رہے
گھربار اپنا سب اسی پر لٹادے
اسی کی یاد میں خانہ دل آباد رہے

☆ جو ذوق جستجو اور جہد مسلسل کو اپنی زندگی کا حصہ بنالے کیونکہ "جہد زندگی ہے اور جمود موت"۔

☆ جو اچھے اور روٹھے ہوئے دوست کو بار بار منانے میں بھی پس وپیش نہ کرے۔

☆ جو ہر حال میں اللہ تعالیٰ کو یاد رکھے صحت میں بھی، بیماری میں بھی، افلاس اور تنگی میں بھی، ثروت اور خوشحالی میں بھی۔

☆ جو ـ

دلوں میں پھر شمع محبت روشن کر دے
بغض ونفرت کے گھپ اندھیروں میں اجالا کردے

☆ جو والدین کی بھرپور خدمت کرے ان کو دماغی وجسمانی راحت پہنچائے اور انہیں ہر طرح سے خوش رکھنے میں کوشاں رہے۔

☆ جو اپنی کوتاہیوں، لغزشوں، غفلت ومعاصی کا احساس کر کے استغفار کرتا رہے۔

☆ جو اپنی کوششوں سے، کاوشوں سے ہمت سے، حوصلہ سے، عزم سے، جذبے سے دلوں کی بجھتی ہوئی انگیٹھیاں دوبارہ دہکادے اور افسردہ دلوں کو ایک بار پھر گرمادے۔

جس کے ہر گزرتے ہوئے لمحوں کی غمگین آنکھوں سے
فرش احساس پر گرتے رہیں لہو کے قطرے

☆ جس کی ہر بات، جسکی ہر ادا، جس کی ہر کروٹ، جسکی ہر سعی اور جسکی ہر جنبش اسلامی ہو۔

☆ جو اپنی طاقت سے اپنے نفس کے لئے، دنیا سے آخرت کے لئے اور زندگی سے قبل از موت کچھ نفع حاصل کرلے۔

☆ جو وقت کی قدر کرے اور اپنے وقت پر نگران رہے اور ایک لمحہ بھی فضول نہ گنوائے بلکہ ہر کام کے لئے ایک وقت اور ہر وقت کے لئے ایک کام مقرر کردے۔

☆ جو۔

سخت حالات میں بھی لب کھولے تو سچ بولے
گرچہ آفات ہوں بہت پھر بھی لب کھولے تو سچ بولے
زندگی تلخ ہوجائے پھر بھی چند ساعات ہی تو ہیں لب کھولے تو سچ بولے
صحن مقتل کی رنگینی سے گزرتے ہوئے بھی لب کھولے تو سچ بولے

☆ جو ظلمات کو خود سے دور کرکے شمس و قمر اور تاروں سے بھی کسب نور کی صلاحیت رکھتا ہو۔

☆ جو اپنے فرصت کے لمحات لہو لعب میں ضائع کرنے کے بجائے بے کسوں اور غریبوں کی ہمدردی کے لئے وقف کردے۔

☆ جو خوشحالی میں شکر کرتا ہو، اور آزمائش میں صبر کرتا ہو، وقت ملاقات صدق دل سے ملتا ہو اور ہمیشہ قضا و قدر پر راضی رہتا ہو۔

☆ جو لوگوں کی ملامت کی پروا کیے بغیر ہمیشہ اتباع سنت پر کاربند رہے۔

☆ جو فکرِ روزی میں خدا کو یاد رکھے اور رزق کے خیال کے ساتھ رزاق کا خیال رکھے۔

☆ جو۔

غیرت اسلاف کو پھر دنیا میں زندہ کر دے۔
اور قوت ایمانی سے پھر باطل کو جھکا دے۔

☆ جو عمر عزیز کا کوئی لمحہ بھی ضائع نہ ہونے دے زندگی کی اک اک گھڑی کو مفید کاموں میں صرف کرنے کا اہتمام کرے۔

☆ جو ہمیشہ اصلاح نفس کی فکر میں مشغول رہے تاکہ بجائے صفات بد کے صفاتِ

نیک پیدا ہوسکیں۔

☆ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ بصورت موافقت ،خلق خدا کے ساتھ بہ خیر خواہی لیکن اپنے نفس کے ساتھ برسر پرخاش رہے۔

☆ جو ۔

کہکشاں پر ڈال دے بڑھکر ارادوں کی کمند

پھر زمانے کو دکھا دے زور بازو ایک بار

☆ جو اپنے آپ کو دانا نہ سمجھے بلکہ اس بات کا اندازہ لگانے کی کوشش کرے خود اس میں کیا کیا نادانیاں ہیں۔

☆ جو محنت و استقلال کے گھوڑے پر سوار ہو کر اور عقل سلیم کا تازیانہ ہاتھ میں رکھ کر کامیابی کی منزل تلاش کرے۔

☆ جو اپنی عمدہ سے عمدہ حالت پر بھی ناز نہ کرے اور دوسروں کو بُری سے بری حالت پر طعن نہ کرے کیونکہ انجام معلوم نہیں کہ بد ہوگا یا خیر ہوگا۔

☆ جو ۔

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے

دھر میں اسم محمدؐ سے اجالا کر دے

☆ جو معاشرے میں حسن اخلاق کی اشاعت اور فروغ محبت کے لئے اپنے قول و عمل کی شہادت پیش کرے۔

☆ جو نیک دل نوجوانوں کو تلاش کر کے فارغ وقت میں انکی تعلیم اور اخلاقی تربیت کا اہتمام کرے۔

☆ جو اجتماعی صلاح وفلاح کے لئے سچی نیت اور سچی لگن سے ہمہ وقت و ہمہ تن کوشاں رہے۔

☆ جو اپنی قوت ارادی اور قوت فیصلہ سے زیادہ خدا کی نصرت پر ایمان ویقین رکھے۔

☆ کہ جب پھول کھلیں تو لوگ سوچیں کہ اسکے آنے کا سے آیا ہے یعنی جو پھولوں

کی مانند پاکیزہ اور خوشبودار زندگی گزارے۔

☆ جو اپنے دوسرے مسلمان کی حاجت کو اپنی حاجت پر مقدم رکھے۔

☆ جو دنیا کی محبت سے دست بردار ہو جائے اس سے پہلے کہ دنیا اس سے دست بردار ہو جائے۔

☆ جو کسی کو بھی حقارت کی نگاہ سے نہ دیکھے کیونکہ ہر چہرہ کسی نہ کسی کا محبوب ضرور ہوتا ہے۔

☆ جس کا دل ہردم گواہی دے کہ۔

خدا کا نام روشن ہے خدا کا نام پیارا ہے
دلوں کو اسی سے قوت ہے زبانوں کو سہارا ہے
خدا ہی ہے زمین و آسمان کا خالق و مالک
اسی قدرت و صنعت نے عالم کو سنوارا ہے
تماشا اسی کی قدرت کا ہے بحروبر میں ہردم
ادھر موجیں ہوا کی ادھر پانی کا دھارا ہے
اسی کے حکم سے ہے رات دن کی یہ کمی بیشی
اسی کے حکم کا تابع فلک پر ہرستارا ہے
اسی کے انتظام وحکم سے موسم بدلتے ہیں
وہی ہے وقت پر جس نے ہواؤں کو ابھارا ہے
کوئی ذرہ نہیں عالم میں اس کے علم سے باہر
جو مرضی اس کی ہے دخل اس میں دے یہ کس کو یارا ہے
کرو طاعت خدا کی بس وہی معبود برحق ہے
اسی کی شان یکتائی جہاں میں آشکارا ہے

☆ اور جو خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کی کوشش کرے اس سے پہلے کہ وہ

خدا کے روبرو بلایا جائے۔

☆ جو غیر محرم پر نظر پڑتے ہی آنکھیں بند کرلے اور اپنی جوانی کو تباہ ہونے سے بچائے۔

☆ جو اپنی زبان کو دوسروں کی ایذاؤں اور مذمت سے بچائے رکھے۔

☆ جسکا ایمانی رعب ایسا ہو کہ جیسے ؎

بجلی کا بدن ہو آدمی کی روپ میں
قیامتیں سی گزریں جہاں سے وہ گزرے
اس کے لہجے میں قیامت کی فسوں کاری ہو
لوگ اس کی آواز میں گرفتار نظر آئیں

☆ جسکے دل و دماغ میں تمام انسانیت کے لئے خلوص و محبت، فکر مندی و دل سوزی کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا ہو۔

☆ جو اسلام کی حرمت پہ جان دینے سے نہ گھبرائے اور پھر یہ سر کٹ جائے یا رہ جائے موت سے نہ گھبرائے

☆ جب اسے خوشی حاصل ہو تو شکر بجالائے اور جب دکھ پہنچے تو صبر کا دامن تھامے رہے

☆ جو ؎

دنیا میں میر کارواں بنکر رہے
اس زمین کی پستیوں میں آسماں بنکر رہے

☆ جو کم گو ہو کیونکہ کلام کی کثرت سے کچھ نہ کچھ گناہ ضرور ہوتا ہے چنانچہ اگر وہ اپنے لبوں کو رد کے رکھے گا تو بڑا دانا کہلائے گا

☆ جو اپنے دشمنوں کی بھی اصلاح کا جذبہ رکھے اور اپنے ستانے والوں کے لئے بھی دعائے خیر مانگے کیونکہ اللہ تعالیٰ بھی تو اپنے سورج کو نیک و بد دونوں پر چمکاتے ہیں اور راست باز و بدکار دونوں پر مینہ برساتے ہیں۔

☆ جو پہلے اپنے دل سے پوچھے پھر اپنے منہ سے بولے۔

☆ جو خود بھی نیکی کرے اور دوسروں کو بھی طریقہ نیکی سکھلائے اور خود بھی بدی سے دور رہے اور دوسروں کو بھی بدی سے دور رکھنے کی کوشش کرے۔

☆ جو صحبت علماء کو لازم پکڑے کیونکہ علم دل کو اسی طرح سے زندہ کرتا ہے جیسے کہ بارش بنجر زمین کو۔

☆ جسکی.......... دولت سے ہو فیض خاص وعام
ورنہ.......... کس کام کے جو بحر میں گوہر بہت سے ہیں

اور پھر یہ بات بھی ہے کہ۔

ہمدرد بنکے درد نہ بانٹا تو کیا جیئے
کچھ درد دل بھی چاہیئے انسان کے لئے
مرنا بھلا ہے اس کا جو اپنے لئے لئے
جیتا ہے وہ جو مر چکا ہو غیر کے لئے

☆ جو اچھی بات سنے اسے لکھ لے اور جو لکھے اسے حفظ کر لے اور جو حفظ ہیں ان پر عمل کرے اور آگے پھیلائے۔

☆ جو اپنی آرزوؤں کو دل ہی دل میں مار ڈالے لیکن اپنے دل کو ان میں نہ مرنے دے۔

☆ جو

اعمال کے حسن سے سنورنا سیکھے
اور اپنے اللہ سے نیک امید کرنا سیکھے

☆ جو دوست سے دھوکا کھانے اور دشمن سے مغلوب ہونے سے بچنے کا سلیقہ جانتا ہو۔

☆ جو فضول امیدوں پر بھروسہ کرنے سے اجتناب برتے کیونکہ حقیقتاً یہ احمقوں کا سرمایہ ہے۔

☆ جو دوسروں پر نیک اور اچھا گمان رکھے لیکن اپنے نفس سے متعلق بدگمان رہے۔

☆ جو

چراغوں کی طرح سب کے لئے جلتا ہو۔
جسکی تربیت سے بھی وفاؤں کی صدا آتی ہو۔

☆ جسکے نزدیک حصول دنیا آخرت سے زیادہ محبوب نہ ہو۔

☆ جونماز میں دل کی، مجلس میں زبان کی، غضب میں ہاتھ کی اور دسترخوان پر شکم کی حفاظت کر سکے۔

☆ ۔ جسکی شہادت ہو مطلوب و مقصود
نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی

☆ جو شریر آدمی کی کوئی اچھی بات دیکھ کر اسکے دھوکے میں نہ آئے اور شریف آدمی کی سختی یا غلطی دیکھ کر اس سے متنفر اور بدظن نہ ہو جائے۔

☆ جو مصائب دنیا کے سامنے تو ڈٹا رہے لیکن موت کی یاد کو ہمہ وقت پیش نظر رکھے۔

☆ جسکی دُرّفشانی قطروں کو دریا کردے
دلوں کو روشن کردے آنکھوں کو بینا کردے

☆ جو رعب وجلال اور سطوت وعظمتِ اسلامی کا ایک پیکر مجسم نظر آئے۔ جسکے سینے میں صحرا کی وسعت اور سمندر کی گہرائی ہو۔

☆ جو تیغ کی جھنکار پر بھی نغمہ توحید سنا سکتا ہو
اور حالت نزع میں بھی گیت آزادی کے گا سکتا ہو

☆ جو اپنی زندگی اور زندگی کے تمام لوازمات وتقاضوں پر خداوند قدوس کی خوشنودی کو مقدم رکھے۔

☆ جو غمِ زندگی غمِ بندگی غمِ دو جہاں غمِ جاوداں
میری ہر نظر تیری منتظر تیری ہر نظر میرا امتحاں

کا پرستار ہو۔

☆ جسکا دل محبتِ الٰہی سے لبریز ہو، اسکا سر جھکے تو اسی کے آگے جھکے۔ اسی پر ہمیشہ بھروسہ رکھے، اسی کے صدا عشق کا دم بھرے، اس کے غضب سے ڈرے اور جب وقت اجل آئے تو اسی کی طلب و معرفت میں مرے۔

☆ جو زندگی ایسی گزارے کہ لوگ کریں آرزو اور چلن ایسی چلے کہ زمانہ مثال دے۔

☆ جسکی زندگی "جاوداں، پیہم دواں، ہر دم رواں ہے زندگی" کی مصداق ہو۔

☆ جسکی زندگی اسلام کو سر بلند دیکھنے کی تڑپ اور ملتِ اسلامیہ کی آبرو باقی رہنے کی آرزو سے عبارت ہو۔

☆ جسکی امیدیں ہوں قلیل اور مقاصد ہوں جلیل
جسکی ادا ہو دلفریب جسکی نگاہ ہو دل نواز

☆ جو صدائے حق کی جرأت سے زندہ کرے زمانے کو
کہ اسکے ساتھ دنیا میں ہزاروں دل دھڑکتے ہیں

☆ جو ہر حال میں زندگی کی نشیب و فراز میں راضی برضا رہنے کی طاقت پہنچاتا ہو۔

☆ جو
اپنے من میں ڈوب کر پا جائے سراغ زندگی۔

☆ قناعت ہو جسکی دولت دیانت ہو جسکی عزت

☆ نہ حرص مال رکھتا ہو نہ فکرِ جاہ رکھتا ہو۔

☆ جسکی راتیں ایسی کشمکش میں گزریں کہ جن میں ہو

☆ سوز و ساز رومی اور پیچ و تاب رازی

مضمون نمبر ۵ جوانی سے متعلق اقوال زریں

☆ جوانی انسان کی بہترین پونجی اور گرانمایہ سرمایہ ہے۔ لیکن یہ عجیب بات ہے کہ انسان جتنی بے دردی، لاپرواہی اور بے فکری کے ساتھ اسے ضائع کرتا ہے اپنی ملکیت کی کسی اور چیز کو اتنی بے دردی اور غفلت کے ساتھ ہاتھ سے نہیں جانے دیتا۔

☆ جوانی کے زمانے میں مسلمان کو خوفِ خدا غالب رکھنا چاہیئے کیونکہ اس غلبہ شہوت کے زمانے میں شہوات نفسانیہ کے توڑنے اور منزل مقصود تک پہنچنے کیلئے اسے مہذب بنانے کو خوف خدا کے کوڑے کی ضرورت ہے۔

☆ نوجوان، ہمیشہ نیک لوگوں کی صحبت اختیار کریں دوستوں کے انتخاب میں انتہائی احتیاط سے کام لیں، ظاہری اخلاق سے متاثر نہ ہوں بلکہ اصل معیار صداقت وخلوص پرکھ لینا چاہیئے۔

☆ جوانی کے جانے سے پہلے اسکی قدر کرو ورنہ جلد وہ وقت آئے گا کہ اسکی قدر کرنے کی آرزو تو ہوگی لیکن وہ واپس نہیں آئے گی۔

☆ جوانی میں صبر کا پیمانہ ہو تو انتہائی مفید تر ہے کیونکہ صبر کو ہی اپنی زرہ بنا کر قوموں کی عظمت وسطوت کے قلعے تعمیر کیئے جاتے ہیں۔

☆ دیار قلب وضمیر میں وفا کا بڑا مقام ہوتا ہے اور جس نوجوان میں یہ مقام نہ ہو وہ اپنی قوم اپنی ملت کی کوئی خدمت نہیں کرسکتا۔

☆ جوانی کی مدت بہت مختصر سی ہے جس نے اس موقع سے فائدہ اٹھایا اور طلب ومحنت جاری رکھی تو سعادت مندی اسکے دامن نصیب میں کچھ آہی جاتی ہے ورنہ یہ موقع کسی کی خاطر کبھی رُکا ہے نہ کبھی رُک سکتا ہے اور نہ کبھی واپس لایا جاسکتا ہے۔

☆ ایک صالح نوجوان صحراؤں کو گلشن میں تبدیل کرسکتا ہے، فضاؤں پر قبضہ کرسکتا ہے، عناصر کو مسخر کرسکتا ہے، پہاڑوں کے جگر پاش پاش کرسکتا ہے، ستاروں پر کمندیں ڈال سکتا ہے، اور زمانہ کی زمام قیادت سنبھال سکتا ہے۔

☆ جوانی کی عمر میں توبہ کرنے والے شخص سے بڑھکر خداوند قدوس کو کوئی اور شئی

محبوب نہیں۔

☆ نوجوانوں کی قوت کے بل بوتے پر ہی قومیں بنتی بھی ہیں بگڑتی بھی ہیں، ملک آباد ہوکر ویران بھی ہوتے ہیں۔

☆ جوانی کے دروازے کو جب تک کھلا ہے غنیمت جانو اور نیکی کے کاموں کو جب تک قدرت ہے غنیمت سمجھو۔

☆ اگر انسان چالیس سال کی عمر تک پہنچ کر بھی گناہ نہ چھوڑے اور اپنی سرکشی سے تائب نہ ہو تو شیطان اسکے چہرے پر ہاتھ پھیرتا ہے کہ نجات نہ پانے والے چہرے پر میں فدا ہوں۔

☆ انسان برسوں میں نوجوان ہوتا ہے لیکن اگر وہ اپنے وقت کو صحیح استعمال کرے تو گھنٹوں میں بوڑھوں جیسا تجربہ کار ہوسکتا ہے۔

☆ جوانی کے دھوکے میں نہ آنا کیونکہ بوڑھا ہونے سے پہلے بھی کئی جوان گزر چکے ہیں۔

☆ جوانی میں مست ہوکر چلنے والے کیا کبھی مست بھی راہ راست تک پہنچا ہے؟

☆ کھوئی ہوئی دولت محنت اور کفایت شعاری سے پھر حاصل کی جاسکتی ہے، کھویا ہوا علم مطالعہ سے مل سکتا ہے کھوئی ہوئی تندرستی دوا سے واپس آسکتی ہے لیکن کھوئی ہوئی جوانی اور جوانی کے لمحات لاکھ کوششوں سے بھی واپس نہیں ہوسکتے

☆ اے نوجوان! اتنا نرم نہ بن کہ نچوڑ لیا جائے اور نہ اتنا خشک کہ توڑ لیا جائے۔

☆ دانشمند جوانی کی قدر اس کی موجودگی میں کرتے ہیں اور نادان اس کو کھوکر بیدار ہوتے ہیں۔

☆ جوانی کے وقت روپیہ بچاؤ اور بڑھاپے میں بے دریغ خرچ کرو تاکہ دین و دنیا میں رستگار ہوسکو۔

☆ جوانی میں ہم تمام مشکلات کا مردانہ وار مقابلہ کرسکتے ہیں لیکن بڑھاپا آتے ہی یہی مشکلات ہمیں شکنجوں میں کس لیتی ہیں۔

☆ بچپن میں شرم وحیاء، نوجوانی میں اعتدال، اور پیری میں کفایت شعاری اور عاقبت اندیشی ضروری ہے،

☆ جو جوان اکڑ کر چلتا ہے بڑھاپے میں اس کی ساری اکڑ جاتی رہتی ہے۔

☆ جو جوان غافل ہوتے ہیں وہ جرم ضعیفی کے مرتکب ہوتے ہیں اور مرگ مفاجات ان کا مقدر بن جاتا ہے۔

☆ جوانی میں موت کے واسطے سامان کر غافل
مسافر شب کو اٹھتا ہے جو جانا دور ہو

☆ کھیتوں کو دے لو پانی اب بہہ رہی ہے گنگا
کچھ کر لو نوجوانو اٹھتی جوانیاں ہیں

☆ مارا زمانے نے اسداللہ خان تمہیں
وہ ولولے کہاں، وہ جوانی کدھر گئی

☆ ایک نوجوان نے ایک ضعیف العمر بوڑھے کو جسکا جسم رعشہ سے کانپ رہا تھا اور بینائی بھی کم تھی از راہ سعادتمندی سلام کیا۔ بوڑھے نے نوجوان کو درازی عمر کی دعا دی۔ جوان اس دعا کو سن کر کانپ اٹھا۔ کیونکہ درازی عمر کا لرزہ خیز وعبرت انگیز مجسم نظارہ اس کے سامنے تھا اس لئے اے نوجوان عزیز! اپنی جوانی کی قدر کر اور ابھی سے اپنے اللہ کو راضی کرنے کی کوشش کرتا کہ خدا تعالیٰ تیرے بڑھاپے پر رحم کھا کر تجھے عافیت کے ساتھ اپنے پاؤں پر کھڑا رکھے۔

☆ ملت کے نوجوانو! خوب یاد رکھو اگر تم میں نور ہوگا تو تمہارا نور ہی پھیلے گا اور اگر دل میں ظلمت ہوگی تو ظلمت ہی پھیلے گی اور یاد رکھو! یہ نور کسی انسان کی ذات میں نہیں ہوتا بلکہ نورانی اعمال سے انسان میں نور آتا ہے۔

☆ آپ مسرور ہوں یا مغموم، تکلیف اور تردد سے بچنے کا واحد طریقہ یہ ہے کہ آپ کا کبھی فارغ وقت نہیں ہونا چاہیئے سستی، کاہلی نسوں کو اس طرح کھا جاتی ہے جس طرح لوہے کو زنگ، زندہ آدمی کے لئے بے کاری زندہ درگور ہونا ہوتا ہے، بے کاری تمام تر برائیوں کی جڑ ہے اور خصوصاً نوجوانوں کیلئے تو بے کاری میں تباہیوں کے بہت سے سامان پوشیدہ ہیں یاد رکھئے! وقت روئی کے گالوں کی مانند ہے، عقل وحکمت کے چرخہ میں کات کر اسکے قیمتی پرچہ جات اگر بنائے

گے تو کام میں آجائیں گے ورنہ جہالت کی آندھیاں اسے اڑا کر کہیں کا کہیں پھینک دیں گی۔

☆ شیخ سعدیؒ کا قول ہے کہ صالح نوجوان راہ خدا کا شیر مرد ہے۔اس لئے اگر شیر مرد بننے کی خواہش ہو تو صالح نوجوان کی صفات اپنے اندر پیدا کیجئے۔

☆ ہر نوجوان کیلئے ضروری ہے۔اور اسکی یہ ذمہ داری بھی ہے کہ آج کے اس پر آشوب اور گھمبیر دور میں اصلاح و تعمیر معاشرہ کیلئے ایک نئے بھرپور اور مستحکم عزم کے ساتھ اٹھے اور قومی وملی عزت اور وقار کو بحال کرنے اور اپنے خدا کی بارگاہ میں سرخروئی اور اسکی رضا کے حصول کیلئے ملت کو اسکی اصل منزل سے ہمکنار کرنے کی جہد وجہد میں کسی سے پیچھے نہ رہے۔

وفاداروں میں گرچہ اور لوگوں کا بھی نام آئے
تمہیں آگے رہو ! جب آزمائش کا مقام آئے

پانچواں باب

امت کے چندگمنام نوجوانوں کے عبرت انگیز وسبق آموز واقعات

ایک رئیس نوجوان کا عبرت انگیز واقعہ

محمد بن سماکؒ فرماتے ہیں کہ بنو اُمیہ کے لوگوں میں موسیٰ بن محمد بن سلیمان الہاشمی بہت ہی ناز پروردہ رئیس تھا۔ دل کی خواہشات پوری کرنے میں خواہشات اورلذات کی ہرنوع میں اعلیٰ درجہ پر تھا۔ لڑکے لڑکیوں میں ہروقت منہمک رہتا نہ اس کوکوئی غم تھا نہ فکر۔ خودبھی نہایت ہی حسین چاند کے ٹکڑے کی طرح سے نوجوان تھا۔ اللہ تعالیٰ شانہٗ کی ہرنوع کی دنیوی نعمت اس پر پوری تھی۔ اس کی آمدنی تین لاکھ تین ہزار دینار (اشرفیاں) سالانہ تھی، جوساری کی ساری اسی لہوولعب میں خرچ ہوتی تھی۔ ایک اونچا بالا خانہ تھا جس میں کئی کھڑکیاں تو شارع عام کی طرف کھلی ہوئی تھیں جن پر بیٹھ کر وہ راستہ چلنے والوں کے نظارے کرتا۔ اورکئی کھڑکیاں دوسری جانب باغ کی طرف کھلی ہوئی تھیں جن میں بیٹھ کر وہ باغ کی ہوائیں کھاتا، خوشبوئیں سونگھتا۔ اس بالا خانے میں ایک ہاتھی دانت کا قبہ جو چاندی کی میخوں سے جڑا ہوا تھا اور سونے کا اس پرجھول تھا۔ اس کے اندر ایک تخت تھا جس پر موتیوں کی چادر تھی اور اس ہاشمی کے سرپر موتیوں کا جڑاؤ عمامہ تھا۔ اس قبہ میں اسکے یار احباب جمع رہتے۔ خدام ادب سے پیچھے کھڑے رہتے، سامنے ناچنے گانے والیاں قبہ سے باہر مجتمع رہتیں۔ جب گانا سُننے کو دل چاہتا، وہ ستار کی طرف ایک نظر اُٹھاتا اورسب حاضر ہوجاتیں اور جب بند کرنا چاہتا ہاتھ سے ستار کی طرف اشارہ کر دیتا، گانا بند ہوجاتا۔ رات کو ہمیشہ جب تک نیند نہ آتی یہی شغل رہتا اور جب (شراب کے نشہ سے) اُس کی عقل جاتی رہتی، یاران مجلس اُٹھ کر چلے جاتے، وہ جونسی لڑکی کو چاہتا پکڑ لیتا اور

رات بھر اسکے ساتھ خلوت کرتا۔صبح کو وہ شطرنج چوسر وغیرہ میں مشغول ہو جاتا۔اس کے سامنے کوئی رنج وغم کی بات، کسی کی موت، کسی بیماری کا تذکرہ بالکل نہ آتا،اس کی مجلس میں ہروقت ہنسی اور خوشی کی باتیں، ہنسانے والے قصے اوراس قسم کے تذکرے رہتے۔ ہردن نئی نئی خوشبوئیں جواس زمانے میں کہیں ملتیں وہ روزانہ اس کی مجلس میں آتیں،عمدہ عمدہ خوشبوؤں کے گلدستے وغیرہ حاضر کیئے جاتے۔اسی حالت میں اس کے ستائیس برس گزرے۔ایک رات حسب معمول اپنے قبہ میں تھا،دفعۃً اس کے کان میں ایک ایسی سریلی آواز پڑی جواس کے گانے والوں کی آواز سے بالکل جدا تھی لیکن بڑی دلکش تھی۔ اس کی آواز نے کان میں پڑتے ہی اس کو بے چین سا کردیا۔اپنے گانے والوں کو بند کردیا۔اورقبہ کی کھڑکی سے باہر سر نکال کراس آواز کو سننے لگا۔وہ آواز کبھی کان میں پڑجاتی کبھی بند ہوجاتی۔اس نے اپنے خدام کوحکم دیا کہ یہ آواز جس شخص کی آرہی ہے اس کو پکڑ کے لاؤ شراب کا دور چل رہا تھا۔خدام جلدی سے اس آواز کی طرف دوڑے اوراس آواز کو تلاش کرتے کرتے ایک مسجد میں پہنچے، جہاں ایک جوان، نہایت ضعیف بدن، زرد رنگ، گردن سوکھی ہوئی، ہونٹوں پرخشکی آئی ہوئی، بال پراگندہ، پیٹ کمر سے لگا ہوا، دو ایسی چھوٹی چھوٹی لونگیاں اس کے بدن پر کہ ان سے کم میں بدن نہ ڈھک سکے، مسجد میں کھڑا ہوا اپنے رب کے ساتھ مشغول، تلاوت کررہا، یہ لوگ اس کو پکڑ کر لے گئے، نہ اس سے کچھ کہا نہ بتایا۔ایک دم اس کومسجد سے نکال کروہاں بالاخانے پر لے جاکراس کے سامنے پیش کردیا حضور یہ حاضر ہے۔وہ شراب کے نشے میں کہنے لگا یہ کون شخص ہے۔انھوں نے عرض کیا کہ یہ وہی شخص ہے جس کی آواز آپ نے سنی تھی۔اس نے پوچھا کہ تم اس کوکہاں سے لائے ہو۔وہ کہنے لگے حضور مسجد میں تھا،کھڑا ہوا قرآن شریف پڑھ رہا تھا۔ اس رئیس نے اس فقیر سے پوچھا کہ تم کیا پڑھ رہے تھے۔اس نے اعوذ باللہ پڑھ کر یہ آیتیں بتائیں۔ ﴿اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ ٥ عَلَى الْاَرَآئِكِ يَنظُرُونَ ٥ تعرف في وجوههم نضرة النعيم ٥ يسقون من رحيق مختوم ٥ ختمه مسك ط وفي ذالك فليتنافس المتنافسون ٥ ومزاجه من تسنيم ٥ عينا يشرب بها المقربون ط﴾ (سورۃ تطفیف)

جن کا ترجمہ یہ ہے۔''بیشک نیک لوگ (جنت کی) بڑی نعمتوں میں ہوں گے

مسہریوں پر بیٹھے ہوئے (جنت کے عجائبات) دیکھتے ہوں گے۔اے مخاطب تو ان کے چہروں پر نعمتوں کی شادابی سر سبزی محسوس کرے گا اور ان کے پینے کے لئے خالص شراب سر بمہر جس پر مشک کی مہر ہوگی ملے گی (ایک دوسرے پر) حرص کرنے والوں پر ایسی ہی چیزوں میں حرص کرنا چاہئے (کہ یہ نعمتیں کس کو زیادہ ملتی ہیں اور ان کا ملنا اعمال کی وجہ سے ہوتا ہے اس لئے ان اعمال میں حرص کرنا چاہئے جن سے یہ نعمتیں حاصل ہوں) اور اس شراب کی آمیزش تسنیم کے پانی سے ہوگی (شراب میں کوئی چیز ملائی جاتی ہے تو اس سے اس کا جوش زیادہ ہوتا ہے اور وہ تسنیم جنت کا) ایک ایسا چشمہ ہے جس سے مقرب لوگ پانی پیتے ہیں (یعنی اس چشمہ کا پانی مقرب لوگوں کو تو خالص ملے گا اور نیک لوگوں کے شراب میں اس میں سے تھوڑا سا ملا دیا جائے گا)۔اس کے بعد اس فقیر نے کہا۔ارے دھوکے میں پڑے ہوئے تیرے اس محل کو، تیرے اس بالا خانے کو، تیرے ان فرشوں کو ان سے کیا مناسبت۔وہ بڑی اونچی مسہریاں ہیں جن پر فرش بچھے ہوئے ہیں ،ایسے فرش جو بہت بلند ہیں۔ان کے اُستر دبیز ریشم کے ہوں گے۔وہ لوگ سبز مُشجّر اور عجیب وغریب کپڑوں پر تکیہ لگائے ہونگے۔اللہ کا ولی ان مسہریوں پر سے ایسے دو چشموں کو دیکھے گا جو دو باغوں میں جاری ہونگے۔ان دونوں باغوں میں ہر قسم کے میوں کی دو دو قسمیں ہوں گی (کہ ایک ہی قسم کے میوے کے دو مزے ہوں گے۔وہ میوے نہ تو ختم ہوں گے نہ انکی کچھ روک ٹوک ہوگی (جیسا دنیا میں باغ والے توڑنے سے روکتے ہیں۔وہ لوگ پسندیدہ زندگی میں بہت بلند مقام پر جنت میں ہوں گے۔ایسے عالی مقام جنت میں ہوں گے جہاں کوئی لغو بات نہ سنیں گے اس میں بہتے ہوئے چشمے ہوں گے اور اس میں اونچے اونچے تخت بچھے ہوں گے اور آبخورے رکھے ہوئے ہوں گے اور برابر گدے لگے ہوئے ہوں گے اور سب طرف قالین ہی قالین پھیلے ہوئے پڑے ہوں گے (کہ جہاں چاہے بیٹھیں ساری ہی جگہ صدر نشین ہے)۔وہ لوگ سایوں اور چشموں میں رہتے ہوں گے۔اس جنت کے پھل ہمیشہ رہنے والے ہوں گے (کبھی ختم نہ ہوں گے) اس کا سایہ ہمیشہ رہنے والا ہوگا۔یہ تو انجام ہے متقی لوگوں کا اور کافروں کا انجام دوزخ ہے۔وہ کیسی سخت آگ ہوگی (اللہ تعالیٰ ہی محفوظ رکھے) بیشک مجرم لوگ جہنم کے عذاب میں ہمیشہ رہیں گے۔وہ عذاب کسی وقت بھی ان سے ہلکا نہ کیا جائے گا اور وہ لوگ اسمیں مایوس

پڑے رہیں گے۔ بیشک مجرم لوگ بڑی گمراہی اور (حماقت کے) جنون میں پڑے ہوئے ہیں (ان کو اپنی حماقت اس دن معلوم ہوگی) جس دم منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں پھینک دیئے جائیں گے (اوران سے کہا جائے گا کہ) دوزخ کی آگ لگنے کا (اس میں جلنے کا) مزہ چکھو۔ وہ لوگ آگ میں اور کھولتے ہوئے پانی میں اور کالے دھوئیں کے سایہ میں ہوں گے۔ مجرم آدمی اس بات کی تمنا کرے گا کہ اس دن کے عذاب سے چھوٹنے کے لئے اپنے بیٹوں کو، بیوی کو، بھائی کو اور سارے کنبہ کو جن میں وہ رہتا تھا اور تمام روئے زمین کے آدمیوں کو اپنے فدیہ میں دے دے، پر کسی طرح عذاب سے بچ جائے۔ لیکن یہ ہرگز ہرگز نہ ہوگا۔ وہ آگ ایسی شعلہ والی ہے کہ بدن کی کھال تک اتار دیگی، اور وہ آگ ایسے شخص کو خود بلاویگی جس نے (دنیا میں حق سے) پیٹھ پھیری ہوگی، اور (اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے) بے رخی کی ہوگی اور (ناحق) مال جمع کیا ہوگا اور اس کو اٹھا کر حفاظت سے رکھا ہوگا۔ یہ شخص نہایت سخت مشقت میں ہوگا اور نہایت سخت عذاب میں اور اللہ تعالیٰ شانہ کے غصہ میں ہوگا اور یہ لوگ اس عذاب سے کبھی نکلنے والے نہیں ہوں گے (غرض اس طرح اس کلام میں اس فقیر نے جنت اور دوزخ کی بہت سی آیات کی طرف اشارہ کیا۔ (پوری آیات مترجم قرآن شریف سے دیکھی جاسکتی ہیں)۔

وہ ہاشمی رئیس فقیر کا کلام سن کر اپنی جگہ سے اٹھا اور فقیر سے معانقہ کیا اور خوب چلاّ کر رویا، اور اپنے سب اہل مجلس کو کہدیا کہ تم سب چلے جاؤ اور فقیر کو ساتھ لے کر صحن میں چلا گیا اور ایک بوریئے پر بیٹھ گیا اور اپنی جوانی پر نوحہ کرتا رہا اپنی حالت پر روتا رہا، اور فقیر اسکو نصیحت کرتا رہا، یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔ اس نے اپنے سب گناہوں سے اول فقیر کے سامنے توبہ کی اور اللہ تعالیٰ شانہ سے عہد کیا کہ آئندہ کبھی کوئی گناہ نہ کرے گا۔ پھر دوبارہ دن میں سارے مجمع کے سامنے توبہ کی اور مسجد کا کونہ سنبھال کر اللہ تعالیٰ شانہ کی عبادت میں مشغول ہوگیا اور اپنا وہ سارا ساز وسامان، مال ومتاع سب فروخت کر کے صدقہ کردیا اور تمام نوکروں کو موقوف کردیا۔ اور جتنی چیزیں ظلم وستم سے لی تھیں سب اہل حقوق کو واپس کیں۔ غلام اور باندیوں میں سے بہت سے آزاد کیئے اور بہت سے فروخت کر کے ان کی قیمت صدقہ کردی، اور موٹا لباس اور جو کی روٹی اختیار کی تمام رات نماز پڑھتا دن کو روزہ رکھتا۔ حتی کہ نیک لوگ اور بزرگ اس کے پاس اس کی زیارت کو آنے لگے اور اتنا مجاہدہ

اس نے شروع کر دیا کہ لوگ اس کو اپنے حال پر رحم کھانے کی اور مشقت میں کمی کرنے کی فرمائش کرتے اور اس کو سمجھاتے کہ حق تعالیٰ شانہ نہایت کریم ہیں اور تھوڑی محنت پر بہت زیادہ اجر عطا فرماتے ہیں، مگر وہ کہتا دوستو میرا حال مجھ ہی کو معلوم ہے میں نے اپنے مولیٰ کی دن رات نافرمانیاں کی ہیں۔ بڑے سخت سخت گناہ کیئے ہیں، یہ کہہ کر رونے لگتا اور خوب روتا اسی حالت میں ننگے پاؤں پیدل حج کو گیا۔ ایک موٹا کپڑا بدن پر تھا۔ ایک پیالہ اور ایک تھیلا صرف ساتھ تھا۔ اسی حالت میں مکہ مکرمہ پہنچا اور حج کے بعد وہیں قیام کر لیا۔ وہیں انتقال ہوا۔ رحمہ اللہ رحمۃً واسعۃً۔ مکہ کے قیام میں رات کو حطیم میں جا کر خوب روتا اور گڑگڑاتا، اور کہتا کہ میرے مولیٰ میری کتنی خلوتیں ایسی گزر گئیں جن میں میں نے تیرا خیال بھی نہ کیا۔ میں نے کتنے بڑے بڑے گناہوں سے تیرا مقابلہ کیا۔ میرے مولیٰ میری نیکیاں ساری جاتی رہیں (کہ کچھ بھی نہ کمایا) اور میرے گناہ میرے ساتھ رہ گئے۔ ہلاکت ہے میرے لئے اس دن جس دن تجھ سے ملاقات ہوگی (یعنی مرنے کے بعد) میری ہلاکت پر ہلاکت ہے یعنی بہت زیادہ ہلاکت ہے اس دن جس دن میرے اعمال نامے کھولے جائیں گے، آہ میری رسوائیوں سے بھرے ہوئے ہوں گے، وہ میرے گناہوں سے پُر ہوں گے بلکہ تیری ناراضی سے مجھ پر ہلاکت اتر چکی ہے اور تیرا عتاب مجھ پر ہلاکت ہے جو تیرے ان احسانوں پر ہوگا، جو ہمیشہ تو نے مجھ پر کئے، اور تیری ان نعمتوں پر ہوگا جن کا ہمیشہ میں نے گناہوں سے مقابلہ کیا اور تو میری ساری حرکتوں کو دیکھ رہا تھا۔ میرے آقا تیرے سوا میرا کونسا ٹھکانہ ہے جہاں بھاگ کر چلا جاؤں۔ تیرے سوا کون شخص ایسا ہے جس سے التجا کروں۔ تیرے سوا کون ہے جس پر کسی قسم کا بھروسہ کروں۔ میرے آقا میں اس قابل ہرگز نہیں ہوں کہ تجھ سے جنت کا سوال کروں، البتہ محض تیرے کرم سے، تیری عطا سے، تیرے فضل سے اس کی تمنا کرتا ہوں کہ تو مجھ پر رحم فرما دے اور میرے گناہ معاف کر دے۔ **فَاِنَّکَ اَھْلُ التَّقْوٰی وَاَھْلُ الْمَغْفِرَۃ۔**

(بحوالہ کتاب التوابین وفضائل صدقات)

ہارون الرشید کے نوجوان بیٹے کا عجیب اور سبق آموز واقعہ

ہارون الرشید کا ایک بیٹا تھا جس کی عمر تقریباً سولہ سال کی تھی وہ بہت کثرت سے زاہدوں اور بزرگوں کی مجلس میں رہا کرتا تھا اور اکثر قبرستان چلا جاتا وہاں جا کر کہتا کہ تم

لوگ ہم سے پہلے دنیا میں موجود تھے۔ دنیا کے مالک تھے لیکن اس دنیا نے تمہیں اجازت نہ دی حتی کہ تم قبروں میں پہنچ گئے۔ کاش مجھے کسی طرح خبر ہوتی کہ تم پر کیا گزر رہی ہے اور تم سے کیا کیا سوال و جواب ہوئے ہیں اور اکثر یہ شعر پڑھا کرتا۔ مجھے جنازے ہر دن ڈراتے ہیں اور مرنے والوں پر رونے والیوں کی آوازیں مجھے غمگین رکھتی ہیں۔

ایک دن وہ اپنے باپ (بادشاہ) کی مجلس میں آیا اس کے پاس وزراء امراء سب جمع تھے اور لڑکے کے بدن پر ایک کپڑا معمولی اور سر پر ایک لنگی بندی ہوئی تھی۔ اراکین سلطنت آپس میں کہنے لگے کہ اس پاگل لڑکے کی حرکتوں نے امیر المؤمنین کو دوسرے بادشاہوں کی نگاہ میں ذلیل کر دیا ہے! اگر امیر المؤمنین اس کو تنبیہ کر دے تو شاید یہ اپنی اس حالت سے باز آ جائے۔ امیر المؤمنین نے یہ بات سن کر اس سے کہا کہ بیٹا تو نے مجھے لوگوں کی نگاہ میں ذلیل کر رکھا ہے۔ یہ بات سن کر باپ کو تو کوئی جواب نہیں دیا، لیکن ایک پرندہ وہاں بیٹھا تھا اس کو کہا کہ اس ذات کے واسطے کہ جس نے تجھے پیدا کیا تو میرے ہاتھ پر آ کر بیٹھ جا وہ پرندہ وہاں سے اُڑ کر اس کے ہاتھ پر آ کر بیٹھ گیا پھر کہا کہ اب اپنی جگہ چلا جا۔ وہ ہاتھ پر سے اڑ کر اپنی جگہ پر چلا گیا۔ اس کے بعد اس نے عرض کیا کہ ابا جان اصل میں آپ دنیا سے جو محبت کر رہے ہیں، اس نے مجھے رسوا کر رکھا ہے۔ اب میں نے یہ ارادہ کر لیا ہے کہ آپ سے جدائی اختیار کر لوں۔ یہ کہہ کر وہاں سے چل دیا اور ایک قرآن شریف صرف اپنے ساتھ لیا۔ چلتے ہوئے ماں نے ایک بہت قیمتی انگوٹھی بھی اس کو دے دی (کہ احتیاج کے وقت اس کو فروخت کر کے کام میں لائے) وہ یہاں سے چل کر بصرہ پہنچ گیا اور مزدوروں میں کام کرنے لگا۔ ہفتہ میں صرف ایک دن ہفتے کو مزدوری کرتا اور آٹھ دن تک اس مزدوری کے پیسے خرچ کرتا اور آٹھویں دن پھر ہفتہ کو مزدوری کر لیتا اور ایک درہم اور ایک دانق (یعنی درہم کا چھٹا حصہ) مزدوری لیتا۔ اس سے کم یا زیادہ نہ لیتا۔ ایک دانق روزانہ خرچ کرتا۔ ابو عامر بصریؒ کہتے ہیں کہ میری ایک دیوار گر گئی تھی۔ اس کو بنوانے کے لئے میں کسی معمار کی تلاش میں نکلا (کسی نے بتایا ہوگا کہ یہ شخص بھی تعمیر کا کام کرتا ہے) میں نے دیکھا کہ نہایت خوبصورت لڑکا بیٹھا ہے ایک زنبیل پاس رکھی ہے اور قرآن شریف دیکھ کر پڑھ رہا ہے۔ میں نے اس سے پوچھا کہ لڑکے مزدوری کرو گے؟ کہنے لگا کیوں نہیں کریں گے، مزدوری کے لئے تو پیدا ہی ہوئے ہیں۔ آپ

بتائیں کیا خدمت مجھ سے لیتی ہے؟ میں نے کہا گارے مٹی (تعمیر) کا کام لینا ہے۔ اس نے کہا کہ ایک درہم اور ایک دانق مزدوری ہوگی اور نماز کے اوقات میں کام نہیں کروں گا مجھے نماز کے لئے جانا ہوگا۔ میں نے اس کی دونوں شرطیں منظور کر لی اور اس کو لا کر کام پر لگا دیا۔ مغرب کے وقت جب میں نے دیکھا تو اس نے دس آدمیوں کے بقدر کام کیا۔ میں نے اس کو مزدوری میں دو درہم دیئے۔ اس نے شرط سے زائد لینے سے انکار کر دیا اور ایک درہم اور ایک دانق لے کر چلا گیا دوسرے دن پھر اس کی تلاش میں نکلا۔ وہ مجھے کہیں نہیں ملا۔ میں نے لوگوں سے تحقیق کیا کہ ایسی ایسی صورت کا ایک لڑکا مزدوری کرتا ہے کسی کو معلوم ہے کہ وہ کہاں ملے گا؟ لوگوں نے بتایا کہ وہ صرف ہفتہ کے دن مزدوری کرتا ہے اس سے پہلے تمہیں کہیں نہیں ملے گا۔ مجھے اس کے کام کو دیکھ کر ایسی رغبت ہوئی کہ میں نے آٹھ دن تک تعمیر بند کر دی اور ہفتہ کے دن اس کی تلاش میں نکلا۔ وہ اسی طرح بیٹھا قرآن شریف پڑھتا ہوا ملا۔ میں نے سلام کیا اور مزدوری کرنے کو پوچھا اس نے وہی پہلی دونوں شرطیں بیان کیں، میں نے منظور کر لیں، وہ میرے ساتھ آ کر کام میں لگ گیا۔ مجھے اس پر حیرت ہو رہی تھی کہ پچھلے ہفتہ کے دن کو اس نے اکیلے دس آدمیوں کا کام کس طرح کر لیا۔ اس لئے میں نے ایسی طرح چھپ کر کہ وہ مجھے نہ دیکھے اس کے کام کرنے کا طریقہ دیکھا تو یہ منظر دیکھا کہ وہ ہاتھ میں گارا لے کر دیوار پر ڈالتا ہے اور پتھر اپنے آپ ہی ایک دوسرے سے جڑتے چلے جاتے ہیں۔ مجھے یقین ہو گیا کہ یہ کوئی اللہ کا ولی ہے اور اللہ کے اولیاء کی غیب سے مدد ہوتی ہی ہے جب شام ہوئی تو میں نے اس کو تین درہم دینا چاہے۔ لیکن اس نے انکار کر دیا کہ میں اتنے درہم کا کیا کروں گا اور ایک درہم اور ایک دانق لے کر چلا گیا۔ میں نے ایک ہفتہ پھر انتظار کیا اور تیسرے ہفتہ کو میں پھر اس کی تلاش میں نکلا۔ مگر وہ مجھے نہ ملا۔ میں نے لوگوں سے تحقیق کیا تو ایک شخص نے بتایا کہ وہ تین دن سے بیمار ہے فلاں ویرانہ جنگل میں پڑا ہے۔ میں نے ایک شخص کو اجرت دے کر اس پر راضی کیا کہ وہ مجھے اس جنگل میں پہنچا دے۔ وہ مجھے ساتھ لیکر اس جنگل ویران میں پہنچا، تو میں نے دیکھا کہ وہ بیہوش پڑا ہے۔ آدھی اینٹ کا ٹکڑا سر کے نیچے رکھا ہوا ہے۔ میں نے اس کو سلام کیا، اس نے جواب نہ دیا۔ میں نے دوسری مرتبہ سلام کیا تو اس نے (آنکھ کھولی اور) اور مجھے پہچان لیا۔ میں نے جلدی سے

اس کا سر اینٹ پر سے اٹھا کر اپنی گود میں رکھ لیا۔ اس نے سر ہٹا لیا اور کہا:
میرے دوست دنیا کی نعمتوں سے دھوکہ میں نہ پڑ۔ عمر ختم ہوتی جارہی ہے اور نعمتیں سب ختم ہو جائیں گی۔ جب تو کوئی جنازہ لیکر قبرستان میں جائے تو یہ سوچتا رہا کر کہ تیرا بھی ایک دن اسی طرح جنازہ اٹھایا جائے گا۔

اس کے بعد اس نے مجھ سے کہا کہ ابو عامر جب میری روح نکل جائے تو مجھے نہلا کر میرے اسی کپڑے میں مجھے کفن دے دینا۔ میں نے کہا میرے محبوب اس میں کیا حرج ہے کہ میں تیرے کفن کے لئے نئے کپڑے لے آؤں۔ اس نے جواب دیا کہ نئے کپڑوں کے لئے زندہ لوگ زیادہ مستحق ہیں (یہ جواب حضرت ابوبکر صدیقؓ کا جواب ہے انہوں نے بھی اپنے وصال کے وقت یہی فرمائش کی تھی کہ میری انہیں چادروں میں کفن دے دینا اور جب ان سے نئے کپڑے کی اجازت چاہی گئی، تو انہوں نے یہی جواب دیا تھا) لڑکے نے کہا کفن تو (پرانا ہو یا نیا بہر حال) بوسیدہ ہو جائے گا آدمی کے ساتھ تو صرف اس کا عمل ہی رہتا ہے اور یہ میری لنگی اور لوٹا قبر کھودنے والے کو مزدوری میں دے دینا اور یہ انگوٹھی اور قرآن شریف ہارن رشید تک پہنچا دینا اور اس کا خیال رکھنا کہ خود انہیں کے ہاتھ میں دینا اور یہ کہہ کر دینا کہ ایک پردیسی لڑکے کی یہ میرے پاس امانت ہے اور وہ آپ سے یہ کہہ گیا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ اسی غفلت اور دھوکہ کی حالت میں آپ کی موت آجائے۔ یہ کہہ کر اس کی روح نکل گئی۔ اس وقت مجھے معلوم ہوا کہ یہ لڑکا شہزادہ تھا۔ اس کے انتقال کے بعد اس کی وصیت کے موافق میں نے اس کو دفن کر دیا اور دونوں چیزیں گورکن کو دے دیں اور قرآن پاک اور انگوٹھی لے کر بغداد پہنچا اور قصر شاہی کے قریب پہنچا تو بادشاہ کی سواری نکل رہی تھی۔ میں ایک اونچی جگہ کھڑا ہو گیا۔ اول ایک بہت بڑا لشکر نکلا جس میں تقریبا ایک ہزار گھوڑے سوار تھے۔ اسی طرح یکے بعد دیگر دس لشکر نکلے۔ دسویں جتھے میں خود امیر المومنین بھی تھے میں نے زور سے آواز دے کر کہا اے امیر المؤمنین آپکو حضور اقدس کی قرابت داری کا واسطہ ذرا سا توقف کر لیجئے۔ میری آواز پر انہوں نے مجھے دیکھا تو میں نے جلدی سے آگے بڑھ کر کہا کہ میرے پاس ایک پردیسی لڑکے کی یہ امانت ہے جس نے مجھے یہ وصیت کی تھی کہ یہ دونوں چیزیں آپ تک پہنچا دوں۔ بادشاہ نے ان کو دیکھ کر (پہچان لیا) تھوڑی دیر سر جھکایا ان کی آنکھوں میں آنسو جاری ہو گئے اور ایک دربان سے

کہا کہ اس آدمی کو اپنے پاس رکھو۔جب میں واپسی پر بلاؤں تو میرے پاس پہنچا دینا۔جب باہر سے مکان پر واپسی پر پہنچے، تو محل کے پردے گروا کر دربان سے فرمایا۔اس شخص کو بلا کر لاؤ اگرچہ وہ میرا غم تازہ ہی کرے گا۔دربان میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ امیر المؤمنین نے بلایا ہے اور اس کا خیال رکھنا کہ امیر پر صدمہ کا بہت اثر ہے۔اگر تم دس باتیں کرنا چاہتے ہو، تو پانچ ہی پر اکتفا کرنا۔یہ کہہ کر وہ مجھے امیر کے پاس لے گیا۔اس وقت امیر بالکل تنہا بیٹھے تھے۔مجھ سے فرمایا کہ میرے قریب آجاؤ۔میں قریب جا کر بیٹھ گیا۔کہنے لگے تم میرے اس بیٹے کو جانتے ہو میں نے کہا جی ہاں جانتا ہوں۔کہنے لگے وہ کیا کام کرتا تھا۔میں نے کہا گارے مٹی کی مزدوری کرتے تھے۔کہنے لگے تم نے بھی مزدوری پر کوئی کام اس سے کرایا تھا؟ میں نے کہا کرایا ہے۔کہنے لگے کہ تم کو اس کا خیال نہ آیا کہ اس کی نبی اکرم ﷺ سے قرابت تھی (کہ یہ حضور ﷺ کے چچا حضرت عباسؓ کی اولاد میں ہیں) میں نے کہا امیر المؤمنین پہلے اللہ جل شانہ سے معذرت چاہتا ہوں اس کے بعد آپ سے عذر خواہ ہوں مجھے اس وقت اس کا علم ہی نہ تھا کہ یہ کون ہے؟ مجھے ان کے انتقال کے وقت ان کا حال معلوم ہوا۔کہنے لگے کہ تم نے اپنے ہاتھ سے اس کو غسل دیا۔میں نے کہا جی ہاں۔کہنے لگے اپنا ہاتھ لاؤ۔میرا ہاتھ لے کر اپنے سینے پر رکھ دیا اور چند شعر پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے:

اے وہ مسافر جس پر میرا دل پگھل رہا ہے اور میری آنکھیں اس پر آنسو بہا رہی ہیں۔ اے وہ شخص جس کا مکان (قبر) دور ہے، لیکن اس کا غم میرے قریب۔بیشک موت ہر اچھے سے اچھے عیش کو مکدر کر دیتی ہے۔وہ مسافر ایک چاند کا ٹکڑا تھا (یعنی اس کا چہرہ) جو خالص چاندی کی ٹہنی پر تھا (یعنی اس کے بدن پر) پس چاند کا ٹکڑا بھی قبر میں پہنچ گیا اور چاندی کی ٹہنی بھی قبر میں پہنچ گئی۔

اس کے بعد ہارون الرشید نے بصرہ اس کے قبر پر جانے کا ارادہ کیا۔ابو عامر ساتھ تھے اس کی قبر پر پہنچ کر ہارون الرشید نے چند شعر پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے:

اے وہ مسافر جو اپنے سفر سے کبھی بھی نہ لوٹے گا۔موت نے کم عمری کے زمانے میں اس کو جلدی سے اچک لیا۔اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک تو میرے لئے انس اور دل کا چین تھا۔لمبی راتوں میں بھی اور مختصر راتوں میں بھی تو نے موت کا وہ پیالہ پیا ہے جس کو عنقریب

تیرا بوڑھا باپ بڑھاپے کی حالت میں پیئے گا بلکہ دنیا کا ہر آدمی اس کو پیئے گا چاہے وہ جنگل کا رہنے والا ہو یا شہر کا رہنے والا۔ پس سب تعریفیں اسی وحدہ لاشریک کے لئے جس کی لکھی ہوئی تقدیر کے یہ کرشمے ہیں۔ ابو عامر کہتے ہیں کہ اس کے بعد جورات آئی تو میں اپنے وظائف پورے کر کے لیٹا ہی تھا کہ میں نے خواب میں ایک نور کا قبہ دیکھا جس کے اوپر نور ہی نور پھیل رہا ہے۔ اس نور کے ابر میں سے اس لڑکے نے مجھے آواز دے کر کہا ابو عامر تمہیں حق تعالیٰ شانہ جزائے خیر عطا فرمائے (تم نے میری تجہیز تکفین اور میری وصیت پوری کی) میں نے اس سے پوچھا کہ میرے پیارے تیرا کیا حال گزرا۔ کہنے لگا کہ میں ایسے مولیٰ کی طرف پہنچا ہوں جو بہت کریم ہے اور مجھ سے بہت راضی ہے مجھے اس مالک نے وہ چیزیں عطا کیں جو کبھی نہ کسی آنکھ نے دیکھیں، نہ کان نے سنی نہ کسی کے دل پر اس کا خیال گزرا۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ تورات میں لکھا ہے حق تعالیٰ شانہ نے ان لوگوں کے لئے جن کے پہلورات کے خواب گاہوں سے دور رہتے ہیں (یعنی تہجد گزاروں کیلئے) وہ چیزیں تیار کر رکھی ہیں جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کان نے سنا نہ کسی آدمی کے دل پر اس کا خیال گزرا، نہ ان کو کوئی مقرب فرشتہ جانتا ہے نہ کوئی نبی رسول جانتا ہے اور یہ مضمون قرآن پاک میں بھی ہے ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ أُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ﴾ (سورۃ سجدہ ع ۲)

کسی شخص کو خبر نہیں جو جو آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان ایسے لوگوں کے لیے خزانہ غیب میں موجود ہے اس کے بعد اس لڑکے نے کہا کہ حق تعالیٰ شانہ نے قسم کھا کر فرمایا ہے کہ جو بھی دنیا سے اس طرح نکل آئے جیسا میں نکل آیا اس کے لئے یہی اعزاز واکرام ہیں جو میرے لئے ہوئے۔

صاحب روض کہتے ہیں کہ یہ سارا قصہ مجھے اور طریقے سے بھی پہنچا ہے اس میں یہ بھی ہے کہ کسی شخص نے ہارون الرشید سے اس لڑکے کے متعلق سوال کیا، تو انھوں نے بتایا کہ میرے بادشاہ ہونے سے پہلے یہ لڑکا پیدا ہوا تھا۔ بہت اچھی تربیت پائی تھی، قرآن پاک بھی پڑھا تھا اور علوم بھی پڑھے تھے جب میں بادشاہ بن گیا تو یہ مجھے چھوڑ کر چلا گیا تھا۔ میری دنیا سے اس نے کوئی راحت نہ اٹھائی۔ چلتے وقت میں نے ہی اس کی ماں سے کہا تھا کہ اس

کو یہ انگوٹھی دے دے۔اس انگوٹھی کا یاقوت بہت زیادہ قیمتی تھا مگر وہ اس کو بھی کام میں نہ لایا۔ مرتے وقت واپس کر گیا۔ یہ لڑکا اپنی والدہ کا بڑا فرمانبردار تھا۔(بحوالہ موت کا منظر)

واقعہ میں سبق آموز باتیں

ویسے تو یہ تمام واقعہ ہی سبق آموز اور عبرت کا مرقع ہے، مگر اس واقعہ سے چند سبق آموز باتیں جو ناچیز کے ذہن میں آئیں پیش کرتا ہوں:۔

پہلی بات

شہزادے کو اللہ تعالیٰ نے بڑے انعامات سے نوازا تھا، یہ انعام خداوندی ہی تھا کہ انھوں نے شاہی محل پر بیٹھے ہوئے جانور سے کہا کہ خدا کے حکم سے میرے ہاتھ پر آکے بیٹھ جا، وہ آکر بیٹھ گیا، اس سے معلوم ہوا کہ یہ اللہ کے خاص بندوں میں سے تھے، اور انھوں نے اپنی نفسانی خواہشات کو خیر باد کہہ رکھا تھا جس کی وجہ سے جانور بھی ان کے تابع حکم ہو جاتے تھے۔

چنانچہ اس کی زندہ مثال ان کا یہ واقعہ ہے کہ جب یہ کمبل کا کرتہ اور لونگی سر پر باندھے پہنے ہوئے دربار شاہی میں داخل ہوئے تو تمام حاضرین نے نظر حقارت سے دیکھا، باپ نے نصیحت کی اور کہا، تو ایسے ایسے لباس پہن کر میری رسوائی اور جگ ہنسائی کرا رکھی ہے، میرے پاس اعلیٰ سے اعلیٰ کپڑے ہیں وہ تیرے لئے نہیں تو کس کے لئے ہیں؟ شہزادے نے باپ کو ایسا حیران کن جواب دیا کہ لوگ منہ تکتے رہ گئے، کہ ''مجھ سے دنیادار نفرت کرتے ہیں لیکن آپ کی طرف تو جانور بھی توجہ نہیں کرتے'' سچ ہے حضور سرور کائنات ﷺ کا فرمان: ''مَنْ كَانَ لِلّٰهِ كَانَ اللّٰهُ لَهٗ'' جو اللہ کا ہو جاتا ہے اللہ اس کا ہو جاتا ہے۔

اس لئے سمجھدار انسان وہ ہے جو دنیا کی چند روزہ زندگی میں پھنس کر آخرت کو نہ بھلائے، اس واقعہ میں ہمارے لئے بڑا سبق یہ ہے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ سے تعلق رکھنا چاہئے اور یہ خیال نہ کرنا چاہئے کہ دنیا والے اچھا کہتے ہیں یا بُرا؟

مرد حقانی کی پیشانی کا نور
کب چھپا رہتا ہے پیش ذی شعور

دوسری بات

یہی وجہ ہے کہ انھوں نے دنیا کی بادشاہت کولات مار کر باطنی حکومت اختیار فرمائی، اور محنت ومزدوری کر کے گذر بسر کرنے کو ترجیح دی، جیسا کہ ابو عامر بصری نے ان کا واقعہ تفصیل سے بیان فرمایا ہے، اس واقعہ میں کئی باتیں سبق آموز ہیں، ابو عامر نے پوچھا، کیا آپ مزدوری کریں گے؟ تو انھوں نے کتنا دانشمندانہ جواب دیا، ہم تو کام کرنے کے لیے پیدا ہوئے ہیں یعنی اللہ نے بے کار پیدا نہیں فرمایا، یہ نہیں کہ آدمی دوسرے پر بوجھ بن جائے بلکہ دوسرے کا بوجھ ہلکا کرے، چنانچہ انھوں نے دو شرطوں پر ابو عامر سے مزدوری کرنا طے کیا، پہلی شرط نماز کے وقت کام چھوڑ کر چلا جاؤں گا، دوسری شرط طے شدہ مزدوری سے نہ کم لوں گا نہ زیادہ۔ ان دونوں شرطوں پر مسلمان غور کریں، کتنے مسلمان ہیں جو وقت پر نماز پڑھتے ہیں، پھر مزدور پیشہ حضرات غور کریں، کہ نماز پڑھنا تو بہت بڑی بات ہے نماز کے تصور سے ذہن ہی خالی ہیں، کم اللہ کے بندے ایسے ہوتے ہیں جو نماز کا خیال رکھتے ہیں۔

رہا مزدوری کا مسئلہ تو وہ بھی ایسا ہوگیا ہے کہ سن کر آدمی کہ ہوش وحواس گم ہو جاتے ہیں، اور منہ سے جو چاہا مزدوری مانگ لیتے ہیں، حیرانی ہوتی ہے کہ دنیا کہاں سے کہاں پہنچ گئی ہے، یہی وجہ ہے کہ اتنا کمانے کے باوجود بھی مزدور پریشان رہتا ہے، اور کمائی میں بے برکتی کہ شکوے شکایات کرتے ہیں، ایک یہ شہزادے تھے کہ ابو عامر نے ان کے کام سے خوش ہو کر مزدوری زیادہ دینی چاہی تو یہ کہہ کر لینے سے انکار کر دیا میں کیا کروں گا؟ پھر ہفتہ میں صرف ایک دن کام کیا کرتے تھے اور چھ دن یاد خدا میں صرف کیا کرتے تھے۔ آج کی دنیا میں ایسی مثال تلاش سے بھی شاید ہی مل سکے، کاش مسلمان پکے نمازی بن جائیں، سچ بولنے کو اپنا شیوہ بنائیں اور خدا کی یاد سے غافل نہ ہوں، دیانت وامانت سے کام کریں تا کہ برکت اور امن وسکون سے زندگی گزرے۔

تیسری بات

شہزادے سکرات موت میں مبتلا ہیں، ایسی حالت میں ابو عامر مزاج پرسی کے لئے جاتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ ایک پکی اینٹ پر ان کا سر رکھا ہوا ہے، گویا تکیہ کے بجائے

سرہانے اینٹ رکھی ہوئی ہے ،ابوعامر نے ان کا سر اپنی ران پر رکھا تو آنکھ کھول کر منع کردیا،اور کہا میرا سر اینٹ پرہی رکھ دو۔اس حالت میں بھی ابوعامر کوایسی زریں نصیحت کی کہ اگر مسلمان اس کو پیش نظر رہیں تو کبھی دنیا میں دل نہ لگا ئیں اور یاد خدا سے غافل نہ ہوں نصیحت میں فرمایا'' اے میرے دوست! دنیا کی لذتوں کو دیکھ کر دھوکہ نہ کھانا کیونکہ یہ عمر ایک دن ختم ہوجاتی ہے اور دنیا کی نعمتیں یہیں رہ جائیں گی''۔ پھر فرمایا'' جب تو کسی جنازہ کے ساتھ قبرستان جائے تو یہ خیال کر کہ ایک دن مرکر تو بھی قبرستان اسی طرح لے جایا جائے گا''۔

چوتھی بات

وصیت میں یہ فرمایا کہ جب میرا انتقال ہوجائے تو مجھے غسل دے کر میرے جسم کے پرانے کپڑوں کا کفن دے کر دفن کردینا، کیونکہ قبر میں کفن ایک دن ختم ہوجائے گا، قبر میں میت کے کام آنے والی چیز اس کے نیک اعمال ہیں جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنی وفات کے وقت اپنی بیٹی حضرت عائشہ صدیقہؓ سے دریانت فرمایا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کو کتنے کپڑوں میں کفنایا گیا تھا ؟ توانھوں نے جواب دیا'' تین کپڑوں میں'' حضرت ابوبکرؓ اس وقت دو پھٹے پرانے کپڑے پہنے ہوئے تھے ان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا '' تو بس میرے جسم کے ان دونوں کپڑوں کے ساتھ تیسرا کپڑا بازار سے خرید کر مجھ کو کفن دیدینا، یہ سن کر عائشہ صدیقہؓ نے کہا! ابا جان ہم تینوں نئے کپڑے بازار سے خرید سکتے ہیں'' تو حضرت ابوبکرؓ نے جواب دیا، بیٹی نئے کپڑوں کے زندہ لوگ بنسبت، مردوں کے زیادہ مستحق ہیں'' محترم قارئین! غور کریں شہزادہ ہارون اور صدیق اکبرؓ کی وصیت میں کتنی مماثلت ہے ،اللہ والوں کے کام رضائے مولیٰ کے لئے ہوتے ہیں ۔اس واقعہ میں سمجھدار آدمی کے لئے بڑی سبق آموز باتیں ہیں۔

(بحوالہ راہ نجات)

تین نوجوان بھائیوں کا عجیب قصہ

صدقہ بن مرداس نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ انطاکیہ کے مضافات میں میں نے ایک اونچی جگہ پر تین قبریں دیکھیں ان میں ایک پر یہ شعر لکھا تھا۔

۱۔ زندگی سے وہ شخص کیا لذت حاصل کرسکتا ہے جو یہ جانتا ہو کہ خداوند عالم اس سے ضرور باز پرس کرے گا۔

۲۔ اور اس سے بندوں کے ساتھ کی جانے والی ناانصافیوں کا بدلہ لے گا اور جو بھلائیاں اس نے کی ہیں اس کی جزاء دے گا۔

دوسری قبر پر لکھا تھا:

۱۔ کیا لذت پائے گا وہ جو یقین رکھتا ہو اس بات پر کہ اس پر موت اچانک آ ہی جائے گی۔

۲۔ اس کی ساری بڑائی اور ملک چھین لے گی اور اس گھر میں ملائے گی جس کا وہ مستحق ہے۔

تیسری قبر پر لکھا تھا:

۱۔ کیسے مزے لوٹے گا وہ جس کا رخ ایسی منزل کی طرف ہے کہ جس پر اترنا جوانوں کو بوڑھا کر دیتا ہے۔

۲۔ جو چہرے کے نقوش کو بہت جلد مٹا دیتا ہے اور جس کے جوڑ بوسیدہ ہو جائیں گے۔

یہ تینوں قبریں ایک صف میں کوہان کی شکل میں بنی ہوئی تھیں۔ راوی کہتا ہے کہ میں ایک بوڑھے کے پاس جا کر بیٹھ گیا۔ اور اس سے کہا: میں نے تمہاری بستی میں ایک عجیب بات دیکھی۔ اس نے کہا کیا دیکھا؟ میں نے واقعہ بیان کیا اس بوڑھے شخص نے کہا کہ ان کا قصہ اس سے زیادہ تعجب خیز ہے جو تم نے ان کی قبروں پر دیکھا۔ میں نے کہا سناؤ کیا ہے۔

اس نے کہا یہ تین بھائی تھے ان میں سے ایک بڑا عہدیدار تھا جو بادشاہ کے ساتھ رہتا تھا اور شہروں اور لشکروں کے انتظام پر مامور تھا دوسرا ایک مال دار تاجر تھا وہ بھی بادشاہ کے خاص لوگوں میں سے تھا تیسرا ایک عبادت گذار شخص تھا جو عبادت کے لئے اپنے آپ کو فارغ کیئے ہوئے تھا۔

اس عبادت گذار کی موت قریب آئی تو اس کے بھائی اس کے پاس جمع ہو گئے اور وہ سلطان کا مصاحب ہمارے علاقوں کا والی تھا عبدالملک بن مروان نے اس کو والی بنایا تھا اور وہ ایک ظالم جابر اور لٹیرا تھا یہ دونوں اپنے عابد بھائی کے پاس آئے جب اس کا آخری

وقت تھا دونوں نے اس عابد سے کہا کہ کچھ وصیت کرلو اس نے کہا اللہ کی قسم میرا کوئی مال نہیں ہے تا کہ میں کچھ وصیت کروں نہ میرا کسی پر قرض ہے جس کے لینے کی وصیت کروں اور میں نے دنیا میں کوئی چیز نہیں چھوڑی جس کے لوٹنے کا اندیشہ ہو۔

عہدیدار بھائی نے کہا! اے میرے بھائی یہ میرا مال تیرے سامنے ہے اس میں جو چاہے کہو اور جو دل چاہے وصیت کرو اس نے رخ پھیر دیا۔

تاجر بھائی نے کہا! میرے بھائی تجھے میری کمائی اور کثرت دولت کا پتہ ہے، شاید تیرے دل میں کسی بھلائی کا ارمان رہ گیا ہو جس کو مال خرچ کیئے بغیر حاصل نہ کیا جا سکتا ہو یہ میرا مال ہے اس میں جو چاہو حکم کرو اس کو پورا کروں گا۔

وہ ان دونوں کی طرف متوجہ ہوا اور کہا مجھے تمہارے مال کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن میں صرف ایک اقرار تم سے لیتا ہوں جس میں تم وعدہ خلافی نہ کرنا۔ انہوں نے کہا وہ کیا ہے؟ اس نے کہا جب میں مر جاؤں تو مجھے غسل دو اور کفن پہنا کر ایک اونچی زمین میں دفن کر دو اور میری قبر پہ لکھ دینا۔

وکیف یلذ العیش من ھو عالم
بان الہ الخلق لابد سائلہ
فیاخذ منہ ظلمہ لعبادہ
ویجزیہ بالخیر الذی ھو فاعلہ

''زندگی سے وہ شخص کیا مزہ لے سکتا ہے جو یہ جانتا ہو کہ خداوند عالم اس سے باز پرس کرے گا اور اس سے بندوں کے ساتھ نا انصافی کا بدلہ لے گا اور نیکیوں کی جزا دے گا''۔

جب یہ کام کر دو تو روزانہ میری قبر پہ آیا کرنا شاید تمہیں نصیحت نصیب ہو انہوں نے اس کی موت کے بعد ایسا ہی کیا اور اس کا عہدیدار بھائی اپنے لشکر کے ساتھ قبر پہ آتا اور اتر کر اشعار پڑھتا اور روتا جب تیسرا دن ہوا تو لشکر کے ساتھ حسب معمول آیا اور اتر کر رونے لگا پھر جب واپسی کا ارادہ کیا تو اس نے قبر کے اندر سے دھڑام کی آواز سنی قریب تھا کہ اس کا دل اس سے پھٹ جاتا چنانچہ وہ گھبراہٹ اور خوف کے ساتھ واپس ہوا۔

جب رات ہوئی تو اس نے اپنے بھائی کو خواب میں دیکھا اور اس سے پوچھا اے میرے بھائی تمہاری قبر سے جو آواز سنی وہ کیا تھی۔ اس نے کہا وہ ہتھوڑے کی آواز تھی مجھے کہا گیا کہ تو نے مظلوم کو دیکھا پھر بھی اس کی مدد نہ کی۔

چنانچہ وہ شخص صبح غمزدہ اٹھا اور اپنے بھائی کو اور دوسرے خاص لوگوں کو بلایا اور کہا میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے بھائی نے جو اپنی قبر پر اشعار لکھنے کی وصیت کی تھی اس کا مقصد مجھے تنبیہ کرنا تھا اور میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ آئندہ میں تمہارے درمیان نہیں رہوں گا چنانچہ اس نے امارت چھوڑ دی اور عبادت میں مشغول ہو گیا اور عبدالملک بن مروان کو اس بارے میں خط لکھا تو اس نے لوگوں کو حکم دیا اس کو چھوڑ دو جہاں چاہے جائے۔

چنانچہ وہ پہاڑوں اور صحراؤں میں رہتا رہا یہاں تک کہ اس کی موت آئی اور وہ چرواہوں کی ایک جماعت کے ساتھ تھا اس کے بھائی کو خبر پہنچی تو وہ حاضر ہو گیا اور کہا اے میرے بھائی کوئی وصیت نہیں کرنی؟ اس نے کہا کیا وصیت ہے کوئی مال نہیں جس میں وصیت کروں لیکن ایک وعدہ ہے وہ یہ ہے کہ جب میں مرجاؤں تو میری قبر تیار کر کے مجھے میرے بھائی کے پہلو میں دفنا دینا اور میری قبر پر لکھ دینا۔

وکیف یلذ العیش من کان موقنا

بان المنایا بغتة ستعاجله

فتسلبه ملکا عظیما ونخوة

وتسکنه القبر الذی هو اهله

’’کیسے لذت پائے وہ شخص جس کو یقین ہو کہ بہت جلد اس پر موت اچانک آجائے گی اور اس سے عظیم ملک اور تمام بڑھائی چھین کر اس قبر میں اس کو ٹھرا آئے گی جس کا وہ باسی ہوگا‘‘۔

پھر تین دن تک میرے پاس آیا کرنا اور میرے لئے دعا کرو شاید اللہ تعالیٰ مجھ پر رحم فرمائے۔

چنانچہ وہ مرگیا اور اس کے بھائی نے اس کی وصیت پر عمل کیا جب اس کی قبر پر تیسرے دن آیا دعا کی اور رویا پھر جب واپس ہونے لگا تو اس نے ایک شدید آواز سنی جس

سے اس کی عقل زائل ہونے کے قریب ہوگئی اور وہ وہاں سے بے چین ہو کر لوٹا۔

رات کو اس نے اپنے بھائی کو خواب میں دیکھا اس نے کہا کہ میں نے جب خواب میں اپنے بھائی کو دیکھا تو اس کی طرف لپکا اور اس سے پوچھا کیا تم ہماری ملاقات کے لئے آئے ہو؟ اس نے کہا ملاقات تو بہت ہی دور ہے میں نے کہا میرے بھائی تیرا کیا حال ہے؟ اس نے کہا خیریت سے ہوں، توبہ کتنی خوبیوں اور بھلائیوں کی جامع ہے میں نے کہا میرا دوسرا بھائی کیسا ہے؟ اس نے کہا وہ تو نیک پیشواؤں کے ساتھ ہے میں نے کہا ہمارا کیا حال ہوگا اس نے کہا جس نے دنیا و آخرت کے لئے جو کچھ کیا ہے وہ دیکھ لے گا۔ پس تم اپنی مالداری کو فقیری سے پہلے غنیمت سمجھو۔

راوی نے کا بیان ہے کہ اس نے دنیا سے کنارہ کشی اختیار کرلی اپنے مال کو تقسیم کیا جائیداد بانٹ دی اور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں لگ گیا۔

اس کا ایک بیٹا بڑا ہو کر ایک خوبصورت اور باکمال نوجوان بنا اور تجارت شروع کی یہاں تک کے تجارت میں ایک اہم مقام حاصل کیا اس کے باپ کی موت قریب آئی اس نے اپنے باپ سے کہا ابا جان وصیت نہیں کرتے؟ اس نے کہا اے میرے بیٹے تیرے باپ کا کوئی مال ہی نہیں جس میں وصیت کرے لیکن میں تجھ سے ایک وعدہ لیتا ہوں کہ جب میں مرجاؤں تو مجھے اپنے چچوں کے ساتھ دفنا دینا اور میری قبر پر یہ شعر لکھ دینا۔

وکیف یلذالعیش من ھو صائر

الی جدث تبلی تبلی الشباب منازلہ

ویذھب رسم الوجہ من بعد صونہ

سریعا ویبلی جسمہ مفاصلہ

''کیسے مزے لے سکے گا زندگی سے وہ جس کا رخ ایسی قبر کی طرف ہو جس کی گھاٹ نوجوانوں کو بوڑھا کردیتی ہے اور چہرے کا رنگ اڑا دیتی ہے اور جلدی جلدی جسم اور جوڑوں کو بوسیدہ کر دیتی ہے''۔

جب یہ کرو تو اس کے بعد تین دن تک میرے پاس آجایا کرنا اور میرے لئے دعا کرنا اس نوجوان نے وصیت پر عمل کیا جب تیسرا دن ہوا تو اس نے ایک آواز سنی جس

سے اس کی جلد سکڑ گئی اور رنگ اڑ گیا اور بخار چڑھ گیا اور وہ واپس گھر آ گیا۔

رات کو خواب میں اس کا باپ آیا اور کہنے لگا میرے بیٹے تم ہمارے پاس آنے سے نزدیک ہو اور موت قریب تر ہے پس تم اپنی سفر کی تیاری کر لو اور کوچ کا بندوبست کرو اور اپنا سامان اس گھر سے باندھ لو جس سے تمہیں نکلنا ہے اس گھر کی طرف جس میں تمہیں جانا ہے اور دھوکے میں نہ رہو کہ لمبی لمبی امیدیں لگا کے جیسے تم سے پہلے لوگ دھوکے میں رہے اور اپنی آخرت کے معاملے میں کوتاہی کی نتیجہ موت کے وقت ان کو شدید ندامت لاحق ہوئی اور عمر کی بربادی پر کف افسوس ملتے رہے چنانچہ نہ ان کو افسوس نے کچھ فائدہ پہنچایا اور نہ ہی کوتاہیوں پر شرمندگی نے ان کو اس شر سے نجات دلائی جس کا سامنا وہ کریں گے قیامت کے دن اپنے بادشاہ کی طرف سے۔ اے میرے بیٹے جلدی کرو جلدی کرو...... جلدی کرو......۔

عبداللہ بن صدقہ کہتے ہیں کہ جس بوڑھے نے واقعہ سنایا اس نے بتایا کہ جس رات کو اس نوجوان نے یہ خواب دیکھا صبح کو میں اس کے پاس گیا تو اس نے وہ خواب ہمیں سنایا اور کہا کہ مجھے یقین ہے کہ بات ایسی ہی ہے جیسے میرے باپ نے کہی اور میں سمجھتا ہوں کہ موت میرے سر پر منڈلا رہی ہے رشتہ داروں اور لین دین والوں سے معاملہ صاف کیا اور سلام کہا اور لوگوں سے الوداع کہا لوگوں نے اسے الوداع کہا جیسے کسی کو کسی چیز سے ڈرایا گیا ہو اور اس کو اس کی توقع بھی ہو۔

وہ کہتا تھا کہ میرے باپ نے کہا! جلدی کر جلدی کر جلدی کر ان تینوں سے مراد یا تین لمحات ہیں تو وہ گذر ے لہٰذا وہ نہیں ہیں اگر تین دن ہوں تو وہ کیسے گذریں گے اور یا تین مہینے اور میں نہیں سمجھتا کہ اس وقت تک زندہ رہوں گا یا تین سال ہیں اور یہ تینوں مہینوں سے بھی زائد ہیں اور میں نہیں چاہتا کہ ان سے مراد سال ہو۔

چنانچہ وہ تین دن تک بخشتا رہا اور صدقہ کرتا رہا جب اس خواب کو تیسرا دن ہوا تو اس نے صبح سویرے اپنے اہل وعیال کو جمع کیا اور ان کو الوداع کہا اور سلام کہا پھر قبلہ رخ ہو کر لیٹ گیا اور آنکھیں بند کر لیں اور کلمہ شہادت پڑھا اور وفات پا گیا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

اسکے بعد ایک عرصہ تک لوگ گاہے بگاہے اس کی قبر پر دور دراز سے آتے تھے اور نماز پڑھتے تھے۔

(بحوالہ کتاب التوابین)

ایک مجاہد نوجوان کا حیرت انگیز واقعہ

مدینہ منورہ میں ایک شخص تھا جو ابوقدامہ شامی کے نام سے معروف ومشہور تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں جہاد کی محبت خوب خوب ڈال رکھی تھی چنانچہ وہ اکثر وبیشتر رومیوں سے لڑنے اور جہاد کرنے میں مصروف رہتا تھا۔ ایک دفعہ وہ مسجد نبوی میں بیٹھا ہوا تھا اور لوگوں سے گفتگو کر رہا تھا۔ حاضرین مجلس میں سے کسی نے کہا کہ واقعات جہاد میں سے جو سب سے تعجب انگیز واقعہ آپ نے دیکھا ہو وہ ہمیں سنا دیجئے۔ شیخ ابوقدامہ نے فرمایا کہ سنو!

میرا ایک دفعہ ''رقہ'' جانا ہوا تا کہ کوئی اونٹ خرید لوں جو ہمارے اسلحہ کے اٹھانے اور لے جانے کے کام آئے۔ چنانچہ میں ایک دن دریائے فرات کے قریب رقہ نامی اس شہر میں بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک ایک عورت آئی اور اس نے مجھ سے کہا کہ اے ابوقدامہ میں نے آپ کے متعلق سنا ہے کہ آپ جہاد پر وعظ کہتے ہیں اور لوگوں کو جہاد کی ترغیب دیتے ہیں، میں ایک ایسی عورت ہوں کہ اللہ نے مجھے لمبے لمبے بالوں سے نوازا ہے میں نے اپنے اکھڑے ہوئے بالوں سے ایک رسی بٹ لی ہے اور اس پر میں نے مٹی مل لی ہے تا کہ بالوں کی بے پردگی نہ ہو آپ اس رسی کو لیجئے اور جب دشمن کی سرزمین پر پہنچ جائیں اور گھمسان کی لڑائی شروع ہو جائے۔ تلواریں ٹکرانے لگیں، تیر پھینکے جانے لگیں اور نیزے سانپوں کی طرح باہر نکل آئیں تو آپ اس رسی کو اپنے جہادی گھوڑے کے گلے میں ڈال دیں اور اس سے جہاد کریں اگر آپ کو خود ضرورت نہ پڑے تو کسی ضرورت مند مجاہد کو دیجئے میں اس عمل سے یہ چاہتی ہوں کہ میدان جہاد کا گرد وغبار میرے بالوں کو لگ جائے۔

میں ایک بیوہ عورت ہوں میرے شوہر جہاد میں شہید ہو چکے ہیں اور میرا کنبہ جہاد میں شہید ہو گیا ہے اگر مجھ پر جہاد فرض ہوتا تو میں خود چلی جاتی لہٰذا میری جگہ آپ میرے ان بالوں کو جہاد میں استعمال کریں۔ پھر اس عورت نے کہا اے ابوقدامہ یہ بات بھی سن لو کہ جب میرا شوہر شہید ہو گیا تھا تو اس نے اپنے پیچھے ایک خوبصورت لڑکا چھوڑا تھا اس لڑکے نے قرآن کریم حفظ کر لیا ہے اور جہادی ٹریننگ کر کے گھڑ سواری میں خوب مہارت حاصل کر لی ہے، نیز وہ تیر اندازی میں غضب کا ماہر ہے وہ رات بھر تہجد پڑھتا ہے اور دن

بھر روزہ رکھتا ہے اس وقت وہ خوب جوان ہے اور اس کی عمر پندرہ سال ہے آج کل وہ اپنی زمینوں میں کام کیلئے گیا ہوا ہے جب وہ واپس آجائے گا اور آپ یہاں موجود ہونگے تو میں اس جوان سال بیٹے کو اللہ تعالیٰ کے راستے جہاد میں اللہ کی رضا کیلئے بطور ''قربانی'' پیش کرونگی میں آپ کو دین اسلام کی عزت وعظمت کا واسطہ دیتی ہوں کہ آپ مجھے اس ثواب سے محروم نہ کیجئے گا۔

میں نے اس عورت سے وہ بٹی ہوئی رسی لے لی تو یکھا کہ وہ اس کے سر کے بالوں سے بنی ہوئی تھی اس نے مجھ سے کہا کہ آپ میرے سامنے اس رسی کو اپنے سامان میں محفوظ کر کے رکھیں تا کہ مجھے تسلی ہو جائے۔

میں نے رسی کو محفوظ کر کے رکھا اور ''رقہ'' سے اپنے ساتھیوں سمیت نکلنے لگا۔

جب ہم مسلمہ بن عبدالملک کے قلعہ کے پاس پہنچے تو پیچھے سے ایک شہسوار کی چیخنے کی آواز آئی جو کہہ رہا تھا اے ابوقدامہ خدا کیلئے ذرا رک جایئے۔ ہم رک گئے جب ہم نے دیکھا تو ایک شہسوار گھوڑے کو کداتا ہوا آرہا ہے۔ آتے ہی اس نے مجھ سے معانقہ کیا اور پھر فرمایا کہ اللہ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے آپ کی رفاقت سے محروم نہیں کیا۔ میں نے اس سے کہا کہ کہ پیارے بیٹے! آپ ذرا چہرہ دیکھا دیجئے تا کہ میں دیکھوں اگر آپ پر جہاد لازم اور فرض ہو تو میں آپ کو اجازت دیدوں گا ورنہ میں آپ کو واپس کردوں گا۔ جب اس نے چہرہ ظاہر کیا تو چودھویں کے چاند کی طرح ایک خوبصورت ناز پروردہ نوعمر جوان تھا۔ میں نے اس سے کہا کہ بیٹے! آپ کا والد زندہ ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں وہ شہید ہو چکے ہیں اور اسی کا بدلہ لینے کیلئے جارہا ہوں۔ شاید کہ اللہ مجھے بھی شہادت نصیب فرمائے۔ میں نے کہا کیا آپ کی والدہ ہے؟ تو کہنے لگے ہاں والدہ حیات ہیں۔ میں نے کہا کہ آپ جا کر اپنی والدہ سے اجازت لے لو اگر اس نے اجازت دیدی تو ٹھیک ورنہ آپ ان کے پاس ہی رہو کیونکہ جنت ماں کے پاؤں تلے ہے۔ اس نوجوان نے کہا اے ابوقدامہ! کیا آپ مجھے نہیں جانتے ہیں؟ میں نے کہا نہیں۔ کہنے لگا کہ میں تو اسی عورت کا بیٹا ہوں جس نے آپ کے پاس سر کے بال کی رسی رکھی ہے آپ اتنی جلدی بھول گئے؟

میں انشاء اللہ شہید ابن شہید بنوں گا۔ میں اللہ تعالیٰ کے واسطہ سے آپ سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ آپ مجھے اپنے ساتھ جہاد میں جانے سے نہ روکیں۔ میں کتاب

اللہ کا حافظ ہوں اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عالم ہوں۔ میں تیراندازی اور گھڑ سواری کا اتنا ماہر ہوں کہ میرے علاقے میں میرے جیسا کوئی نہیں۔ لہذا آپ مجھے چھوٹا سمجھ کر نظر انداز نہ کریں۔ میری والدہ نے مجھے قسم کھلائی ہے کہ میں زندہ واپس نہ لوٹ آؤں۔ والدہ نے فرمایا ہے کہ اے میرے بیٹے! جب کفار سے مڈ بھیڑ ہو تو تم پشت نہ دکھانا۔ اللہ کے راستے میں اپنی جان اللہ کے حوالے کر دینا اور جنت میں اللہ تعالیٰ کے پڑوس اور پھر اپنے والد کے پڑوس کی دعا مانگنا۔

جب اللہ تعالیٰ نے تمہیں کو شہادت نصیب کی تو تم میری شفاعت بھی کرنا کیونکہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ شہید اپنے خاندان کے ستر آدمیوں کی شفاعت کریگا یہ کہہ کر امی جان نے مجھے سینہ سے لگالیا اور آسمان کیطرف نظر اٹھا کر اس طرح دعا مانگی اے میرے مولا! اے میرے آقا! یہ میرا بیٹا ہے۔ میرے دل کا پھل اور میرے جسم کا پھول ہے میں نے اس کو تیری خدمت میں پیش کر دیا ہے اس کو قبول فرمالیجئے۔

شیخ ابوقدامہ فرماتے ہیں کہ میں نے جب اس لڑکے کی یہ گفتگو سنی تو میں بہت رویا خاص کر اس وجہ سے کہ یہ نوعمر اور نہایت خوبصورت نوجوان تھا اور اس وجہ سے بھی کہ اس کی والدہ کے دل پر کیا گزرے گی اور اس کے صبر پر بھی رویا۔ اس لڑکے نے کہا اے چچا جان! آپ کیوں رو رہے ہیں؟ اگر میری صغرسنی پر رو رہے ہیں تو یاد رکھیے کہ مجھ سے چھوٹوں کو بھی اللہ تعالیٰ نافرمانی پر عذاب دیتا ہے۔ میں نے کہا کہ تیری والدہ کی وجہ سے رونا آتا ہے وہ بیچاری تیرے بعد کیا کریگی۔

خیر! ہم آگے بڑھتے چلے گئے رات کو سفر مکمل ہوا اور صبح روشن ہوگئی، لڑکا مسلسل اللہ کے ذکر میں لگا ہوا تھا میں نے جب غور سے دیکھا تو یہ لڑکا سب سے زیادہ گھڑ سواری میں ماہر تھا اور سب سے زیادہ خدمت گزار بھی تھا جتنا ہم دشمن کے قریب ہوتے جاتے یہ لڑکا اتنا ہی چست بنتا جاتا تھا دوسرے روز دن بھر سفر ہوا اور غروب آفتاب کے وقت ہم کفار کے علاقے میں پہنچ گئے۔ ہم نے وہیں پڑاؤ ڈال دیا ہم سب روزے سے تھے۔ چنانچہ اس نوجوان لڑکے نے ہماری افطاری کا انتظام کیا وہ افطاری کی تیاری میں لگا ہوا تھا کہ نیند اس پر غالب آئی اور وہ سو گیا۔ سوتے میں ہم نے دیکھا کہ وہ نوجوان مسکرا رہا ہے میں نے ساتھیوں سے کہا کہ بھائیو! ذرا دیکھو یہ نوجوان کیسے مسکرا رہا ہے۔ جب لڑکا نیند

سے بیدار ہواتو میں نے اس سے کہا کہ پیارے بیٹے! ہم نے آپ کو ابھی ابھی ہنستے ہوئے دیکھا ہے ذرا بتایئے۔ کیا وجہ تھی تم نیند کی حالت میں کیسے ہنس رہے تھے؟

نوجوان نے کہا کہ میں نے ایک عجیب خواب دیکھا تھا اس کی وجہ سے میں ہنسنے لگا تھا۔ خواب یہ کہ گویا میں ایک سرسبز وشاداب پرکشش باغیچہ میں ہوں۔ میں اس میں گھوم رہا تھا اور لطف اٹھا رہا تھا اچانک میں نے وہاں ایک عالیشان محل دیکھا جو چاندی جواہرات اور موتیوں سے بنا ہوا تھا۔ اس کے دروازے سونے کے تھے اور اس پر سلیقے سے پردے آویزاں تھے اچانک ان پردوں کو کچھ لڑکیوں نے دروازے سے ہٹایا وہ لڑکیاں چاند کی طرح چمک رہی تھیں۔ جب انہوں نے مجھے دیکھا تو سب نے خوش آمدید کہا میں نے خواب میں ایک کی طرف ہاتھ بڑھایا تو وہ کہنے لگی کہ جلدی نہ کیجئے ابھی آپ کا وقت نہیں آیا۔ میں نے سنا کہ وہ آپس میں کہہ رہی تھیں کہ یہ نوجوان ''مرضیہ'' کا شوہر ہے۔ پھر انہوں نے مجھے کہا کہ آپ پر اللہ رحم کرے ذرا آگے بڑھئے۔ میں کچھ آگے بڑھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ اس محل میں ایک کمرہ ہے جو سب سے بلندی پر ہے اور خالص سونے کا بنا ہوا ہے جس میں زبرجد کا بنا ہوا ایک سبز پلنگ بچھا ہوا ہے۔ اس کے پائے سفید اور چمک دار چاندی کے بنے ہوئے ہیں۔ اس پر ایک ایسی خوبصورت لڑکی بیٹھی ہوئی تھی جس کا چہرہ آفتاب عالمتاب کی طرح چمک رہا تھا اگر اللہ میری نگاہوں کی حفاظت نہ کرتا تو میری نگاہیں چلی جائیں اور میری عقل سلب ہو جاتی۔ جب اس لڑکی نے مجھے دیکھا تو کہا مرحبا مرحبا! آیئے آیئے! خوش آمدید! خوش آمدید۔

اے اللہ کے محبوب! آپ میرے لئے ہیں اور میں آپ کے لئے ہوں، میں اس کی طرف بڑھنے لگا تو وہ کہنے لگی کہ نہیں نہیں ابھی وقت نہیں آیا۔ ہاں کل ظہر کے وقت کا وعدہ ہے۔ مبارک ہو، مبارک ہو۔

شیخ ابوقدامہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس لڑکے سے کہا کہ آپ نے کیا اچھا خواب دیکھا ہے۔ رات بھر ہم اس نوجوان کے اس خواب پر تعجب کر رہے تھے۔ جب صبح ہوئی تو ہم سب گھوڑوں پر سوار ہوئے اور میدان کارزار کیلئے تیار ہوئے۔ اتنے میں کسی پکارنے والے نے پکارا۔

یاخیل اللّٰہ ارکبی وفی الجنۃ ارغبی انفروا خفافاوثقالا.

اے اللہ تعالیٰ کے شہسوار واوراس کے دین کے مددگارو! سوار ہوکر چلواور جنت کی طرف بڑھوتم ہلکے ہو یا بوجھل جلدی نکلو، جونہی یہ آواز ختم ہوئی تو لشکر کفار نمودار ہوا۔ اللہ اس کو ذلیل کرے وہ تو ٹڈی دل لشکر تھا جو چاروں طرف پھیل چکا تھا۔

ہم میں سب سے پہلے اس نوجوان نے لشکر کفار پر ایسا حملہ کیا کہ ان میں اندر تک گھستا چلا گیا اس نے کفار کے جمگھٹے کو تتر بتر کر دیا اور بیچ میں جا کر لشکر کفار کو تہس نہس کر دیا کئی بہادروں کو اس نے موت کے گھاٹ اتارا اور کئی کفار کو زمین پر پچھاڑ دیا۔

میں نے جب اس لڑکے کے اس طرح تابڑ توڑ حملوں کو دیکھا تو میں اس کے پاس گیا اوراس کے گھوڑے کی لگام کو پکڑ کر کہا اے پیارے بیٹے! اب تم واپس ہو جاؤ تم نوعمر ہو جنگی چالوں کا زیادہ تجربہ بھی نہیں، اس نے کہا اے چچا جان! کیا آپ نے قرآن کی یہ آیت نہیں سنی؟

یاایھا الذین آمنوا اذالقیتم الذین کفروا زحفا فلاتولوھم الادبار.

اے چچا جان کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ پیچھے مڑکر جہنم کا حقدار بنوں؟

ہم اسی گفتگو میں تھے کہ اچانک کفار نے ہم پر یک بارگی حملہ کر دیا یہ حملہ اس طرح سخت تھا کہ ہر آدمی اپنی اپنی فکر میں مشغول ہو گیا اس دوران لڑکے اور میرے درمیان بھی کفار حائل ہو گئے اور ہم ایک دوسرے سے جدا ہو گئے۔ اس حملہ میں مسلمانوں کی بڑی تعداد شہید ہوگئی جب جنگ رک گئی تو نہ زخمیوں کا حساب لگایا جا سکتا تھا اور نہ شہیدوں کا کوئی حساب تھا میں اپنے گھوڑے سمیت شہداء کی لاشوں میں گھومنے لگا ہر طرف لاشیں ہی لاشیں تھیں اور سیلاب کی طرح خون بہہ رہا تھا۔ شہداء کے چہرے خون اور غبار کی وجہ سے پہچانے نہیں جاتے تھے۔ میں گھوم ہی رہا تھا کہ اچانک ایک کو زمین پر پڑا ہوا دیکھا جو گھوڑوں کے سموں کے نیچے کچلا پڑا تھا اوراس کے چہرے اور جسم پر غبار اور نوجوان کو مٹی کا ڈھیر لگا ہوا تھا اور وہ اپنے آخری سانس میں یہ کہہ رہا تھا۔ ''اے مسلمانو! خدا کیلئے میرے پاس میرے چچا ابوقدامہ کو بھیج دو''۔

میں نے جب اس کی آواز سنی تو اس کے قریب آیا دیکھا تو وہ اپنے خون کے حوض میں الٹ پلٹ ہو رہا تھا۔ کثرت خون اور کثرت غبار اور گھوڑوں کے کچلے جانے کی وجہ سے میں اس کو نہیں پہچان سکتا تھا۔ میں نے اس سے کہا ہاں میں ابوقدامہ ہوں، اس پر لڑکے

نے کہا کہ چچا جان رب کعبہ کی قسم! خواب کی تعبیر یہی نکلی۔ میں اس کے چہرے پر جھک گیا اور پیشانی پر بوسہ دیا اور اس کے چہرے سے مٹی اور خون اپنی چادر سے صاف کرنے لگا اور کہا کہ اے پیارے بیٹے! مجھے اپنی شفاعت میں قیامت کے روز نہ بھولنا۔ نوجوان نے کہا کہ آپ جیسے محسن کو بھلایا نہیں جاسکتا، آپ اپنی چادر سے میرے خون کو کیوں پونچھتے ہیں؟ میرا اپنا کپڑا زیادہ مناسب ہے کہ اس سے میرا خون پونچھا جائے پھر اس نوجوان نے کہا کہ اے چچا جان! یہ خون چھوڑ دیجئے کہ میں اپنے رب کے ساتھ اسی خون میں ملاقات کروں گا، خواب میں جس کو میں نے دیکھا تھا وہ سامنے کھڑی ہے اور میری روح نکلنے کے انتظار میں ہے اور مجھ سے کہہ رہی ہے کہ میں مشتاقِ دیدار ہوں جلدی سے میرے پاس آجایئے۔

اے چچا جان! میں آپ کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ اگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو صحیح سالم واپس لوٹا دیا تو آپ میرے یہ خون آلودہ کپڑے میری مسکین اور غمگین والدہ تک پہنچا دیں تا کہ ان کو معلوم ہو جائے کہ میں نے ان کی وصیت کو پورا کر دیا ہے اور مشرکین کے مقابلے میں کسی بزدلی سے کام نہیں لیا۔ آپ ان کو میرا اسلام پہنچا دیجئے اور ان سے کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی قربانی کو قبول کرلیا، اے چچا جان! میری ایک چھوٹی سی بہن ہے جس کی عمر دس سال ہے میں جب بھی گھر سے باہر جاتا تو وہ مجھے رخصت کرتی اور جب بھی گھر پر آتا تو وہ سب سے پہلے مجھے ملتی اور سلام کرتی، اس دفعہ جب میں آرہا تھا تو اس نے مجھے رخصت کرتے وقت کہا کہ بھائی جان! جلدی واپس آئے گا دیر نہ کیجئے گا، میری اس بہن سے جب آپ کی ملاقات ہو جائے تو اس سے میرا اسلام کہئے گا اور پھر یہ کہنا کہ آپ کا بھائی جان کہتا ہے کہ ''خدا حافظ قیامت میں ملاقات ہوگی'' یہ کہہ کر اس نوجوان نے کلمہ شہادت پڑھا اور جان جان آفرین رب العالمین کے حوالہ کر دی۔ ہم نے اس کو ان ہی کپڑوں میں دفنا دیا اور واپس ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو جائے۔

القصہ جب ہم اس غزوہ سے فارغ ہو کر واپس ''رقہ'' پہنچے تو میں اس نوجوان کے گھر گیا دیکھا تو اسی نوجوان کی طرح اسکی خوبصورت ننھی منی معصوم بہن دروازہ پر کھڑی ہے اور غزوہ سے واپس لوٹنے والوں سے پوچھ رہی ہے کہ میرے بھائی کو آپ لوگوں نے نہیں دیکھا۔ لوگ جواب دیتے کہ ہم ان کو نہیں جانتے ہیں۔ جب میں اس بچی کی طرف

بڑھا تو وہ کہنے لگی کہ چچا جان! آپ کہاں سے آئے ہیں؟ میں نے کہا کہ میں جہاد سے لوٹ کر آیا ہوں وہ کہنے لگی کہ میرا بھائی لوٹ کر نہیں آیا؟ یہ کہہ کر وہ چیخ اٹھی اور کہا کہ سب لوگ آ گئے میرا پیارا بھائی کیوں نہیں آیا، میں نے رونے کو قابو کیا اور اس بچی سے کہا کہ اپنی امی جان کو جا کر کہہ دو دروازہ پر ابوقدامہ آیا ہے ان سے بات کرو، میری اس گفتگو کو اس خاتون نے سن لیا تو وہ فوراً باہر آئی اور اس کے چہرے کا رنگ فق ہو گیا تھا۔ میں نے ان کو سلام کیا اس نے سلام کا جواب دیا اور کہا۔ اے ابوقدامہ! یہ بتائیے کہ آپ خوشخبری لیکر ہمارے پاس آئے ہیں یا غم کی خبر لے کر آئے ہیں؟ میں نے کہا کہ پہلے خوشخبری اور غم کی خبر کی وضاحت کریں تو اس نے کہا اگر میرا بیٹا صحیح سالم واپس آ گیا ہے تو یہ غم کی خبر ہے اور اگر اللہ تعالیٰ نے اس کو شہادت سے نوازا ہے تو یہ خوشی کی خبر ہوگی۔ میں نے کہا مبارک ہو اللہ تعالیٰ نے تیرا ہدیہ اور قربانی کو قبول کر لیا ہے اور تیرا بیٹا شہید ہو چکا ہے۔ کہنے لگی کیا اللہ تعالیٰ نے اسے قبول کر لیا؟ میں نے کہا ہاں قبول کر لیا۔ کہنے لگی شکر الحمد للہ! یہ میرا آخرت کا سرمایہ بن گیا۔

پھر میں نے اس نوجوان کا پیغام اس کی بہن تک پہنچایا کہ سلامت رہو بہن، خدا حافظ قیامت میں ملاقات ہوگی، لڑکی نے جب یہ پیغام سنا تو ایک چیخ مار بے ہوش ہو کر گر پڑی، میں نے جب اس کو ہلایا تو وہ مر چکی تھی میں نے لڑکے کے خون آلود کپڑے اس کی والدہ کے حوالہ کیئے اور زخمی زخمی دل اس گھر سے واپس لوٹ آیا مجھے اس عورت کے صبر پر اب تک تعجب ہو رہا ہے۔

(بحوالہ دعوت جہاد)

ایک نوجوان کے قبول اسلام کی کہانی خود اس کی زبانی

میں ۱۹۲۲ء میں ضلع جہلم کے ایک دور افتادہ گاؤں میانی میں ایک ہندو خاندان میں پیدا ہوا۔ والدین نے میرا نام کرشن لال تجویز کیا، میرے خاندان کے تمام افراد سناتن دھرمی عقائد کے مالک تھے اور شروع شروع میں میرا میلان طبع بھی انہی عقائد ونظریات کی طرف تھا۔ لیکن جب آٹھویں جماعت میں پہنچا تو میرا رجحان خود بخود دین اسلام کی طرف ہونے لگا اسی اثنا میں بوچھال کلاں ضلع جہلم کے ایک عالم دین مولانا عبدالروٴف صاحب سے میری ملاقات ہوئی انہوں نے متعدد نشستوں میں مجھ پر اسلام کی حقانیت واضح

ں ۔ میں ان کے مواعظ سے بہت متاثر ہوا، لیکن میں ابھی بچپن کی منزل ہی کا راہی تھا اس لئے اپنے آبائی مذہب اپنے خاندان، اپنے بہن بھائیوں، اپنے والدین اور گھربار کو چھوڑنے کا خیال بھی میرے ننھے سے دل میں قیامت خیز زلزلہ برپا کردیتا۔ میرا معصوم سا ذہن ایسی سوچ سے لرز جاتا۔ جب بھی مجھے اسلام قبول کرنے کا خیال آتا دل میں ماں باپ اور بھائیوں کی محبت کا بہاؤ تیز ہوجاتا تھا بچپن کی ناتجربہ کاری اور ناپختگی میرے آڑے آتی اور میں کسی حتمی فیصلہ پر نہ پہنچ پاتا۔ یکم مارچ ۱۹۳۸ء کی سہانی اور مبارک رات میں میں نے ایک خواب دیکھا کہ مکہ معظمہ میں بیت اللہ کے عین سامنے کھڑا ہوں، سید الاولین والآخرین محمد رسول اللہ ﷺ (فداہ روحی، ابی، امی) دیوار کعبہ سے تکیہ لگائے میرے سامنے جلوہ افروز ہیں اور اردگرد صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین تشریف فرما ہیں میں والہانہ جذبہ وشوق کے عالم میں صحابہؓ کے درمیان سے گزرتا ہوا سید الانبیاء کی بارگاہ اقدس میں پہنچا اور مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا تو آنحضرت ﷺ نے اٹھ کر اپنے مبارک ہاتھوں میں میرا ہاتھ تھام لیا۔ جس سے میرے بدن کے ہر رگ وریشہ میں مسرت وشادمانی کی ایک عجیب سی لہر دوڑ گئی۔

فرمایا! کیسے آئے ہو؟

''مشرف باسلام ہونے کے لئے آیا ہوں'' میں نے عرض کیا۔ یہ سن کر آنحضرت ﷺ کا پرانوار چہرہ مسرت سے چمک اٹھا۔

میرا ہاتھ اپنے مقدس ہاتھوں میں تھام کر آپ ﷺ نے کچھ پڑھا جسے میں اس وقت سمجھ نہیں سکا۔ پھر فرمایا اب تم دولت اسلام سے بہرہ ور ہوگئے ہو۔

حسب معمول صبح آنکھ کھلی تو میرا ننھا سا دل خوشی کے جذبات سے معمور تھا۔ جب والد محترم کے پاس بیٹھ کر کھانا کھانے لگا تو انھوں نے مجھ سے خلاف معمول اس قدر خوش خوش نظر آنے کی وجہ پوچھی میں اس بات کو ٹال گیا۔

اسکول کے اوقات میں مولانا عبدالرؤف صاحب سے مل کر انہیں جب رات کا پرلطف خواب سنایا تو انھوں نے فرمایا روزانہ سوتے وقت اللہ تعالی سے ہدایت کی دعا کیا کرو۔ تین مارچ ۱۹۳۸ء کو جمعرات کا دن تھا میں رات کو حسب معمول سورہا تھا کہ خواب میں یوں محسوس ہوا جیسے اسکول بند ہونے پر میں میانی کے تمام طلبہ کے ساتھ

گھر آ رہا ہوں۔ راستے میں ایک قوی ہیکل۔ دیوقامت اور کریہہ المنظر شخص کھڑا ہے جسے دیکھ کر ہم سب پر لرزا طاری ہوگیا۔ میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا یہ دجال ہے ہم میں سے جس سے بھی یہ پوچھے کہ تم کس کے بندے ہو وہ یہی جواب دے کہ میں اللہ کا بندہ ہوں۔

پھر وہ میرے ساتھیوں سے فرداً فرداً سوال کرنے لگا اور جو طالب علم اس کی مرضی کے مطابق جواب دیتا اسے قسم قسم کے کھانے مزے مزے کے پھل اور طرح طرح کے کھلونے دیتا اور جو اس کی بات نہ مانتا اس کو موت کے گھاٹ اتار دیتا۔ آخر میں جب میری باری آئی تو اس نے پوچھا کس کے بندے ہو؟

''اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں'' میں نے ڈرتے ڈرتے جواب دیا۔ یہ سنتے ہی اس نے میرے اس زور سے گھونسا رسید کیا کہ میں کئی گز دور جا گرا، اور رونے لگا۔ دجال نے تحکمانہ لہجے میں آواز دیتے ہوئے کہا۔ اِدھر آؤ۔ میں ڈرتا کانپتا ادھر چلا ہی تھا کہ میرے کانوں میں حضور نبی اکرم ﷺ کی شیریں آواز پڑی۔ پہلے میرے پاس آؤ'' آپ کو دیکھ کر مجھے تعجب ہوا کہ ابھی دو دن پہلے تو میں نے آپ ﷺ کو مکہ مکرمہ میں دیکھا تھا آج یہاں کیسے تشریف لائے۔ میں دجال کی سخت مار کی وجہ سے روتا ہوا آنحضرت ﷺ کی بارگاہ عالی میں پہنچا۔ آپ ﷺ نے میری کمر پر دست شفقت پھیرتے ہوئے فرمایا! دیکھو میں صرف تمہاری خاطر یہاں آیا ہوں۔ دجال کی بات ہرگز نہ ماننا میں تمہارے لئے دعا کر رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا تو تم ناکامی کا منہ نہیں دیکھو گے'' یہ ارشاد فرما کر آپ ﷺ جب تشریف لے گئے تو میں دجال کے پاس پہنچا۔

اس نے پھر وہی سوال دہرایا۔ اور میں نے بھی حسب سابق وہی جواب دے دیا۔

اس پر وہ مارے غضب کے لال پیلا ہوگیا اور اس نے جب جھلا کر میرے منہ پر تھپڑ مارنے کے لئے ہاتھ بڑھایا تو مارے دہشت کے میری چیخ نکل گئی۔ اور اس کے ساتھ ہی میری آنکھ کھل گئی اور پھر صبح تک مجھے نیند نہ آسکی۔ میں نے فیصلہ کرلیا کہ آج بوجھاں کلاں پہنچ کر قبول اسلام کا اعلان کردوں گا۔ والدہ محترمہ نے جب صبح کو کھانا تیار کیا تو میں نے ان کے پاس بیٹھ کر کھایا، اس وقت دل میں جذبات کا تلاطم برپا تھا۔ جانتا تھا کہ آج ہمیشہ کے لئے ماں اور بھائیوں سے جدا ہو رہا ہوں۔ پھر اس گھر میں جہاں زندگی

کی کئی بہاریں دیکھی ہیں شاید ہی قدم رکھنا نصیب ہو۔ بھائیوں کی محبت وشفقت نے مجھے مجبور کیا تو بہانے بہانے میں نے ان کے سر پر ہاتھ پھیر کر دل کو تسکین دی۔ اسی طرح حیلے بہانے سے پیاری ماں کے قدم چھو کر ہدیۂ عقیدت واحترام پیش کیا۔ کھانے سے فارغ ہوا تو بستہ اٹھایا اور اپنے گھر، تینوں بھائیوں اور محترمہ والدہ کی طرف حسرت بھری نگاہ ڈالی اور پرنم آنکھوں سے میں اپنے آبائی گھر سے رخصت ہو گیا۔

۴ مارچ ۱۹۳۸ء کو جمعہ کا مبارک دن اور محرم کی پہلی تاریخ تھی کہ میں دوپہر کے وقت تیار ہو کر سیدھا مسجد میں داخل ہوا، مولانا عبدالرؤف صاحب کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوا، اور غازی احمد نام تجویز ہوا۔

میرے اسلام لانے کی اطلاع جب گھر پہنچی تو کہرام سا مچ گیا سب نے رونا پیٹنا شروع کر دیا۔ میرے والد صاحب کشمیر میں ملازم تھے انھیں اور دوسرے رشتہ داروں کو بذریعہ تار مطلع کیا گیا۔ ابھی تین چار روز بھی گزرنے نہ پائے تھے کہ والد صاحب نے دوسرے رشتہ داروں سے ملکر مولانا عبدالرؤف اور ملک محمد طفیل ہیڈ ماسٹر پر مقدمہ دائر کر دیا کہ انہوں نے ہمارے نابالغ بچے کو ترغیب وترہیب سے زبردستی مسلمان بنالیا ہے۔ ایس۔ ڈی۔ ایم کی عدالت میں مقدمہ پیش ہوا۔ ایک طرف والد محترم اور متعدد ہندو رشتہ دار تھے اور دوسری طرف میں اور ہزاروں کی تعداد میں مسلمان۔ عدالت میں میرے بیان ہوئے میں نے کہا! میں اپنی رضا ورغبت سے مسلمان ہوا ہوں میرے قبول اسلام میں کسی فرد وبشر کا ہاتھ نہیں میں مسلمانوں ہی کے پاس رہوں گا۔ والدین کے پاس مجھے جان کا خطرہ ہے۔ جب فیصلہ میرے حق میں ہوا تو مسلمان خوشی سے نعرے لگاتے ہوئے عدالت سے واپس لوٹے۔

میرے والد صاحب بھلا کب نچلے بیٹھنے والے تھے۔ انھوں نے مختلف عدالتوں کا دروازہ کھٹکھٹایا مگر انہیں کہیں بھی کامیابی نصیب نہ ہوسکی پولیس نے ہندوں کے دباؤ میں آکر بڑی تحقیق وتفتیش سے کام لیا۔ مگر میرے رشتہ داروں کو اپنا مقصد حل ہوتا نظر نہ آیا۔ ہر عدالت میں ہزاروں کی تعداد میں مسلمان میرے ساتھ ہوتے۔ جو اکثر اوقات بوچھال کلاں سے پیدل چل کر جایا کرتے۔ اس کے بعد والد محترم نے سیشن جج جہلم کی طرف رجوع کیا اور کہا کہ میرے نابالغ لڑکے کو زبردستی مسلمان بنالیا گیا ہے۔ جہلم کے سرکردہ

ہندوان کے ساتھ تھے جنہوں نے مل ملا کر جج صاحب پر دباؤ ڈالا۔

عدالت میں پیشی ہوئی تو میں نے محسوس کیا کہ جج کا رویہ میرے بارے میں ٹھیک نہیں ہے۔اس پیشی پر دو تین حضرات میرے ساتھ تھے جج صاحب نے مجھے دوسری تاریخ پیشی تک والد کے سپرد کیا۔ جب میں نے اپنے والد محترم کیساتھ جانے سے انکار کیا تو مجھے زبردستی کار میں بٹھا دیا گیا اور دریا کے کنارے ایک مندر میں مجھے لایا گیا جہاں سارا دن میں نے رو رو کر گزارا۔ والدہ محترمہ کو جہلم بلایا گیا۔انہوں نے مجھے دھمکی دی کہ اگر میں نے ان کے حق میں بیان نہ دیا تو وہ گھر پر زندہ نہیں جائیں گی بلکہ دریا میں کود کر خودکشی کر لے گی۔ دوسرے ہندو بھی وقتاً فوقتاً آ کر مجھے سمجھاتے بجھاتے اور قسم قسم کا لالچ دیتے رہتے۔

اس اثناء میں والد صاحب نے ہندو اکابر کے اثر و رسوخ سے کام لے کر ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر جہلم سے میرے نابالغ ہونے کا سرٹیفکٹ حاصل کر لیا اور اسے مقررہ تاریخ سے ایک دن پہلے ہی عدالت میں پیش کر دیا۔ جج صاحب نے جب مجھ سے پوچھا کہ آپ والدین کے پاس رہنے میں خوش ہیں؟ تو میں نے نفی میں جواب دیا۔لیکن افسوس کہ میری بات کسی کو وقعت نہ دی گئی اور زبردستی مجھے والدین کے سپرد کر دیا گیا۔

تعجب تو اس بات پر تھا کہ والد محترم کے حق میں فیصلہ دینے والے جج صاحب مسلمان تھے۔ والد محترم بتایا کرتے تھے کہ انہوں نے ان صاحب کو رشوت دے کر اپنے حق میں فیصلہ کرایا تھا۔

اسی دن والد محترم مجھے ساتھ لے کر کشمیر روانہ ہو گئے۔ دو تین دن جموں میں ایک پنڈت صاحب کے ہاں فروکش ہوئے۔ پنڈت صاحب نے بھی مجھے رام کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا مگر ان کے غیر معقول دلائل مجھے ذرا بھی متاثر نہ کر سکے۔ یہاں پہنچ کر میں نے مولانا عبدالرؤف صاحب کو خط لکھنے کی کوشش کی، مگر کامیاب نہ ہو سکا۔

والد محترم نے وہ خط میری جیب سے نکال کر اپنے پاس محفوظ کر لیا۔ چوتھے دن والد بھدرواہ کے لئے روانہ ہو گئے۔ بٹوت تک بس کے ذریعے پھر بھدرواہ تک پیدل ہی راستہ طے کیا۔ دوسرے دن میرے والد مجھے ایک پنڈت کی معیت میں گاؤں سے باہر ایک بلند پہاڑی پر لے گئے اور اپنے پاس بٹھا کر کہا! دیکھو میں اس مقدمے میں تم پر دس

ہزار روپے خرچ کر چکا ہوں تم نے مجھے کہیں کا نہیں رکھا۔ خاندان میں میری ذرہ بھی عزت نہیں رہی۔ یہ کہا اور میرے والد کے آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے۔ میں نے اپنی زندگی میں شاید پہلی اور آخری بار ہی والد کے آنکھوں میں اس طرح آنسو دیکھے تھے، میرا دل پسیج گیا مگر معاً مجھے رحمت ایزدی نے سہارا دیا اور حضور نبی اکرم ﷺ کی زیارت کے وہ تمام حالات میری آنکھوں کے سامنے پھرنے لگے۔ میں نے اپنے والد محترم کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے آپ کی پریشانیوں اور تکالیف کا احساس ہے آپ نے میرے لئے بہت کچھ کیا مگر میں دل کے ہاتھوں مجبور ہوں۔ میرا دل ترک اسلام کا تصور تک بھی نہیں کر سکتا۔ اگر آپ مجھے اسلام پر قائم رہنے کی اجازت مرحمت فرمادیں تو تمام عمر آپ کی غلامی میں بسر کر دوں گا۔

والد نے یہ سنتے ہی چھڑی ہاتھ میں لے کر مجھے پیٹنا شروع کر دیا اور اتنا پیٹا کہ بدن سے خون بہہ کر سارے کپڑے خون آلود ہو گئے۔ اس پر بھی والد محترم کو نہ رحم آیا اور نہ ان کے ہاتھ کی حرکت میں کمی آئی۔ میں آدھ مؤا ہو کر بھی پڑا ٹھوکریں کھاتا رہا۔ آخر جب دل کا غبار اچھی طرح نکال چکے تو پنڈت سے مخاطب ہو کر کہنے لگے۔

کیوں نہ میں اسے دریا میں دھکیل دوں۔ شاید اسی طرح کلنک کا یہ ٹیکا میرے ماتھے سے اتر جائے پہاڑی کی دامن میں بھرتا ہوا دریا میرے سامنے تھا۔ اپنی موت کے خوف سے میں لرز گیا، مگر اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے میرے پائے ثبات میں لغرش نہ آنے دی اور میرے دل میں یہ خیال بار بار ابھرنے لگا کہ اگر والد مکرم نے مجھے دریا میں پھینکا تو میں اپنے پیارے نبی ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کروں گا۔

میرے آقا آپ نے مجھے اسلام کی جو دولت بخشی تھی میں اس کو صحیح وسالم لے کر حاضر ہو گیا ہوں۔

پنڈت صاحب جو مارے خوف کے کانپ رہے تھے۔ والد محترم سے کہا بچہ ہے۔ بڑا ہو کر سنبھل جائے گا۔ آپ کوئی سخت اقدام نہ کریں۔ والد صاحب نے اس کی بات مان لی اور مجھے ساتھ لے کر چپ چاپ گھر کی راہ لی گھر پہنچ کر والد نے خود میری مرہم پٹی کی۔ چھڑی کی مار اور بوٹوں کی ان گنت ٹھوکروں سے جسم کا رواں رواں زخمی تھا حتی کہ ناک، منہ اور آنکھیں تک متورم تھیں۔ تقریباً ہفتہ بھر بستر ہی پر دراز رہا۔ پھر والد محترم نے مجھے

بھدرواہ ہائی اسکول میں داخل کرادیا۔ میں ہندو لڑکوں کی نگرانی میں روز اسکول آنے جانے لگا۔ مسلمان طلبہ کو میرے ساتھ بات کرنے کی اجازت نہ تھی۔ ہندو لڑکے ہی نہیں ہندو اساتذہ بھی مجھے نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے یہ اسکول میرے لئے جہنم سے کم اذیت ناک نہ تھا۔ آخر کار میں نے دوست محمد نامی ہم جماعت سے تعلقات بڑھائے اور اس کے توسط سے مولانا عبدالرؤف صاحب کو خط لکھا اور بتایا کہ میں بفضل اللہ تعالی اسلام پر قائم ہوں حضور نبی اکرم ﷺ کی دعاؤں کی برکت ہے کہ مجھے کوئی جسمانی تکلیف اسلام سے برگشتہ نہیں کرسکی۔ مولانا نے خط ملتے ہی قصبے کے سارے لوگوں کو جمع کر کے ان سے پوچھا کوئی ہے جو جان پر کھیل کر ایک مسلمان کو کافروں کے عذاب سے چھٹکارا دلائے؟ اس پر ایک غریب لیکن جذبہ شہادت سے سرشار شخص اٹھا اور اس نے اس خدمت کے لئے اپنے آپ کو پیش کیا۔ اس کا نام جان محمد تھا۔

جان محمد صاحب اسکول کے اوقات ہی میں بھدرواہ پہنچ گئے اور دوست محمد کی وساطت سے جب مجھے ان کی آمد کا پتہ چلا تو میں تفریح کے بعد روتا ہوا اپنے ماسٹر صاحب کی خدمت میں پہنچا اور کہا میرے پیٹ میں سخت درد ہے۔ مجھے چھٹی عنایت فرمائی جائے ماسٹر صاحب نے چھٹی دے دی۔ میں نے بستہ اٹھایا چھپتا چھپاتا آنکھ بچاتا ہوا مدرسہ سے نکل آیا۔

جان محمد صاحب نے ایک مسلمان رہبر کو ساتھ لیا اور ہم بھدرواہ سے بھاگ نکلے راتوں رات سفر کرتے ہوئے ریاست کشمیر سے نکل کر ریاست چنبہ کی حدود میں داخل ہوگئے۔ پھر مسلمان رہبر واپس ہوگیا اور ہم دونوں تقریباً ساٹھ میل سفر طے کر کے دوسرے دن صبح ڈلہوزی پہنچے۔ تھکان سے میرا بُرا حال تھا کپڑے میلے اور پاؤں متورم تھے۔

شام کو براستہ پٹھان کوٹ جب امرتسر پہنچے تو میں نے اپنا آبائی لباس اتار کر دوسرے کپڑے پہنے اور امرتسر سے کھیوڑا کی راہ بوچھال کلاں پہنچ گئے بس اسٹینڈ پر لوگوں کا ایک ہجوم پذیرائی کے لئے موجود تھا۔

والد کو جب میرے فرار کا علم ہوا تو انہوں نے تمام راستوں کی ناکہ بندی کرنے کے لئے تاریں دلادیں۔ لیکن جس راستے کو ہم نے اختیار کیا تھا وہ والد صاحب کے علم میں بھی نہ تھا، اس لئے ہم بچ نکلے۔

چند روز بعد والدہ صاحبہ سے ملاقات ہوئی، انھوں نے اشکبار ہوکر فرمایا'' بیٹا ہمیں اس قدر ذلیل ہی کرنا تھا تو پہلے بتادیا ہوتا۔ تاکہ خرچ کرنے سے تو بچ جاتے۔ میں نے عرض کیا اماں جی! میں نے آپ سے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ میں اسلام کو ترک کرنے پر کسی بھی صورت بھی امادہ نہیں ہوسکتا۔ آپ میرے لئے کچھ نہ کریں۔ ہاں ویسے میں آپ کا غلام ہوں۔ آپ کی ہر خدمت میرے لئے سعادت کا موجب ہے مجھے آپ کے وہ احسانات یاد ہیں کہ جب بھی میرے خاندان والوں نے مجھے ختم کرنے کی کوئی سازش کی تو آپ نے مجھے اس سے پہلے ہی مطلع کردیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو خوش رکھے۔

میں نے والدہ صاحبہ سے صلح کرلی تھی اور اکثر والدہ محترمہ کی خدمت میں حاضر ہوتا رہتا۔ مگر والد محترم کو میں نے چھ سال بعد دیکھا تھا راستے میں اچانک آمنا سامنا ہوگیا۔ مگر وہ بغیر توجہ دیئے ہوئے میرے پاس سے گزر گئے میں بھی انہیں بلانے یا ان سے ہاتھ ملانے کی جرأت نہ کرسکا۔

۱۹۴۷ء میں تقسیم ملک کے موقع پر میرے خاندان کے تمام افراد ہندوستان چلے گئے اور میں اپنے مسلمان بھائیوں کے ساتھ پاکستان میں رہا اور اپنے آبائی مکان میں منتقل ہوگیا۔ ۱۹۵۰ء میں والد کی وفات ہوگئی اور والدہ مکرمہ اور تین بھائی انبالہ کے قریب ایک گاؤں میں مقیم ہیں۔

۱۹۴۱ء میں میٹرک کا امتحان میں نے اسکول میں اول رہ کر امتیازی حیثیت سے پاس کرلیا بعد ازیں میں نے علوم دینیہ کی طرف توجہ دی، چنانچہ ۱۹۴۲ء سے ۱۹۴۸ء تک مدرسہ خادم الشریعہ پنڈی کھیپ، مدرسہ عربیہ اشاعت القرآن گجرات اور دارالعلوم دیوبند میں علوم دینیہ کی تکمیل کی، ۱۹۴۸ء میں مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا اور صوبے بھر میں اول رہا۔

میرا ایمان ہے کہ یہ ساری کامرانیاں آنحضرت ﷺ کی دعا کی مرہون منت ہیں، ۱۹۵۴ء میں بی اے کا امتحان پاس کیا اور دونوں میں اللہ کے فضل وکرم سے فرسٹ ڈویژن حاصل کی ۱۹۵۷ء میں بی ایڈ کیا ۱۹۵۸ء میں ایم اے عربی صوبے بھر میں اول رہ کر امتیازی حیثیت سے پاس کیا۔ ۱۹۵۹ء میں ایم۔ اے علوم اسلامیہ کا امتحان دیا اور صوبے بھر میں اول رہا۔ ان تمام عنایات پر میں اپنے مالک حقیقی کا شکر گزار ہوں۔

اسلام قبول کرنے کے بعد میں نے اپنے اندر ایک بہت بڑا ذہنی روحانی انقلاب محسوس کیا۔ ورنہ اسلام لانے سے پہلے میں ایک متوسط ذہن کا مالک تھا۔ اسلام کے سایہ عافیت میں پناہ لینے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے دینی اور دنیوی ترقی کے دروازے بھی میرے لئے کھول دیئے اور دوسری بات جو میں نے اپنی علمی زندگی میں محسوس کی وہ نبی اکرم کی دعا کا اثر ہے کہ مجھے آج تک کسی امر میں ناکامی کا سامنا نہیں ہوا اور آنحضرت کی دعا ہی میری زندگی کا سب سے قیمتی سرمایا ہے اور انشاء اللہ قیامت کے دن یہی دعا میری نجات کا باعث ہوگی۔ آمین ثم آمین۔

(تلخیص از من الظلمات الی النور)

ایک کامیاب نوجوان کا تعجب خیز واقعہ

جعفر بن سلیمانؒ کہتے ہیں کہ میں حضرت مالک بن دینار کے ساتھ ایک دفعہ بصرہ میں چل رہا تھا۔ ایک عالیشان محل پر گزر ہوا، جس کی تعمیر جاری تھی اور ایک نوجوان بیٹھا ہوا معماروں کو ہدایات دے رہا تھا کہ یہاں یہ بنے گا، وہاں اس طرح بنے گا۔ مالک بن دینار اس نوجوان کو دیکھ کر فرمانے لگے کہ یہ شخص کیسا حسین نوجوان ہے اور کس چیز میں پھنس رہا ہے۔ اس کو اس تعمیر میں کیسا انہاک ہے۔ میری طبیعت پر یہ تقاضا ہے کہ میں اللہ جل شانہ سے اس نوجوان کے لئے دعا کروں کہ وہ اس کو اس جھگڑے سے چھڑا کر اپنا مخلص بندہ بنا لے کیسا اچھا ہوگا اگر یہ جنت کے نوجوانوں میں بن جائے۔ جعفر چل اس نوجوان کے پاس چلیں۔ جعفر کہتے ہیں کہ ہم دونوں اس نوجوان کے پاس گئے۔ اس کو سلام کیا، اس نے سلام کا جواب دیا (وہ مالک سے واقف تھا) مگر مالک کو پہچانا نہیں۔ تھوڑی دیر میں پہچانا تو کھڑا ہو گیا۔ اور کہنے لگا کہ کیسے تشریف آوری ہوئی۔ مالک نے فرمایا۔ تم نے اپنے اس مکان پر کس قدر روپیہ لگانے کا ارادہ کیا ہے۔ اس نے کہا ایک لاکھ درہم۔ مالک نے فرمایا کہ اگر تم یہ ایک لاکھ درہم مجھے دے دو تو میں تمہارے لئے جنت میں ایک مکان کا ذمہ لیتا ہوں۔ جو اس سے بدرجہا بہتر ہوگا اور اس میں حشم خدم بہت سے ہوں گے۔ اس میں خیمے اور قبے سرخ یاقوت کے ہوں گے جن پر موتی جڑے ہوئے ہوں گے۔ اس کی مٹی زعفران کی ہوگی۔ اس کا گارا مشک سے بنا ہوگا جس کی خوشبوئیں مہکتی ہوں گی۔ وہ کبھی نہ پرانا ہوگا نہ ٹوٹے گا۔ اس کو معمار نہیں بنائیں گے بلکہ حق تعالیٰ

شانہ کے امر کن سے تیار ہو گا۔ اس نوجوان نے کہا مجھے سوچنے کیلئے آج رات کی مہلت دیجئے۔ کل صبح آپ تشریف لادیں تو میں اس کے متعلق اپنی رائے عرض کروں گا حضرت مالکؒ واپس آئے اور رات بھر اس نوجوان کیلئے فکر و سوچ میں رہے آخر شب میں اس کے لئے بہت عاجزی سے دعا کی۔ جب صبح ہوئی ہم دونوں اس کے مکان پر گئے۔ وہ نوجوان دروازے سے باہر ہی انتظار میں بیٹھا تھا اور جب حضرت مالک کو دیکھا تو بہت خوش ہوا۔ حضرت مالک نے فرمایا۔ تمہاری کل کی بات میں کیا رائے رہی۔ اس نوجوان نے کہا کہ آپ اس چیز کو پورا کریں گے جسکا کل آپ نے وعدہ فرمایا تھا۔ حضرت مالک نے فرمایا ضرور۔ اس نے دراہم کے توڑے سامنے لاکر رکھ دیئے اور دوات قلم لاکر رکھ دیا۔ حضرت مالک نے ایک پرچہ لکھا جس میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے بعد لکھا کہ یہ اقرار نامہ ہے کہ مالک بن دینار نے فلاں شخص سے اس کا ذمہ لیا ہے کہ اس کے اس محل کے بدلے میں حق تعالیٰ شانہ کے یہاں اس کو ایسا ایسا محل جسکی صفت اوپر بیان کی گئی (جو صفات اس مکان کی اوپر گزریں وہ سب لکھنے کے بعد لکھا) ملے گا اس سے بھی کہیں زیادہ عمدہ اور بہتر جو عمدہ سایہ میں حق تعالیٰ شانہ کے قریب ہوگا۔ یہ پرچہ لکھ کر اس کے حوالے کر دیا اور ایک لاکھ درم اس سے لے کر چلے آئے۔ جعفر فرماتے ہیں کہ شام کو حضرت مالک کے پاس اس میں سے اتنا بھی باقی نہ تھا کہ ایک وقت کے کھانے ہی کا کام چل سکے۔ اس واقعہ کو چالیس دن بھی نہ گزرے تھے کہ ایک دن حضرت مالک جب صبح کی نماز سے فارغ ہوئے تو محراب میں ایک پرچہ پڑا دیکھا۔ یہ وہی پرچہ تھا جو مالک نے اس نوجوان کو لکھ کر دیا تھا اور اس کے پشت پر بغیر روشنائی کے لکھا ہوا تھا کہ یہ اللہ جل شانہ کی طرف سے مالک بن دینار کے ذمہ کی برائت ہے۔ جس مکان کا تم نے اس نوجوان سے وعدہ کیا تھا وہ ہم نے اس کو پورا پورا دے دیا اور اس سے ستر گنا زیادہ دے دیا۔ حضرت مالک اس پرچہ کو پڑھ کر متحیر سے ہوئے۔ اس کے بعد ہم اس نوجوان کے مکان پر گئے تو وہاں مکان پر سیاہی کا نشان تھا (جو سوگ کی طور پر لگایا ہوگا) اور رونے کی آوازیں آرہی تھیں۔ ہم نے پوچھا تو معلوم ہوا کہ اس نوجوان کا گذشتہ کل انتقال ہو گیا ہے۔ ہم نے پوچھا کہ اس کا غسل میت کس نے دیا تھا۔ اس کو بلایا گیا۔ ہم نے اس سے اس کے نہلانے اور دفنانے کی کیفیت پوچھی۔ اس نے کہا اس نوجوان نے مرنے سے

پہلے ایک پرچہ دیا تھا اور کہا تھا کہ جب تو مجھے نہلا کر کفن پہنائے تو یہ پرچہ اس میں رکھ دینا۔ میں نے اس کو نہلایا، کفنایا اور وہ پرچہ اس کے کفن کے اور بدن کے درمیان میں رکھ دیا۔

حضرت مالک نے وہ پرچہ اپنے پاس سے نکال کر اس کو دکھایا۔ وہ کہنے لگا یہ وہی پرچہ ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے اس کو موت دی، یہ پرچہ میں نے خود اس کے کفن کے اندر رکھا تھا۔ یہ منظر دیکھ کر ایک دوسرا نوجوان اٹھا اور کہنے لگا کہ مالک! آپ مجھ سے دو لاکھ درہم لے لیجئے اور مجھے بھی پرچہ لکھ دیجئے۔ حضرت مالک نے فرمایا کہ وہ بات دور چلی گئی اب نہیں ہوسکتا۔ اللہ جل شانہ جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے۔ اس کے بعد جب بھی مالکؒ اس نوجوان کا ذکر کرتے تو رونے لگتے، اور اس کے لئے دعا کرتے تھے۔

(بحوالہ کتاب التوابین)

ایک نوجوان لڑکی کا عجیب سبق آموز واقعہ

محمد بن حسین بغدادیؒ فرماتے ہیں کہ میں ایک سال حج کو گیا میں اتفاق سے مکہ کے کے بازار سے گزر رہا تھا کہ ایک بوڑھا آدمی ایک لڑکی کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھا لڑکی کا رنگ متغیر ہو رہا تھا بدن بہت لاغر لیکن اس کے چہرے پر ایک نورانی چمک تھی وہ بوڑھا پکار رہا تھا کہ کوئی اس لڑکی کا خریدار ہے کوئی ہے جو اس کو پسند کرے کوئی ہے جو بیس اشرفی سے اس کی قیمت زیادہ دے اس شرط پر کہ میں اس کے ہر عیب سے بری ہوں میں نے اس شیخ کے قریب جا کر پوچھا کہ اس باندی کی قیمت کا حال تو معلوم ہو گیا لیکن اس میں عیب کیا ہے وہ کہنے لگا یہ لڑکی پاگل ہے ہر وقت غمزدہ رہتی ہے رات بھر نماز پڑھتی ہے دن بھر روزہ رکھتی ہے نہ کھاتی ہے نہ پیتی ہے ہر جگہ بالکل تنہائی پسند کرتی ہے جب میں نے اس کی بات سنی تو وہ لڑکی مجھے پسند آ گئی اور میں نے اس کو خرید لیا اور اپنی قیام گاہ پر لے گیا۔ میں نے اس کو دیکھا کہ وہ زمین کی طرف سر جھکائے بیٹھی ہے پھر اس نے سر اٹھایا اور کہنے لگی کہ میرے چھوٹے آقا آپ کا وطن کہاں ہے اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے میں نے کہا عراق کہنے لگی کونسا عراق بصرہ میں یا کوفہ میں میں نے کہا دونوں نہیں کہنے لگی تو کیا آپ بغداد کے رہنے والے ہیں میں نے کہا ہاں کہنے لگی واہ واہ، وہ تو عابدوں کا شہر ہے زاہدوں کا شہر ہے مجھے تعجب ہوا کہ یہ باندی ایک کوٹھری سے دوسری کوٹھری میں جانے والی اس کو عابدوں زاہدوں

کی کیا خبر میں نے اس سے دل لگی کے طور پر پوچھا کہ تو ان میں سے کن کن عابدوں کو جانتی ہے کہنے لگی مالک بن دینارؒ کو بشر حافیؒ کو صالح مریؒ کو ابو حاتم بجستانیؒ کو معروف کرخیؒ کو محمد بن حسین بغدادیؒ کو رابعہ عدویہؒ کو شعوانہؒ کو میمونہؒ کو میں نے اس سے پوچھا کہ تجھے ان سب کا حال کس طرح معلوم ہوا کہنے لگی اے جوان میں ان کو کیسے نہ جانوں خدا کی قسم یہ لوگ دلوں کے طبیب ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو عاشق کو معشوق کا راستہ بتاتے ہیں پھر اس نے چار شعر پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے۔ یہ قوم وہ لوگ ہیں جن کے فکر اللہ کے ساتھ وابستہ ہو گئے پس ان کے لئے کوئی فکر ہی کسی اور کا نہیں رہا۔ ان لوگوں کا مقصد صرف ان کا مولیٰ اور ان کا سردار ہے کیا ہی بہترین مقصد ہے جو صرف ایک بے نیاز ذات کے واسطے ہے نہ تو دنیا ان سے الجھتی ہے اور نہ کھانوں کی عمدگی نہ دنیا کی لذتیں نہ اولاد نہ ان سے اچھا لباس جھگڑتا ہے نہ مال کی روز افزوں زیادتی نہ تعداد کی کثرت اس کے بعد میں نے کہا اے لڑکی میں محمد بن حسین ہی ہوں کہنے لگی میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ تم سے کہیں میری ملاقات ہو جائے تمہاری وہ دلکش آواز کیا ہوئی جس سے تم مریدین کے دلوں کو زندہ کیا کرتے تھے اور سننے والوں کی آنکھیں اس سے بھر جایا کرتی تھی میں نے کہا بحالہ موجود ہے کہنے لگی خدا کی قسم مجھے قرآن پاک کچھ سنا دو میں نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھی تو اس نے بہت زور سے ایک چیخ ماری اور بے ہوش ہو گئی میں نے اس پر پانی چھڑکا جس سے اس کو افاقہ ہوا تو کہنے لگی جس کے نام کا یہ اثر ہے اگر میں اس کو پہچان لوں اور جنت میں دیکھ لونگی تو کیا حال ہوگا۔ پھر کہنے لگی اچھا پڑھیئے اللہ جل شانہ آپ پر رحم کرے میں نے یہ آیت پڑھی۔ ﴿ام حسب الذین اجترحو السیئات ان نجعلھم کالذین امنو او عملو الصالحات سواء محیاھم ومماتھم ساء مایحکمون ۝﴾ (جاثیہ ع ۳)

''جو لوگ بُرے کام کرتے ہیں کیا وہ یہ گمان کرتے ہیں کہ ہم ان کو ان لوگوں کے برابر کر دیں گے جو ایمان لائے اور اچھے عمل کیئے ان سب کا مرنا جینا ایک سا ہو جائے (جو ایسا گمان کرتے ہیں) بہت بری تجویز کر رہے ہیں''۔ یہ آیت سنکر وہ کہنے لگی کہ اللہ کا شکر ہے ہم نے کبھی نہ کسی کی پرستش کی نہ کسی صنم کو بوسہ دیا اور کچھ پڑھیئے اللہ آپ پر رحم کریں میں نے پڑھا۔ ﴿انا اعتدنا للظالمین نارا احاط بھم سرادقھا وان یستغیثو ایغاثو ابماء کالمھل یشوی الوجوہ بئس الشراب وساءت مرتفقا ۝

(کہف ع۴)''بیشک ہم نے ظالموں کے لئے آگ تیار کر رکھی ہے جس کی قناتیں ان کو چاروں طرف سے گھیرے ہوں گی اور اگر وہ لوگ فریاد کریں گے تو ایسے پانی سے ان کی فریادرسی کی جائیگی جو تیل کی تلچھٹ کی طرح (بدہیئت) ہوگا (اور ایسا سخت گرم) مونہوں کو پکارے گا کیا ہی برا پانی ہوگا اور (جہنم) کیا ہی برا ٹھکانا ہوگا''۔ وہ کہنے لگی تم نے اپنے دل میں ناامیدی لازم کردی اپنے دل کو امید اور خوف کے درمیان معطر کرو۔ کچھ اور پڑھو اللہ جل شانہ آپ پر رحم کرے تو میں نے پڑھا۔ ﴿وجوہ یومئذ مسفرۃ ضاحکۃ مستبشرۃ﴾ (عبس)''بہت سے چہرے اس دن خنداں وشاداں ہونگے اور یہ پڑھا۔ ﴿وجوہ یومئذ ناضرۃ الیٰ ربہا ناظرۃ﴾ (قیمہ ع۱)''بہت سے چہرے اس دن بارونق ہونگے اور اپنی رب کی طرف دیکھتے ہونگے''۔ اس پر وہ کہنے لگی ہائے مجھے اس دن اس کی ملاقات کا کتنا اشتیاق ہوگا جس دن وہ اپنے دوستوں کے لئے تجلی فرمائے گا کچھ اور پڑھیے اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے میں نے یہ آیت پڑھی۔ ﴿یطوف علیہم ولدان مخلدون ٥ باکواب واباریق وکاس من معین لایصدعون عنہا ولاینزفون ٥ (واقعہ ع۱) چند آیتیں لاصحاب الیمین ٥ تک یعنی سورۃ واقعہ کے پہلے رکوع کے ختم تک پڑھیں جن کا ترجمہ یہ ہے کہ ان (اعلیٰ درجوں والوں) کے پاس ایسے لڑکے جو ہمیشہ لڑکے ہی رہیں گے یہ چیزیں لے کر ہمیشہ آتے جاتے رہیں گے آبخورا اور آفتابے اور ایسے گلاس جو بہتی ہوئی شراب سے بھرے گئے ہوں کہ نہ اس شراب سے ان کو سر کا درد ہوگا (یعنی نہ چکر آئیگا) نہ عقل میں فتور آئیگا اور ایسے میوے لیکر آئیں گے جن کو یہ لوگ پسند کریں اور پرندوں کا گوشت جوان کو مرغوب ہو اور ان کے لئے خوبصورت بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں ہونگی جیسا کہ (حفاظت سے) پوشیدہ رکھا ہوا موتی یہ سب کچھ بدلہ ہے ان اعمال کا جو وہ (دنیا میں) کیا کرتے تھے (یہ لوگ جنت میں نہ بک بک سنیں گے نہ کوئی اور بے ہودہ بات بس سلام ہی سلام کی آواز (ہر طرف سے) آئے گی اور (نمبر دو کے حضرات) جو داہنے والے ہیں یعنی ان کے اعمال نامے داہنے ہاتھ میں ملے ہیں) وہ داہنے والے بھی کیسے اچھے آدمی ہیں وہ ان باغوں میں رہیں گے جہاں بغیر کانٹوں کے بیریاں ہونگی اور تہ بتہ کیلے لگے ہوئے ہوں گے اور بہت لمبا سایہ ہوگا اور بہتا ہوا پانی ہوگا اور کثرت سے میوے ہوں گے جو نہ ختم

ہوں گے اور نہ ان میں کسی قسم کی روک ٹوک ہوگی (جتنا دل چاہے کھائے اور اونچے اونچے فرش ہوں گے اور انکے لئے بھی عورتیں ہونگی) جن کو ہم نے خاص طور سے بنایا یعنی ایسا بنایا کہ وہ (ہمیشہ ہمیشہ) کنواریاں ہی رہیں گی۔ (یعنی صحبت کے بعد پھر کنواری بن جائیں گی) اور (ناز وانداز کے لحاظ سے) محبوبہ ہوں گی اور (جنت والوں کی ہم عمر ہوں گی اور یہ سب چیزیں داہنے والوں کے لئے ہیں'' (ترجمہ ختم ہوا۔) پھر وہ لڑکی مجھ سے کہنے لگی میرا خیال ہے کہ تم نے بھی حوروں سے منگنی کی ہے کچھ ان کے مہروں کے واسطے بھی خرچ کیا ہے میں نے پوچھا کہ مجھے بتاؤ ان کا مہر کیا ہوگا۔ میں تو فقیر آدمی ہوں کہنے لگی رات کو تہجد پڑھنا اور دن کو روزہ رکھنا اور فقراء ومساکین سے محبت رکھنا اس کے بعد اس باندی نے چھ شعر پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے۔ اے وہ شخص جو حوروں سے پردہ میں منگنی کرتا ہے اور ان کا عالی مرتبہ کے باوجود ان کا طالب ہے کوشش کے ساتھ کھڑا ہو جا سستی ہرگز نہ کر نفس سے مجاھدہ کر اس کو صبر کا عادی بنا رات کو تہجد پڑھا کر دن کو روزہ رکھا کر یہ ان کا مہر ہے۔ اگر تیری دونوں آنکھیں ان کو اس حال میں دیکھ لیں جب کہ وہ تیری طرف متوجہ ہو رہی ہوں اور ان کے سینوں پر اناروں کی طرح سے ان کے پستان ابھر رہے ہوں اور وہ اپنی ہم عمر لڑکیوں کے ساتھ چل رہی ہوں اور ان کے سینوں پر چمکتے ہوئے ہار پڑے ہوئے ہوں تو اس وقت تیری نگاہ میں یہ دنیا کی جتنی زیب وزینت ہے ساری ہی سبک بن جائے۔ یہ اشعار پڑھ کر اس کو بے ہوشی طاری ہوگئی میں نے پھر اس کے چہرے پر پانی وغیرہ چھڑکا تو اس کو افاقہ ہوا اور اس نے یہ شعر پڑھے۔

الٰھی لا تعذبنی فانی

مقر بالذی قد کان منی

اے اللہ تعالیٰ تو مجھے عذاب سے بچائیو بیشک میں اپنے گناہوں کا جو مجھ سے صادر ہوئے اقرار کرنے والی ہوں۔

فکم من زلۃٍ فی الخطایا

غفرت وانت ذو فضل ومن

تو نے کتنی کثرت سے میری خطاؤں کی لغزشیں معاف فرمائی ہیں تو بڑے فضل والا

بڑے احسان والا ہے

یظن الناس بی خیرا وانی

لشر الناس ان لم تعف عنی

لوگ مجھے اچھا آدمی گمان کرتے ہیں لیکن اگر تو میری خطا معاف نہ کر دے تو میں بدترین آدمی ہوں۔

وما لی حیلۃ الا رجائی

لعفوک ان عفوت وحسن ظنی

میرے لئے کوئی تدبیر نہیں اس کے سوا کے تیری بخشش کی امید ہے اور تیرے ساتھ مجھے حسن ظن ہے (کہ تو ضرور کرم کرے گا)۔

یہ اشعار پڑھ کر اس باندی کو پھر غشی ہوگئی میں جو اس کے قریب پہنچا تو مر چکی تھی مجھے اس کے انتقال کا بے حد صدمہ ہوا اٹھکر بازار گیا کہ اس کی تجہیز وتکفین کا سامان خرید کر لاؤں جب میں بازار سے لوٹا تو وہ کفنی کفنائی خوشبو لگی ہوئی معطر نعش رکھی ہوئی تھی دو سبز کپڑوں میں اس کا لباس تھا جو کہ جنت کا لباس تھا۔ کفن پر دو سطریں نور سے لکھی ہوئی تھیں پہلی سطر ﴿لاالٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ﴾ لکھا ہوا تھا دوسری یہ آیت ﴿الا ان اولیاء اللّٰہ لاخوف علیہم ولاھم یحزنون ۝ ط﴾ خبردار رہو کہ اللہ کے ولیوں کو نہ تو خوف ہوتا ہے نہ غمگین ہوتے ہیں میں اور میرے ساتھی اس کے جنازہ کو ساتھ اٹھا کر لے گئے۔ جنازہ کی نماز پڑھ کر دفنا دیا اور اس کے حجرے میں سورۃ یٰسین شریف پڑھکر اپنے حجرہ میں چلا آیا میری آنکھوں سے آنسو بہ رہے تھے دل اس کے فراق سے غمگین تھا واپس آکر میں نے دو رکعت نماز پڑھی اور سو رہا خواب میں دیکھا کہ وہ لڑکی جنت میں پھر رہی ہے نہایت مہکتے ہوئے زعفران کے باغیچہ میں ہے ریشم کے اور استبرق کے جوڑے پہن رہی ہے اس کے سر پر ایک موتیوں سے جڑا ہوا تاج ہے اور پاؤں میں سرخ یاقوت کے جوڑے ہیں مشک وعنبر کی خوشبو اس سے مہک رہی ہے اس کا چہرہ شمس اور قمر سے زیادہ روشن ہے میں نے کہا اے لڑکی ذرا ٹھہر تو یہ تو بتادے کہ یہ مرتبہ کس عمل کی بدولت تجھے ملا کہنے لگی فقراء ومساکین کی محبت سے اور استغفار کی کثرت سے

اور مسلمانوں کے راستے سے تکلیف والی چیز کو ہٹا دینے سے پھر اس نے تین شعر پڑھے جنکا ترجمہ یہ ہے۔ مبارک ہے وہ شخص جس کی آنکھیں راتوں کو جاگتی ہوں اور جو اپنے مالک کے عشق کی بے چینی میں رات گزار دے اور کسی دن اپنی کوتاہیوں پر نوحہ کرلیا کرے اور اپنی خطاؤں پر رولیا کرے اور شب کو اکیلا کھڑا ہو اللہ کے عذاب کے خوف سے اختر شماری کرتا ہو اس حال کی حق تعالیٰ شانہ کی نگاہ حفاظت کر رہی ہو۔ (بحوالہ فضائل حج)

ایک حسین نوجوان کا سبق آموز واقعہ

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں ایک سال سخت ترین گرمی کے زمانے میں حج کو چلا لو بڑی شدت سے چلتی تھی ایک دن جب میں وسط حجاز میں پہنچا تو اتفاقاً قافلہ سے بچھڑ گیا اور مجھے کچھ غنودگی سی آ گئی دفعۃً آنکھ جو کھلی تو اس جنگل بیابان میں ایک آدمی نظر آیا تو میں جلدی جلدی اس کی طرف چلا تو دیکھا ایک کمسن لڑکا تھا جس کی داڑھی بھی نہ نکلی تھی اور اس قدر حسین کہ گویا چودھویں رات کا چاند ہے۔ بلکہ دوپہر کا سورج اس پر ناز ونعمت کے کرشمے چمک رہے ہیں میں نے اس کو سلام کیا اس نے کہا ابراہیم وعلیکم السلام میرا نام لینے پر مجھے انتہائی حیرت ہوئی اور مجھ سے سکوت نہ ہو سکا میں نے بڑے تعجب سے پوچھا کہ صاحب زادے تجھے میرا نام کس طرح معلوم ہوا تو نے تو مجھے کبھی دیکھا بھی نہیں کہنے لگا ابراہیم! جب سے مجھے معرفت حاصل ہوئی میں انجان نہیں بنا اور جب سے مجھے وصال نصیب ہوا کبھی فراق نہیں ہوا میں نے پوچھا اس سخت گرمی میں اس جنگل میں تجھے کیا مجبوری کھینچ کر لائی کہنے لگا ابراہیم اُس کے سوا میں نے کبھی کسی سے انس پیدا نہیں کیا اور نہ اس کے سوا کسی کو ساتھی اور رفیق بنایا میں اس کی طرف بالکلیہ منتقل ہو چکا ہوں اور اس کے معبود ہونے کا اقرار کر چکا ہوں میں نے پوچھا کہ تیرے کھانے پینے کا ذریعہ کیا ہے کہنے لگا محبوب نے اپنے ذمہ لے رکھا ہے میں نے کہا خدا کی قسم مجھے ان عوارض کی وجہ سے جو میں نے ذکر کئے تیری جان کے ہلاک ہونے کا اندیشہ ہے تو اس نے روتے ہوئے کہ اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑی موتیوں کی طرح سے اس کے رخساروں پر پڑ رہی تھی چند شعر پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے۔ کون شخص ڈرا سکتا ہے مجھ کو جنگل کی سختی سے حالانکہ میں اس جنگل کو اپنے محبوب کی طرف چل کر قطع کر رہا ہوں اور اس پر ایمان لا چکا ہوں مجھ کو بے چین کر رہا ہے اور شوق ابھارے لئے جاتا ہے اور اللہ کا چاہنے والا کبھی کسی آدمی سے

نہیں ڈر سکتا اگر مجھے بھوک لگے گی تو اللہ کا ذکر میرا پیٹ بھرے گا اور اللہ کی حمد کی وجہ سے میں پیاسا نہیں ہو سکتا اور اگر میں ضعیف ہوں تو اس کا عشق مجھے حجاز سے خراسان تک (یعنی یورپ سے پچھم تک) لے جا سکتا ہے تو میرے بچپن کی وجہ سے مجھے حقیر سمجھتا ہے اپنی ملامت کو چھوڑ جو ہونا تھا ہو چکا میں نے پوچھا تجھے خدا کی قسم اپنی صحیح صحیح عمر بتا کیا ہے کہنے لگا تو نے بڑی سخت قسم مجھے دے دی جو میرے نزدیک بہت ہی بڑی ہے میری عمر بارہ برس کی ہے پھر وہ کہنے لگا ابراہیم تجھے میری عمر پوچھنے کی کیا ضرورت پیش آئی میں نے کہا مجھے تیری باتوں نے حیرت میں ڈال دیا کہنے لگا اللہ کا شکر ہے اس نے بہت نعمتیں عطا فرمائیں اور اللہ کا فضل ہے کہ اس نے اپنے بہت سے مؤمن بندوں سے افضل بنایا ابراہیم کہتے ہیں کہ مجھے اس کے حسن صورت، حسن سیرت اور شیریں کلام پر بڑا تعجب ہوا میں نے کہا سبحان اللہ حق تعالیٰ شانہ نے کیسی کیسی صورتیں بنائی ہیں اس نے تھوڑی دیر نیچے کو سر جھکا لیا پھر اوپر کی طرف نظر اٹھا کر بہت ترچھی اور کڑوی نگاہ سے مجھے دیکھا اور چند شعر پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے۔ ''اگر میری سزا جہنم ہو تو میرے لئے ہلاکت ہے اس وقت میری یہ رونق اور خوبصورتی کیا بنائے گی اس وقت میری ساری خوبیوں کو عذاب عیب دار بنا دے گا اور جہنم میں طویل عرصہ تک رونا پڑیگا اور جبار جل جلالہ یہ فرمائے گا اور بدترین غلام تو میرے نافرمانوں میں ہے تو نے دنیا میں میرا مقابلہ کیا میری حکم عدولی کی تو میرے عہد و پیمان کو (جو ازل میں ہوئے تھے) بھول گیا تھا یا میری (قیامت کی) ملاقات کو بھول گیا تھا (اے ابراہیم) تو اس دن دیکھے گا کہ فرمانبرداروں کے منہ چودویں رات کی چاند کی طرح چمک رہے ہوں گے اور حق تعالیٰ شانہ اپنے اوپر سے انوار کے پردے ہٹا دینگے جس کی وجہ سے یہ فرمانبردار اس پاک ذات کی زیارت سے ایسے مبہوت ہو جائیں گے کہ اس کے مقابلے میں ہر نعمت اور ہر راحت کو بھول جائیں گے اور حق تعالیٰ شانہ ان فرمانبرداروں کو ہیبت اور خوشنودی کا لباس پہنائیں گے اور ان کے چہروں کو رونق اور شادابی عطا ہو گی''۔ یہ اشعار پڑھ کر کہنے لگا۔ اے ابراہیم مہجور وہ ہے جو دوست سے منقطع ہو گیا ہو اور وصال اس کو حاصل ہے جس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے وافر حصہ لیا ابراہیم اپنے رفقاء سفر سے بچھڑ گئے ہو میں نے کہا ہاں میں ایسے ہی رہ گیا تجھ سے اللہ کے واسطے سوال کرتا ہوں کہ تو میرے لئے دعا کرے کہ میں اپنے ساتھیوں سے جا ملوں

میرے اس کہنے پر اس لڑکے نے آسمان کی طرف دیکھا اور کچھ آہستہ آہستہ زبان سے کہا کہ مجھے اس کے ہونٹ حرکت کرتے ہوئے معلوم ہوئے اس وقت مجھے دفعۃً نیند کا جھونکا سا آیا یا بیہوشی سی ہوئی اس سے جو میں نے افاقہ پایا تو قافلے کے بیچ میں اونٹ پر اپنے آپ کو پایا اور میرے اونٹ پر جو میرا ساتھی تھا وہ مجھ سے کہہ رہا تھا ابراہیم ہوشیار رہو سنبھلے رہو ایسا نہ ہو اونٹ پر سے گر جاؤ اور اس لڑکے کا مجھ کو کچھ پتہ نہ چلا کہ وہ آسمان پر اڑ گیا یا زمین کے اندر اتر گیا جب ہم سارا راستہ طے کر کے مکہ مکرمہ پہنچ گئے اور میں حرم شریف میں داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ لڑکا کعبہ شریف کا پردہ پکڑے ہوئے رو رہا ہے اور چند شعر پڑھ رہا ہے۔ جن کا ترجمہ یہ ہے۔ میں کعبہ کا پردہ پکڑ رہا ہوں اور بیت اللہ کی زیارت بھی کر رہا ہوں لیکن دل میں جو کچھ ہے اس کو اور راز کی بات کو تو خوب جانتا ہے میں بیت اللہ کی طرف پیدل چل کر آیا ہوں کہیں سوار نہیں ہوا اس لئے کہ میں باوجود اپنی کم سنی کے فریفتہ عاشق ہوں میں بچپن ہی سے تجھ پر مرنے لگا ہوں جب کہ میں عشق کو جانتا بھی نہ تھا اور اگر لوگ ملامت کریں کسی بات پر تو میں ابھی عشق کا طفل مکتب ہوں اے اللہ اگر میری موت کا وقت آ گیا ہو تو شاید میں تیرے وصل سے بہرہ یاب ہوسکوں''۔ اس کے بعد وہ بے اختیار سجدہ میں گر گیا اور میں دیکھتا رہا اور اس کے بعد میں اس کے پاس گیا اور اس کو ہلایا تو وہ انتقال کر چکا تھا رضی اللہ عنہ وارضاہ۔ ابراہیمؒ کہتے ہیں کہ مجھے اس کے انتقال کا بڑا سخت صدمہ ہوا میں وہاں سے اٹھ کر اپنی قیام گاہ پر آیا اور اس کے کفن دینے کے لئے کپڑا لیا اور مدد کے لئے ایک دو آدمی ساتھ لئے اور وہاں پہنچا جہاں اس کو مردہ چھوڑ کر آیا تھا تو اس کی نعش کا کہیں پتہ نہ چلا وہاں دوسرے حاجیوں سے دریافت کیا مگر کسی کو بھی پتہ نہ تھا کہ کسی نے اس کو دیکھا تو میں سمجھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو لوگوں کی آنکھوں سے پوشیدہ فرما رکھا تھا میں وہاں سے اپنے قیام گاہ پر واپس آ گیا اور مجھے کچھ غنودگی سی آ گئی تو میں نے اس کو خواب میں دیکھا کہ وہ ایک بہت بڑے مجمع میں ہے اور سب سے پیش پیش ہے اور اس پر اس قدر نور چمک رہا ہے اور ایسے عمدہ جوڑے ہیں کہ ان کی صفت بیان میں نہیں آ سکتی میں نے اس سے پوچھا کہ تو وہی لڑکا ہے کہنے لگا میں وہی ہوں میں نے پوچھا کیا تیرا انتقال نہیں ہوا اس نے کہا ہاں ہو گیا میں نے کہا کہ میں نے تجھے تجہیز وتکفین کے لئے بہت تلاش کیا کہیں پتہ نہ چلا کہنے لگا ابراہیم سن جس نے مجھے

میرے شہر سے نکالا اور اپنی محبت میں فریفتہ کیا اور میرے عزیز و اقارب سے جدا کیا اسی نے مجھے کفن دیا اور کسی دو. رے کا محتاج بننے نہیں دیا میں پوچھا نے کہ حق تعالیٰ شانہ نے مرنے کے بعد تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا اس نے کہا اللہ جل شانہ نے مجھے اپنے سامنے کھڑا کیا۔ اور فرمایا کہ تو کیا چاہتا ہے میں نے عرض کیا الٰہی تو ہی مقصود ہے اور تیری ہی مجھے آرزو ہے فرمایا کہ بیشک تو میرا سچا بندہ ہے اور جو تو مانگے اس کے لئے کوئی رکاوٹ نہیں میں نے عرض کیا کہ میں یہ چاہتا ہوں کے میرے زمانے کے تمام آدمیوں میں میری سفارش قبول فرمالے ارشاد ہوا کہ ان سب کے بارے میں تیری سفارش مقبول ہے۔

ابراہیم کہتے ہیں کہ اس کے بعد اس لڑکے نے خواب میں مجھ سے رخصتی مصافحہ کیا اور میں نیند سے بیدار ہو گیا میں نے حج کے جو ارکان باقی تھے وہ پورے کئے مگر اس لڑکے کی یاد سے اور اس کے رنج سے میرے دل کو قرار نہ تھا میں حج سے فارغ ہو کر واپس ہوا لیکن حالت یہ تھی کہ راستہ میں سارے قافلہ والے یہ کہتے تھے کہ ابراہیم تیرے ہاتھ کی مہک سے ہر شخص حیران ہے کہ کیسی خوشبو آرہی ہے اور اس واقعہ کے نقل کرنے والے کہتے ہیں کہ مرنے تک ابراہیمؒ کے ہاتھوں میں سے وہ خوشبو آتی رہی۔ (بحوالہ فضائل حج)

ایک نوجوان عابد کا واقعہ

حضرت مالک بن دینارؒ فرماتے ہیں کہ میں حج کے لئے جارہا تھا راستے میں ایک نوجوان کو دیکھا کہ پیدل چل رہا ہے نہ اس کے پاس سواری ہے نہ توشہ نہ پانی۔ میں نے اس کو سلام کیا اس نے سلام کا جواب دیا میں نے کہا جوان کہاں سے آرہے ہو کہنے لگا اسی کے پاس سے میں نے کہا کہاں جارہے ہو کہا اسی کے پاس، میں نے کہا توشہ کہاں ہے کہا اسی کے ذمہ ہے میں نے کہا یہ راستہ بغیر توشہ اور پانی کے طے نہیں ہوگا آخر تیرے پاس کچھ ہے بھی؟ اس نے کہا میں نے سفر کے شروع کے وقت پانچ حروف توشہ کے لئے پکڑ لئے تھے میں نے کہا وہ پانچ حروف کونسے ہیں اس نے کہا اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے کٓھٰیٰعٓصٓ۔ میں نے پوچھا اس کے کیا معنی ہیں کہنے لگا کہ کاف کے معنی کافی کفایت کرنے والا ھ کے معنی ہادی ہدایت کرنے والا یاء کے معنی موی ٹھکانہ دینے والا عین کا معنی عالم ہر بات کا جاننے والا۔ ص کا معنی صادق اپنے وعدہ کا سچا۔ پس جس شخص کا ساتھی کفایت کرنے والا۔ ہدایت کرنے والا۔ جگہ دینے والا۔ باخبر اور سچا ہو وہ برباد ہو سکتا ہے؟

یا اس کو کسی بات کا خوف ہو سکتا ہے؟ کیا وہ شخص بھی اس کا محتاج ہے کہ توشہ اور پانی لا دے لا دے پھرے حضرت مالک فرماتے ہیں کہ میں نے اس کی گفتگو سن کر اپنا کرتہ اس کو دینا چاہا اس نے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور کہا بڑے میاں دنیا کے کرتہ سے ننگا رہنا اچھا ہے دنیا کی حلال چیزوں کا حساب دینا ہے اور اس کی حرام چیزوں کا عذاب بھگتنا ہے۔ جب رات کا اندھیرا ہوا تو اس جوان نے اپنا منہ آسمان کی طرف کیا اور یہ کہا اے وہ پاک ذات جس کو بندوں کی طاعت سے خوشی ہوتی ہے اور بندوں کے گناہوں سے اس کا کوئی نقصان نہیں ہوتا مجھے وہ چیز عطا فرما جس سے تجھے خوشی ہوتی ہے یعنی طاعت اور وہ چیز معاف فرما جس سے تیرا کوئی نقصان نہیں یعنی گناہ اس کے بعد جب لوگوں نے احرام باندھا اور لبیک کہا تو وہ چپ تھا میں نے کہا تم لبیک نہیں پڑھتے کہنے لگا کہ مجھے یہ ڈر ہے کہ میں لبیک کہوں اور وہاں سے جواب ملے لالبیک ولاسعدیک "نہ تیری لبیک معتبر نہ سعدیک معتبر" نہ میں تیرا کلام سنتا ہوں نہ تیری طرف التفات کرتا ہوں اس کے بعد وہ چلا گیا اور میں نے سارے راستے اس کو نہیں دیکھا آخر میں منیٰ میں وہ نظر پڑا اور اس نے چند شعر پڑھے جنکا ترجمہ یہ ہے کہ وہ محبوب جس کو میرا خون بہانا اچھا معلوم ہوتا ہے میرا خون اس کے لئے حرم میں بھی حلال ہے اور حرم سے باہر بھی خدا کی قسم میری روح کو یہ پتہ چل جائے کہ وہ کس پاک ذات کیساتھ اٹکی ہوئی ہے تو وہ قدم کے بجائے سر کے بل کھڑی ہو جائے اور ملامت کرنے والے مجھے اس کے عشق میں ملامت نہ کر، اگر تجھے وہ نظر آجائے جو میں دیکھتا ہوں تو کبھی بھی لب کشائی نہ کرے لوگ اپنے بدن سے بیت اللہ کا طواف کرتے ہیں اگر وہ اللہ پاک کی ذات کا طواف کرتے تو حرم سے بھی بے نیاز ہو جاتے۔ عید کے دن لوگوں نے تو بھیڑ بکریوں کی قربانی کی لیکن معشوق نے میری جان کی اس دن قربانی کی، لوگوں نے حج کیا اور میرا حج اپنی سکون کی چیز کا ہے لوگوں نے قربانیاں کی ہیں میں تو اپنے خون اور جان کی قربانی کرتا ہوں اس کے بعد یہ دعا کی، اے اللہ لوگوں نے قربانیوں کیساتھ تیرا تقرب حاصل کیا میرے پاس کوئی چیز قربانی کے لئے نہیں ہے سوائے اپنی جان کے میں اس کو تیری بارگاہ میں پیش کرتا ہوں تو اس کو قبول کر لے اس کے بعد ایک چیخ ماری اور وہ مردہ ہو کر گر گیا اس کے بعد غیب سے ایک آواز آئی کہ یہ اللہ کا دوست ہے خدا کا قتیل ہے مالک فرماتے ہیں کہ میں نے اس کی

تجہیز وتکفین کی اور رات بھر اس کی شان میں پریشان اور متفکر رہا اسی میں آنکھ لگ گئی تو خواب میں اس کو دیکھا میں نے پوچھا تیرے ساتھ کیا معاملہ ہوا کہنے لگا کہ جو شہداء بدر کیساتھ ہوا بلکہ اس پر بھی کچھ زیادہ ہوا میں نے پوچھا کہ زیادہ ہونے کی کیا وجہ ہے کہنے لگا کہ وہ کافروں کے تلوار سے شہید ہوئے تھے اور میں عشق مولیٰ کی تلوار سے ف اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہر بات میں ان سے زیادتی ہو کسی بات میں زیادتی ہونا کافی ہے ورنہ ان لوگوں کا صحابی ہونے کا جو فضل ہے اس کو غیر صحابی کہاں پہنچ سکتے ہیں۔ (بحوالہ فضائل حج)

حضرت بہلولؒ اور ایک لڑکے کا واقعہ

حضرت بہلولؒ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ بصرہ کی ایک سڑک پر جارہا تھا، راستے میں چند لڑکے اخروٹ اور بادام سے کھیل رہے تھے اور ایک لڑکا ان کے قریب کھڑا رو رہا تھا مجھے خیال ہوا کہ اس لڑکے کے پاس بادام اور اخروٹ نہیں ہیں، ان کی وجہ سے رو رہا ہے۔ میں نے اس کو کہا بیٹا تجھے میں اخروٹ اور بادام خرید دوں گا تو بھی ان سے کھیلنا۔ اس نے میری طرف نگاہ اٹھا کر کہا۔ ارے بے وقوف کیا ہم کھیل کے واسطے پیدا ہوئے ہیں۔ میں نے پوچھا پھر کس کام کے واسطے۔ کہنے لگا علم حاصل کرنے کے واسطے اور عبادت کرنے کے واسطے میں نے کہا اللہ جل شانہ آپ کی عمر میں برکت کرے تو نے یہ بات کہاں سے معلوم کی کہنے لگا حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے ﴿افحسبتم انما خلقنا کم عبثا﴾ (مؤمنون ع ٦) کیا تمہارا یہ گمان ہے کہ ہم نے تم کو یوں ہی بے کار پیدا کیا ہے اور ہمارے پاس نہیں لوٹائے جاؤ گے۔ میں نے کہا بیٹا تو تو بڑا حکیم معلوم ہوتا ہے مجھے کچھ نصیحت کر۔ اس نے چار شعر پڑھے جنکا ترجمہ یہ ہے کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ دنیا ہر وقت چلا جاؤ میں ہے (آج گیا کل دہ گیا) دنیا ہر وقت چلنے کے لئے دامن اٹھائے قدم اور پنڈلی پر (دوڑنے کے لئے تیار رہتی ہے) پس نہ تو دنیا کسی زندہ کے لئے باقی رہتی ہے نہ کوئی زندہ دنیا کے لئے باقی رہتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ موت اور حوادث دو گھوڑے ہیں جو تیزی سے آدمی کی طرف دوڑے چلے آرہے ہیں پس او بے وقوف جو دنیا کے ساتھ دھوکہ میں پڑا ہوا ہے، ذرا غور کر اور دنیا سے اپنے لئے کوئی (آخرت میں کام آنے والی) اعتماد کی چیز لے لے"۔ یہ شعر پڑھ کر اس لڑکے نے آسمان

کی طرف منہ کیا اور دونوں ہاتھ اٹھائے اور آنسو کی لڑی اس کے رخساروں پر جاری تھی اور یہ دو شعر پڑھے۔

یــــا مــــن الیــــہ المــبتھــل

یــــا مــــن عــلیــــہ المتّــکــل

یــــا مــــن اذامــــا آمــل

یــــرجــوہ لــم یــخــط الامــل

جن کا ترجمہ یہ ہے۔ اے وہ پاک ذات کہ اسی کی طرف عاجزی کی جاتی ہے اور اسی پر اعتماد کیا جاتا ہے۔ اے وہ پاک ذات کہ جب اس سے کوئی امید باندھ لے تو وہ نامراد نہیں ہوسکتا اس کی امید ضرور پوری ہوتی ہے۔

یہ شعر پڑھ کر وہ بے ہوش ہو کر گر گیا۔ میں نے جلدی سے اس کا سر اٹھا کر اپنی گود میں رکھ لیا اور اپنی آستین سے اس کے منہ پر جو مٹی وغیرہ لگ گئی تھی، پونچھنے لگا۔ جب اس کو ہوش آیا تو میں نے کہا۔ ابھی سے تمہیں اتنا خوف کیوں ہوگیا، ابھی تو تم بچے ہو۔ ابھی تمہارے نامہ اعمال میں کوئی گناہ بھی نہ لکھا جائے گا۔ کہنے لگا بُہلول ہٹ جاؤ، میں نے اپنی والدہ کو ہمیشہ دیکھا جب وہ آگ جلانا شروع کرتی ہے تو پہلے چھوٹی چھوٹی لکڑیاں ہی چولہے میں رکھتی ہیں، اس کے بعد بڑی لکڑیاں رکھتی ہیں۔ مجھے یہ ڈر ہے کہ کہیں جہنم کی آگ میں چھوٹی لکڑیوں کی جگہ میں نہ رکھ دیا جاؤں۔ میں نے کہا۔ صاحبزادے بڑے حکیم معلوم ہوتے ہو مجھے کوئی مختصر سی نصیحت کرو۔ اس نے اس پر چودہ شعر پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے۔ میں غفلت میں پڑا رہا اور موت کو ہانکنے والا میرے پیچھے پیچھے موت کو ہانکے چلا آرہا ہے۔ اگر میں آج نہ گیا تو کل ضرور چلا جاؤں گا۔ میں نے اپنے بدن کو اچھے اچھے اور نرم لباس سے آراستہ کیا۔ حالانکہ میرے بدن کے لئے (قبر میں جاکر) گلنے اور سڑنے کے علاوہ چارہ کار نہیں۔ وہ منظر اس وقت گویا میرے سامنے ہے جبکہ میں قبر میں بوسیدہ پڑا ہوا ہوں گا۔ میرے اوپر مٹی کا ڈھیر ہوگا اور نیچے قبر کا گڑھا ہوگا اور میرا یہ حسن وجمال سارا کا سارا جاتا رہے گا اور بالکل مٹ جائے گا حتی کہ میری ہڈیوں پر نہ گوشت رہے گا نہ کھال رہے گی۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ عمر تو ختم ہوتی جارہی ہے۔ اور آرزوئیں ہیں کہ پوری نہیں ہوتیں اور بڑا طویل سفر سامنے ہے

اور توشہ ذرہ سا بھی ساتھ نہیں، اور میں نے کھلم کھلا گناہوں کے ساتھ اپنے نگہبان اور محافظ کا مقابلہ کیا، اور بڑی بُری حرکتیں کی ہیں جواب واپس بھی نہیں ہوسکتیں (یعنی جو گناہ کر چکا ہوں وہ بغیر کیا نہیں ہوسکتا) اور میں نے لوگوں سے چھپانے کے لئے پردے ڈالے کہ میرا عیب کسی پر ظاہر نہ ہو لیکن میرے جتنے مخفی گناہ ہیں وہ کل کو اس مالک کے سامنے ظاہر ہوں گے (اس کی پیشی میں پیش ہوں گے) اس میں شک نہیں کہ مجھے اس کا خوف ضرور تھا لیکن میں اس کے غایت حلم پر بھروسہ کرتا رہا (جس کی وجہ سے جرأت ہوتی رہی) اور اس پر اعتماد کرتا رہا کہ وہ بڑا غفور ہے اس کے سوا کون معافی دے سکتا ہے بے شک تمام تعریفیں اسی پاک ذات کے لئے ہیں۔ اگر موت کے اور مرنے کے بعد گلنے اور سڑنے کے سوا کوئی دوسری آفت نہ بھی ہوتی اور میرے رب کی طرف سے جنت کا وعدہ اور دوزخ کی دھمکی نہ بھی ہوتی، تب بھی مرنے اور سڑنے ہی میں اس بات پر کافی تنبیہ موجود تھی کہ لہو ولعب سے احتراز کیا جاتا لیکن کیا کریں کہ ہماری عقل زائل ہوگئی (کسی بات سے عبرت حاصل نہیں ہوتی۔ بس اب اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ) کاش گناہوں کو بخشنے والا میری مغفرت کردے جب کسی غلام سے کوئی لغزش ہوتی ہے، تو آقا ہی اس کو معاف کرتا ہے۔ بے شک میں بدترین بندہ ہوں جس نے اپنے مولیٰ کے عہد میں خیانت کی، اور نالائق غلام ایسے ہی ہوتے ہیں کہ ان کا کوئی قول قرار معتبر نہیں ہوتا۔ میرے آقا جب تیری آگ میری بدن کو جلائے گی تو میرا کیا حال بنے گا، جب کہ سخت سے سخت پتھر بھی اس آگ کو برداشت نہیں کرسکتے۔ میں موت کے وقت بھی تنِ تنہا رہ جاؤں گا، قبر میں بھی اکیلا ہی جاؤں گا، قبر سے بھی اکیلا ہی اٹھوں گا (کسی جگہ بھی میرا کوئی معین ومددگار نہ ہوگا)۔ پس اے وہ پاک ذات جو خود اکیلی ہے وحدہ لاشریک لہ ہے، ایسے شخص پر رحم کر جو بالکل تنِ تنہا رہ گیا"۔ بہلولؒ کہتے ہیں کہ اس کے یہ اشعار سن کر مجھ پر ایسا اثر ہوا کہ میں غش کھا کر گر گیا۔ بڑی دیر بعد جب مجھے ہوش آیا تو وہ لڑکا جا چکا تھا۔ میں نے ان بچوں سے دریافت کیا کہ یہ بچہ کون تھا۔ وہ کہنے لگے تو اس کو نہیں جانتا، یہ حضرت حسینؓ کی اولاد میں ہے۔ میں نے کہا۔ مجھے خود ہی حیرت ہو رہی تھی کہ یہ پھل کس درخت کا ہے؟ واقعی یہ پھل اسی درخت کا ہوسکتا تھا۔ حق تعالیٰ شانہ ہمیں اس خاندان کی برکتوں سے منتفع فرمائے آمین

(بحوالہ فضائل صدقات)

بحمد اللہ تعالیٰ آج بروز منگل ۲۷ محرم ۱۴۲۴ھ بمطابق یکم اپریل 2003ء کو میرے مادر علمی جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوریؒ ٹاؤن کراچی کی مقدس دار الحدیث میں رات بارہ بجے کتاب اختتام پذیر ہوئی۔ دعا ہے کہ خدائے وحدہ لاشریک اس کتاب کو میرے اور میرے تمام مسلمان نوجوانوں کے لئے نافع بنائے۔ آمین یا رب العلمین

اللھم صلی وبارک وسلم علی عبدک ورسولک محمد وعلیٰ الہ وصحبہ اجمعین والحمد للہ رب العلمین۔

دعاؤں کا طلبگار محمد ہارون معاویہ متعلم جامعہ بنوری ٹاؤن کراچی ۵

تم بحمد اللہ